عمران سیریز
سارج ایجنسی
مظہر کلیم ایم اے

اپنے انجام کو پہنچنے والے ہیں اس لئے میں انشاء اللہ اس پر ضرور لکھوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اوچ شریف ضلع بہاولپور سے فیصل ندیم ناز لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "خاموش چیخیں" پڑھا۔ مجھے یہ ناول اس قدر پسند آیا ہے کہ آپ کو ایک سو ایک مرتبہ مبارک باد دی جائے تو بھی کم ہے۔ آپ کے ناولوں میں جس طرح ہمت اور حوصلے کا سبق ملتا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اس انداز میں لکھتے رہیں گے"۔

محترم فیصل ندیم ناز صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ اب تک میرے سینکڑوں کی تعداد میں ناول شائع ہو چکے ہیں اور ان تمام ناولوں میں ہمیشہ مثبت سوچ، اعلیٰ کردار اور مایوسی سے بچنے اور ہمت اور حوصلے کی بات ہی کی گئی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس انداز میں لکھے گئے ناول آپ پڑھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazhar kaleem.ma@gmail.com

رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اس لئے ایک ستارہ بھی نظر نہ آرہا تھا۔ اس ویران علاقے میں جہاں دور دور تک نہ کوئی روشنی کی کرن تھی اور نہ ہی کوئی آدمی یا گارڈ نظر آرہا تھا۔ کچی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں اور جیپ کے اندر بھی گھپ اندھیرا تھا۔ جیپ کا طاقتور انجن ہلکی سی غراہٹ کی آواز ضرور پیدا کر رہا تھا لیکن یہ غراہٹ اس قدر ہلکی تھی کہ صرف جیپ کے اندر موجود افراد کو ہی سنائی دے رہی تھی۔ جیپ کے اندر چار افراد تھے جن میں ایک عورت اور تین مرد تھے۔ عورت اور مردوں نے سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جسم کا آدمی تھا جو اندھیرے میں اس طرح جیپ چلا رہا تھا جیسے اس کی ساری عمر اندھیرے میں ہی

ڈرائیونگ کرتے ہوئے گزر گئی ہو۔ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے لباس کے اوپر سیاہ رنگ کی لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے سیاہ بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے ۔ وہ خاموش بیٹھی سامنے پھیلے ہوئے اندھیرے کو اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اس اندھیرے میں اسے کوئی دلچسپ کھیل تماشہ نظر آ رہا ہو۔ عقبی سیٹوں پر دو لمبے قد اور قدرے ورزشی جسم کے آدمی موجود تھے ۔ ان دونوں نے بھی سیاہ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔

" کیا ہمیں کسی طرف سے چیک کیا جا رہا ہو گا"...... اچانک اس خاموش بیٹھی عورت کی مترنم آواز سنائی دی۔

" ہاں۔ جیسے ہی ہم اس میدان میں داخل ہوئے تھے ہمیں نہ صرف سیٹلائٹ کے ذریعے چیک کیا گیا ہو گا بلکہ مسلسل چیک کیا جا رہا ہو گا۔ یہ چیکنگ عام چیکنگ نہیں ہو گی۔ ہمارے جسموں کے ایک ایک بال کا مشینی تجزیہ ہو رہا ہو گا"...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بھاری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس قدر پراسرار اور سخت ماحول کیوں ہے یہاں "...... اس عورت نے کہا۔

" تم پہلی بار سارج ہیڈ کوارٹر جا رہی ہو اس لئے تمہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے ۔ جب کئی بار جانا پڑا تو تم بھی ان حالات کی عادی ہو جاؤ گی"...... مرد نے کہا اور عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کیا ہمیں فون پر مشن نہیں بتایا جا سکتا تھا"...... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس عورت نے کہا۔

" سلانیا۔ میں تمہیں آخری بار آگاہ کر رہا ہوں کہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سوچ سمجھ کر اور انتہائی محتاط انداز میں کم سے کم الفاظ منہ سے نکالا کرو۔ ہیڈ کوارٹر کے پاس معافی یا وارننگ کا کوئی خانہ نہیں ہے ۔ ہیڈ کوارٹر جو درست سمجھتا ہے وہی کرتا ہے "...... اس بار ڈرائیور کی آواز انتہائی سرد تھی۔

" آئی ایم سوری ۔ رائٹ"...... اس عورت نے جس کا نام سلانیا تھا ایک جھرجھری سی لیتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

پھر جیپ کی رفتار اچانک آہستہ ہونا شروع ہو گئی اور پھر اچانک اندھیرے میں ایک چھوٹی سی عمارت کا سایہ سا نظر آنے لگ گیا تھا۔ یہ دو کمروں پر مشتمل عمارت تھی جس کے دونوں دروازے بند تھے اور اندر سے روشنی کی کوئی کرن باہر نہ آ رہی تھی اور نہ ہی کوئی آدمی نظر آ رہا تھا۔ مرد جسے رائٹ کے نام سے پکارا گیا تھا اس نے جیپ اس عمارت کے قریب لے جا کر روک دی۔

" آؤ نیچے "...... رائٹ نے سلانیا اور عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر خود بھی نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی سلانیا اور عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے دونوں مرد بھی نیچے اتر آئے۔

" میں نے اس چیکنگ کے بارے میں تمہیں پہلے تفصیلی ہدایات

دی تھیں لیکن پھر سن لو کہ تم نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنے تمام کپڑے اتار دینے ہیں۔ اس کے بعد خاموش رہنا ہے۔ وہاں جو کچھ بھی ہو اسے برداشت کرنا ہے۔ پھر جب کمرے میں اوکے کی مشینی آواز ابھرے اور ہلکی سی روشنی ہو جائے تو تم نے لباس پہن کر کمرے سے باہر آ جانا ہے۔ ہم مردوں نے کونے والے کمرے میں باری باری جانا ہے جبکہ تم نے دوسرے کمرے میں جانا ہے"۔ رائٹ نے سلانیا سے کہا۔

"یس باس"...... سلانیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ"...... رائٹ نے کہا اور پھر وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کونے والے کمرے کے بند دروازے کے سامنے جا کر رائٹ اور اس کے مرد ساتھی رک گئے جبکہ سلانیا دوسرے کمرے کے بند دروازے کے سامنے رک گئی۔

"اندر جاؤ اور ہدایات کا خیال رکھنا ورنہ تمہاری لاش بھی غائب ہو جائے گی"...... رائٹ نے سلانیا سے کہا تو سلانیا بے اختیار ایک طویل سانس لیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر باہر سے بھی زیادہ اندھیرا تھا۔ سلانیا اندر داخل ہوئی اور ہدایات کے مطابق دو تین قدم چل کر رک گئی۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے کپڑے اتارنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس نے تمام کپڑے

اتار دیئے اور انہیں اپنے قریب زمین پر ڈال دیا اور خود خاموش کھڑی ہو گئی۔ اندھیرا اس قدر گہرا تھا کہ خود اسے اپنا جسم بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر اسے اچانک احساس ہوا کہ جیسے کسی آہنی پنجے نے اسے سر سے پکڑ لیا ہو۔ وہ ایک لمحے کے لئے گھبرائی اور چیخنے کے لئے اس کا منہ کھلا ہی تھا کہ اسے رائٹ کا خیال آیا جس نے اسے سختی سے ہدایت کی تھی کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو اسے برداشت کرنا ہے تو اس نے سختی سے منہ بھینچ لیا۔ اس کا سر آہنی پنجے میں جکڑا ہوا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس آہنی پنجے سے نامعلوم سی لہریں نکل کر اس کے پورے جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے پیروں کے ناخنوں تک میں ان لہروں کا اثر محسوس کر رہی تھی۔ چند لمحوں تک ایسا ہوتا رہا۔ پھر اچانک وہ آہنی پنجہ غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی لہریں بھی اس کے جسم سے مفقود ہو گئیں۔

"اوکے"...... اچانک کمرے میں ایک مشینی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ہلکی سی روشنی ہو گئی۔ روشنی ہوتے ہی اس نے جھپٹ کر سامنے پڑے ہوئے اپنے کپڑے اٹھائے اور انہیں پہننا شروع کر دیا۔ آخر میں جیکٹ پہن کر وہ مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جب اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا اور دروازہ کھلا تو کونے میں موجود ہلکی سی روشنی بھی غائب ہو گئی۔ سلانیا باہر آ گئی تو اس نے اپنے ساتھ ہی رائٹ اور اس کے ایک ساتھی کو کھڑے دیکھا۔

"شکر ہے تم اس مرحلے میں کامیاب رہی ہو"...... رائٹ نے اس کے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑا ہولناک تجربہ تھا۔ یہ تو شکر ہے کہ وہ آہنی پنجہ صرف میرے سر تک ہی محدود رہا"...... سلانیا نے کہا۔

"یہ ہماری آخری چیکنگ تھی۔ ہم اب مکمل طور پر اوکے ہیں"...... رائٹ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا ایک ساتھی کمرے سے باہر آگیا تو دوسرا ساتھی تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

"آؤ جیپ میں بیٹھیں۔ فلپ ابھی آ جائے گا۔ وہ یہاں آنے کا عادی ہے"...... رائٹ نے کہا تو سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد فلپ بھی کمرے سے نکل کر جیپ کی طرف آیا اور جیپ میں سوار ہو کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو رائٹ نے جیپ آگے بڑھا دی۔ سلانیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے یہ سب کچھ عجیب اور قدرے مضحکہ خیز سا لگ رہا تھا۔ وہ ابھی حال ہی میں سیکرٹ سروس سے اس تنظیم سارج میں شامل ہوئی تھی۔ اس کا تعلق جنوبی ایکریمیا کے ملک فاک لینڈ سے تھا اور اس وقت وہ چاروں فاک لینڈ کے دارالحکومت جارج ٹاؤن سے ملحقہ ایک ویران علاقے میں موجود تھے۔ سارج میں اسے رائٹ گروپ میں شامل کیا گیا تھا۔ رائٹ گروپ میں سلانیا کے آنے سے پہلے رائٹ کے ساتھ دو آدمی تھے جن میں سے ایک کا نام فلپ اور دوسرے کا نام جانسن تھا جبکہ سلانیا اب

اس گروپ میں شامل ہوئی تھی اور آج پہلی بار وہ رائٹ اور دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ سارج ہیڈ کوارٹر جا رہی تھی کیونکہ وہاں انہیں کال کیا گیا تھا۔ وہ طویل عرصے سے فاک لینڈ کی سیکرٹ سروس میں کام کرتی رہی تھی۔ اس کی تمام تر ٹریننگ ایکریمیا میں ہوئی تھی اور سیکرٹ سروس میں شمولیت کے بعد اس نے بہت سے ایسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ سیکرٹ سروس کا چیف اس کی بے حد تعریف کرتا تھا اور پھر ایک روز چیف نے اسے خوشخبری سنائی کہ اسے دنیا کی سب سے خفیہ لیکن انتہائی باوسائل اور منظم سارج ایجنسی میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس نے سارج ایجنسی کا نام ہی پہلی بار سنا تھا اور اس کے پوچھنے پر چیف نے بتایا تھا کہ سارج ایجنسی اصل میں ایکریمیا کی خفیہ تنظیم ہے۔ لیکن اس کا ہیڈ کوارٹر فاک لینڈ میں اس لئے بنایا گیا ہے کہ دوسرے ممالک کو اس بارے میں شبہ نہ ہو سکے کیونکہ فاک لینڈ زیادہ ترقی یافتہ ملک نہ تھا۔ اس کی آبادی بھی بے حد کم تھی اور رقبے کے لحاظ سے بھی وہ زیادہ بڑا نہ تھا۔ اس ملک کا زیادہ تر حصہ بنجر اور میدانی تھا۔ اس کا دارالحکومت جارج ٹاؤن خاصا بڑا شہر تھا لیکن اس کے چاروں طرف بھی ویران اور بنجر علاقے کافی تھے۔ اس لئے سارج ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر یہاں بنایا گیا تھا۔ سارج ایجنسی میں بے شمار گروپ تھے جن کے بارے میں سوائے ہیڈ کوارٹر کے اور کسی کو معلوم نہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کو بھی نہ جانتے تھے۔ ان کا رابطہ بھی صرف ہیڈ کوارٹر سے ہی رہتا تھا اور وہ

بھی صرف گروپ انچارجوں کے ذریعے۔ سارج ایجنسی کے بہت سے
شعبے تھے اور وہ پوری دنیا میں ایکریمیا اور اسرائیل کے مفادات کے
لئے بہت سے کام کرتی تھی۔ جن میں سائنس دانوں کے اغوا سے لے
کر اہم سیاسی اور قومی شخصیات کے قتل اور کسی بھی ملک میں شورش
برپا کرنے سے لے کر وہاں کسی بڑے ڈیم، بجلی گھر اور ایسی
تنصیبات کو تباہ کرنا بھی شامل تھا جن کی وجہ سے اس ملک کی
معاشی بنیاد ہی ہل جاتی تھی۔ سلانیا کو اس کے بہترین ریکارڈ کی وجہ
سے سارج ایجنسی میں شامل کیا گیا تھا اور رائٹ گروپ میں بھی اس
لئے شامل کیا گیا تھا کہ رائٹ، فلپ اور جانسن تینوں ہی فاک لینڈ
کے باشندے تھے اور کٹر یہودی تھے۔ سارج ایجنسی میں صرف
یہودیوں کو ہی شامل کیا جاتا تھا۔ سلانیا بھی چونکہ یہودی تھی اس لئے
اسے بھی سارج ایجنسی میں شامل کیا گیا تھا اور سارج ایجنسی میں
شمولیت کا مطلب تھا کہ اب دنیا بھر کی سہولیات اس کی دہلیز پر پہنچ
چکی تھیں۔ سلانیا کو بتایا گیا تھا کہ اسے کوئی مقررہ تنخواہ یا الاؤنس
نہیں ملے گا بلکہ اسے کریڈٹ کارڈ دے دیا گیا تھا اور وہ اس کارڈ کی
مدد سے کسی بھی ملک کے کسی بھی شہر میں کسی بھی ملٹی نیشنل
بینک کی مشین سے بھاری رقم حاصل کر سکتی تھی اور رقم کی کوئی
حد نہ تھی اور نہ ہی اس کا کوئی حساب کیا جاتا تھا۔ ویسے اس کا
اکاؤنٹ جارج ٹاؤن کے ایک ملٹی نیشنل بینک میں کھل چکا تھا اور
اسے جو چیک بک دی گئی تھی اس پر رقم کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ وہ

جس قدر رقم لینا چاہتی بینک سے حاصل کر سکتی تھی۔ یہ اتنی بڑی
سہولت تھی کہ سلانیا کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری دنیا کی
دولت اس کے اختیار میں دے دی گئی ہے۔ دولت بھی ایسی کہ وہ
جہاں سے جو چاہتی خرید سکتی تھی۔ جس ماڈل کی کار چاہے وہ رکھ
سکتی تھی۔ اس نے اپنے لئے جارج ٹاؤن کے ایک رہائشی پلازہ میں
چار کمروں کا ٹاپ لگژری فلیٹ خریدا ہوا تھا اور ایک ملازم کے ساتھ
وہ وہاں رہتی تھی۔ اس کے پاس انتہائی قیمتی اور جدید ترین ماڈل کی
سپورٹس کار تھی۔ جب کوئی مشن ہوتا تو وہ کام کرتے تھے ورنہ
انہیں آرڈر تھا کہ وہ جو چاہے کرتے رہیں۔ ویسے کسی کے پوچھنے پر وہ
اسے شیئرز بزنس کے بارے میں بتایا کرتی تھی کیونکہ شیئرز بزنس میں
آمدنی کا کوئی حساب نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے اس کی بات نبھ جاتی
تھی۔ رائٹ نے نہ صرف سلانیا کو بے حد پسند کیا تھا بلکہ وہ اس کا
بے حد خیال بھی رکھتا تھا اور جواب میں سلانیا بھی اس کے ساتھ اس
طرح رہتی تھی کہ جیسے شادی شدہ جوڑا رہتا ہے۔ لیکن انہوں نے
شادی نہ کی تھی۔ سلانیا کو سارج ایجنسی میں شامل ہوئے ابھی چند
ماہ ہی گزرے تھے اور ان چند ماہ میں چند چھوٹے چھوٹے کاموں کے
سوا مزید اس نے کچھ نہ کیا تھا اور آج پہلی بار وہ سارج ایجنسی کے
ہیڈ کوارٹر جا رہی تھی کیونکہ انہیں باقاعدہ وہاں طلب کیا گیا تھا اور
سلانیا کے پوچھنے پر رائٹ نے اسے بتایا تھا کہ ایسا اس وقت کیا جاتا
ہے جب کوئی بڑا اور اہم مشن انہیں سونپا جاتا ہے۔ رائٹ نے اسے

بتایا تھا کہ سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں کئی چیف ہیں۔ ان کے نمبرز ہیں اور کوئی بھی چیف کسی بھی گروپ کو کال کر کے اس کے ذمے مشن لگا سکتا تھا اور رائٹ نے اسے بتایا تھا کہ انہیں چیف نمبر فور نے کال کیا ہے اور رائٹ بھی پہلی بار اس چیف کے پاس جا رہا تھا۔ جیپ تیز رفتاری سے آگے بڑھتی رہی۔ پھر اندھیرے میں عمارتوں کے سائے نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ رائٹ نے جیپ ایک سائیڈ پر موڑی اور تھوڑی دیر بعد جیپ ایک عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔

"آؤ اور سنو سلانیا۔ سوال جواب میں کروں گا۔ تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو جواب دینا ورنہ خاموش رہنا"...... رائٹ نے سلانیا سے مخاطب ہو کر کہا اور سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ نیچے اتر کر وہ برآمدے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک آدمی موجود تھا۔

"مسٹر رائٹ۔ آیئے میرے پیچھے"...... اس آدمی نے رائٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ سلانیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ خاموشی سے اس آدمی کے پیچھے چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پوری عمارت میں خاموشی طاری تھی اور اس آدمی کے علاوہ اور کوئی آدمی بھی کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ سلانیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بھوتوں کے مسکن میں آ گئی ہو لیکن وہ خاموشی سے آگے بڑھتی رہی۔ پھر ایک بند دروازے پر ان کا گائیڈ رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں تین بار دروازے پر دستک

دی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"چند لمحوں بعد دروازہ کھل جائے گا۔ آپ اندر جا سکتے ہیں"۔ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور اندر مدھم سی روشنی نظر آنے لگی۔ رائٹ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے سلانیا اور اس کے پیچھے رائٹ کے دونوں ساتھی گھپ اور جانسن بھی اندر داخل ہو گئے۔ کمرے میں ایک بڑی میز نظر آ رہی تھی۔ جس کے پیچھے ایک اونچی پشت کی کرسی رکھی ہوئی تھی جبکہ دروازے کی طرف چار کرسیاں تھیں۔

"ایک ایک کرسی کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ"...... رائٹ نے کہا اور خود بھی ایک کرسی کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے باقی سب نے بھی اس کی پیروی کی۔ تھوڑی دیر بعد جھماکے سے وہ ہلکی سی روشنی بھی غائب ہو گئی اور کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔ لیکن ایسا تھوڑی دیر کے لئے ہوا۔ پھر یکلخت تیز روشنی ہو گئی۔ روشنی تو شاید نارمل تھی لیکن مسلسل اندھیرے میں رہنے کی وجہ سے انہیں یہ عام سی روشنی بھی سرچ لائٹ کی طاقتور روشنی سے بھی زیادہ تیز محسوس ہو رہی تھی۔ سلانیا کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں لیکن ایسا چند لمحوں کے لئے ہوا تھا۔ پھر اسے روشنی نارمل لگنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے کرسی پر ایک لمبے قد اور کمزور جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کافی چوڑا اور بڑا تھا۔ چہرے

پر انتہائی سختی اور سفاکی تھی۔یوں لگتا تھا جیسے یہ آدمی ابھی ابھی کسی
کو پھانسی دے کر آیا ہے یا وہ ابھی ان سب کو پھانسی پر لٹکا دے گا۔
"بیٹھ جاؤ"...... اس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔آواز ایسی تھی
کہ چھری کی طرح کانوں کو جیسے کاٹتی چلی جا رہی ہو۔رائٹ کرسی پر
بیٹھا تو سلانیا بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد ان
کے ساتھی فلپ اور جانسن بھی بیٹھ گئے۔
"رائٹ گروپ"...... اس چیختی ہوئی آواز نے کہا۔
"یس سر"...... رائٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"تم سلانیا ہو"...... اس باس نے سلانیا کو اس طرح غور سے
دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں اس کی ہڈیوں کا
ایکسرے لے رہا ہو۔
"یس سر"...... سلانیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"تمہاری فائل میں نے دیکھی ہے اور تمہاری وجہ سے رائٹ
گروپ کو اس اہم ترین مشن کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔کیا تم کام
کرنے کے لئے تیار ہو"...... باس نے پوچھا۔
"یس سر۔بخوشی"...... سلانیا نے جواب دیا۔
"تمہاری فائل بتا رہی ہے کہ تم پہلے کبھی پاکیشیا نہیں گئی لیکن
رائٹ اور اس کا گروپ بے شمار بار وہاں اور ارد گرد ممالک میں کام
کر چکا ہے۔اس لئے تم لوگوں کو وہاں کام کرنے میں کوئی مشکل
نہیں ہو گی۔پاکیشیا کی بین الاقوامی سمندری حدود میں ایک چھوٹا سا

جزیرہ ہے جسے گرین پرل کہا جاتا ہے یہاں نیوی کی ایک بڑی
ورکشاپ ہے۔خصوصی طور پر یہاں پاکیشیا کی اٹیمک آبدوزوں کو
مرمت کیا جاتا ہے اور ان کی اوورہالنگ کی جاتی ہے۔اس ورکشاپ
کے دو حصے ہیں۔ایک میں عام آبدوزوں پر کام ہوتا ہے اور دوسرا
خفیہ حصہ ہے جسے سپیشل ورکشاپ کہا جاتا ہے اور وہاں اٹیمک
آبدوزوں پر کام ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ سپیشل ورکشاپ
دراصل ایک جدید ترین لیبارٹری بھی ہے۔جہاں اٹیمک آبدوزوں
کو مزید بہتر اور دفاعی لحاظ سے زیادہ کارآمد بنانے کے لئے نئی نئی
ایجادیں کی جاتی ہیں۔وہاں ایک سائنس دان کام کرتا ہے۔ڈاکٹر
اعظم اس سائنس دان کا نام ہے۔معتبر ترین اطلاعات کے مطابق
ڈاکٹر اعظم نے اٹیمک سب میرین کے لئے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے
جو باقی دنیا کے لئے انتہائی خوفناک ہے۔یہ ایک چھوٹی سی چپ ہے
جسے اگر اٹیمک سب میرین میں نصب کر دیا جائے تو سمندری پانی
میں موجود خاص قسم کے کیمیکلز اس انداز میں ٹریٹ ہو جاتے ہیں
کہ ان کیمیکلز کی مسلسل ٹریٹنگ کی وجہ سے سب میرین کسی
چیکنگ آلے پر چیک نہیں کی جا سکتی۔دوسرے لفظوں میں اسے
کسی طرح بھی سوائے انسانی آنکھوں کے کسی مشین کے ذریعے
چیک نہیں کیا جا سکتا۔سادہ لفظوں میں اس چپ کی وجہ سے یہ
سب میرین مکمل طور پر کیموفلاج ہو جاتی ہے اور وہ اطمینان سے
کسی دشمن کے نیوی اڈوں میں داخل ہو کر انہیں مکمل طور پر تباہ کر

سکتی ہے یا جنگی بحری جہازوں کو تباہ کر سکتی ہے ۔ اس چپ کا سائنسی نام تو کوئی اور ہے لیکن ڈاکٹر اعظم نے اس کا کوڈ نام ایس ایم ون رکھا ہے ۔ ایس ایم کا مطلب سب میرین ہی ہو سکتا ہے"...... باس نے رک رک کر اور بغیر تمہید کے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔ سلانیا، رائٹ اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے یہ سب کچھ سن رہے تھے ۔

" تم سب یقیناً میری باتیں سن کر اندازہ لگا چکے ہو گے کہ ہمارا مشن کیا ہے اور تمہارے خیال کے مطابق ہمارا مشن یہی ہو سکتا ہے کہ وہ چپ ایس ایم ون حاصل کی جائے لیکن ایسا نہیں ہے ۔ ایسی چپ پر اسرائیل میں بھی کام ہو رہا ہے اور یہودی سائنس دان بھی تقریباً کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ البتہ ہمیں دو کام کرنے ہیں۔ ایک ڈاکٹر اعظم کا خاتمہ اور دوسرا گرین پرل آئی لینڈ میں نیوی سپیشل ورکشاپ کی مکمل تباہی۔ جہاں تک ڈاکٹر اعظم کا تعلق ہے وہ مستقل طور پر گرین پرل پر نہیں رہتا بلکہ وہ ہفتے میں دو روز وہاں جاتا ہے جبکہ باقی دن وہ اپنی رہائش گاہ میں بنائی گئی ذاتی لیبارٹری میں کام کرتا رہتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ پر بھی سائنسی حفاظتی آلات نصب ہیں اور ایسے سائنسی انتظامات بھی ہیں کہ اندر کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب وہ باہر نکلتا ہے تو بلٹ پروف بلکہ میزائل پروف گاڑی میں ساحل پر جاتا ہے اور وہاں سے سب میرین کے ذریعے وہ گرین پرل پہنچتا ہے ۔ اسی طرح اس کی واپسی ہوتی ہے اور ہمیں ڈاکٹر

اعظم کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی لیبارٹری کی تباہی بھی مطلوب ہے کیونکہ اگر اس چپ یا اس کا فارمولا وہاں موجود ہوا تو پاکیشیائی سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک کے ایجنٹ بھی اسے وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہمارا سارا مشن ختم ہو جائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسی چپ صرف اور صرف ایکریمیا اور اسرائیل کے پاس ہو تاکہ ان کی سب میرینز ناقابل تسخیر ہو جائیں اور ان کے سامنے بڑے سے بڑا جنگی جہاز اور سب میرینز بچوں کا کھلونا بن جائیں۔ جسے جب چاہو آسانی سے توڑا جا سکے ۔ اس لئے ڈاکٹر اعظم کو اس وقت ہلاک کرنا مطلوب ہے جب وہ اپنی ذاتی لیبارٹری میں موجود ہو۔ ڈاکٹر اعظم کے ذاتی کردار کے بارے میں جو تحقیقات کرائی گئی ہیں ان کے مطابق ڈاکٹر اعظم میں ایک بہت بڑی خامی کا پتہ چلایا گیا ہے اور تحقیقات کے مطابق ڈاکٹر اعظم کا کردار بے حد مضبوط ہے لیکن اس کے اندر ایک نفسیاتی خامی کا پتہ چلا ہے کہ وہ مخصوص فگر کی حامل نوجوان عورت کو پسند کرتا ہے اور سلانیا اس مخصوص فگر کی حامل ہے ۔ اس لئے سلانیا کا انتخاب کیا گیا ہے کہ وہ ڈاکٹر اعظم سے مل کر اس سے دوستانہ تعلقات قائم کرے اور پھر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ کر نہ صرف اس کا خاتمہ کر دے بلکہ اس کی ذاتی لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر کے وہاں آگ لگا دے جس سے وہاں موجود ہر چیز جل کر راکھ ہو جائے ۔ کیا تم اس مشن کے لئے تیار ہو سلانیا"...... باس نے کہا۔

"یس سر۔ بخوشی اور مجھے یقین ہے کہ میں حتمی طور پر کامیاب بھی رہوں گی۔ کیونکہ مجھے ایسے مردوں کو نفسیاتی طور پر ٹریٹ کرنا بخوبی آتا ہے"...... سلانیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ ویسے تو تمہیں ڈاکٹر اعظم کے بارے میں تحقیقات کی فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل موجود ہے ۔ وہ ہفتے میں ایک روز سنڈے کا پورا دن دارالحکومت کے اعلیٰ کلبوں میں گزارتا ہے ۔ لیکن ذہنی طور پر وہ بے حد ہوشیار اور شکی مزاج ہے ۔ اگر اسے معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو وہ تمہیں ہلاک کرنے سے بھی باز نہیں آئے گا لیکن تمہاری تربیت اور تمہارے سابقہ کارنامے بتا رہے ہیں کہ تم بہرحال اس مشن میں کامیاب رہو گی"...... باس نے کہا۔

"یس باس"...... سلانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ مسٹر رائٹ تمہارا مشن سادہ ہے ۔ تم نے گرین پرل میں نیوی کی سپیشل ورکشاپ کو مکمل طور پر تباہ کرنا ہے"۔ باس نے رائٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... رائٹ نے جواب دیا۔

"آخر میں ایک بات اور بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد فعال، تیز اور خوفناک ہے ۔ اس لئے تمہارے دونوں مشنز اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو۔ گو ہماری اطلاعات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت ایکریمیا میں ہے کیونکہ اس کے لیڈر علی عمران کو

وہاں دیکھا گیا ہے لیکن سیکرٹ سروس صرف چند افراد پر مشتمل نہیں ہوتی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی دوسرا گروپ وہاں پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود ہو۔ اس لئے تمہیں دونوں مشن اس انداز میں مکمل کرنے ہیں کہ جب تک تم مشن مکمل کر کے واپس نہ آ جاؤ انہیں اس بارے میں کسی طور پر بھی معلوم نہ ہو سکے"...... باس نے کہا۔

"یس باس"...... اس بار رائٹ اور سلانیا دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"آخری بات۔ مشن کے دوران یا پکڑے جانے کی صورت میں سارج ایجنسی کا نام کسی صورت تمہارے لاشعور تک کے ذریعے بھی سامنے نہیں آنا چاہئے"...... باس نے کہا۔

"یس باس"...... اس بار رائٹ نے کہا۔

"اوکے ۔ اب تم جا سکتے ہو۔ فائلیں تمہیں پہنچ جائیں گی۔ مشن کس طرح مکمل کرنا ہے یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے"...... باس نے کہا۔

"یس باس"...... رائٹ اور سلانیا کے ساتھ ساتھ فلپ اور جانسن نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے ۔ ان کے عقب میں پہلے لائٹ بند ہوئی پھر دروازہ بند ہو گیا۔

"آیئے جناب۔ میں آپ لوگوں کو آپ کی جیپ تک چھوڑ

دوں"...... باہر موجود اسی گائیڈ نے جو پہلے انہیں اس کمرے تک
چھوڑ گیا تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیزی
سے آگے بڑھ گیا۔ رائٹ، سلانیا اور ان کے ساتھی اس گائیڈ کی
پیروی کر رہے تھے۔

عمران اپنے فلیٹ پر موجود تھا۔ اسے ایک بیرونی مشن سے واپس
آئے آج دوسرا روز تھا۔ سلیمان چونکہ اس کی عدم موجودگی میں گاؤں
چلا گیا تھا اور وہاں کسی عزیز کی بیماری کے پیش نظر ابھی تک اس کی
واپسی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا۔ صبح کی
نماز اور پھر تلاوت کے بعد اس نے پارک میں جا کر اپنی مخصوص
ورزشیں کیں اور پھر وہ واپس فلیٹ پر آ گیا۔ اب اسے ناشتے کا
بندوبست کرنا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ ناشتہ کسی ہوٹل
میں جا کر کر لے لیکن پھر اس نے خود ناشتہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔
لیکن جب وہ کچن میں گیا تو الٹے قدموں ہی واپس آ گیا کیونکہ ناشتے
کے لئے مطلوبہ چیزیں سرے سے موجود ہی نہ تھیں۔ بیکری آئٹمز
چونکہ تازہ استعمال کئے جاتے تھے اس لئے سلیمان صبح کی نماز کے بعد
فلیٹ آتے ہوئے روزانہ تازہ آئیٹمز لے کر آتا تھا لیکن عمران کو اس کا

خیال ہی نہ رہا تھا۔ اس لئے اب دوبارہ بازار جا کر وہاں سے خریداری کر کے واپس فلیٹ پر آ کر ناشتہ تیار کرنا اسے مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک اور فیصلہ کیا اور سٹنگ روم میں آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیانافٹزواٹر۔ پورا نام لیا کرو۔ اس قدر تروتازہ نام ہے کہ میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ منرل واٹر کے کسی برانڈ کا نام رکھ دوں۔ لیکن ہماری قوم بڑی ستم ظریف واقع ہوئی ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ فٹزواٹر کو فلٹرواٹر سمجھ لے۔ ویسے تو تمام منرل واٹرز دراصل فلٹر واٹرز ہی ہوتے ہیں لیکن ان کا نام منرل واٹر ہی رکھا جاتا ہے تاکہ لوگ خوش ہو کر اسے زیادہ سے زیادہ پیتے رہیں۔ اس طرح کمپنی کا منافع تیزی سے ہائی جمپ لگاتا رہے لیکن صرف فلٹرواٹر کسی نے خریدنا نہیں کیونکہ اتنی بھاری قیمت میں فلٹرواٹر کی ایک بوتل خریدنے سے وہ یہی بہتر سمجھیں گے کہ گھر میں اتنی قیمت سے خود فلٹر لگوا لیں"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی تو اس میں بڑی دیر بعد جا کر فل سٹاپ آیا اور وہ بھی اس لئے کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تھا۔

"کمال ہے۔ اس قدر زبردست بزنس ٹاک کو یہ لوگ پسند ہی نہیں کرتے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر، ہیچ مدان، بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بولو"...... دوسری طرف سے جولیا نے ایک لفظی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ پہلے شاید میں اجازت کے بغیر بولا تھا۔ اس لئے تم نے سنا نہیں اور فون بند کر دیا اب چونکہ تم نے بولنے کی اجازت دے دی ہے اس لئے اب تو فون بند نہیں کرو گی"...... عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اسے بولنے کی اجازت نہ ملی ہو ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"لیکن میں نے تمہیں بولنے کے لئے کہا ہے۔ اپنے سننے پر کوئی پابندی نہیں لگائی"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں صرف بولتا رہوں۔ تم سنو یا نہ سنو جبکہ میری یہ حالت ہے کہ ناشتے کے بغیر اب مجھ سے بولا ہی نہیں جا رہا۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں یہاں فلیٹ میں اکیلا بے یار و مددگار، بے بس اور لاچار بیٹھا ہوا ہوں اور وہ کیا کہتے ہیں کہ جن پر تکیہ کیا وہی پتے ہوا دینے لگے۔ مجھے یقین تھا کہ تم میرے اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالو گی لیکن تم تو میری بات سننے کے لئے ہی تیار

نہیں ہو"...... عمران نے بڑے دکھی سے لہجے میں کہا۔

"آج کا ناشتہ سب کو کیپٹن شکیل نے کھلایا ہے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے ورنہ تمہیں بھی کال کر لیتے لیکن تم کیپٹن شکیل کو فون کرو۔ وہ تمہیں ناشتہ بھجوا دے گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اب اتنا مفلس وقلاش ہو چکا ہوں کہ اپنے لئے ہوٹل سے ناشتہ نہیں منگوا سکتا جبکہ میں تمہارے ہاتھ کا تیار کردہ ناشتہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اب کیا کروں۔ تم تو میری بات ہی سننے کے لئے تیار نہیں ہو"...... عمران نے بڑے غمگین سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم آجاؤ۔ میں تمہیں ناشتہ کرا دیتی ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کیپٹن شکیل بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ۔ خیریت آج آپ نے مجھے کیسے فون کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

"تم نے پوری ٹیم کو ناشتہ کرایا ہے اور مجھے سوکھے منہ سے پوچھا تک نہیں۔ سچ کہتے ہیں کہ بھوکے بیچارے کو کوئی پوچھتا تک نہیں ہے"...... عمران نے بڑی طویل ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ عمران صاحب۔ آئی ایم ریئلی سوری۔ آپ چونکہ آتے نہیں اس لئے مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آئی ایم ویری سوری۔ آپ جو جرمانہ ڈالیں مجھے منظور ہے"...... کیپٹن شکیل نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا جرمانہ ڈالوں۔ وہ رکشوں اور ویگنوں کے پیچھے ٹھیک ہی لکھا جاتا ہے کہ اپنا اپنا نصیب"...... عمران نے اسی طرح دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ناشتہ لے کر آپ کے فلیٹ پر پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔ اب میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں کہ ہوٹل کے ناشتے کرتا پھروں۔ مس جولیانافٹزواٹر اپنے ہاتھوں سے میرے لئے ناشتہ تیار کر رہی ہے۔ میں ناشتہ کرنے اس کے فلیٹ پر تشریف لے جا رہا ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں اپنا اپنا نصیب"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں تاکہ آپ کے ساتھ

ناشتے میں شریک ہو سکوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم ڈبل ناشتہ کرو گے یعنی اب امارت کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ڈبل ناشتہ، ڈبل لنچ اور ڈبل ڈنر۔ لیکن یہ سوچ لو کہ باقی ساری عمر ہسپتال کے بیڈ پر ہی گزرے گی"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے شریک ہونے کا کہا ہے عمران صاحب۔ ڈبل ناشتے کی بات نہیں کی"...... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شرکت۔ ہاں شرکت تم کر سکتے ہو۔ آخر تم نے میری شادی میں بھی شرکت کرنی ہے ۔ تم اس استحقاق کی بناء پر ناشتے میں تو شرکت کر سکتے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران رسیور رکھ کر بڑے اطمینان سے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ چائے کا سامان موجود تھا اور ریفریجریٹر میں دودھ کا ڈبہ بھی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے چائے بنائی اور اسے تھرماس میں ڈال کر اس نے تھرماس اور پیالی اٹھائی اور واپس سٹنگ روم میں آکر اس نے تھرماس سے چائے پیالی میں ڈالی اور پھر آج کے آئے ہوئے اخبارات کھول کر دیکھنے شروع کر دیئے ۔ ساتھ ہی وہ چائے بھی گھونٹ گھونٹ پی رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جولیا اور کیپٹن شکیل سے کی جانے والی باتیں بھول گیا ہو اور اب اطمینان سے بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا

ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی نظریں بدستور سامنے موجود اخبار پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ یہ تم نے کیا کہا ہے کیپٹن شکیل کو فون کر کے کہ اس نے سارے ساتھیوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ میرے فلیٹ پر پہنچیں اور تم خود کہاں ہو۔ پہلے تو تم اس طرح ناشتے کا شور مچا رہے تھے جیسے صدیوں سے بھوکے ہو اور جب میں نے ناشتہ بنا لیا ہے تو تم غائب ہو"...... دوسری طرف سے جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ناشتہ، لیکن اب تو ناشتے کا وقت گزر چکا ہے ۔ اب تو لنچ کا وقت قریب ہے اور جہاں تک ناشتے کا تعلق ہے تو ناش سنسکرت زبان میں فنا ہو جانے، ختم ہو جانے کو کہتے ہیں اور فارسی میں ناشتے کا لفظی معنی بھوکا ہوتا ہے اور میں تو ویسے ہی جنم جنم کا بھوکا ہوں"۔ عمران کی زبان ایک بار رواں ہو گئی۔

"میں کسی سنسکرت اور فارسی کے مطلب کو نہیں جانتی۔ سنا تم نے ۔ فوراً یہاں پہنچو ورنہ میں پوری سیکرٹ سروس کو لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور ہم ایک ہفتے سے پہلے واپس نہیں

جائیں گے "...... دوسری طرف سے جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف
بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے وہ واپس آیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج
اٹھی۔

" آرہا ہوں۔ ابھی آرہا ہوں۔ تم نے دھمکی ہی ایسی دی ہے کہ
اب مجھے آنا ہی پڑے گا ورنہ ایک ہفتے تک دس مہمانوں کو کھانا
کھلانا میرے بس سے باہر ہے "...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی
اس انداز میں بات شروع کر دی جیسے اسے یقین ہو کہ فون جولیا کا
ہے۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو اور کسے کہہ رہے ہو "...... دوسری طرف سے
سر سلطان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" ارے آپ، میں سمجھا جولیا کا فون ہے۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے
اور میں نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔ میں نے جولیا سے کہا کہ وہ اپنے ہاتھ
سے بنا ہوا کھانا کھلائے کیونکہ کسی خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشتہ
کئے مدتیں گزر گئی ہیں "...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" مدتوں پہلے کس خاتون کے ہاتھ کا بنا ہوا ناشتہ کھاتے رہے
ہو "...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اماں بی کا۔ یقین کریں اس قدر لذت اماں بی کے ہاتھوں میں
ہے کہ اب تک اس لذت کا احساس اسی طرح تروتازہ ہے "۔ عمران

نے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" تم میرے پاس آجاتے۔ ہم دونوں مل کر ناشتہ کر لیتے "۔
سر سلطان نے کہا۔

" پھر آپ کا کیا بنتا "...... عمران نے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب "...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

" ظاہر ہے آپ کو سرکاری باورچی ملا ہوا ہے جبکہ میں وہاں بیٹھ کر
آنٹی کے ہاتھ میں لذت کی تعریفیں کرتا تو یقیناً فوری طور پر باورچی کو
رخصت دے دی جاتی اور آنٹی خود لنچ، ڈنر اور ناشتہ بناتیں اور آپ کو
بہرحال کھانا بھی پڑتا اور دل پر پتھر رکھ کر تعریفیں بھی کرنا پڑتیں۔
اس لئے کہہ رہا ہوں "...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو
دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" تم جیسا شیطان شاید ہی دنیا میں پھر پیدا ہو۔ کہاں کی بات
کہاں جا ملاتے ہو۔ بہرحال میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ یورپ
کے ایک ملک رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے جو میرا اچھا دوست ہے
مجھے فون کر کے بتایا کہ ان کے دارالحکومت نجارسٹ کے بین
الاقوامی ایئرپورٹ پر ایک فاک لینڈی کو رومانیہ حکومت کی ایک
اہم دستاویز چرانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے
بتایا ہے کہ اس کا تعلق کسی خفیہ تنظیم سارج سے ہے اور سارج کا
انتہائی اہم مشن پاکیشیا میں مکمل کیا جا رہا ہے اور اسے بھی حکم دیا گیا
تھا کہ وہ پاکیشیا پہنچ جائے۔ مزید انکوائری پر اس نے صرف اتنا بتایا

ہے کہ اس نے پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ کر کاراکاز نامی کلب میں جا کر وکٹر سے ملنا تھا اور وکٹر نے اسے آگے کا کام دینا تھا۔ وہ صرف اتنا ہی بتا سکا پھر تشدد نہ برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ چیف سیکرٹری رومانیہ نے مجھے فون کر کے یہ بات اس لئے بتاتی ہے کہ وہ میرے ذاتی دوست بھی ہیں۔ میں نے انہیں مزید تفصیلات کے حصول کے لئے کہا تو انہوں نے معذرت کر لی کیونکہ سرکاری طور پر وہ ایسی معلومات کسی دوسرے ملک کو نہیں بھجوا سکتے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سارج کون سی تنظیم ہے اور وہ کس مشن پر یہاں کام کر رہی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں تو یہ نام ہی پہلی بار آپ سے سن رہا ہوں۔ بہرحال چیف سیکرٹری یا سیکرٹری خارجہ بڑے ذمہ دار لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بات کو سچ تسلیم کرتے ہوئے اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس بارے میں معلومات حاصل کریں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بس اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے واقعی انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ جولیا کو ناشتہ کے لئے کہا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔ خیریت"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

"سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اس لئے ناشتہ نہ کر سکا اور غلطی سے جولیا کو فون کر دیا۔ اب جولیا انتظار کر رہی ہے اور ابھی سر سلطان نے فون کر کے مجھے بتایا ہے کہ انہیں رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے جو ان کے دوست ہیں۔ بتایا ہے کہ......" عمران نے سر سلطان کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی۔

"یہ سارج ایجنسی تو کوئی نیا نام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میں جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ تم ورلڈ ویژن والوں کو فون کر کے ان سے سارج ایجنسی کے بارے میں معلوم کرو اور جو معلومات ہوں وہ مجھے جولیا کے فون پر بتا دینا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں اور اگر ان سے معلوم نہ ہو سکا تو میں بالٹانیہ کی چار ورلڈ ایجنسیوں سے بھی معلوم کر لوں گا"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور مڑ کر الماری کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار

کال دیتے ہوئے کہا۔
" یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
" مجھے فلیٹ پر فون کرو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس الماری میں رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔
" ٹائیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔
" کہاں سے فون کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔
" اپنے ہوٹل کے کمرے سے باس۔ میں بس اب باہر جانے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یہاں کوئی کاراکاز کلب ہے"...... عمران نے پوچھا۔
" یس باس۔ بڑا مشہور کلب ہے استان روڈ پر"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" وہاں کے کسی وکٹر کو جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔
" نہیں باس۔ وہاں کا مینجر تو جونی ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ وکٹر کیا کرتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔
" مجھے نہیں معلوم۔ صرف اتنی اطلاع ملی ہے کہ کسی خفیہ تنظیم سارج نے اپنے ایجنٹ یہاں پاکیشیا بھجوائے ہوئے ہیں۔ ان کی مدد

کے لئے رومانیہ سے ایک آدمی یہاں آ رہا تھا اسے بتایا گیا تھا کہ وہ کاراکاز کلب کے وکٹر سے ملے اور وہ آدمی جو یہاں آ رہا تھا رومانیہ کے دارالحکومت میں پکڑا گیا اب اس وکٹر کو ٹریس کر کے اس سے اس معاملے کے بارے میں معلوم کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔
" یس باس۔ اگر آپ کہیں تو میں جونی سے فون پر پوچھ لوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔
" نہیں۔ اسے وہاں جا کر ٹریس کرو اور جو بھی ہو اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچاؤ"...... عمران نے کہا۔
" یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔
" جولیا کے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے تمہیں"...... عمران نے کہا۔
" یس باس۔ میری فون ڈائری میں درج ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔
" تم نے مجھے وہاں اطلاع دینی ہے۔ میں اب وہیں جا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔
" یس باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
" رانا ہاؤس"...... رابطہ ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔
" علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔
" یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا

تھا۔

" ٹائیگر کو میں نے کہا ہے ایک آدمی کو ٹریس کرنے کے لئے ۔ اگر وہ ٹریس ہو گیا تو وہ اسے رانا ہاؤس لے آئے گا۔ اسے بلیک روم میں کرسی پر جکڑ دینا۔ ٹائیگر مجھے اطلاع دے گا لیکن میرے آنے تک ٹائیگر کو روک لینا"...... عمران نے کہا۔

" یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ گیلری میں آکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی ریواز کلب کی عالیشان عمارت کے مین گیٹ کے سامنے رکی تو سیڑھیوں سے نیچے کھڑے باوردی دربان نے تیزی سے آگے بڑھ کر ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھولا اور سلانیا نیچے اتر آئی۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور کو کرائے کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی اترنے سے پہلے دے چکی تھی اس لئے اس کے اترتے ہی ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ باوردی دربان نے اسے سلام کیا اور پھر دو سیڑھیاں چڑھ کر اس نے شیشے کا دروازہ کھولا اور ساتھ ہی احتراماً جھک گیا۔ سلانیا نے ایک نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ گئی۔ ہال کافی بڑا اور انتہائی دیدہ زیب اور خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہال میں موجود افراد کی تعداد کافی تھی جن میں عورتیں بھی

تھیں اور مرد بھی۔ لیکن وہ سب اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے ۔
سرگوشیوں میں باتیں ہو رہی تھیں اور ویٹرس وہاں سروس کر رہی
تھیں۔ سلانیا کو رائٹ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا آئے
دو روز ہو گئے تھے ۔یہاں پہنچ کر بظاہر سلانیا رائٹ سے علیحدہ ہو گئی
تھی لیکن وہ سب ایک ہی ہوٹل ہلٹن میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے ۔
سلانیا نے ہوٹل میں علیحدہ کمرہ لیا تھا جبکہ ساتھ والا کمرہ رائٹ کا تھا۔
رائٹ کے ساتھ فلپ اور جانسن کے کمرے اسی منزل پر ہی تھے لیکن
وہ ہٹ کر تھے ۔فائل کے مطابق ڈاکٹر اعظم ہر اتوار کی شام کو ریواز
کلب آتا تھا اور تقریباً تمام رات وہیں رہتا تھا۔ فائل میں سلانیا نے
ڈاکٹر اعظم کی تصویر بھی دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے جانسن کو یہ
تصویر دکھا کر ریواز کلب بھجوا دیا تھا کہ جب ڈاکٹر اعظم وہاں پہنچے تو
وہ اسے فون پر اطلاع کر دے کیونکہ سلانیا اس وقت وہاں جانا چاہتی
تھی جب ڈاکٹر اعظم وہاں موجود ہو۔ فائل کے مطابق ڈاکٹر اعظم کو
عورت کی جو فگر پسند تھی اس بارے میں سلانیا اچھی طرح جانتی تھی
کہ ایسے نفسیاتی مریضوں کو کس طرح پاگل بنایا جا سکتا ہے ۔اس
لئے وہ اس وقت وہاں جانا چاہتی تھی جب ڈاکٹر اعظم پہلے سے وہاں
موجود ہو۔ مشن کے سلسلے میں رائٹ سے اس کی تفصیلی بات چیت
ہو چکی تھی۔ رائٹ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے بھاگ دوڑ شروع
کر دی تھی لیکن وہ اس وقت یہ مشن مکمل کرنا چاہتا تھا۔ جب سلانیا
پہلے اپنا مشن مکمل کر لیتی۔ گرین پرل اوپن جزیرہ تھا۔ اس کا صرف

ایک مخصوص حصہ نیوی کی تحویل میں تھا اور وہاں عام لوگوں کا
داخلہ بند تھا ورنہ باقی پورے جزیرے میں کہیں بھی کوئی آ جا سکتا تھا
اور رائٹ دو روز میں دو بار اپنے ساتھی فلپ کے ساتھ وہاں چکر لگا آیا
تھا اور اس کے مطابق وہ کافی آسانی سے اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا
کیونکہ اس کے پاس ہر قسم کی چیکنگ کرنے والی اور حفاظتی مشینری
کو زیرو کرنے والی جدید ترین خصوصی مشین موجود تھی جو ایک
کیمرے کے انداز میں بنائی گئی تھی۔ سلانیا کو بھی یقین تھا کہ وہ
ڈاکٹر اعظم کو شیشے میں اتار کر جلد ہی اپنا مشن مکمل کر لے گی۔ اس
لئے وہ پوری طرح تیار ہو کر ریواز کلب آئی تھی۔ اس کے جسم پر
انتہائی چست لباس تھا اور ہال میں داخل ہو کر وہ اس طرح رک گئی
جیسے ہال کا جائزہ لے رہی ہو اور پھر ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ڈاکٹر
اعظم پر اس کی نظریں پڑیں تو وہ بے اختیار مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔
وہ کیٹ واک کے انداز میں اٹھلاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی
اس نے آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس نے چیک کر لیا کہ ڈاکٹر
اعظم کی نظریں اس پر اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس
کے ساتھ چپک جاتا ہے ۔ہال میں موجود کئی اور نوجوانوں کی نظریں
بھی اس پر چپکی ہوئی تھیں لیکن سلانیا سیدھی ڈاکٹر اعظم کی طرف
بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ قریب پہنچی تو بے اختیار رک گئی اور اس نے
اس انداز میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہی
ہو کہ کس کے ساتھ بیٹھے ۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور

ڈاکٹر اعظم کی طرف مڑ گئی۔

" پلیز۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں آپ کے ساتھ "۔ سلانیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر ڈاکٹر اعظم بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ، ہلکے نیلے رنگ کی شرٹ اور سفید پھولوں والی نیلی ٹائی باندھ رکھی تھی۔ اس کے بالوں میں سفیدی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ چہرے پر سنہرے فریم کی نفیس عینک تھی لیکن اس کا سلانیا کو دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے بچہ دکان میں پڑی ہوئی اپنی پسندیدہ ٹافی کو دیکھتا ہے۔

" وائی ناٹ پلیز"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ سلانیا پر مر چکا ہے اور پھر آہستہ آہستہ باتیں شروع ہوئیں تو سلانیا نے اسے بتایا کہ وہ سیاح ہے اور ایشیاء کی سیاحت پر نکلی ہے اور ہوٹل ہلٹن میں رہائش پذیر ہے۔ ویسے وہ یورپ میں شیئر بزنس کرتی ہے جس سے اسے انتہائی معقول آمدنی ہو جاتی ہے۔ سیاحت اس کا شوق ہے اور وہ اکثر سیاحت پر ہی رہتی ہے۔ اس کے دو کاروباری مینجرز اس کا بزنس سنبھالتے ہیں اور ان سے اس کا رابطہ فون پر رہتا ہے اور یہاں ریواز کلب میں وہ ڈنر کے لئے آئی تھی اور ڈاکٹر اعظم نے اسے بتایا کہ وہ سائنس دان ہے اور نیوی کے ساتھ منسلک ہے لیکن وہ بہت کم نیوی کی لیبارٹری میں جاتا ہے ورنہ اس نے اپنی رہائش گاہ میں ہی اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔

" پھر تو آپ سے صرف قسم قسم کی گیسوں، ریز اور مشینوں کے

بارے میں ہی گفتگو ہو سکتی ہے جبکہ معاف کیجئے مجھے رومانس پسند ہے۔ آپ واقعی میری آئیڈیل شخصیت ہیں۔ آپ کا یہ خوبصورت ہیئر سٹائل، مردانہ وجاہت، آپ کا مخصوص ڈریس سب کچھ میرے لئے آئیڈیل ہے اور مجھے بہت کم آئیڈیل نظر آتے ہیں لیکن اب میری بد قسمتی کہ آپ سائنس دان ہیں"...... سلانیا نے اپنے مخصوص لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ کی تعریف کا شکریہ۔ لیکن سائنس دان ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں انسان ہی نہیں رہا اور آپ جیسی خوبصورت فگر انسان تو انسان، حیوانوں کو بھی پسند ہو گی"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر انہوں نے ڈنر بھی ڈائننگ ہال میں جا کر اکٹھے کیا اور ڈنر کے بعد وہ شراب پینے کے لئے لابی میں آ کر بیٹھ گئے۔

" آپ کب تک یہاں ہیں"...... ڈاکٹر اعظم نے پوچھا۔

" جب تک آپ کہیں۔ میں رہنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں آپ سے حقیقتاً متاثر ہوئی ہوں"...... سلانیا نے بڑے محبت بھرے انداز میں کہا تو ڈاکٹر اعظم کا چہرہ مسرت سے تمتما اٹھا۔

" میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ اب آپ کے ساتھ ملاقات آئندہ سنڈے کو ہی ہو سکتی ہے"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک پڑی۔

" وہ کیوں۔ ایک ہفتے بعد۔ کیا آپ ملک سے باہر جا رہے

ہیں"...... سلانیا نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں۔ میں ان دونوں انتہائی اہم اور پیچیدہ فارمولے پر کام کر رہا ہوں۔ جس کے لئے مجھے مکمل یکسوئی چاہئے۔ اس لئے میں صرف سنڈے کو یہاں آسکتا ہوں"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"ظاہر ہے آپ سائنس دان ہیں تو آپ یہ کام کسی لیبارٹری میں ہی جا کر کرتے ہوں گے اور ویسے بھی وہاں آپ پورا ہفتہ چوبیس گھنٹے تو کام نہیں کر سکتے۔ آپ آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ اس دوران کچھ وقت آپ گھومنے پھرنے ملنے ملانے کے لئے نہیں نکال سکتے"۔ سلانیا نے بڑے مان کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ میں نے اپنی رہائش گاہ میں بھی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ میں وہیں کام کرتا ہوں۔ بہت تھوڑا وقت آرام کرتا ہوں۔ اس لئے میں گھر سے نکل ہی نہیں سکتا"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں آجایا کروں گی آپ سے ملنے۔ وہاں آپ کی رہائش گاہ پر"...... سلانیا نے خاص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔ میری رہائش گاہ میں کوئی غیر آدمی کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ انتظام حکومت کی طرف ہے۔ انہوں نے وہاں انتہائی حساس آلات نصب کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک

پڑی۔ اس کے ذہن میں پہلی بار یہ بات آئی تھی کہ ڈاکٹر اعظم بے حد ہوشیار اور محتاط آدمی ہے۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک ہفتہ مجھ سے نہیں گزارہ جا سکتا۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم یہیں سے ہی علیحدہ ہو جائیں"...... سلانیا نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ درمیان میں تمہارے لئے وقت نکال سکوں"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تمہیں فرصت مل جائے تو ہلٹن ہوٹل آجانا۔ کمرہ نمبر دو سو بارہ"...... سلانیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"لگتا ہے تم ناراض ہو گئی ہو"...... ڈاکٹر اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرحال پھر ملیں گے۔ فی الحال گڈ بائی"...... سلانیا نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ ڈاکٹر اعظم وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہلٹن ہوٹل پہنچ گئی۔ رائٹ کمرے میں موجود تھا۔

"کیا ہوا۔ کوئی بات بنی"...... رائٹ نے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آدمی انتہائی ہوشیار اور محتاط ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اور کرنا

پڑے گا"...... سلانیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر اعظم سے ہونے والی ملاقات اور گفتگو دوہرا دی۔

"وہ اہم سائنس دان ہے۔ اس لئے پہلی ملاقات میں کسی غیر ملکی کو اپنی رہائش گاہ پر نہیں لے جا سکتا۔ لیکن اگر تم اسے درست طور پر ٹریٹ کرو تو پھر وہ تمہیں ساتھ لے جانے کے لئے مجبور ہو جائے گا"...... رائٹ نے کہا۔

"لیکن اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ کیا ہم ویسے اس کی رہائش گاہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ہم نے بڑی بڑی لیبارٹریوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اس کی رہائش گاہ پر ان لیبارٹریوں سے زیادہ انتظامات تو نہیں ہوں گے"...... سلانیا نے کہا۔

"مسئلہ وہ نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مشن ڈبل ہے اور ایک دوسرے سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ ہماری تھوڑی سی جلد بازی سے مشن ناکام ہو سکتا ہے"...... رائٹ نے کہا۔

"وہ کیسے"...... سلانیا نے چونک کر کہا۔

"اگر ہم نے اس کی کوٹھی میں داخل ہو کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کی لیبارٹری تباہ کر دی تو لامحالہ حکومت اور اعلیٰ حکام چونک پڑیں گے اور فوری طور پر وہ نیوی سپیشل ورکشاپ کے فول پروف انتظامات کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس پورے جزیرے کو ہی ممنوعہ قرار دے دیں اس کے علاوہ باس نے کہا تھا کہ اگرچہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مین گروپ یہاں موجود نہیں ہے۔ لیکن دوسرا

گروپ ہو سکتا ہے۔ یقیناً ان تک اطلاع پہنچ گی اور وہ حرکت میں آ جائیں گے۔ اس طرح ہم بے بس ہو کر پھنس جائیں گے۔ ہمیں اس انداز میں کام کرنا ہے کہ دونوں طرف بیک وقت یا کم از کم ایک ہی دن کام ہو۔ پھر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ جہاں سارج ایجنسی اپنے ایجنٹوں کو معاشی طور پر شہنشاہ بنا دیتی ہے وہاں ناکامی کی صورت میں اس ایجنٹ اور اس کے ساتھیوں کو ہر قیمت پر مرنا پڑتا ہے۔ سارج ایجنسی میں ناکامی کی کوئی معافی نہیں ہے۔ اس لئے کسی کام میں جلدی نہ کرو۔ بے حد سوچ سمجھ کر کرو"...... رائٹ نے اسے بزرگانہ انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جب تک میں کامیاب نہ ہوں گی۔ تم بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے"...... سلانیا نے کہا۔

"نہیں، وہاں پہنچنا اور وہاں مشن مکمل کرنا آسان نہیں ہے۔ ہم اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اس سپیشل ورکشاپ میں کوئی چور راستہ نکال لیں۔ دو روز کی کوششوں کے بعد اب ہم کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اس کے بعد جیسے ہی تم اطلاع دو گی کہ تم ڈاکٹر اعظم کے ساتھ اس کی کوٹھی میں جا رہی ہو۔ ہم بھی اس چور راستے سے ورکشاپ میں داخل ہو جائیں گے اور پھر بیک وقت دونوں کام ہو جائیں گے"...... رائٹ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اس ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ میں جانے کی کوشش جاری رکھوں لیکن اس نے تو کہا ہے کہ وہ اب

آئندہ اتوار کو آئے گا۔ پورے ایک ہفتہ بعد اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ ایک ہفتے بعد بھی میری بات مان جائے۔ مجھے خود یہ آدمی کوئی نفسیاتی مریض لگتا ہے۔ اب اگر دس بارہ ہفتے اس نے لگا دیئے تو پھر کیا ہوگا"...... سلانیا نے کہا۔

"اسے تم نے بتایا ہے کہ تم کس ہوٹل میں رہ رہی ہو"۔ رائٹ نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے بتایا ہے بلکہ میں نے اپنا روم نمبر بھی بتا دیا ہے"...... سلانیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر لیا ہے تم نے"...... رائٹ نے کہا۔

"میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ لیبارٹری میں وہ چونکہ ہر وقت انتہائی حساس اور پیچیدہ کام میں مصروف رہتا ہے اس لئے وہ درمیان میں فون نہیں سن سکتا۔ البتہ ضرورت پڑنے پر کسی کو فون کرنے کے لئے اس نے ون سائیڈ فون لگوایا ہوا ہے یعنی وہ خود تو فون کر سکتا ہے لیکن اس کے فون پر باہر سے کوئی کال نہیں آ سکتی"...... سلانیا نے جواب دیا۔

"واقعی یہ ڈاکٹر اعظم انتہائی تیز اور شاطر آدمی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کے پاس فون نہ ہو لیکن اس نے تمہیں نمبر نہ بتانے لئے بڑا خوبصورت جواز بنایا ہے"...... رائٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی بات میں کر رہی تھی کہ وہ میری جسمانی فگر سے بے

حد متاثر ہے۔ اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی مخصوص چمک بتا رہی ہے کہ وہ مجھ پر مرمٹا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ذہنی طور پر بے پناہ شاطر آدمی ہے"...... سلانیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ جلد ہی تمہیں خود فون کرے گا۔ بہر حال ایک ہفتہ دیکھ لیتے ہیں اور اس دوران ہم بھی نیوی ورکشاپ میں جانے کا مکمل انتظام کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد اگر اس ڈاکٹر اعظم نے کچھ نہ پکڑایا تو پھر اس بارے میں کچھ اور سوچیں گے"...... رائٹ نے کہا اور سلانیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ پر پہنچ کر کال بیل بجائی تو ڈور فون سے کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

" کون ہے باہر "...... جولیا کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

" وہی جسے دل کے اندر ہونا چاہئے تھا "...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی خاموش چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازے کھلا ۔ دروازے پر جولیا موجود تھی۔ وہ اس طرح سپاٹ نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے سرے سے اس کی واقف ہی نہ ہو۔

" تم باز نہیں آسکتے ۔ تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی ہے ۔ آؤ اندر "...... جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" واہ۔ اب تو خود دل کے اندر آنے کی دعوت دے رہی ہو۔ وا اسے کہتے ہیں خوش قسمتی "...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا لیکن جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور عمران کے اندر آنے پر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر عمران کے ساتھ وہ خاصے بڑے ڈرائینگ روم میں آ گئی۔

" بیٹھو۔ میں تمہارے لئے ناشتہ لے آتی ہوں "...... جولیا نے کہا اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچن سے باہر آتی۔ کال بیل کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

" میں دروازہ کھولنے جا رہا ہوں "...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کیپٹن شکیل آیا ہو گا لیکن جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کیپٹن شکیل کے ساتھ صفدر، تنویر اور صالحہ بھی کھڑی تھی۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا آپ لوگوں کو رات کو نیند نہیں آئی تھی کہ اتنی صبح اٹھ کر یہاں پہنچ گئے " .... عمران نے کہا۔

" یہ آپ کو صبح لگ رہی ہے عمران صاحب "...... صفدر نے عمران کے ایک طرف ہٹنے پر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی اندر آ گئے ۔

" جب تک میں ناشتہ نہ کر لوں تب تک صبح ہی رہے گی "۔ عمران نے جواب دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ ان کے ساتھ ڈرائینگ روم میں آ گیا۔ اسی لمحے جولیا کچن سے باہر آ گئی۔ اس کے

چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"تم سب۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں تو تمہاری مدد کرنے آئی ہوں"...... صالحہ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہماری فکر نہ کرو۔ ہم تو اب کل صبح ہی ناشتہ کریں گے البتہ عمران صاحب کو ناشتہ کرتے دیکھنے آئے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک بار پھر کال بیل بج اٹھی۔

"میں دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ صالحہ اور جولیا کچن میں چلی گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد فور سٹارز ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔

"ارے واہ۔ یہ تو پوری بارات آ گئی ہے۔ ماشاء اللہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صفدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے"...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"صفدر نے صرف وہ خطبہ نکاح یاد کیا ہے جس سے صرف صالحہ سے نکاح ہو سکے"...... خاور نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اپنا نکاح صفدر خود پڑھے گا"...... عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے کوئی ناممکن بات ہو گئی ہو لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا صفدر یا کوئی اور جواب دیتا۔ جولیا ٹرالی دھکیلتی ہوئی کچن سے باہر آ گئی۔ اس کے پیچھے

صالحہ بھی ٹرالی دھکیلتی ہوئی آ رہی تھی۔ جولیا کی ٹرالی پر ناشتے کا سامان تھا جبکہ صالحہ کی ٹرالی پر چائے کے برتن تھے۔

"یہ کس خوشی میں آپ سب یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ صبح آپ سب ناشتہ کر کے تو گئے ہیں"...... جولیا نے ناشتے کا سامان عمران کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تو کیپٹن شکیل نے بلایا ہے کہ آپ عمران صاحب کو اپنے ہاتھ سے پکا ہوا ناشتہ کرا رہی ہیں اور اس منظر کو دیکھنے کے لئے سب کو یہاں موجود ہونا چاہئے"...... خاور نے کہا۔

"کیوں۔ کیا یہ کوئی کرامت ہے یا کوئی شعبدہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اگر آپ ناراض ہو رہی ہیں تو ہم واپس چلے جاتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ارے خاور۔ تم کب سے اس قدر زود رنج ہو گئے ہو۔ انجوائے کرو انجوائے"...... صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں مس جولیا کہ عمران صاحب نے ناشتہ کرنا ہے اور ایسے مواقع بار بار نہیں آتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس بار سب ہنس پڑے جبکہ عمران آنکھیں پھاڑے مسلسل میز پر پڑے ہوئے ناشتے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی ناشتے میں سے کوئی ہاتھی گھوڑا نکل آئے گا۔

"یہ ناشتہ ہے۔ کیا مطلب۔ کیا یہ واقعی ناشتہ ہی ہے"۔ اچانک

عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں تو اور ناشتہ کیسا ہوتا ہے "...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یا اللہ تیرا شکر ہے کہ سب ساتھی یہاں گواہی دینے کے لئے موجود ہے ۔ یہ چار مکھن لگے ہوئے توس، دو ابلے ہوئے انڈے اور ایک کپ چائے ۔ یہ ناشتہ ہے "...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے سب اس کی تائید کریں گے ۔

" تو اور کیا ناشتہ ہوتا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے قیمہ بھرے پراٹھوں کا بنڈل، خالص مکھن کا پیڑا دس بارہ انڈوں کا آملیٹ، شہد کی ایک بوتل، لسی کا ایک بڑا جگ، دو چار کلو بھنی ہوئی کلیجی، خالص گھی سے ترتراتے ہوئے پراٹھے ......" عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" بس بس عمران صاحب۔ اتنا ہی کافی ہے ۔ پرانے دور کے پہلوان تو سنا تھا کہ ایسا ناشتہ کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں ایسے ناشتے کے بعد انسان سیدھا ہسپتال ہی جائے گا"...... صفدر نے عمران کی بات درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

" یہ ناشتہ مس جولیا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور یقیناً یہ بے حد لذیذ ہو گا"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لذت تو بس ایک ہی خاتون کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے ۔ جیسے وہ ہمارے ایک شاعر نے کہا ہے کہ عام لوگوں کو عیش کا کچھ حصہ اس لئے دیا گیا ہے کہ تجمل حسین خان کے عیش کو نظر نہ لگے ۔ کیونکہ عیش تو بنا ہی تجمل حسین خان کے لئے ہے ۔ اسی طرح کھانے میں لذت تو صرف ایک خاتون کے ہاتھوں میں ہی دی گئی ہے ۔ باقی جن خواتین کو بھی اس کا کوئی حصہ ملا ہے وہ صرف اس خاتون کو نظر سے بچانے کے لئے ہے "...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

" کون ہے وہ خاتون جس کے ہاتھ کی لذت تمہیں بھولتی ہی نہیں"...... جولیا نے انتہائی غصیلے اور بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اماں بی ۔ واہ ۔ واہ کیا لذت ہے ان کے ہاتھوں میں ۔ تم کھاؤ تو اپنی انگلیاں بھی ساتھ ہی کاٹ کر کھا جاؤ"...... عمران نے فوراً کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب وہ اس کی تردید کرنے کی جرأت ہی نہ کر سکتی تھی۔ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

" ایکسٹو"...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی ۔

" یس باس"...... جولیا کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا عمران یہاں موجود ہے"...... چیف نے پوچھا۔

"یس باس۔ پوری سیکرٹ سروس ہی یہاں موجود ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"کیوں"...... چیف نے چونک کر پوچھا۔

"ویسے ہی باس"...... جولیا نے مختصر سا جواب دیا۔

"رسیور عمران کو دو"...... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے رسیور لے کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سارج کے بارے میں کسی ایجنسی کو کچھ معلوم نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے پہلے سے یہی اندازہ تھا چیف۔ یہ سارج یقیناً کوئی نئی تنظیم بنائی گئی ہے۔ بہرحال اب اسے تلاش تو کرنا ہی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں نے کال کیا ہے کہ تم نے جلد از جلد اس معاملے کو ٹریس کرنا ہے۔ اس میں تاخیر کسی بڑے نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ ویسے بغیر ناشتے کے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ارے"۔ عمران بات کرتے کرتے رک گیا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اور مجبوراً عمران کو بات روک کر رسیور واپس کریڈل پر

رکھنا پڑا۔

"کمال ہے۔ لوگ اب بھوکے کی بات تک نہیں سنتے۔ کیا بے درد اور بے رحم زمانہ آگیا ہے"...... عمران نے بڑے غمزدہ سے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کہاں شروع ہوا ہے۔ تمہیں تو فارغ بیٹھنے کے باوجود تنخواہیں اور الاؤنسز ملتے رہتے ہیں اور مجھے ایک چھوٹا سا چیک وصول کرنے کے لئے نجانے کیا کیا کرنا پڑتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پہلے ناشتہ کرو ورنہ میں اسے ہٹا لیتی ہوں۔ یہ ضائع ہو رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اتنے سارے آدمیوں میں بیٹھ کر میں ناشتہ کیسے کر سکتا ہوں۔ سنا ہے ندیدوں کی نظر لگ جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہم آنکھیں بند کر لیتے ہیں عمران صاحب"...... اس بار صدیقی نے کہا۔

"سنا ہے آنکھیں بند ہوں تو منہ کھل جاتے ہیں۔ اس لئے تم آنکھیں بند نہ کرو۔ میں ہی چڑیا جیسا یہ ناشتہ کر لیتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناشتہ

کرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے واقعی ناشتے کی بے حد طلب ہو رہی تھی۔ ناشتے کے بعد سب کو چائے پیش کی گئی۔

"عمران صاحب۔ سارج نام کی تنظیم کے بارے میں گذشتہ دنوں میں نے ایک تحقیقی رپورٹ پڑھی تھی"...... اچانک خاور نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تحقیقی رپورٹ۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ایک بین الاقوامی ادارے کے تحت ایک میگزین شائع ہوتا ہے "کرائم ٹوڈے" وہ میگزین میں باقاعدہ منگواتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔ اس میگزین میں تحقیقی رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ اس کی ایک رپورٹ میں سارج کا نام آیا تھا اور جہاں تک مجھے یاد ہے۔ یہ لکھا گیا تھا کہ سارج۔ یہودیوں اور ایکریمیوں کی مشترکہ تنظیم ہے جس کا مقصد ایکریمیوں اور یہودیوں کے دشمنوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ ان دشمنوں میں اعلیٰ ترین حکام سے لے کر سائنس دان، صحافی اور ایسے تمام لوگ شامل ہیں جو ایکریمیا یا یہودیوں کے خلاف نظریات رکھتے ہیں"...... خاور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس کا مضمون ہے یہ"...... عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"مجھے یاد نہیں۔ ویسے آپ کہیں تو میں یہ رسالہ آپ کے فلیٹ پر پہنچا دوں"...... خاور نے کہا۔

"ہاں ضرور"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ چیف کو اس بارے میں کیسے علم ہوا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"سرسلطان کو رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے بتایا ہے کہ رومانیہ کے ایئرپورٹ پر ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ اس نے پوچھ گچھ کے دوران بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا جا رہا ہے کیونکہ وہاں سارج کے ایجنٹ ایک اہم مشن پر کام کر رہے ہیں اور اس نے وہاں جا کر ان کی مدد کرنی ہے۔ اس کے ساتھ وہ صرف اتنا بتا سکا کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ کر کاراکاز کلب میں وکٹر سے ملاقات کرے۔ پھر وہ تشدد کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ رومانیہ کے چیف سیکرٹری سرسلطان کے ذاتی دوست ہیں۔ اس لئے انہوں نے ذاتی طور پر سرسلطان کو آگاہ کیا۔ سرسلطان نے مجھ سے بات کی تو میں نے چیف کو رپورٹ دی اور چیف سے کہا کہ وہ اپنے وسیع وسائل کی مدد سے معلوم کریں کہ یہ سارج کون سی تنظیم ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ٹائیگر کے ذمے بھی لگایا کہ وہ کاراکاز کلب سے وکٹر کو ٹریس کرے اور پھر اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے تاکہ اس سے معلوم کیا جا سکے کہ یہاں سارج کون سا مشن مکمل کرنا چاہتی ہے"...... عمران نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں" ...... جولیا نے کہا۔

" میں ٹائیگر بول رہا ہوں مس صاحبہ یہاں باس عمران ہوں گے " ...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" کرو بات" ...... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" یس۔ کیا رپورٹ ہے " ...... عمران نے رسیور لے کر کہا۔

چونکہ جولیا نے پہلے ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر رکھا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی ٹائیگر کی آواز بھی سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

" باس۔ کاراکاز کلب میں کوئی وکٹر نہیں ہے اور نہ ہی رہا ہے ۔ میں نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہے " ...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ کسی کا کوڈ نام ہے ۔ بہرحال تم معلوم کرو کہ اس کلب میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کا تعلق یہودیوں یا ایکریمیا سے ہو" ...... عمران نے کہا۔

" ایکریمیا سے تو کلب کے مالک اور جنرل مینجر جونی کا بڑا گہرا تعلق ہے باس۔ ایکریمیا سے اس کے رابطے رہتے ہیں لیکن مجھے ذاتی طور پر یہ معلوم ہے کہ وہ کسی غیر ملکی تنظیم یا ایجنسی یا ایسے کسی مشن میں شامل نہیں ہو سکتا" ...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ہو سکتا ہے کہ اسے صرف رابطہ بنایا گیا ہو" ...... عمران نے

کہا۔

" یس باس۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ ٹھیک ہے میں انکوائری کرتا ہوں" ...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" تم میرے ساتھ چلو خاور اور مجھے وہ رسالہ دو تاکہ اس کی مدد سے کوئی سراغ لگایا جا سکے ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ادھر ادھر ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں اور وہ لوگ ملک کے خلاف کوئی خطرناک مشن مکمل کر لیں" ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا آپ ہمیں اس مشن میں شامل کریں گے " ...... صفدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔

" تمہاری شمولیت کا فیصلہ تو تمہارا باس ہی کر سکتا ہے ۔ میں تو اسے رپورٹ دے سکتا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے طور پر کام کریں" ...... صفدر نے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن تم کیا کرو گے " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کچھ نہ کچھ کوششیں تو کریں گے ۔ فارغ تو ویسے ہی ہیں" ۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ خاور کو ساتھ لئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم کاراکاز کلب میں وکٹر کا سراغ لگا لو گے جبکہ ٹائیگر جیسا آدمی اس کا سراغ نہیں لگا سکا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹائیگر نے عمران صاحب کو بتایا تھا کہ کاراکاز کلب کا مالک اور جنرل مینجر جونی اس کا دوست ہے اور لامحالہ ٹائیگر اس سے ملنے وہاں جاتا رہتا ہو گا اس لئے کلب کے تمام عملے کو اس کا بخوبی علم ہو گا اور ایسی صورتحال میں کلب کا کوئی ملازم ٹائیگر کو کوئی اطلاع نہیں دے سکتا۔ ورنہ انہیں علم ہے کہ یہ بات جنرل مینجر تک پہنچ سکتی ہے اور ان سے اس کی نوکری کے ساتھ ساتھ اس کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے معاملات میں کسی کو کوئی معافی نہیں دی جاتی"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں اور مجھے دیکھ کر تو وہ ہر بات سے ہی صاف مکر جائیں گے کیونکہ ہمارے قدوقامت انہیں مشکوک کر دیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جو کچھ بتایا گیا ہے اس کے مطابق لامحالہ رومانیہ سے آنے والے آدمی نے کاؤنٹر پر پہنچ کر اپنا نام بتانا تھا۔ اس لئے کاؤنٹر پر موجود انچارجوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں۔ یہ عام سی بات ہے اور بھاری رقم دے کر آسانی سے یہ معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ تم باری باری ان سب سے معلومات حاصل کرو گے۔ یہ تو بہت طویل پراسیس ہو جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس پرواز سے وہ آدمی پاکیشیا آ رہا تھا۔ اس پرواز کے یہاں پاکیشیا پہنچنے کا علم ہو جائے تو ہم اس وقت ڈیوٹی پر موجود آدمی کو فکس کر سکتے ہیں کیونکہ لامحالہ اس آدمی نے بہت سے آدمیوں کو تو اپنا نام نہیں بتانا تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی۔ میں نے اس بارے میں عمران صاحب سے بات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے فون پر ذاتی طور پر سرسلطان کو یہ بات بتائی ہے۔ اس لئے مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکتی"...... صفدر نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار کاراکاز کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"یہاں کلب میں ہیڈ ویٹر کون ہے"...... صفدر نے نیچے اتر کر پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہیڈ ویٹر یا چیف ہیڈ ویٹر۔ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ"...... پارکنگ بوائے نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں چیف ہیڈ ویٹر بھی ہوتا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہ ہر شفٹ کے ویٹرز کا انچارج ہوتا ہے جبکہ ہیڈ ویٹر اپنی شفٹ کا انچارج ہوتا ہے"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف ہیڈ ویٹر کا نام بتا دو"...... صفدر نے جیب سے ایک درمیانی مالیت کا نوٹ نکال کر پارکنگ بوائے کو دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا نام جیکی ہے جناب۔ وہ اس کلب کے سب سے پرانے ویٹر ہیں۔ ویسے آج کل وہ چھٹی پر ہیں"...... پارکنگ بوائے نے نوٹ کو

تیزی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔ ہم بھی ایک کلب بنانا چاہتے ہیں اور ایسے لوگوں کا مشورہ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ کیا تم اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا سکتے ہو"...... صفدر نے جیب سے اسی مالیت کا ایک اور نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میرے ہمسائے ہیں۔ درس روڈ پر بابو محلہ ہے۔ اس میں سنہری مسجد ہے اس گلی میں رہتے ہیں۔ آپ وہاں کسی سے بھی پوچھ لیں"...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... صفدر نے کہا اور کارڈ واپس دے کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ان کی کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"تم اس سے کاؤنٹر انچارجوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ اسے وکٹر کے بارے میں بھی علم ہو گا۔ ایسے لوگ ہر معاملے کے بارے میں جانتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر بابو محلے پہنچ کر صفدر نے کار ایک کھلی جگہ پر پارک کی اور نیچے اتر کر اسے لاک کر کے وہ دونوں سنہری مسجد کے بارے میں پوچھ کر پیدل آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک درمیانے سائز کے پختہ مکان کے سامنے موجود تھے۔ جیکی اس مکان میں رہائش پذیر تھا۔

صفدر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"جی۔ جی جناب"...... نوجوان شاید صفدر اور کیپٹن شکیل کے قدوقامت دیکھ کر گھبرا سا گیا تھا۔

"ہمارا تعلق بزنس سے ہے۔ ہم ایک کلب کھولنا چاہتے ہیں۔ جس کے لئے جیکی سے ضروری مشورہ لینے آئے ہیں"...... صفدر نے انتہائی نرم اور دوستانہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان کے پریشان چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"جی اچھا۔ میں بیٹھک کا دروازہ کھولتا ہوں"...... نوجوان نے کہا اور واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پر موجود ایک دروازہ کھلا اور نوجوان دروازے سے باہر آ گیا۔

"آ جائیں"...... نوجوان نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اس طرف چل پڑے۔ بیٹھک زیادہ بڑی نہیں تھی البتہ اس میں ایک پرانا صوفہ اور دو کرسیاں اور درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی۔

صفدر اور کیپٹن شکیل صوفے پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی سمجھ گئے کہ یہی چیف ویٹر جیکی ہے۔

"میرا نام جیکی ہے جناب"...... آنے والے نے سلام کرتے

ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر اس سے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ اپنے نام بھی بتائے جبکہ وہ نوجوان جیکی کے اندر داخل ہوتے ہی اندرونی دروازے میں غائب ہو گیا تھا۔

"آپ کاراکاز کلب میں چیف ہیڈ ویٹر ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ صاحبان کون ہیں اور کس لئے تشریف لائے ہیں"...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی کی جھلک تھی۔

"ہمارا تعلق ایک پرائیویٹ تنظیم سے ہے۔ ہمیں ایک آدمی وکٹر کی تلاش ہے جس کا تعلق کاراکاز کلب سے ہے"...... صفدر نے جیب سے بڑی مالیت کے چند نوٹ نکال کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ جیکی کی نظریں نوٹوں پر اس طرح جم گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

"وکٹر۔ کون وکٹر۔ کلب میں تو کسی ملازم کا نام وکٹر نہیں ہے"...... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"وکٹر ویسے تو عام سا نام ہے مسٹر جیکی اور اس شہر میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں وکٹر ضرور موجود ہوں گے لیکن شاید یہ کوڈ نام ہے ہمیں اصل نام چاہئے۔ اگر آپ بتا دیں تو یہ نوٹ بھی آپ کو مل سکتے ہیں اور آپ کا نام بھی سامنے نہیں آئے گا"...... صفدر نے کہا۔

"کوڈ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے"۔ جیکی

نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں کیا ضرورت تھی آپ کو رقم دینے کی۔ ہم آپ کو ویسے ہی اٹھا کر لے جاتے اور پھر آپ خود ہی سب کچھ بتا دیتے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں۔ ہمارے ایک آدمی نے رومانیہ سے یہاں آنا تھا۔ اس نے کاراکاز کلب پہنچ کر کاؤنٹر پر وکٹر کا نام لینا تھا تو اسے اس کے مطلوبہ آدمی تک پہنچا دیا جاتا۔ لیکن وہ آدمی نہ یہاں پہنچا ہے اور نہ ہی رومانیہ میں اس کا پتہ چل رہا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ ٹاسک ملا ہے کہ ہم اس وکٹر کو ٹریس کریں تاکہ اس سے اصل صورتحال کا علم ہو سکے "...... صفدر نے کہا۔

" رومانیہ سے آنا تھا۔ کس وقت "...... جیکی نے چونک کر پوچھا۔

" وقت کا ہمیں علم نہیں ہے "...... صفدر نے جواب دیا۔

" جناب۔ میں غریب آدمی ہوں۔ اس لئے کیا آپ مجھ پر مہربانی نہیں کر سکتے "...... اچانک جیکی نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" ہم نے آپ کو کچھ کہا تو نہیں ہے۔ صرف چند معلومات لینی ہیں۔ آپ بے شک انکار کر دیں۔ ہم واپس چلے جائیں گے لیکن آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ کا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا"...... صفدر نے کہا۔

" کیا آپ حلف دیتے ہیں کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا"۔ جیکی

نے کہا۔

" ہاں "...... صفدر نے کہا۔

" تو جو کچھ میں جانتا ہوں وہ بتا دیتا ہوں۔ اب یہ فیصلہ آپ کر لیں کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں"...... جیکی نے کہا۔

" ہاں۔ تم بتا دو"...... صفدر نے کہا۔

" جناب۔ صبح سے دوپہر تک استقبالیہ پر ایک صاحب زاہد حمید ہیں۔ ان کی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ زاہد حمید صاحب یہاں آنے سے پہلے یورپ کے کسی ملک کے کسی ہوٹل میں طویل عرصہ کام کر چکے ہیں اور اب بھی وہاں سے ان کے فون آتے رہتے ہیں اور کئی بار یورپ کے لوگ بھی ان سے ملنے آتے رہتے ہیں اور وہ خود بھی دو تین ماہ بعد ضرور یورپ کا چکر لگاتے ہیں اور جہاں تک میرا خیال ہے رومانیہ یورپ کا ہی ملک ہے "...... جیکی نے کہا۔

" ہاں۔ تمہارا خیال درست ہے۔ لیکن یورپ میں تو کئی ممالک شامل ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" میں نے کئی بار اس کے منہ سے رومانیہ کا نام بھی سنا ہے"۔ جیکی نے کہا۔ اسی لمحے اندرونی دروازہ کھلا اور وہی نوجوان ہاتھ میں مشروبات کی دو بوتلیں اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک ایک بوتل صفدر اور کیپٹن شکیل کو دی اور پھر واپس چلا گیا۔

" اس وقت تو زاہد حمید ڈیوٹی پر ہوں گے "...... صفدر نے کلائی

پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

" ان کے بھائی بیمار ہیں۔ انہوں نے ایک ہفتے کی چھٹی لے رکھی ہے "....... جیکی نے جواب دیا۔

" ان کی رہائش کہاں ہے "....... صفدر نے پوچھا۔

" جی وہ اپنے بھائی کے ساتھ نیوی آفیسرز کالونی میں رہتے ہیں۔ غیر شادی شدہ ہیں "....... جیکی نے کہا۔

" ان کا بھائی نیوی میں ہے "....... صفدر نے پوچھا۔

" جی ہاں۔ لیکن مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے البتہ ان کے بھائی گرین پرل جزیرے پر نیوی کی کسی ورکشاپ میں کام کرتے ہیں۔ وہاں آفیسر ہیں۔ ان کے بھائی کا نام ارباب حمید ہے۔ وہ دو تین بار یہاں کلب میں بھی زاہد حمید سے ملنے آئے تھے "....... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ یہ رقم آپ کی ہو گئی "....... صفدر نے سامنے رکھے ہوئے نوٹ اٹھا کر جیکی کو دیتے ہوئے کہا۔

" شکریہ جناب۔ لیکن خیال رکھیں۔ میرا نام کسی سطح پر بھی سامنے نہیں آنا چاہئے ورنہ مجھے نوکری سے بھی جواب مل سکتا ہے "....... جیکی نے نوٹ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر معلوم ہے آپ کو "....... صفدر نے کہا۔

" نہیں جناب "....... جیکی نے جواب دیا۔

" اوکے۔ اب ہم چلتے ہیں۔ آپ نے بھی ہمارے بارے میں اور ہمیں دی گئی معلومات کے بارے میں زبان بند رکھنی ہے "۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل اور جیکی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" بالکل جناب۔ میں تو خود آپ سے درخواست کر رہا ہوں۔ پھر میں خود کیوں بتاؤں گا "....... جیکی نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر اس سے مصافحہ کر کے بیٹھک سے باہر آئے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

" میرا خیال ہے کہ ہم درست سراغ پر چل رہے ہیں "۔ کیپٹن شکیل نے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد کہا۔

" ہاں۔ اس حد تک کہ وکٹر کا کوڈ نام لینے والا رومانیہ سے آ رہا تھا اور زاہد حمید کا تعلق بھی شاید رومانیہ سے رہا ہے "....... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس زاہد حمید کو یقیناً اس بارے میں تفصیل کا علم ہو گا "۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ دیکھو کیا رزلٹ نکلتا ہے "....... صفدر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے کار کا رخ بندرگاہ کی طرف موڑ دیا جہاں نیوی آفیسرز کالونی واقع تھی۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرسی پر بیٹھی ہوئی سلانیا بے اختیار چونک پڑی لیکن دوسرے لمحے جب رائٹ کمرے میں داخل ہوا تو سلانیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

" آؤ۔ کوئی خاص بات"...... سلانیا نے اٹھ کر رائٹ کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارے اس سائنس دان کا کوئی فون بھی آیا ہے یا نہیں"۔ رائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلانیا کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

" دو روز ہو گئے ہیں انتظار کرتے ہوئے ۔ ابھی تک تو نہیں آیا"...... سلانیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف نے تو بتایا تھا کہ وہ خصوصی فگر کا دیوانہ ہے لیکن شاید رپورٹ غلط ہے "...... رائٹ نے کہا۔

" نہیں ۔ رپورٹ درست ہے ۔ جس والہانہ انداز میں وہ مجھے دیکھتا رہا ہے اور جس طرح اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔ اس سے وہ واقعی میری جیسی فگر کا دیوانہ ہے اور میں نے بھی اسے خصوصی طور پر ٹریٹ کیا ہے لیکن اس کے باوجود نجانے کیا بات ہے کہ اس نے دو روز سے رابطہ نہیں کیا"...... سلانیا نے کہا۔

" ویسے نفسیاتی مریض تو اپنی پسندیدہ فگر کو دیکھنے کے بعد اسے حاصل کرنے کے لئے طوفانوں سے ٹکرا جاتے ہیں اور اس آدمی نے دو روز ہو گئے ہیں ۔ مڑ کر بھی نہیں پوچھا"...... رائٹ نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن یہ شخص حد درجہ محتاط آدمی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری نگرانی کرا رہا ہو تاکہ اپنی پوری تسلی کر سکے "...... سلانیا نے کہا۔

" نہیں ۔ میں نے خاص طور پر اس کا خیال رکھا ہے لیکن ایسا نہیں ہے "...... رائٹ نے جواب دیا۔

" پھر تو آئندہ اتوار کا انتظار کرنا پڑے گا"...... سلانیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اب ایسا ممکن نہیں رہا"...... رائٹ نے کہا تو سلانیا بے اختیار چونک پڑی۔

" کیا ممکن نہیں رہا۔ کیا مطلب"...... سلانیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" گرین پرل میں ہم نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے ۔ اب اس سلسلے

میں مزید انتظار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کسی بھی وقت کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے ۔ اس لئے اب مشن جلد از جلد مکمل کرنا ہے "...... رائٹ نے جواب دیا۔

"اتنی جلدی کیسے یہ اہم کام مکمل ہو گیا۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں"۔ سلانیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہے ۔ میں نے ہر طرح چیک کر لیا ہے"...... رائٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"پھر بھی مجھے بتاؤ تو سہی۔ اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو گیا ہے"۔ سلانیا نے کہا۔

"ہاں ۔ تمہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ تم ہماری ساتھی ہو ۔ میں نے گرین پرل کا جائزہ لینے کے بعد چیف کو فون کر کے بتایا کہ یہاں کسی مقامی لیکن بااختیار آدمی کو ساتھ ملائے بغیر مشن کسی صورت مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہم نے اپنے طور پر اس کے لئے کوشش کی تو طویل عرصہ لگ جائے گا۔ اس لئے یہاں اگر کوئی ایسا بااعتماد آدمی ہے جو اس سلسلے میں کام کر سکے تو ہمیں آگاہ کیا جائے ۔ جس پر چیف نے بتایا کہ ایک آدمی رومانیہ میں موجود ہے ۔ جس کے یہاں گرین پرل کے ایک نیوی آفیسر سے تعلقات ہیں ۔ وہ اسے یہاں بھیج رہے ہیں ۔ وہ ایسے آدمی کا فوری انتظام کرا دے گا۔ جس پر میں مطمئن ہو گیا لیکن پھر چیف کا فون آیا کہ اس آدمی کو رومانیہ کے سرکاری ایجنٹوں نے ایک اور کیس کے سلسلے میں رومانیہ ایئرپورٹ

سے اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ پاکیشیا جانے والی فلائٹ پر سوار ہونے ہی والا تھا۔ اس لئے اب ایسا ہے کہ میں یہاں کے ایک مقامی کلب کاراکاز میں صبح کے وقت جا کر کاؤنٹر پر موجود آدمی سے وکٹر کا نام لوں گا تو وہ آدمی اس سلسلے میں میری مدد کرے گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس آدمی نے مجھے کلب کی لابی میں بٹھا دیا اور انتظار کرنے کے لئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ میرے پاس آیا۔ اس کا نام زاہد حمید تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے کلب سے ایک ہفتہ کی چھٹی لے لی ہے اور وہ مجھے اپنے بھائی سے ملانے لے جائے گا جو نیوی کا ایک آفیسر ہے اور گرین پرل پر ڈیوٹی دے رہا ہے ۔ چنانچہ میں زاہد حمید کے ساتھ بندرگاہ پر موجود نیوی آفیسرز کالونی کی ایک کوٹھی میں گیا۔ وہاں اس زاہد حمید کا بڑا بھائی موجود تھا۔ اس سے بات چیت ہوئی اور یہ معلوم کر کے مجھے بے حد اطمینان ہوا کہ وہ گرین پرل پر سپیشل ورکشاپ میں سکیورٹی انچارج ہے اس نے بھاری معاوضہ طلب کیا۔ چنانچہ میں نے اسے گارنیٹڈ چیک دے دیا۔ اس سے میری تفصیلی بات ہوئی ۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ مجھے میرے دو ساتھیوں سمیت خاموشی سے ایک خفیہ راستے سے لیبارٹری میں پہنچا دے گا اور ہم نے وہاں جو کام بھی کرنا ہے ہم کر لیں گے تو ہم اسی خفیہ راستے سے واپس اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور وہ ہمیں خاموشی سے گرین پرل سے واپس دارالحکومت بھجوا دے گا۔ اس سے تفصیلی پروگرام طے ہو گیا ہے ۔ ہم نے کل رات بارہ

مجھے یہ کام مکمل کر دینا ہے۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ اب مزید وقت نہیں رہا"...... رائٹ نے پوری تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اب اس ڈاکٹر اعظم کا کیا کیا جائے۔ تم ہی کوئی مشورہ دو۔ اس کی موت بھی تو مشن کا ایک حصہ ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو مشن تو ادھورا رہ جائے گا"...... سلانیا نے کہا۔

"اب یہی ہو سکتا ہے کہ کل رات زبردستی اس کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"...... رائٹ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلانیا، رائٹ کی بات کا جواب دیتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سلانیا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سلانیا نے کہا۔

"ہوٹل فون سروس سے بول رہی ہوں میڈم۔ آپ کی کال ہے کوئی صاحب ڈاکٹر اعظم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... فون سروس کی آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو سلانیا ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑی۔

"کراؤ بات"...... سلانیا نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون پیس پر موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر اعظم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کا بٹن پریس کرنے کی وجہ سے ساتھ بیٹھے ہوئے رائٹ نے بھی آواز سن لی اور وہ بھی ڈاکٹر اعظم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"سلانیا بول رہی ہوں۔ شکر ہے آپ کو فون کرنے کا خیال تو آیا"...... سلانیا نے بڑے لاڈ بھرے لیکن روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

"ارے ارے۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے مس سلانیا۔ دو روز تک میرا ایک ایک لمحہ تمہارے تصور میں ہی گزرا ہے۔ لیکن انتہائی ضروری کام کی وجہ سے میں تمہیں فون نہ کر سکتا تھا۔ اب وہ کام نمٹ گیا ہے تو میں نے پہلی فرصت میں تمہیں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کے بغیر میرا کیا حال ہوا ہے۔ یہ تو آپ نے پوچھا ہی نہیں۔ نجانے آپ میں کیا کشش ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے میرا آئیڈیل کہیں گم ہو گیا ہے"...... سلانیا نے مخصوص لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی حال میرا ہے مس سلانیا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ میری زندگی میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں آئی ہیں لیکن آپ جیسی آئیڈیل فگر کی مالک کوئی عورت پہلے مجھے دکھائی ہی نہیں دی۔ آپ کی بھرپور فگر نے مجھے واقعی آپ کا دیوانہ کر دیا ہے اور پھر آپ نے میرے جذبات کی جس طرح قدر کی ہے اس نے بھی

مجھے بے حد خوشی بخشی ہے ۔میں آپ کو لینے کے لئے ڈرائیور بھیج رہا ہوں۔ ڈرائیور کا نام ساجن ہے ۔آپ اس کے ساتھ آجائیں اور سنڈے تک میرے پاس رہیں۔ پھر سنڈے کو اکٹھے باہر جا کر پورا دن گزاریں گے ۔ یقین کریں آپ کو میرے پاس رہ کر جو خوشی حاصل ہو گی وہ ناقابل بیان ہے ۔میں آپ کا انتہائی شدت سے منتظر ہوں"...... ڈاکٹر اعظم کی جذبات سے بھیگی ہوئی آواز سنائی دی۔

" میں تو خود آپ سے ملنے کے لئے تڑپ رہی ہوں۔ بہرحال میں آپ کے ڈرائیور کا انتظار کروں گی"...... سلانیا نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ساجن جلد تم تک پہنچ جائے گا"...... ڈاکٹر اعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلانیا نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے تمتما اٹھا تھا۔ آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

" کمال ہو گیا سلانیا۔ ہم بیٹھے پریشان ہو رہے تھے کہ قدرت نے خود ہی مسئلہ حل کر دیا"...... رائٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا یہ مشن کامیاب رہے گا"۔ سلانیا نے کہا۔

" تو پھر یہ بات طے ہو گئی کہ یہ مشن کل رات بارہ بجے سے صبح چار بجے تک مکمل کیا جائے گا۔ تم نے بھی اسی وقت ڈاکٹر کے خاتمے

کے ساتھ ساتھ وہاں موجود اس کا فارمولا بھی جلانا ہے اور اگر اس نے کمپیوٹر میں فارمولا محفوظ کیا ہوا ہو تو اس کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دینا ہے"...... رائٹ نے کہا۔

" تم بے فکر رہو۔ میں اس کی پوری لیبارٹری کو تہس نہس کر دوں گی۔ ایک بار مجھے وہاں پہنچنے تو دو"...... سلانیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم اس کی ڈیمانڈ پوری کر دینا تاکہ وہ ہر لحاظ سے مطمئن رہے"...... رائٹ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا۔ میں اسے ہر لحاظ سے اس قدر مطمئن کر دوں گی کہ وہ خود بخود میرے سامنے کھل جائے گا"...... سلانیا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔پرسوں صبح تم نے واپس یہاں پہنچ جانا ہے ۔ میں نے معلوم کرایا ہے ۔ صبح آٹھ بجے ایک فلائٹ یہاں سے رومانیہ جاتی ہے ۔اس میں بکنگ کرا لی جائے گی"...... رائٹ نے کہا اور سلانیا کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ٹائیگر نے کار رونالڈ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر موڑی اور پھر وہ اسے ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ میں خاصا رش تھا لیکن بہرحال اتنی جگہ خالی موجود تھی کہ ٹائیگر اپنی کار باآسانی پارک کر سکتا تھا۔ وہ رونالڈ کلب تقریباً روزانہ ہی اسی وقت آتا تھا اس لئے کلب کے عملے کے ساتھ ساتھ پارکنگ بوائے بھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ٹائیگر جیسے ہی کار سے نیچے اترا۔ پارکنگ بوائے نے قریب آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" کیسے ہو اسلم "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوکے سر۔ بالکل اوکے "...... پارکنگ بوائے نے اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پارکنگ کارڈ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے کر اس نے دوسرا کارڈ کار کی ونڈ سکرین کے

ایک وائپر میں پھنسایا اور سلام کرتا ہوا ایک اور آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کارڈ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور مڑ کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ رونالڈ کلب غیر ملکیوں کا پسندیدہ کلب تھا کیونکہ اس کلب میں غیر ملکیوں کو ہر وہ سہولت مل جاتی تھی جس کے وہ اپنے اپنے ملکوں میں عادی تھے ۔ پھر اس کلب کا ماحول اس قدر پرسکون تھا کہ یہاں کسی کو معمولی سا خوف بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ غیر ملکیوں کے علاوہ شہر کے پوش طبقے کا بھی یہ پسندیدہ کلب تھا۔ اس لئے امراء طبقے سے تعلق رکھنے والے نوجوان مرد اور عورتیں یہاں تقریباً ہر وقت ہی بھرے رہتے تھے ۔ رونالڈ کلب کا اسسٹنٹ مینجر روبرٹ اطالوی تھا۔ لیکن اسے پاکیشیا آئے ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر گیا تھا کہ اب روبرٹ صرف اپنے رنگ و روپ سے ہی اطالوی لگتا تھا۔ ورنہ وہ بڑی روانی سے اور ایسے اچھے لہجے میں مقامی زبانیں بول اور سمجھ لیتا تھا کہ کسی طرح بھی شک نہ ہو سکتا تھا کہ یہ شخص مقامی نہیں ہے بلکہ اطالوی ہے ۔ روبرٹ نے کلب میں فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر انڈرورلڈ کی خبریں حاصل کرنے کے لئے ایک منظم تنظیم بھی بنا رکھی تھی جس کا نام اس نے برڈز رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر سے اس کی خاصی گہری دوستی تھی اور ٹائیگر کو بھی اکثر اس سے اپنے مطلب کی قیمتی معلومات مل جاتی تھیں۔ اس لئے ٹائیگر تقریباً روزانہ وقت نکال کر یہاں آتا اور روبرٹ سے مل کر واپس جایا کرتا تھا البتہ آج ٹائیگر

روبرٹ سے خصوصی طور پر ملنے آیا تھا کیونکہ عمران نے اس کے ذمے کام لگایا تھا کہ کاراکاز کلب میں کسی وکٹر نام کے آدمی کو تلاش کیا جائے یا ایسا آدمی جس کا کوڈ نام وکٹر ہو لیکن ٹائیگر کو ناکامی ہوئی تھی اور اس نے عمران کو ناکامی کی رپورٹ بھی دے دی تھی لیکن اپنے طور پر وہ ابھی تک اس وکٹر کے کھوج میں لگا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے خاصی بھاگ دوڑ بھی کی تھی لیکن کوئی ٹھوس بات معلوم نہ ہو سکی تھی۔ مین گیٹ سے ہال میں داخل ہو کر وہ تیزی سے سائیڈ گیلری کی طرف بڑھ گیا جہاں روبرٹ کا آفس تھا۔ روبرٹ کے آفس کے باہر موجود دربان نے اسے سلام کیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور ٹائیگر آفس میں داخل ہوا۔ روبرٹ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کی آمد پر صرف اثبات میں سر ہلایا اور ٹائیگر میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

" خوش آمدید ٹائیگر۔ تم جب بھی آتے ہو مجھے بے حد مسرت ہوتی ہے "...... روبرٹ نے فون کا رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" اور جب جاتا ہوں پھر کیا ہوتا ہے "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو روبرٹ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" پھر دوبارہ ملنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے "...... روبرٹ نے خوبصورت جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے اس جواب پر ٹائیگر بھی

بے اختیار ہنس پڑا۔ روبرٹ نے انٹرکام پر ٹائیگر کے لئے ایپل جوس کا آرڈر دے دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر کا پسندیدہ ڈرنک یہی ہے۔

" آج مجھے لگ رہا ہے کہ تم ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہو۔ کوئی خاص بات "...... روبرٹ نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" اب تو تم قیافہ شناس بنتے جا رہے ہو "...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا میرا اندازہ غلط ہے "...... روبرٹ نے کہا۔

" نہیں۔ درست ہے "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں ایپل جوس کا بڑا گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور پھر وہ گلاس ٹائیگر کے سامنے رکھ کر وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کیا الجھن ہے "...... روبرٹ نے کہا۔

" کاراکاز کلب میں کسی وکٹر کی تلاش ہے لیکن وہاں دور دور تک کسی وکٹر کا نشان تک نہیں ہے "...... ٹائیگر نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

" وکٹر کی تلاش۔ کیا مطلب۔ یہ تو عام سا نام ہے اور انڈر ورلڈ میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ضرور وکٹر نام کے افراد ہوں گے "...... روبرٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" رومانیہ سے ایک آدمی نے پاکیشیا پہنچ کر کاراکاز کلب میں پہنچنا

تھا اور کاؤنٹر پر وکٹر کا نام لینا تھا اور پھر اس کے مطلوبہ آدمی تک اسے
پہنچایا جاتا۔ لیکن وہ آدمی یہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا"۔
ٹائیگر نے بتایا اور پھر اسے مزید تفصیل بھی بتا دی۔

" اس آدمی نے کس وقت کاراکاز کلب پہنچنا تھا"...... کچھ دیر
خاموش رہنے کے بعد روبرٹ نے کہا۔

" یہ تو معلوم نہیں ہو سکا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ظاہر ہے اسے کوئی مخصوص وقت ہی دیا گیا ہو گا کیونکہ کلب کی
استقبالیہ میں تین شفٹوں میں کام ہوتا ہے۔ ہر شفٹ میں پہلے سے
مختلف آدمی موجود ہوتے ہیں۔ اب ایسا کوڈ تینوں کو تو نہیں بتایا جا
سکتا"...... روبرٹ نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے"...... ٹائیگر
نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" تم نے رومانیہ کا نام لیا ہے۔ تمہارے اس کام میں کوئی
رومانیہ کی لڑکی تو ملوث نہیں ہے"...... روبرٹ نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" رومانیہ کی لڑکی کہاں سے اس معاملے میں داخل ہو گئی۔ میں
نے تو صرف یہ کہا ہے کہ رومانیہ سے ایک آدمی نے کاراکاز کلب کے
کاؤنٹر پر پہنچ کر وکٹر کا لفظ استعمال کرنا تھا"...... ٹائیگر نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

" دراصل مجھے اس لئے خیال آ گیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ

ریواز کلب میں معروف سائنس دان ڈاکٹر اعظم کی ملاقات ایک
رومانیہ نژاد لڑکی سے ہوئی اور ڈاکٹر اعظم جس والہانہ انداز میں اس
لڑکی پر فریفتہ ہوتا نظر آ رہا تھا اس نے میرے آدمی کو چونکا دیا۔ پھر ان
کے درمیان ہونے والی گفتگو ٹیپ کی گئی تو اس سے پتہ چلا کہ لڑکی
نے پوری کوشش کی کہ ڈاکٹر اعظم اسے اپنی رہائش گاہ پر لے جائے
لیکن ڈاکٹر اعظم کسی وجہ سے ایسا نہ کر رہا تھا اور پھر یہ لڑکی مایوسی
کے عالم میں چلی گئی"...... روبرٹ نے کہا۔

" اس میں ایسی کون سی بات ہے کہ تمہارے آدمی نے انہیں
چیک کیا اور پھر تمہیں رپورٹ دی"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا تو روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

" بظاہر یہ عام سی بات ہے۔ ہوٹلوں میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔
لیکن اس میں ایک فریق سائنس دان تھا اور دوسرا فریق ایک غیر ملکی
لڑکی۔ اس لئے کسی بھی وقت یہ اطلاع قیمتی بن سکتی ہے۔ مجھے
بعض اوقات ایسی اطلاعات سے اتنی بڑی رقومات مل جاتی ہیں کہ تم
یقین ہی نہ کرو گے۔ تم نے رومانیہ کا نام لیا تو مجھے یہ اطلاع یاد آ
گئی۔ اس لئے میں نے تم سے پوچھا تھا"...... روبرٹ نے کہا۔

" نہیں۔ ہمارا کوئی تعلق اس سائنس دان سے ہے اور نہ اس
لڑکی سے۔ ہمیں تو وکٹر کا معمہ حل کرنا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... روبرٹ نے کہا اور اس نے
رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو

روبرٹ نے رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ روبرٹ بول رہا ہوں"...... روبرٹ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کی جانے والی بات سنتا رہا۔ اس کے چہرے کے رنگ ساتھ ساتھ بدل رہے تھے۔

"معلوم کرو کہ کہیں وہ رومانیہ نژاد لڑکی تو اس ہلاکت میں ملوث نہیں ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... روبرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر ہاتھ اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن ٹائیگر اس کے منہ سے رومانیہ نژاد لڑکی اور ہلاکت کے الفاظ سن کر چونک پڑا تھا۔

"گرونو سے بات کراؤ۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد روبرٹ نے کہا۔

"گرونو۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں۔ تمہارے کاراکاز کلب میں کوئی وکٹر نام کا آدمی موجود ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

"نہیں ہے۔ لیکن رومانیہ سے ایک آدمی نے آکر تمہارے کلب کے استقبالیہ پر وکٹر کا نام لینا تھا اور اسے کسی اہم آدمی سے ملوایا جانا تھا لیکن وہ آدمی رومانیہ سے یہاں آنے سے پہلے ہی وہیں رومانیہ میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نام کسی آدمی کا اصل نام نہیں بلکہ بطور کوڈ استعمال کیا جاتا تھا۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ یہ کس کا کوڈ نام ہو سکتا ہے"...... روبرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جلد از جلد معلوم کر کے مجھے رپورٹ دینا"...... روبرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"گرونو بہت تیز آدمی ہے۔ وہ جلد ہی اصل بات کا سراغ لگا لے گا اور جیسے ہی مجھے رپورٹ ملی میں تمہیں فون کر دوں گا"...... روبرٹ نے رسیور رکھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ لیکن اس رومانیہ نژاد لڑکی کے بارے میں کیا خبر دی گئی تھی تمہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو اس کی رہائش گاہ میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرے آدمی نے اس قتل کے بارے میں رپورٹ دی تھی"...... روبرٹ نے کہا۔

"کب کی بات ہے یہ۔ کہاں رہتا تھا یہ سائنس دان"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"جب تمہارا اس سے تعلق ہی نہیں ہے تو چھوڑو اس چکر کو۔ دارالحکومت میں روزانہ درجنوں افراد ہلاک ہوتے رہتے ہیں"۔ روبرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ عام آدمی نہیں ہے سائنس دان ہے اور بہرحال اس کا غیر ملکی لڑکی سے رابطہ رہا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی بڑا معاملہ ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"پہلے تو تم اس اطلاع پر حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ اب خود ہی اس کو اہم قرار دے رہے ہو"...... روبرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس وقت صرف ملاقات کی بات تھی۔ ہلاکت کی بات سامنے نہ آئی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر تمہارے لئے یہ کام کی اطلاع ہے تو ایک لاکھ روپے اس کا معاوضہ ہو گا"...... روبرٹ نے کہا۔

"صرف ایک لاکھ روپے۔ میرا خیال تھا کہ تم دس لاکھ روپے سے کم کی بات نہیں کرو گے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور روبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روبرٹ بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ کہاں ہے"۔ روبرٹ نے کہا۔

"اوکے"...... روبرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن میں ہے۔ کوٹھی نمبر ایک سو ایک اور آج صبح ہی ان کی ہلاکت کا علم ہوا ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اصل کام وکٹر والا ہے۔ اس بارے میں تمہیں کوئی اطلاع ملے تو مجھے فوراً بتانا"...... ٹائیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو روبرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو اس نے ڈاکٹر اعظم کا نام پہلے کبھی نہ سنا تھا لیکن بہرحال یہ بات اسے اس معاملے میں

دلچسپی لینے پر مجبور کر رہی تھی کہ ڈاکٹر اعظم سائنس دان تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گرین ٹاؤن کی اس کوٹھی تک پہنچ گیا جو ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ تھی لیکن وہاں پولیس موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر ڈیش بورڈ کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا ایک لفافہ نکال کر اس میں سے ایک وزیٹنگ کارڈ اور ایک شناختی کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور باقی لفافہ دوبارہ اس نے ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ کوٹھی کے پھاٹک کے باہر پولیس کی گاڑیاں موجود تھیں جبکہ ایک پولیس کار بھی ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔ دو مسلح سپاہی گیٹ پر بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ ٹائیگر ان کی طرف بڑھا تو وہ دونوں اس طرح چوکنا اور مستعد ہو گئے جیسے انہوں نے کسی دشمن کو دیکھ لیا ہو۔

"رک جاؤ"...... ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"تمہارا کوئی آفیسر موجود ہے یہاں۔ میں روزنامہ پاکیشیا کا چیف کرائم رپورٹر ہوں"...... ٹائیگر نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ سپاہی کوئی جواب دیتا۔ کوٹھی کے چھوٹے پھاٹک سے ایک پولیس آفیسر جو انسپکٹر رینک کا تھا، باہر آ گیا۔

"انسپکٹر عثمان سے بات کر لو"...... سپاہی نے باہر آنے والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے"...... انسپکٹر عثمان نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام رضوان ہے اور میں روزنامہ پاکیشیا کا چیف کرائم رپورٹر ہوں"...... ٹائیگر نے آگے بڑھ کر جیب سے شناختی کارڈ نکال کر انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی"...... انسپکٹر عثمان نے کارڈ لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی حال ہی میں گریٹ لینڈ سے آیا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ فرمایئے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ویسے آپ کو یہاں کے بارے میں کس نے اطلاع دی ہے"۔ انسپکٹر عثمان نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا۔

"ہم کرائم رپورٹروں کی ناک پولیس سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے اس لئے اس بات کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ ڈاکٹر اعظم سائنس دان کب ہلاک ہوئے ہیں اور آپ کی ابتدائی تفتیش کیا کہتی ہے"۔ ٹائیگر نے کارڈ لے کر اسے واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"پریس کو باقاعدہ بریفنگ دی جائے گی۔ لیکن تمام ابتدائی کارروائیاں مکمل ہونے کے بعد"...... انسپکٹر عثمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کیا بریفنگ دینی ہے۔ آپ کی دی ہوئی بریفنگ چھاپتے ہوئے ہماری عمر گزر گئی ہے۔ مجال ہے جو ایک لفظ بھی تبدیل ہو جائے۔ بہرحال میں نے تو سرسری اور

ابتدائی معلومات کی بات کی ہے۔ اگر آپ تعاون نہیں کریں گے تو مجھے آپ کے ایس پی عادل فیروز صاحب کو فون کرنا پڑے گا۔ وہ میرے انکل ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو انسپکٹر عثمان بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ پھر تو آپ اپنے ہی آدمی ہوئے۔ آیئے میرے ساتھ"۔ انسپکٹر عثمان کا رویہ یکلخت بدل گیا تھا اور ٹائیگر اس کے ساتھ چلتا ہوا کوٹھی میں داخل ہوا تو وہاں کافی پولیس والے موجود تھے۔

"اس کوٹھی میں ڈاکٹر اعظم کی رہائش تھی۔ انہوں نے نیچے بڑے تہہ خانے میں اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ وہ غیر شادی شدہ آدمی تھے۔ گرین پرل نامی جزیرے میں نیوی کی خصوصی ورکشاپ میں بھی ہفتے میں دو روز کے لئے جاتے تھے۔ کوٹھی میں سیکورٹی کے دو مسلح آدمی، ایک ڈرائیور، ایک باورچی اور ایک ملازم ان کے ساتھ رہتا تھا۔ اس لئے پولیس کو یہاں سے چھ لاشیں ملی ہیں۔ ڈاکٹر کی لاش ان کی لیبارٹری میں پڑی ہوئی تھی۔ انہیں سینے میں گولی ماری گئی تھی جو عین دل میں لگی اور ان کی فوراً موت واقع ہو گئی لیکن ڈاکٹر مرحوم کی آنکھوں میں انتہائی حیرت کا تاثر جیسے منجمد نظر آ رہا تھا جیسے وہ گولی مارنے والے کو اچھی طرح جانتے ہوں اور انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ بھی انہیں گولی مار سکتا ہے۔ باورچی کی لاش کچن میں پڑی پائی گئی جبکہ ملازم کی لاش ایک کمرے میں اور ڈرائیور اور سیکورٹی والوں کی لاشیں گیٹ کے ساتھ والے سیکورٹی روم میں پڑی

ملی ہیں۔ سب کو گولیاں ماری گئی ہیں"...... انسپکٹر عثمان نے باقاعدہ تقریر کے انداز میں کہا۔

" پولیس کو کس نے اطلاع دی تھی اور کب"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" ساتھ والی کوٹھی کا چوکیدار کئی روز سے چھٹی پر گیا ہوا تھا۔ وہ آج دوپہر کو واپس آیا تو اس نے اس کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا دیکھا تو وہ چونک پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کوٹھی کا پھاٹک ہر وقت بند رکھا جاتا ہے۔ اس نے اندر جھانکا تو اسے کمرے کے دروازے پر لاشیں پڑی نظر آئیں۔ اس نے اندر آکر دیکھا اور پھر اس نے اپنی کوٹھی کے مالک کو جا کر بتایا۔ مالک نے بھی آکر چیکنگ کی اور پھر پولیس کو اطلاع کر دی"...... انسپکٹر عثمان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کوئی اندازہ ہے کہ یہ قتل کس نے کئے ہوں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے"...... انسپکٹر عثمان نے جواب دیا۔

" کیا میں ڈاکٹر صاحب کی لیبارٹری دیکھ سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" وہاں کیا دیکھیں گے۔ وہاں ان کا کمپیوٹر تباہ کر دیا گیا ہے باقی جو بڑے آلات تھے انہیں بھی گولیاں مار کر ختم کر دیا گیا ہے"۔

انسپکٹر عثمان نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ پھر کیا دیکھنا ہے۔ بہرحال شکریہ۔ آپ نے تعاون کیا ہے پھر ملاقات ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا اور انسپکٹر عثمان سے ہاتھ ملا کر وہ واپس پھاٹک سے باہر آگیا اور پھر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ کار تک پہنچا ہی تھا کہ سڑک کی دوسری طرف موجود کوٹھی سے ایک ادھیڑ عمر آدمی نکل کر تیزی سے اس کی طرف آنے لگا۔

" ایک منٹ جناب"...... اس آنے والے نے کہا تو ٹائیگر ٹھٹھک کر رک گیا اور غور سے اس آنے والے کو دیکھنے لگا۔ آنے والا ادھیڑ عمر آدمی تھا اور لباس سے وہ کوٹھی کے مالک کی بجائے کوئی ملازم ہی لگ رہا تھا۔

" سلام صاحب۔ کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے"...... اس آدمی نے قریب آکر سلام کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میرا تعلق اخبار سے ہے۔ کیوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اگر آپ پولیس کو میرے بارے میں نہ بتائیں تو میں آپ کو اس معاملے میں ایک اہم بات بتا سکتا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔

" کون سی بات"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

" میرا نام کمال ہے اور میں سامنے والی کوٹھی میں ملازم ہوں۔ ہاؤس کیپر سمجھ لیں۔ مجھے دمہ کی شکایت ہے اس لئے تازہ ہوا کھانے کے لئے میں صبح سویرے لان میں آجاتا ہوں۔ اس سے میرے پھیپھڑوں کو سکون ملتا ہے۔ یہ میرا روز کا معمول ہے۔ آج صبح میں

نے لان میں آکر زور زور سے سانس لینے شروع کئے تو مجھے سامنے والی کوٹھی کا بھاری پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ میں بڑا حیران ہوا کیونکہ اتنی صبح پہلے کبھی یہ پھاٹک نہیں کھلا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھولا تو میں نے دیکھا کہ سامنے والی کوٹھی جو ڈاکٹر اعظم کی ہے، کے پھاٹک سے ان کی کار باہر نکل رہی تھی۔ پھر کار مڑ کر رک گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار میں سے ایک غیر ملکی لڑکی نیچے اتری اور اس نے پھاٹک کو اندر سے بند کیا اور پھر چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر آئی اور دوڑ کر کار میں سوار ہو گئی اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ لڑکی کو ڈاکٹر صاحب نے بلایا ہو گا اور اب صبح کسی کے جاگنے سے پہلے اسے واپس بھیجا جا رہا ہے۔ میں نے پھاٹک بند کیا اور اندر چلا گیا۔ پھر پولیس آئی تو پتہ چلا کہ یہاں خوفناک واردات ہوئی ہے"...... اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم بتا رہے ہو۔ یہ تو بے حد اہم ہے۔ تمہیں پولیس کو سب کچھ بتانا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ہمارا مالک پولیس کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ اگر میں نے پولیس کو بیان دیا تو پولیس بار بار کوٹھی پر آئے گی اور مالک مجھے نوکری سے ہی نکال دے گا۔ پھر میں دمے کا مریض ہوں۔ مجھے کسی نے نوکری تک نہیں دینی"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے مجھے کیوں بتایا ہے۔ میں پولیس کو تمہارا نام لے کر نہیں بتا سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جناب۔ آپ پولیس انسپکٹر کے ساتھ کوٹھی کے اندر گئے۔ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ آپ کا تعلق پولیس سے تو نہیں کیونکہ میرا ضمیر مجھے پریشان کر رہا تھا کہ میں یہ بات کسی نہ کسی کو بتاؤں لیکن میں براہ راست پولیس کو نہ بتا سکتا تھا۔ اب بھی اگر آپ نے میرا نام پولیس کو بتایا تو میں اپنی زندگی اور نوکری بچانے کے لئے صاف مکر جاؤں گا۔ آپ کو اس لئے بتا دیا کہ آپ اپنے طور پر کسی اور کا نام لے کر پولیس کو بتا دیں تاکہ قاتل پکڑے جا سکیں"...... کمال نے کہا۔

"اس لڑکی کو تم نے دیکھا ہے۔ اس کا قدوقامت اور حلیہ کیا تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"لڑکی غیر ملکی تھی۔ شاید یورپین تھی"...... کمال نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس کا قدوقامت اور حلیہ بھی سرسری سا بتا دیا۔

"کیا وہ لڑکی کار میں اکیلی تھی یا کوئی دوسرا بھی اس کے ساتھ موجود تھا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ کار میں اکیلی تھی اور یہ بھی بتا دوں صاحب کہ ایسی خوبصورت پرشباب لڑکیاں میں نے بہت کم دیکھی ہیں"۔ کمال نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کار کی کیا تفصیل ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو کمال نے کار کی نہ صرف تفصیل بتا دی بلکہ اس کار رجسٹریشن نمبر بھی بتا دیا کیونکہ وہ تقریباً روزانہ ہی اسے آتے جاتے دیکھتا رہتا تھا۔

" اوکے ۔ تمہارا شکریہ ۔ میں اپنے طور پر پولیس کو رپورٹ کر دوں گا۔ تم پر کوئی بات نہیں آئے گی"...... ٹائیگر نے کہا تو کمال نے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر ٹائیگر نے کار سٹارٹ کی اور اسے واپس موڑا اور اس کالونی کی بیرونی سڑک کی طرف چل پڑا۔ کچھ فاصلے پر ایک پبلک فون بوتھ پر اس کی نظریں پڑیں تو اسے ایک خیال آیا اور اس نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب میں موجود فون کارڈ نکال کر اسے فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈال کر دبایا تو فون پیس کے اوپر والے حصے میں سبز رنگ کا بلب جل اٹھا تو ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رونالڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" روبرٹ سے بات کراؤ۔ ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ روبرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد روبرٹ کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں روبرٹ۔ ایک کار کی تفصیل نوٹ کرو اور اپنی تنظیم برڈز کے ذمے لگا دو کہ وہ اسے شہر میں تلاش کرے ۔ میں تمہیں اس کا معقول معاوضہ دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ بتاؤ تفصیل"...... روبرٹ نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے وہ تفصیل بتا دی جو اسے کمال نے بتائی تھی۔

" اوکے ۔ تمہیں کہاں رپورٹ دوں"...... روبرٹ نے کہا۔

" کتنی دیر لگ جائے گی اسے تلاش کرنے میں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" کیا کہا جا سکتا ہے ۔ یہ کام جلد بھی ہو سکتا ہے اور دیر بھی لگ سکتی ہے"...... روبرٹ نے کہا۔

" اوکے ۔ میں ریڈلائن کلب میں ہوں گا مجھے وہاں فون کر دینا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور اپنا کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ کار میں بیٹھا اور اب اس نے کار کا رخ ریڈلائن کلب کی طرف کر دیا۔ ریڈلائن کلب تک پہنچتے پہنچتے اسے ایک گھنٹہ لگ گیا اور وہ جیسے ہی کلب میں داخل ہوا۔ استقبالیہ پر موجود نوجوان اس سے مخاطب ہوا۔

" مسٹر ٹائیگر۔ آپ کا فون"...... استقبالیہ پر کھڑے نوجوان نے کہا تو ٹائیگر اس کی طرف مڑ گیا۔ وہ چونکہ زیادہ تر اسی کلب میں بیٹھتا تھا۔ اس لئے یہاں کے سب لوگ اسے بہت اچھی طرح سے جانتے تھے۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے"...... ٹائیگر نے استقبالیہ کلرک کے ہاتھ میں موجود رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"روبرٹ بول رہا ہوں ٹائیگر"...... دوسری طرف سے روبرٹ کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا اتنی جلدی معلوم ہو گیا ہے یا کوئی اور بات ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تمہاری مطلوبہ کار ہوٹل ہلٹن کی پارکنگ میں موجود ہے اور میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس کار میں ایک یورپی لڑکی ہوٹل میں صبح کے وقت آئی تھی"...... روبرٹ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ تمہاری تنظیم برڈز واقعی بے حد تیز، مستعد اور فعال ہے۔ گڈ شو"...... ٹائیگر نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... روبرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور الٹے پیروں واپس کلب سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل ہلٹن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لڑکی جو صبح سویرے ڈاکٹر اعظم کی کوٹھی سے نکلی تھی وہ وہاں سے سیدھی ہوٹل ہلٹن پہنچی ہے۔ ٹائیگر اس بارے میں سوچتا ہوا ہوٹل ہلٹن کی پارکنگ میں داخل ہوا۔ پھر اس نے نیچے اتر کر کار لاک کی۔ اسی لمحے اس کی نظریں سب سے آگے والی قطار میں کھڑی اس کار پر جم گئیں جس کا رجسٹریشن نمبر اور باقی تفصیلات وہی تھیں جو کمال نے ٹائیگر

کو بتائی تھیں۔

"سر کارڈ"...... ٹائیگر کے کانوں میں آواز پڑی تو وہ چونک کر مڑا۔ پارکنگ بوائے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے پارکنگ کارڈ ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ سامنے جو اگلی قطار میں نیلے رنگ کی کار کھڑی ہے۔ کیا یہ تمہاری موجودگی میں آئی تھی"...... ٹائیگر نے کارڈ لیتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون سی کار۔ آپ کا مطلب ہے ڈاکٹر اعظم صاحب کی کار۔ ہاں جناب، میری اس وقت ڈیوٹی شروع ہوئی ہی تھی"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور اس نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تمہارا انعام۔ تم واقعی سمجھدار نوجوان ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"شکریہ سر۔ آپ بھی قدردان ہیں سر"...... نوجوان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹائیگر سے نوٹ لے کر اس نے جلدی سے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"کیا اس کار میں ڈاکٹر صاحب آئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ مس سلانیا اس کار میں آئی تھیں"...... نوجوان نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"مس سلانیا۔ وہ کون ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یورپی ہیں۔ اپنے تین ساتھیوں سمیت ہلٹن میں پانچ چھ روز سے رہ رہی ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں معلوم نہ تھا لیکن اس کار سے باہر نکلتے ہوئے ان کے ہاتھ میں موجود فائل سے کاغذ گر گیا تھا جن کا انہیں علم نہ ہوا اور وہ ہوٹل میں چلی گئیں۔ کاغذ اپنے انداز سے بے حد اہم لگتا تھا اور یہاں ویسے بھی کام نہیں تھا۔ اس لئے میں یہ کاغذ لے کر استقبالیہ پر گیا اور وہاں سے میں نے اس مس صاحبہ کا حلیہ بتا کر انہیں کاغذ دیا تو استقبالیہ والوں نے بتایا کہ ان کا نام سلانیا ہے اور انہوں نے کمرہ نمبر بھی بتا دیا اور مجھے کہا کہ میں خود جا کر انہیں کاغذ دے دوں۔ اس طرح شاید وہ مجھے کوئی انعام بھی دے دیں۔ میں وہاں گیا ان کے کمرے کی کال بیل دی تو ایک یورپی مرد نے دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ اندر مس صاحبہ کے ساتھ دو یورپی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس آدمی کو وہ کاغذ دیا تو اس نے بڑے سخت انداز میں مجھ سے کاغذ لے کر دروازہ بند کر دیا۔ جیسے میں نے کاغذ دے کر غلطی کی ہو۔ میں نے جا کر استقبالیہ والوں کو بتایا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے تین ساتھی ہیں اور ان کے کمرے اکٹھے ہیں۔ وہ شاید کسی اہم گفتگو میں مصروف ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے مجھے لفٹ نہیں کرائی ورنہ تو وہ سب بے حد اچھے لوگ ہیں۔ بہرحال میں واپس آگیا"...... نوجوان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمرہ نمبر کیا ہے جہاں تم گئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"دو سو بارہ جناب"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آنے والی گاڑی کی طرف بھاگ گیا جو ابھی پارکنگ میں داخل ہوئی تھی۔ ٹائیگر ہوٹل میں جا کر سیدھا دوسری منزل پر گیا لیکن جب وہ کمرہ نمبر دو سو بارہ کے سامنے پہنچا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ کمرے کا دروازہ لاکڈ تھا اور سائیڈ پلیٹ پر جس پر مسافر کا نام لکھا ہوتا ہے وہ بھی خالی تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ سلانیا کمرہ چھوڑ کر جا چکی ہے۔ ٹائیگر واپس نیچے آیا اور پھر استقبالیہ سے اسے معلوم ہوا کہ سلانیا اور اس کے ساتھی رائٹ، فلپ اور جانسن دس بجے کمرے چھوڑ کر ہوٹل کی گاڑی میں ایئرپورٹ گئے ہیں تو ٹائیگر ہوٹل سے سیدھا ایئرپورٹ پہنچ گیا اور وہاں تھوڑی سی انکوائری پر اسے معلوم ہو گیا کہ سلانیا اور اس کے تین ساتھی بارہ بجے کی فلائٹ پر رومانیہ چلے گئے ہیں تو ٹائیگر نے سوچا کہ چونکہ مقتول بہرحال سائنس دان تھا اور اسے قتل کرنے والی لڑکی یورپی ہے اور پارکنگ بوائے کے مطابق اس کے پاس فائل تھی جس میں سے کاغذ گر گیا تھا تو اس معاملے میں مزید انکوائری ضرور کی جانی چاہئے۔ شاید سلانیا ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر کے کسی اہم فارمولے کی فائل لے گئی ہو۔ چنانچہ اس نے اس بارے میں عمران کو اطلاع دینے کا فیصلہ کر لیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سائنسی کتاب تھی اور وہ اسے پڑھنے میں ہمہ تن مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا لیکن اس کی نظریں کتاب پر ہی جمی رہیں۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ تم فوری طور پر سرداور کو کال کرو۔ وہ تم سے کوئی ضروری اور اہم بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ساتھ ہی کتاب بھی بند کر کے میز پر رکھ دی۔

"سرداور کو تو میرے فلیٹ کا فون نمبر معلوم ہے۔ پھر انہوں نے کیوں سر سلطان کو فون کر کے مجھ سے رابطہ کرنے کے لئے کہا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ یہ نمبر ان کا ذاتی خصوصی نمبر تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"یہ بذبان خود سے کیا مطلب ہوا"...... سرداور نے کہا۔

"جیسے بقلم خود لکھا جاتا ہے اسی طرح بذبان خود بولا جاتا ہے۔ لیکن آپ بتائیں کہ آپ نے بذات خود مجھے فون کرنے کی بجائے بذریعہ سر سلطان کیوں رابطہ کیا ہے۔ آپ کے پاس تو میرا نمبر موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تو انہیں نہیں کہا کہ تم مجھے فون کرو۔ میں نے تو انہیں ایک سائنس دان کے قتل کے بارے میں رپورٹ دی ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ وزارت داخلہ سے کہہ کر اس قتل کی اعلیٰ پیمانے پر انکوائری کرائیں"...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کون تھا یہ سائنس دان اور کیسے ہلاک ہوا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ ویسے وہ سر سلطان کی دانشمندی پر حیران رہ گیا

تھا کہ انہوں نے کس طرح بلواسطہ طور پر اسے اس قتل کے بارے
میں آگاہ کرنے کا سوچا تھا۔
" سائنس دان کا نام ڈاکٹر اعظم تھا۔ اس کی رہائش گاہ گرین
ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں تھی۔ اس نے اپنی رہائش گاہ
میں ہی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہفتے میں
دو روز گرین پرل جزیرے پر جہاں نیوی کا اڈہ اور ورکشاپ ہے اس
میں ایک سپیشل ورکشاپ جسے لیبارٹری کا درجہ دیا گیا تھا کام کرتا
تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے ایسی چپ ایجاد کی تھی جسے اگر اٹیمک سب
میرین میں نصب کر دیا جائے تو سمندری پانی میں موجود مخصوص
کیمیکلز کی وجہ سے سب میرین کسی بھی آلے پر چیک نہیں کی جا
سکتی۔ یہ انتہائی اہم ایجاد تھی لیکن ابھی اس کی رینج کو وسیع کیا جا رہا
تھا۔ پھر رپورٹ ملی کہ ڈاکٹر اعظم اور ان کے ملازمین کو ان کی رہائش
گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی ہے اور
خاص طور پر اس کمپیوٹر کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا جس میں
انہوں نے اس آلے کے بارے میں تفصیلات فیڈ کی تھیں اور اسی
رات نیوی کی اس سپیشل ورکشاپ کو بھی نامعلوم افراد نے مکمل
طور پر تباہ کر دیا ہے"۔ سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن ہمیں تو کسی نے اطلاع تک نہیں دی
حالانکہ یہ انتہائی اہم واردات ہے"...... عمران نے کہا۔
" وہاں جزیرے پر نیوی انٹیلی جنس تحقیقات کر رہی ہے اور

یہاں پولیس۔ ویسے ہمیں ان واقعات پر افسوس تو بے حد ہے لیکن
اس آلے کا مکمل فارمولا میرے پاس محفوظ ہے۔ میں نے اس سلسلے
میں سخت احکامات دیئے ہوئے ہیں کہ سرکاری یا غیر سرکاری کسی
لیبارٹری میں اگر حکومت سے منظور شدہ کسی فارمولے پر کام ہو رہا
ہے تو اس سلسلے میں تفصیلات سے ہمیں ساتھ ساتھ آگاہ رکھا جائے
اس لئے اس کا بنیادی فارمولا میری تحویل میں موجود ہے۔ اس کی مدد
سے اسے دوبارہ بنوایا اور اس پر مزید کام کرایا جا سکتا ہے لیکن میں
چاہتا ہوں کہ سائنس دان کے قاتل گرفتار کئے جائیں۔ اس لئے میں
نے سرسلطان سے کہا تھا کہ وہ وزارت داخلہ کو خصوصی ہدایات
جاری کر دیں تاکہ وہ اس کیس پر محنت کریں"...... سرداور نے کہا۔
" لیکن سرداور۔ کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سب کچھ ایک
منظم پلاننگ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ آپ نے جو کچھ بتایا ہے اس کے
مطابق ایک ہی رات دونوں وارداتیں بیک وقت کی گئی ہیں۔ ادھر
ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کیا گیا ادھر سپیشل ورکشاپ تباہ کی گئی ہے۔
یقیناً وہ لوگ اصل فارمولا یا اصل آلہ بھی لے گئے ہوں گے۔ آپ
مجھے اطلاع دیتے"...... عمران نے کہا۔
" نہیں۔ اصل آلہ سپیشل ورکشاپ میں موجود ہے البتہ اسے
تباہ کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اعظم کے کمپیوٹر میں فیڈ تفصیلات
موجود تھیں لیکن اس کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہاں اگر ہماری
تحویل میں بنیادی فارمولا نہ ہوتا تو پھر ہمارے لئے یہ ناقابل تلافی

نقصان تھا۔ اب بھی ڈاکٹر اعظم جیسے قابل سائنس دان کی ہلاکت ہمارے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ لیکن ہونی پر تو کسی کا بس نہیں چلتا"۔۔۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بتا دیا۔ اب میں بھی اس معاملے کو دیکھوں گا۔ اللہ حافظ "۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر وہ بیٹھا اس معاملے پر غور کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایک اہم معاملے پر آپ سے تفصیلی بات کرنی ہے "۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کس سلسلے میں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم کی ہلاکت کے سلسلے میں"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" تمہیں اس بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے "۔۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ فون پر اتنی تفصیل سے بات نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوکے۔ آ جاؤ فوراً"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

سلیمان چونکہ اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران ان دنوں فلیٹ پر اکیلا رہتا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" کون ہے "۔۔۔۔۔۔ عمران نے عادت کے مطابق دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

" ٹائیگر باس"۔۔۔۔۔۔ باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ ٹائیگر سلام کرتا ہوا اندر داخل ہوا تو عمران نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں ہی سٹنگ روم میں آ گئے۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ تمہیں اس بارے میں کیا معلوم ہے"۔ عمران نے کہا۔

" باس۔ آپ کی بات سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس معاملے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ تمہارا فون آنے سے تھوڑی دیر پہلے مجھے اس بارے میں سرداور نے اطلاع دی ہے "۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اسے وکٹر کی تلاش کے سلسلے میں رونالڈ کلب کے روبرٹ سے ملنے سے لے کر ایئرپورٹ جا کر سلانیا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں حاصل ہونے والی معلومات تک سب تفصیل بتا دی۔ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

" تو ڈاکٹر اعظم اور اس کے پانچ ملازموں کو اس لڑکی سلانیا نے ہلاک کیا ہے حالانکہ ان ملازموں میں مسلح اور تربیت یافتہ افراد شامل تھے "...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

" یس باس "...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" تو وہ عام لڑکی نہیں ہو سکتی۔ وہ یقیناً تربیت یافتہ ایجنٹ ہو گی۔ عام لڑکی ایک آدمی کے سینے میں گولی تو اتار سکتی ہے لیکن اس انداز میں قتل عام نہیں کر سکتی کہ اسے خراش تک نہ آئے۔ تم نے ہوٹل سے ان کا ریکارڈ حاصل کیا ہے "...... عمران نے کہا۔

" نہیں باس۔ مجھے صرف تجسس تھا۔ اس لئے میں نے اس سلسلے میں کام کیا ہے۔ مجھے اس کی اہمیت کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا اور نہ اب تک ہے "...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے سرداور سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا۔

" اوہ۔ اوہ پھر تو آپ کا اندازہ درست ہے۔ یہ سب کچھ باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہوا ہے "...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

" کون آسکتا ہے "...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" آپ بیٹھیں۔ میں دیکھتا ہوں "...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹائیگر سے بات کر رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد

صفدر اور کیپٹن شکیل سٹنگ روم میں داخل ہوئے تو عمران نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔

" ٹائیگر۔ اب کچن کی ڈیوٹی بھی تمہیں دینا ہو گی۔ وہاں چائے بنانے کا تمام سامان موجود ہے اور کنوارے آدمی کو انڈے کا آملیٹ اود چائے بنانے کا فن تو بہرحال آتا ہی ہے۔ چائے بنا کر لاؤ"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر سمیت سب ہنس پڑے اور پھر ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا سٹنگ روم سے باہر چلا گیا۔

" آج سپر ایجنٹ اور پاور ایجنٹ دونوں نے اکٹھے ہی میرے فلیٹ پر دھاوا بول دیا ہے۔ اللہ خیر ہی کرے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ پاکیشیائی بین الاقوامی سرحدی حدود میں ایک جزیرہ ہے گرین پرل۔ کیا آپ وہاں گئے ہیں کبھی "...... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے وہاں کی نیوی کی سپیشل ورکشاپ کی تباہی کے بارے میں بتانے آئے ہو "...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

" کیا ہوا۔ میں نے کوئی غلط بات کی ہے "...... عمران نے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ دراصل راستے میں ہم سوچتے رہے ہیں کہ آپ ہماری بات سن کر حیران رہ جائیں گے کیونکہ اس کا آپ کو یقیناً

علم نہ ہو گا لیکن آپ کو تو یہاں بیٹھے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے مجھے کہیں سے اطلاع ملتی ہے تو مجھے معلوم ہوتا ہے ۔ اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سرداور سے ہونے والی بات چیت کے متعلق بتا دیا۔

" ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ"۔ صفدر نے کہا۔

" اس بارے میں مجھے بتانے ٹائیگر آیا تھا"...... عمران نے کہا اور پھر ٹائیگر نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس نے مختصر طور پر دوہرا دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر چائے کا فلاسک، پیالیاں اور چینی دان وغیرہ ٹرے میں رکھے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ٹرے کو سائیڈ میز پر رکھا اور پھر چائے سرو کرنے میں مصروف ہو گیا۔

" شکریہ ٹائیگر۔ تمہیں ہماری وجہ سے زحمت ہوئی"...... صفدر نے ٹائیگر سے کہا۔

" یہ تو میرے لئے اعزاز ہے صفدر صاحب۔ آپ سب تو میرے آئیڈیل ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ارے ۔ ارے ۔ بس لیڈیز کو آئیڈیل نہ بنانا ورنہ صفدر اور تنویر دونوں تمہیں آئیڈیل بنا دیں گے "...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

" عمران صاحب۔ ہم نے وکٹر کا سراغ لگانے کی مہم کا آغاز کیا

ہے"...... صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چیف ویٹر کے گھر میں ملاقات کرنے سے لے کر نیوی آفیسرز کالونی پہنچنے تک کی تفصیل بتا دی۔

" پھر کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ نیوی آفیسرز کالونی میں ہم نے اس زاہد حمید کے بھائی ارباب حمید کی رہائش گاہ تلاش کر لی لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ارباب حمید تو گرین پرل گیا ہوا ہے ۔ البتہ زاہد حمید وہاں موجود تھا۔ ہم نے زاہد حمید کو گھیر لیا اور پھر اس نے زبان کھول دی کہ اس نے ایک رومانیہ نژاد ایجنٹ رائٹ اور اس کے دو ساتھیوں کو اپنے بھائی سے ملوایا اور بھائی نے بھاری رقم لے کر انہیں نیوی کی سپیشل ورکشاپ میں داخل ہونے کا نہ صرف خفیہ راستہ بتایا بلکہ وہ انہیں اندر داخل ہونے میں مدد دینے کے لئے ان کے ساتھ بھی گیا ہے اور اس کام کے عوض انہیں بیس لاکھ ڈالر ملیں گے ۔ جس پر ہم نے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر وہاں سے نکل کر ہم گرین پرل پہنچ گئے ۔ لیکن وہاں پہنچ کر ہمیں پتہ چلا کہ وہاں افراتفری پھیلی ہوئی ہے اور نیوی انٹیلی جنس نے پورے جزیرے کا کنٹرول سنبھال لیا ہے اور وہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رات کو کسی نے سپیشل ورکشاپ میں گھس کر وہاں موجود چار افراد کو ہلاک کر دیا اور ورکشاپ کی تمام مشینری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور زاہد حمید کے بھائی جو سیکورٹی آفیسر تھا، کی بھی لاش وہیں سے ملی

ہے ۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا جس پر ہم سمجھ گئے کہ یہ کام رائٹ اور اس کے ساتھیوں کا ہے ۔چنانچہ ہم واپس بندرگاہ پہنچے اور وہاں سے سیدھے ہلٹن ہوٹل گئے لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ رائٹ اور اس کے ساتھی ہوٹل چھوڑ کر ایئرپورٹ گئے ہیں۔ ہم بھی ایئرپورٹ گئے تو وہاں سے پتہ چلا کہ وہ بارہ بجے والی فلائٹ پر سوار ہو کر رومانیہ جا چکے ہیں۔چنانچہ وہاں سے ان کے کاغذات کی نقول حاصل کیں اور وہیں ہمیں پہلی بار پتہ چلا کہ ان کے ساتھ ایک لڑکی سلانیا بھی گئی ہے ۔ یہ تو اب آپ نے بتایا ہے کہ سلانیا نے ڈاکٹر اعظم کے خلاف کارروائی کی ہے"۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہ کاغذات کہاں ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی جیب میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پھر انہیں کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں سلانیا، رائٹ، فلپ اور جانسن کے کاغذات تھے اور ان کی تصاویر بھی ان کاغذات پر چسپاں تھیں۔ عمران نے ان کے پتے غور سے دیکھے اور پھر کاغذات میز پر رکھ دیئے ۔

" بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ سلانیا، رائٹ اور ان کے دو ساتھی یہ سب کسی تنظیم سے متعلق ہیں اور یہاں باقاعدہ مشن پر آئے تھے اور یہ وہی مشن تھا جس کے بارے میں رومانیہ کے چیف سیکرٹری نے سر سلطان کو بتایا تھا۔ تم لوگوں نے واقعی کام کیا ہے ۔

تم دونوں اور ٹائیگر ان تک پہنچ گئے لیکن تمہیں دیر ہو گئی اور یہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے لیکن میں یہ کاغذات چیف کو بھجوا دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ چیف انہیں بہرحال تلاش کرا لے گا۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ ان کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور یہ آپریشن انہوں نے کیوں کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ آپ فوری طور پر ان کے خلاف کام نہیں کرنا چاہتے"...... صفدر نے کہا۔

" میری سرداور سے بات ہوئی ہے ۔جس فارمولے کو ختم کرنے کا مشن یہ لوگ لے کر آئے تھے اس کا بنیادی فارمولا پہلے ہی سرداور کی تحویل میں ہے ۔ اس لئے ان کے مشن کامیاب ہو جانے کے باوجود سوائے اس نقصان کے کہ ایک قابل سائنس دان ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اور نیوی ورکشاپ کے لوگ بھی ہلاک کئے گئے ہیں لیکن وہ پاکیشیا کو اس فارمولے سے محروم کر دینے میں کامیاب نہیں ہوئے ۔اس لئے ان کے پیچھے فوری بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے "...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل اور ٹائیگر تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

پالینڈ کی ایک محل نما کوٹھی کے ایک کمرے میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا خوشرو نوجوان کرسی پر بیٹھا سامنے موجود ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کسی ایکشن فلم کا ہیرو دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سنہرے گھنگھریالے بال اس کے شانوں تک آرہے تھے۔ یہ مارک تھا۔ سارج ایجنسی کا چیف آپریشنل ایجنٹ۔ وہ دنیا کی بڑی بڑی ایجنسیوں میں کام کر چکا تھا اور اسے ناقابل تسخیر ایجنٹ سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ مارشل آرٹ میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ بہترین نشانہ باز بھی تھا۔ اس نے اپنا ایک علیحدہ سیکشن بنایا ہوا تھا جس میں ایک لڑکی مانی بھی شامل تھی جو اس کی پرسنل سیکرٹری، فون سیکرٹری ہونے کے

ساتھ ساتھ گرل فرینڈ بھی تھی۔ مانی بے حد سمارٹ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی خوبصورت بھی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بھی مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ لے رکھی تھی اور اس کا نشانہ بھی بہترین تھا۔ وہ نڈر، بے خوف اور دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ حالات کا بہترین انداز میں تجزیہ کرنے میں بھی طاق تھی۔ یہی وجہ تھی کہ مارک ہر اہم مشن میں اسے اپنے ساتھ ضرور رکھتا تھا۔ ویسے تو مانی ہر وقت مارک کے ساتھ ہی رہتی تھی لیکن گذشتہ کئی دنوں سے وہ اپنے آبائی قصبے گئی ہوئی تھی جہاں اس کی بوڑھی ماں رہتی تھی اور جس کی بیماری اب آخری سٹیج پر تھی۔ مارک کے پاس بھی ان دنوں کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے اس نے مانی کو جانے کی اجازت دے دی تھی لیکن اب وہ حقیقتاً اسے بے حد مس کر رہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح اس سے رابطہ کر کے اسے واپس بلائے کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"مارک بول رہا ہوں"...... مارک نے ٹی وی پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"کراس زیرو"...... دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز سنائی دی تو مارک بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس کے ایک خفیہ خانے سے ایک باکس نکالا اور پھر الماری بند کر کے اس

نے باکس کو اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس کا ڈھکن کھول کر اندر
موجود ایک بٹن پریس کیا تو باکس کے کھلے ہوئے حصے پر سرخ رنگ
کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ان لہروں کا رنگ نیلا ہو گیا
اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز باکس میں سے سنائی دینے
لگی۔ مارک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان لہروں کی وجہ
سے ہیڈ کوارٹر میں اسے دیکھا جا رہا ہو گا اور اس کا مکمل تجزیہ ہو رہا ہو
گا۔ چند لمحوں بعد لہروں کا رنگ ایک بار پھر بدل گیا۔ اب سبز رنگ
کی لہریں باکس کے اوپر والے حصے میں مسلسل چمک رہی تھیں۔

"مارک بول رہا ہوں"...... مارک نے لہروں کا رنگ سبز ہوتے
ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ یو"...... ایک مشینی آواز باکس میں سے
سنائی دی۔

"میں ہیڈ کوارٹر سے بات کرنے کے لئے تیار ہوں"...... مارک
نے کہا۔

"نمبر نوٹ کرو"...... اس مشینی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے ایک طویل نمبر بتانا شروع کر دیا۔

"اوکے"...... مارک نے کہا تو لہریں نکلنا بند ہو گئیں تو مارک
نے باکس کو بند کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر وہ ایک بار پھر الماری کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے خفیہ خانے میں باکس کو دوبارہ
رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹی وی وہ

پہلے ہی بند کر چکا تھا۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی رسیور اٹھایا اور وہ
نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اسے بتائے گئے تھے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"مارک بول رہا ہوں۔ کوڈ ڈبل ون"...... مارک نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے وہی مشینی آواز سنائی دی اور پھر
لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"مارک۔ ہیڈ کوارٹر سے فلٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ دوستانہ
تھا۔

"فرمایئے۔ اس بار تو بڑے عرصے کے بعد آپ نے مارک کو یاد
کیا ہے"...... مارک نے بھی قدرے بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"تم سپیشل ایجنٹ ہو۔ اس لئے سپیشل مشنز پر ہی تمہیں مامور
کیا جا سکتا ہے"...... دوسری طرف سے اسی بے تکلفانہ لہجے میں کہا
گیا۔

"یہ تو ہیڈ کوارٹر کی قدر شناسی ہے۔ بہرحال حکم فرمائیں"۔ مارک
نے کہا۔

"پاکیشیا میں سارج ایجنسی نے ایک مشن مکمل کیا ہے۔ اس
مشن کے تحت اٹیمک سب میرین کو خفیہ رکھنے والے ایک آلے اور
اس کو ایجاد کرنے والے سائنس دان کو اور وہ جس لیبارٹری میں کام

کرتا تھا اس لیبارٹری سمیت سب کو ختم اور تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہمیں فارمولا نہیں چاہئے تھا کیونکہ اس فارمولے پر اسرائیل میں کام مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس لئے سائنس دان کو ہلاک اور فارمولے سمیت لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ہے لیکن اب ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس آلے کا بنیادی فارمولا ایک سائنس دان سرداور کی تحویل میں ہے اور وہ اس فارمولے پر کسی اور لیبارٹری میں کام کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ بنیادی فارمولا ہم اس سائنس دان کی تحویل سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اس سائنس دان کا نام جیسے میں نے بتایا ہے سرداور ہے اور وہ پاکیشیا کا سب سے سینئر سائنس دان ہے اور ریڈ لیبارٹری کا انچارج ہے۔ باقی کام تمہیں کرنا ہو گا"...... فلٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فارمولے کا کیا نام ہے"...... مارک نے پوچھا۔

"ایس ایم ون فارمولے کا تعلق اٹیمک آبدوزوں سے ہے۔ تمہیں فائل مل جائے گی جس میں تمام تفصیل درج ہے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اس مشن کے سلسلے میں کوئی بھنک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں میں نہ پڑے ورنہ وہ اسرائیل کے خلاف بھی کام کر سکتے ہیں"...... فلٹن نے کہا۔

"آپ فائل بھیج دیں۔ میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا پاکیشیا پہنچ کر مشن مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور وہ بھی آپ کی ہدایات کے مطابق"...... مارک نے جواب دیا۔

"فائل میں پاکیشیا کے ایک خصوصی گروپ کے بارے میں بھی تفصیل موجود ہو گی جس کا وہاں کی سائنسی لیبارٹریوں سے گہرا تعلق ہے۔ یہ گروپ اس مشن کے سلسلے میں تمہاری بھرپور معاونت کرے گا۔ اسے ہدایات بھیج دی جائیں گی لیکن مشن تم نے انتہائی تیز رفتاری سے اور ہر طرح سے بے داغ انداز میں مکمل کرنا ہے"۔ فلٹن نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس۔ آپ کی توقع سے بڑھ کر بہتر کام ہو گا۔ یہ میرا وعدہ ہے"...... مارک نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیگر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے نیا مشن سونپا گیا ہے۔ تم مانی اور دوسرے ساتھیوں کو الرٹ کر دو اور ہیڈ کوارٹر سے ایک فائل بھیجی جا رہی ہے اس لئے فائل رسیور کو آن کر دو۔ جیسے ہی فائل رسیو ہو اسے میرے پاس بھجوا دو"...... مارک نے کہا۔

"یس باس۔ کیا میڈم مانی کو صرف الرٹ کرنا ہے یا اسے کال کر کے آپ کے آفس بھجوانا ہے"...... جیگر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے میرے پاس بھجوا دو تاکہ اس سے مشن کے بارے

میں ڈسکشن ہو سکے۔ لیکن فائل کے بعد پہلے نہیں"...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے باس"...... جیگر نے جواب دیا تو مارک نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر موجود شراب کی بوتل اٹھا لی لیکن دوسرے لمحے اس نے بوتل واپس رکھ دی اور میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس نے اس میں موجود ایک فائل باہر نکالی اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات کو الٹنے پلٹنے لگا۔ اس فائل میں دنیا کے تمام ملکوں کے تفصیلی نقشے موجود تھے۔ جلد ہی اسے پاکیشیا کا نقشہ مل گیا اور پھر اس نقشے کو فائل سے نکال کر اس نے فائل واپس دراز میں رکھی اور نقشے کو میز پر پھیلا کر وہ اس پر جھک گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا بات ہے آج آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کہتے ہیں سنجیدہ آدمی کو روزی بڑی وسعت سے ملتی ہے جبکہ مسخرے اکثر بھوکے مرتے ہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" سنجیدگی کا روزی سے کیا تعلق عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پروفیسر صاحبان کو دیکھو کس قدر سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اپنی

شادی کے روز بھی منہ بسورے بیٹھے نظر آتے ہیں اور اسی لئے انہیں بڑی بھاری تنخواہیں ملتی ہیں جبکہ سرکس کا جوکر سب سے کم تنخواہ لیتا ہے"...... عمران نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

" وہ تنخواہیں تو ان کے علم کی وجہ سے ملتی ہیں۔ سنجیدگی کی وجہ سے تو نہیں ملتیں"...... بلیک زیرو بھی باقاعدہ دلیل پر اتر آیا تھا۔

" مجھے تو اتنی ڈگریاں رکھنے کے باوجود ایک بڑا چیک آج تک نہیں ملا۔ اگر معاوضے علم کی بناء پر ملا کرتے تو مجھے بھی لازماً بڑا چیک ملتا۔ لیکن ملتا کیا ہے چڑیا کی چونچ میں دانہ یا اونٹ کے منہ میں زیرہ۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اب سنجیدہ ہو کر دیکھا جائے۔ شاید کہ بہار آ جائے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" اگر آپ اسی طرح سنجیدہ رہے تو جو ملتا ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے وہ کیوں"...... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیونکہ آپ کو سنجیدہ دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ آپ بیمار ہیں اور بیمار آدمی کو مشن پر نہیں بھیجا جاتا۔ ہسپتال بھیجا جاتا ہے۔ جس سے آمدن کی بجائے الٹا خرچ ہوتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ارے میری توبہ۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اتنا سنجیدہ ہو جاؤں گا کہ ایک ہی بڑے چیک سے سارے بکھیڑے ختم ہو جائیں گے مگر

تم نے تو الٹا لٹیا ہی ڈبو دی ہے۔ تمہارے دونوں کان کیوں اوپر نیچے ہو گئے ہیں"...... بات کرتے کرتے عمران نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوپر نیچے۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے کانوں کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔

" بس بس۔ اسی طرح کان پکڑے رہو تاکہ میں سنجیدہ نہ ہو سکوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

" آپ نے اپنے کان پکڑنے کی بجائے الٹا میرے کان پکڑوا دیئے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے تو دونوں کان ایک ہی سیدھ میں ہیں۔ میں نے ایک روز باقاعدہ ناپے تھے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ نے کیوں ناپے تھے۔ کیا آپ کو کوئی شک پڑ گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میں جب بھی دھوپ کا چشمہ لگاتا تھا وہ ٹیڑھا ہو جاتا تھا۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ شاید ایک کان نیچے اتر آیا ہے اور دوسرا اوپر چڑھ گیا ہے۔ لیکن ناپنے سے دونوں کان برابر تھے۔ پھر میں نے چشمے کو چیک کیا تو چشمہ بذات خود ٹیڑھا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران موجود ہے یہاں"...... سرسلطان کی متوحش سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں سرسلطان۔ یہ آپ کے لہجے میں پریشانی کیوں ہے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"سرداور ہسپتال میں ہیں۔ ان کی حالت بے حد خراب ہے۔ انہیں گولیاں ماری گئی ہیں"...... سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کب۔ کیسے"...... عمران نے اس بار خود متوحش سے لہجے میں کہا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ پر تھے کہ صبح ان کے ایک اسسٹنٹ نے انہیں فون کیا لیکن کسی نے فون انٹڈ نہ کیا تو وہ اسسٹنٹ جسے سرداور سے انتہائی ضروری کام تھا خود ان کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں ان کے سکیورٹی گارڈ اور ملازموں کی لاشیں پڑی تھیں۔ سرداور ایک کمرے میں انتہائی زخمی حالت میں فرش پر پڑے تھے۔ ان پر خاصا تشدد کیا گیا تھا اور انہیں گولیاں ماری گئی تھیں لیکن وہ ابھی زندہ تھے۔ چنانچہ ان کے اسسٹنٹ نے فوری ہائی رینک آفیسرز ہسپتال فون کر کے ایمبولینس اور ڈاکٹرز منگوائے اور پھر ڈاکٹر نے

ابتدائی ٹریٹمنٹ وہیں ان کی رہائش گاہ پر دی اور پھر انہیں ہسپتال پہنچایا جہاں ان کا چار گھنٹوں تک آپریشن ہوتا رہا۔ لیکن ابھی تک ان کی حالت پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہے۔ مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی ہے تو میں سیدھا ہسپتال گیا اور وہاں انہیں دیکھ کر اب واپس آیا ہوں۔ پولیس ان کی رہائش گاہ پر کام کر رہی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک یورپی آدمی کی لاش بھی وہاں سے ملی ہے۔ وہ شاید سکیورٹی گارڈ کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے۔ اس کی جیب سے جو پرس نکلا ہے اس کے اندر موجود کاغذات کی رو سے اس کا نام رابرٹ ہے اور وہ پالینڈ کا رہائشی ہے اور ہاں۔ پولیس نے بتایا ہے کہ سرداور کی رہائش گاہ میں ان کے آفس کی ایک دیوار میں موجود خفیہ سیف بھی کھلا ہوا ملا ہے۔ اس سیف میں فائلیں اور کاغذات موجود ہیں۔ نجانے وہاں سے کیا نکالا گیا ہے۔ اب سرداور ہوش میں آئیں گے تو معلوم ہو گا"...... سرسلطان نے تفصیل سے سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہمیں پتہ ہی نہیں چلا اور سرداور پر قیامت گزر گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زندگی اور صحت دے۔ میں ہسپتال پہنچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹروں کے مطابق ابھی چند گھنٹوں تک انہیں ہوش نہیں آ سکتا کیونکہ ڈاکٹروں نے انہیں خود طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے ہیں۔ اس لئے تم ہسپتال کی بجائے ان کی رہائش گاہ پر پہنچو۔ وہاں

پولیس انسپکٹر رحمت علی انچارج ہے۔ پولیس کے بڑے بڑے افسران بھی وہاں پہنچے ہوئے ہوں گے۔ میں نے انسپکٹر کو تمہارے بارے میں بتا دیا ہے۔ اس لئے تمہیں وہاں تمام ضروری سہولیات ملیں گی"۔ سرسلطان نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں پہلے رہائش گاہ پر جاتا ہوں۔ پھر وہاں سے ہسپتال جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم نے پوچھا تھا کہ میں سنجیدہ کیوں ہوں تو آج صبح سے نجانے کیوں مسکرانے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔ اب سمجھ میں آئی ہے یہ بات کہ مجھ پر سنجیدگی کا دورہ کیوں پڑا ہوا تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کے خفیہ راستے سے نکل کر تیزی سے سرداور کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں کیونکہ سرداور پر اس انداز میں حملہ آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ سرداور کی رہائش گاہ پر پہنچا تو وہاں باہر اور اندر پولیس ہی پولیس نظر آ رہی تھی۔ عمران نے کار روکی اور نیچے اتر کر وہ آگے بڑھا۔

" جی صاحب"...... ایک پولیس کے سپاہی نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

" انسپکٹر رحمت علی کہاں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" وہ آئی جی اور ایس پی صاحب کے ساتھ اندر ہیں"...... سپاہی نے جواب دیا۔

" جاؤ جا کر اسے کہو کہ علی عمران آیا ہے۔ میرے بارے میں اسے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان نے فون کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سپاہی بے اختیار چونک پڑا۔

" یس سر۔ آپ آئیے سر۔ انہوں نے ہمیں پہلے ہی آپ کے بارے میں بتا دیا تھا"...... سپاہی نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لئے کوٹھی میں داخل ہوا تو برآمدے میں ہی آئی جی اور ایس پی پولیس موجود تھے۔ ان کے ساتھ مؤدبانہ انداز میں ایک انسپکٹر بھی موجود تھا۔ سپاہی نے سیلوٹ کرتے ہوئے اسے عمران کے بارے میں بتایا تو انسپکٹر نے آئی جی اور ایس پی کو عمران کے بارے میں بتایا۔

" اوہ۔ اوہ تو آپ ہیں علی عمران صاحب۔ جو سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں"...... آئی جی نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ آپ ذرا مجھ سے دور رہیں۔ اماں بی کا کہنا ہے کہ پولیس سے جتنا دور رہا جائے آدمی اتنا ہی عافیت میں رہتا ہے اور میرا نام علی عمران صاحب نہیں بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے الٹا دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو ایس پی اور انسپکٹر دونوں کے چہرے عمران کی بات سن کر غصے سے سرخ

ہو گئے جبکہ آئی جی کے چہرے پر خجالت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" ارے۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔ اماں بی کہتی ہیں پولیس کی دوستی بھی اچھی نہیں اور ناراضگی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اس لئے پلیز آپ ناراض بھی نہ ہوں۔ صرف اتنا بتا دیں کہ وہ یورپی آدمی جو مارا گیا ہے اس کی لاش کہاں ہے "...... عمران نے کہا تو آئی جی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" انسپکٹر۔ انہیں لاش دکھاؤ "...... آئی جی نے غصیلے لہجے میں انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ارے۔ ارے۔ یہ انسپکٹر ہے یا کسی مردہ خانے کا انچارج کہ دوسروں کو لاشیں دکھاتا رہتا ہے۔ ویسے آئی جی صاحب میں نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی لاشیں دیکھی ہیں لیکن مجھے آج تک ان سے خوف نہیں آیا کیونکہ جس طرح پولیس مجرموں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اسی طرح لاشیں بھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ آیئے انسپکٹر صاحب۔ آپ مجھے لاش دکھائیں پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے "۔ عمران نے آخری بات انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہی۔

" یس سر۔ آیئے سر "...... انسپکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے آگے بڑھ گیا۔

" یہ مسخرہ۔ نجانے کیوں اس کی اتنی تعریفیں کی جاتی ہیں "۔ عمران کے کانوں میں آئی جی کی ہلکی سی آواز پڑی۔

" یہ سر عبدالرحمان ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا اکلوتا

بیٹا ہے جناب۔ اس لئے "...... ایس پی کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا تو وہاں لاشیں موجود تھیں۔ ان پر سفید کپڑے ڈالے گئے تھے۔ انسپکٹر نے ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی لاش کے منہ سے کپڑا ہٹایا۔ یہ واقعی یورپی آدمی تھا۔ عمران نے جھک کر غور سے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر سیدھا ہو گیا۔

" ٹھیک ہے۔ اس کی جیب سے نکلنے والا سامان کہاں ہے "۔ عمران نے کہا تو انسپکٹر نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی میز پر موجود پرس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس میں سے کاغذات نکالے اور انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے پرس کو الٹا کر کے جھاڑا تو اچانک ایک کارڈ کا چھوٹا سا کونہ اسے ایک تھوڑی سی پھٹی ہوئی جگہ سے نظر آنے لگا۔ یہ پرس کی کوئی خفیہ جیب تھی جو جھاڑنے کی وجہ سے شاید کچھ کھل گئی تھی۔ عمران نے چند لمحوں کی کوشش کے بعد اسے کھولا تو اس میں ایک سفید رنگ کا مستطیل شکل کا کارڈ موجود تھا۔ عمران نے کارڈ نکال کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا لیکن کارڈ دونوں اطراف سے سفید اور بے داغ تھا۔ اس پر کسی قسم کا نہ کوئی نشان تھا اور نہ ہی کوئی تحریر۔

" آپ سگریٹ پیتے ہیں "...... اچانک عمران نے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر۔ مم۔ مم۔ مگر...... " انسپکٹر اس اچانک اور غیر متعلقہ

سوال پر بے اختیار چونک پڑا۔

" میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ پھر آپ کے پاس لائٹر یا ماچس ہو گی وہ مجھے دے دیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس۔ لائٹر ہے سر"....... انسپکٹر نے جلدی سے جیب سے لائٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" شکریہ"....... عمران نے کہا اور پھر لائٹر جلا کر اس نے اس سفید کارڈ کے نیچے اتنے فاصلے پر رکھا کہ شعلے کی گرمی کارڈ تک پہنچ جائے لیکن کارڈ جلے نہیں۔ انسپکٹر حیرت بھرے انداز میں اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ عمران کی نظریں کارڈ پر جمی ہوئی تھیں اور پھر آہستہ آہستہ کارڈ کے درمیان ایک لفظ ابھرنے لگا۔

" سارج"....... عمران نے اس لفظ کو پڑھتے ہوئے کہا۔

" جی۔ کیا۔ کیا مطلب"....... انسپکٹر نے چونک کر کہا۔

" کچھ نہیں۔ یہ لیجئے اپنا لائٹر، اور یہ پرس بے شک سرکاری تحویل میں ہے لیکن کاغذات اور کارڈ میرے پاس رہے گا"....... عمران نے کہا۔

" یس سر"....... انسپکٹر نے کہا اور لائٹر لے کر جیب میں ڈال لیا۔

" اب آپ مجھے وہ کھلا ہوا سیف دکھا دیں"....... عمران نے کاغذات اور کارڈ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ آیئے سر"....... انسپکٹر نے کہا اور عمران کو لے کر ایک اور کمرے میں آگیا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں

بیٹھ کر سرداور یقیناً اپنا آفس ورک کرتے ہوں گے۔ وہاں دیوار میں ایک کھلا ہوا سیف صاف نظر آرہا تھا۔ سیف میں فائلیں ہی فائلیں بھری ہوئی تھیں البتہ ان کی ترتیب خراب ہو رہی تھی۔ چند فائلیں نیچے فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی فائلیں اٹھا کر واپس سیف میں رکھیں اور سیف بند کر دیا۔

" اس میں انتہائی ضروری اور قیمتی فائلیں ہیں۔ اس لئے اس کو بند کر دینا ضروری ہے"....... عمران نے کہا اور انسپکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب سے عمران نے آئی جی سے مذاق کیا تھا تب سے انسپکٹر کم سے کم بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے اس سیف سے یقیناً کوئی فائل حاصل کی ہے اور وہ اس فائل کی غرض سے ہی یہاں آئے تھے۔ اب یہ کون سی فائل ہو سکتی ہے۔ یہ تو سرداور ہوش میں آکر ہی بتا سکیں گے۔ پھر عمران انسپکٹر سمیت واپس باہر آگیا تو آئی جی اور ایس پی دونوں واپس جا چکے تھے۔ عمران بھی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہائی رینک آفیسرز ہسپتال میں داخل ہو رہی تھی۔ یہاں کا انچارج ڈاکٹر شمسی تھا جو عمران سے بہت اچھی طرح واقف تھا کیونکہ سپیشل ہسپتال میں وہ کافی عرصہ ڈاکٹر صدیقی کے تحت کام کر چکا تھا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ"....... ڈاکٹر شمسی نے عمران کے آفس میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" شکریہ ڈاکٹر شمسی صاحب۔ سرداور کا کیا حال ہے "....... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں۔ ان کی حالت سٹیبل نہیں ہو رہی۔ اصل میں وہ بزرگ آدمی ہیں اور گولیاں ان کے دل میں ماری گئی تھیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا کہ دونوں گولیاں پسلیوں میں اٹک کر رخ بدل گئیں ورنہ تو سرداور دوسری سانس بھی نہ لے سکتے تھے۔ البتہ زیادہ خون بہہ جانے اور زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے گولیوں کا زہر پھیل گیا ہے "....... ڈاکٹر شمسی نے تفصیل سے سرداور کی حالت بتاتے ہوئے کہا اور عمران ان کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ سرداور کا بچنا ڈاکٹر شمسی کے نزدیک محال ہے تو بے اختیار اس کا دل بھر آیا۔

" ڈاکٹر صاحب۔ جاء نماز تو ہو گی یہاں "....... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ہے۔ کیوں "....... ڈاکٹر شمسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اماں بی کا حکم ہے کہ جب ایسا موقع آئے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاؤ۔ وہ قادر مطلق ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ مضطرب دل کی پکار سنتا ہے۔ میں بھی دو نفل پڑھ کر سرداور کی زندگی کی دعا کرنا چاہتا ہوں "....... عمران نے قدرے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سچ کہا آپ کی اماں بی نے۔ وہ واقعی قادر مطلق ہے "....... ڈاکٹر

شمسی نے کہا اور عمران کو سائیڈ پر موجود ریٹائرنگ روم میں لے آیا۔ یہاں فرش پر بچھے ہوئے قالین کی سائیڈ میں جاء نماز موجود تھی۔

" شکریہ ڈاکٹر صاحب "....... عمران نے کہا اور پھر وہ باتھ روم میں وضو کرنے چلا گیا۔ وضو کر کے واپس آ کر اس نے جاء نماز کو قبلہ رخ بچھایا اور دو نفل نماز کی نیت کر کے اس نے نماز پڑھی اور پھر سجدے میں سر رکھ کر اس نے اللہ تعالیٰ سے سرداور کی زندگی کی دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ گڑگڑاتے ہوئے دعائیں مانگتے مانگتے اس کا دل بھر آیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگے۔ اسے سرداور کی محبت و شفقت بھری باتیں یاد آنے لگیں اور پھر وہ اور زیادہ گڑگڑا کر ان کی صحت کے لئے دعائیں مانگنے لگ گیا۔ پھر اسے دعائیں مانگتے ہوئے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی۔

" عمران صاحب۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے رحمت کر دی ہے۔ آپ کی عاجزانہ دعائیں اس کی بارگاہ میں قبول کر لی گئی ہیں "....... اچانک عمران کو ڈاکٹر شمسی کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں کے پپوٹے سوج گئے تھے۔ چہرے پر آنسوؤں کے نشانات ابھی تک موجود تھے۔

" یااللہ تیرا شکر ہے۔ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا بے حد شکریہ۔ میں دو نفل شکرانے کے پڑھ لوں "۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر دو نفل شکرانے کی نیت سے پڑھنا شروع کر دیئے۔ نفل پڑھ کر اور اللہ تعالیٰ

کا شکر ادا کر کے وہ اٹھا۔ اس نے جاء نماز تہہ کر کے واپس اس کی جگہ رکھی اور پھر باتھ روم میں جا کر اس نے منہ دھویا اور پھر جوتے پہن کر وہ آفس میں آ گیا۔ ڈاکٹر شمسی کہیں گئے ہوئے تھے۔ ابھی عمران بیٹھا ہی تھا کہ چپڑاسی اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

" ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ ایک مریض کو دیکھنے گئے ہیں۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ آپ کو چائے پیش کی جائے۔ وہ ابھی واپس آ جائیں گے "...... چپڑاسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ چائے پینے کے کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر شمسی واپس آ گئے۔

" اب کیا پوزیشن ہے سردار کی"...... عمران نے بے چین سے انداز میں پوچھا۔

" ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے لیکن ابھی وہ بے ہوش ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کل ان سے مل لیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات بھی وہ اسی حالت میں رہیں تاکہ کسی قسم کا رسک باقی نہ رہے "...... ڈاکٹر شمسی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا کرے البتہ ایک کام آپ نے کرنا ہے کہ ان کی خصوصی حفاظت کرانی ہے۔ کیونکہ حملہ آور اپنی طرف سے انہیں ہلاک کر کے گئے تھے۔ اب اگر انہیں

اطلاع مل گئی کہ وہ زندہ بچ گئے ہیں تو وہ یہاں دوبارہ ان پر حملہ بھی کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اس بارے میں بتا دیا۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اپنی طرف سے ہم ان کی مکمل حفاظت کریں گے "...... ڈاکٹر شمسی نے کہا تو عمران ان سے اجازت لے کر ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بار پھر دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ایک ہال کمرے میں ایک مستطیل شکل کی میز کی دونوں سائیڈوں میں دو دو کرسیاں موجود تھیں جبکہ ایک اونچی پشت کی کرسی تیسری سائیڈ پر موجود تھی۔ پانچوں کرسیاں خالی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان تینوں نے بھی نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے اور ان کی جیبوں پر باقاعدہ سفید رنگ کے کارڈ لگے ہوئے تھے جن پر تیز سرخ رنگ سے ایک سے چار تک نمبر لکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو تو میز کی ایک سائیڈ پر اور باقی دو دوسری سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یہ چاروں یورپی نژاد تھے اور ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک

لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا تو یہ چاروں احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا آگے آیا اور میز کی چھوٹی سائیڈ پر موجود اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ چاروں بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"خصوصی میٹنگ کا آغاز کیا جاتا ہے اور یہ خصوصی میٹنگ ایک اہم معاملے پر بلائی گئی ہے"...... پانچویں آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... ان چاروں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"آپ چاروں پوری دنیا میں سارج کے چیفس ہیں اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سارج ایک ایسی خفیہ تنظیم ہے جسے ایکریمیا اور اسرائیل کی بھرپور سرپرستی حاصل ہے اور سارج کے مقاصد بھی پوری دنیا میں یہودیوں اور ایکریمیوں کی مکمل بالادستی ہے۔ اس لئے سارج نے ہر وہ کام کرنا ہے جس سے اس کے مقاصد پورے ہو سکیں اور مجھے خوشی ہے کہ سارج اپنے مقاصد کو پورا کر رہی ہے۔ سارج کو قائم ہوئے چار سال گزر چکے ہیں لیکن ان چار سالوں میں سارج کو خفیہ رکھنے کی کوششیں بھی کامیاب رہی ہیں لیکن اب اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ سارج دنیا پر اوپن نہ ہو جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے"...... چیف نے بھاری لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے چیف۔ ہمیں تفصیل سے آگاہ کیا جائے"...... نمبر

ایک نے بھاری لہجے میں کہا۔

"پوری دنیا چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے اور آپ چاروں ایک ایک حصے کے چیف ہیں۔ براعظم ایشیا چیف نمبر چار کے تحت ہے ۔ نمبر چار نے سارج ہیڈ کوارٹر کے مطابق پاکیشیا میں ایک انتہائی اہم مشن بڑی کامیابی سے مکمل کرایا ہے ۔ اس مشن کو ایس ایم ون کا نام دیا گیا ہے ۔ مختصر طور پر یہ کہ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے ایٹمک سب میرین کو تمام آلات سے خفیہ رکھنے کا ایک آلہ ایس ایم ون ایجاد کر لیا۔ ادھر اسرائیلی سائنس دان بھی اسی مقصد کے لئے ایک آلے پر کام کر رہے تھے ۔ پھر اطلاع ملی کہ اسرائیل بھی اس آلے کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور پاکیشیا بھی۔ البتہ پاکیشیا کے آلے کی رینج کم ہے ۔ اس لئے وہ اس پر مزید کام کر رہے ہیں اگر پاکیشیا اس آلے کی رینج بڑھا لینے میں کامیاب ہو جاتا تو اسرائیل کی یہ ایجاد فضول ہو جاتی کیونکہ پاکیشیا اس ایجاد کو تمام مسلم ممالک تک پہنچا دیتا۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیائی آلے کو تباہ کر دیا جائے اور اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دیا جائے ۔ نمبر چار نے رومانیہ سے ایک گروپ اس مشن کے لئے بھیجا اور یہ گروپ اپنے مشن میں کامیاب واپس لوٹا لیکن پھر اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے بڑے سائنس دان سرداور نے اس آلے کا بنیادی فارمولا پہلے سے ہی اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے ۔ اس طرح پہلا مشن کامیاب ہونے کے باوجود ناکام ہو گیا تو پالینڈ سے دوسرے

گروپ کو بھیجا گیا۔ یہ چیف آپریشنل گروپ تھا۔ اس گروپ نے بھی کامیابی حاصل کر لی لیکن ان کا ایک آدمی ہلاک ہو گیا اور ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اس لاش کو اٹھا کر ساتھ لے آتے ۔ چنانچہ یہ لاش وہیں مشن سپاٹ پر ہی رہ گئی۔ گروپ لیڈر نے بعد میں اس لاش کی جیب سے کاغذات کے حصول کے لئے کام کیا تو معلوم ہوا کہ اس آدمی کے پرس سے کاغذات پاکیشیا کا مشہور ایجنٹ علی عمران لے گیا ہے اور اس سے زیادہ خطرناک اطلاع یہ ملی ہے کہ اس علی عمران نے پرس کے خفیہ خانے سے سارج کا اصل کارڈ بھی نہ صرف نکال لیا بلکہ اس نے سگریٹ لائٹر کی مدد سے اس پر موجود خفیہ حروف بھی پڑھ لئے ۔ یہ انتہائی خطرناک بات تھی۔ چنانچہ اس گروپ کی طرف سے اطلاع ملنے پر اس گروپ کو فوری طور پر واپس بلا لیا گیا کیونکہ اس گروپ نے نہ صرف پاکیشیا کے انتہائی اہم سائنس دان کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ اس سے ایس ایم ون کا فارمولا بھی حاصل کر کے اسے بھی جلا دیا تھا۔ اس گروپ کا اب وہاں رہنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا لیکن اس اطلاع نے کہ علی عمران سارج سے واقف ہو گیا ہے ۔ اسرائیل اور ایکریمیا کے حکام میں کھلبلی پیدا کر دی اور پھر اس معاملے پر دونوں ملکوں کی انتہائی اعلیٰ سطحی میٹنگ ہوئی جس میں مجھے بھی شامل کیا گیا۔ وہ سب عمران کی کارکردگی سے خوفزدہ تھے ۔ میں نے انہیں بے حد سمجھایا کہ یہ آدمی ہمارے مقابلے پر کچھ بھی نہیں کر سکتا اور صرف سارج کے نام سے واقف ہونے کا یہ

مطلب نہیں ہے کہ وہ سارج کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیفس اور ان کے ہیڈ کوارٹرز سے بھی واقف ہو جائے گا لیکن اعلیٰ حکام بضد تھے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر سارج کے خلاف مقابلے پر اتر آتے ہیں تو یہودیوں اور ایکریمیز کی یہ مشترکہ خفیہ تنظیم ختم بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ سارج کے ان دونوں گروپوں کو جنہوں نے پاکیشیا میں مشن مکمل کئے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے تاکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے ذریعے سارج کے ہیڈ کوارٹر تک نہ پہنچ سکے۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے یہ خصوصی میٹنگ کال کی گئی ہے"...... چیف نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو چاروں چیفس کے چہروں پر حیرت اور الجھن نمایاں نظر آنے لگی۔

"چیف۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنے ان دونوں گروپس کو جو مشنز میں کامیاب رہے ہیں۔ خود ہی ہلاک کر دوں"...... نمبر چار نے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا۔

"میں خود بھی اس معاملے پر انتہائی بے چینی محسوس کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی ایسا حل ہونا چاہئے جس سے اعلیٰ حکام بھی مطمئن ہو جائیں اور ہم بھی"...... چیف نے کہا۔

"اعلیٰ حکام سے آپ کا مطلب سارج کے بورڈ آف گورنرز سے ہے یا اس کے چیئرمین لارڈ انتھونی سے ہے"...... نمبر تین نے کہا۔

"میرا مطلب لارڈ انتھونی سے تھا۔ وہ انتہائی بااختیار آدمی ہے۔

وہ چاہے تو پوری سارج کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اسرائیل کا صدر اور ایکریمیا کا صدر دونوں لارڈ انتھونی کے زیر اثر ہیں"...... چیف نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے گروپس کو ختم کرنے کی بجائے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیں"...... نمبر ایک نے کہا۔

"یہ تجویز بھی میں نے پیش کی تھی لیکن لارڈ انتھونی کی وجہ سے بورڈ نے اسے مسترد کر دیا تھا"...... چیف نے کہا۔

"ایک صورت ایسی ہے جس سے یہ معاملہ بخوبی نمٹ سکتا ہے"۔ نمبر دو نے کہا تو چیف سمیت سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"پیش کرو وہ صورت"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ موجودہ دور میں پلاسٹک سرجری سے چہرے کو مکمل اور مستقل طور پر تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ دونوں گروپس میں سے جو لوگ پاکیشیا گئے تھے ان کے چہروں کو پلاسٹک سرجری سے تبدیل کر دیا جائے اور انہیں ایک سال کی رخصت دے کر دور دراز کے علاقوں میں بھجوا دیا جائے۔ ان کی شناخت بھی تبدیل کر کے انہیں نئے اصل کاغذات دے دیئے جائیں۔ اس طرح وہ ہلاک ہونے سے بچ جائیں گے اور زیادہ سے زیادہ یہ خطرہ ایک سال تک دور ہو سکتا ہے۔ ایک سال بعد وہ دوبارہ کام پر واپس آ سکتے ہیں"...... نمبر دو

نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ تجویز واقعی اچھی ہے۔ مجھے پسند آئی ہے۔ اس طرح بورڈ آف گورنرز کی بات بھی تسلیم کر لی جائے گی اور ہمارے تجربہ کار لوگ بھی ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ نمبر فور۔ تم اس پر فوری عملدرآمد کراؤ"...... چیف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ حکم کی فوری تعمیل ہو گی"...... نمبر چار نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" اب آؤ اس بات پر کہ عمران کو اگر سارج ایجنسی کے بارے میں علم ہو جائے تو وہ زیادہ سے زیادہ سارج ایجنسی کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے"...... چیف نے کہا۔

" باس۔ سارج ایجنسی پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی نامعلوم ہے۔ پھر یہ آدمی یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا کر سکتی ہے"...... نمبر ایک نے کہا۔

" میرا خیال ہے چیف کہ ہمیں ازخود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنا چاہئے۔ ہمارے پاس ایسے بے شمار گروپ ہیں جو آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں"...... نمبر دو نے کہا۔

" نہیں۔ یہ بات اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں اصولی طور پر طے کر لی گئی ہے کہ سارج ایجنسی کسی صورت بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی ورنہ ہمارے آدمیوں کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج کے ہیڈ کوارٹر اور بورڈ آف گورنرز تک

پہنچ سکتی ہے"...... چیف نے کہا۔

" باس۔ ایشیا کا چیف میں ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی کسی مشن پر کام کرتی ہے تو وہ ادھر ادھر نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی بلکہ براہ راست اپنے مشن کو ٹارگٹ بناتی ہے اور ان کا مشن اب سارج ایجنسی نہیں ہو سکتا۔ ان کا مشن ایس ایم فارمولا ہو گا اور وہ اب لامحالہ اسرائیل میں اس فارمولے کو حاصل کریں گے یا اسے ختم کر دیں گے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بے شمار بار اسرائیل میں کام کیا ہے لیکن اسرائیل کی کوئی بھی ایجنسی ان کا خاتمہ نہیں کر سکی۔ اس لئے ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ ہم اسرائیل کو رپورٹ کر دیں اور خود خاموش ہو کر بیٹھ جائیں"...... نمبر چار نے کہا۔

" یہ اور بھی زیادہ خطرناک بات ہے۔ اسرائیل تو ہمارا اپنا ملک ہے۔ ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کو نقصان پہنچائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں"...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تو پھر ایک ہی صورت ہے چیف کہ اس بار اسرائیل میں ان کا مقابلہ اسرائیلی ایجنسیوں کی بجائے سارج ایجنسی کھل کر کرے"۔ نمبر چار نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس بات پر میں لارڈ انتھونی کو قائل کر سکتا ہوں"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ پھر تو لازماً سارج ایجنسی کو کھل کر سامنے آنا پڑے گا اور پھر کیا سارج ایجنسی کا وجود خطرے میں نہیں پڑ جائے گا"۔ نمبر تین نے کہا۔

"ہم اسرائیل میں کام کرنے والے اپنے گروپ کا نیا نام رکھ لیں گے۔ اس طرح سارج ایجنسی سامنے نہیں آئے گی"...... چیف نے کہا۔

"اسرائیل میرے دائرہ اختیار میں ہے چیف اور میرے پاس ایک ایسا گروپ موجود ہے جس کے تمام ممبرز ریڈ ایجنسی اور بلیک ایجنسی میں کام کر چکے ہیں"...... نمبر دو نے کہا۔

"نہیں۔ وہ بھی لازماً ایکریمیز ہوں گے۔ ہمیں ایسا گروپ بنانا چاہیئے جو اسرائیلی ہو اور یہودی ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کمٹڈ اور انتہائی تجربہ کار افراد کی ضرورت ہے"...... نمبر چار نے کہا۔

"ایسا ایک گروپ میرے پاس موجود ہے۔ اس کا انچارج کٹڑ یہودی ہے۔ اس کا نام کرنل اسمتھ ہے۔ وہ انتہائی تجربہ کار ہے اور اس کا گروپ بھی کٹڑ یہودیوں اور اسرائیلیوں پر مشتمل ہے لیکن ان کی تربیت ایکریمیا میں ہوئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ کرنل اسمتھ ان کا خاتمہ آسانی سے کر دے گا"...... نمبر تین نے کہا۔

"اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ کرنل اسمتھ اور اس کے گروپ کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں قائم کر دیا جائے۔ وہاں انہیں ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جائیں اور اسرائیلی پولیس کو ان کے تابع کر دیا

جائے"...... چیف نے کہا۔

"لیکن چیف۔ اسرائیلی ایجنسیاں اس کی بھرپور مخالفت کریں گی"...... نمبر ایک نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن لارڈ انتھونی اگر اسرائیل کے صدر سے بات کرے تو یہ کام بھی آسان ہو جائے گا"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پورے اسرائیل کی ذمہ داری اٹھانے کی بجائے اپنے آپ کو صرف اس لیبارٹری تک محدود کر لینا چاہیئے جہاں ایس ایم ون تیار ہو رہا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل ٹارگٹ یہی ہو گا۔ باقی اسرائیل کو اسرائیلی ایجنسیوں پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسی طرح ہم زیادہ آسانی اور سہولت سے اپنا کام کر سکیں گے"...... نمبر ایک نے کہا۔

"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس عمران کو اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہو اور کیا یہ ضروری ہے کہ اسے یہ بھی علم ہو کہ اسرائیل بھی اس آلے پر کام کر رہا ہے"...... چیف نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے چیف۔ لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حیرت انگیز طور پر ایسے سیکرٹ معلوم کر لیتی ہے"۔ نمبر چار نے کہا۔

"اوکے۔ پھر یہ بات طے ہو گئی کہ ہمارا گروپ اس لیبارٹری کی حفاظت کرے گا اور ان دونوں گروپس کو جو پاکیشیا میں کام کر چکے

ہیں انہیں انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے گا"....... چیف نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"....... سب نے کہا۔

"ڈن"....... چیف نے ایک بار پھر زور سے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کے اٹھتے ہی باقی چاروں بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر چیف دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران ڈاکٹر شمسی کے ہمراہ سرداور کے کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر لیٹے ہوئے سرداور کے چہرے پر بے اختیار ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"السلام و علیکم ورحمتہ اللہ و برکاۃ ۔ میری طرف سے اور پورے پاکیشیا کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے ملنے والی نئی زندگی مبارک ہو"....... عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام۔ مجھے ڈاکٹر شمسی نے بتایا ہے کہ تم میری زندگی کے لئے سجدے میں گر کر دعائیں مانگتے رہے ہو۔ یہ تمہاری محبت ہے عمران بیٹے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کر دی"....... سرداور نے جواب دیا۔

"آپ زیادہ باتیں نہیں کریں گے"....... ڈاکٹر شمسی نے مؤدبانہ

لہجے میں سرداور سے کہا اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔

"آپ مجھے مختصر طور پر بتائیں کہ کیا ہوا تھا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنے گھر کے آفس میں موجود تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔ اچانک میرے آفس کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا یورپی نژاد آدمی ہاتھ میں گن اٹھائے اندر داخل ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنبھلتا اس نے میرے سر پر مکا مارا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں ایک کرسی پر رسی سے بندھا بیٹھا تھا اور وہی آدمی ہاتھ میں بیلٹ پکڑے کھڑا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ میں بتا دوں کہ ایس ایم ون کا فارمولا کہاں ہے۔ میں نے ایسے کسی فارمولے سے انکار کر دیا تو اس نے انتہائی بے دردی سے اس بیلٹ سے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں یہاں ہسپتال میں تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میرے آفس کا خفیہ سیف کھلا ہوا تھا۔ نجانے اسے کیسے پتہ لگ گیا۔ میں نے تو کچھ نہیں بتایا تھا"...... سرداور نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ واردات اسی ایس ایم ون والے فارمولے کی کڑی ہی ہو گا البتہ ایک بات پر مجھے حیرت ہے کہ پولیس نے مجھے بتایا کہ جس کمرے میں آپ بے ہوش پڑے تھے اسی کمرے کے کونے میں کاغذات کی راکھ ملی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے آپ پر تشدد کر کے لاشعوری طور پر آپ سے سیف کے

بارے میں معلوم کیا۔ وہاں سے فائل نکالی۔ پھر اسے جلا کر راکھ کر دیا اور پھر آپ کو گولیاں مار کر اور اپنے طور پر ہلاک کر کے وہ نکل گئے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ بہرحال شعوری طور پر تو میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔ کیونکہ میں مر تو سکتا تھا لیکن پاکیشیا کے مفادات کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا"...... سرداور نے کہا۔

"ایسے ہی ہو گا۔ اب آپ آرام کریں اور مجھے اجازت دیں اور آپ یقین رکھیں آپ کے جسم پر موجود ہر زخم کا حساب لیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب میرا انتقام لینے سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تم ایس ایم ون کا فارمولا لے آؤ تاکہ پاکیشیا کا دفاع مضبوط ہو سکے"...... سرداور نے کہا تو عمران اٹھتے اٹھتے دوبارہ بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ فارمولا تو وہ ساتھ لے کر ہی نہیں گئے اور جو آلہ نیوی کی سپیشل ورکشاپ میں تھا وہ بھی انہوں نے تباہ کر دیا۔ ڈاکٹر اعظم کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی۔ ان کے کمپیوٹر میں جو تفصیلات تھیں وہ کمپیوٹر ہی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا۔ یہاں بھی وہ سیف سے فارمولا نکال کر ساتھ نہیں لے گئے بلکہ انہوں نے اسے جلا دیا۔ پھر میں فارمولا کہاں سے لے آؤں"...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" تو تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے"۔ سرداور نے کہا۔

" آپ بتائیں۔ مجھے تو واقعی اندازہ نہیں ہو رہا"....... عمران نے کہا۔

" عمران بیٹے ۔ یہ فارمولا دفاع کے لئے انتہائی اہم ہے اور ڈاکٹر اعظم نے ایک میٹنگ میں مجھے بتایا تھا کہ ایک سائنسی کانفرنس کے دوران اسے بتایا گیا تھا کہ اسرائیل کا سائنس دان ڈاکٹر گورمین بھی اسرائیل میں اس فارمولے پر کام کر رہا ہے اور وہ کامیابی کے قریب پہنچ چکا ہے اور جو وارداتیں یہاں ہوئی ہیں ان کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ صرف یہاں کا فارمولا ختم کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے علاوہ اور کسی کے پاس ایسا فارمولا یا آلہ نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے ڈاکٹر اعظم کو ہلاک کر دیا۔ ان کی لیبارٹری تباہ کر دی۔ نیوی کی سپیشل ورکشاپ تباہ کر دی۔ پھر نجانے کس طرح انہیں اطلاع مل گئی کہ بنیادی فارمولا میری تحویل میں ہے تو انہوں نے یہاں آکر میرے سیف سے فارمولا نکالا اور اسے جلا کر مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ۔ ان سب حالات سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے تھے "....... سرداور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا تھا اور وہ ہانپنے لگ گئے تھے ۔

" آپ آرام کریں۔ آپ نے جو تجزیہ کیا ہے اس نے میری آنکھیں

کھول دی ہیں۔ اب میں خود ہی ان لوگوں سے نمٹ لوں گا"۔ عمران نے کہا اور سلام کر کے وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے سرداور کو فی امان اللہ کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال آیا ہوا تھا۔ سرداور نے جس انداز میں تجزیہ کیا تھا اس نے عمران کی آنکھیں کھول دی تھیں۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے غفلت کی ہے ۔ یہ تجزیہ اسے خود کرنا چاہئے تھا لیکن پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ چونکہ سرداور کو یہ معلوم تھا کہ اسرائیل میں ڈاکٹر گورمین اس فارمولے پر کام کر رہا ہے اس لئے انہیں ایسا تجزیہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اگر اسے یہ بات معلوم ہوتی تو یقیناً وہ بھی اسی انداز میں سوچتا۔ کل وہ ہسپتال سے سرداور سے ملاقات کئے بغیر نکلا تھا اور سیدھا دانش منزل جا کر اس نے اس ہلاک ہونے والے یورپی سے ملنے والے کارڈ کو تفصیل سے چیک کیا تھا۔ گو کارڈ کو گرم کرنے سے سارج کا لفظ اس پر ابھر آیا تھا لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا لیکن اب سرداور کی باتوں سے یہ بات طے ہو گئی تھی کہ سارج اسرائیلی تنظیم ہے ۔ یہی سب کچھ سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

" کیا بات ہے عمران صاحب۔ سرداور تو بخیریت ہے نا"۔ بلیک زیرو نے احتراماً اٹھتے ہوئے سلام دعا کے بعد کہا۔

" ہاں ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے وہ بخیریت ہیں لیکن انہوں نے ایک ایسا تجزیہ کیا ہے جسے سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میرے ذہن کی بیٹریاں اب مکمل طور پر فیل ہو گئی ہیں"....... عمران نے کہا۔

" کیسا تجزیہ "....... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو عمران نے سرداور کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سارج اسرائیلی تنظیم ہے "۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ لیکن یہ تجزیہ ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ ایک سائنس دان ایسا تجزیہ کر سکتا ہے۔ ہم کیوں نہیں کر سکے "....... عمران نے کہا۔

" اس لئے عمران صاحب کہ اس تجزیہ کے لئے بنیادی معلومات سرداور کے پاس تھیں۔ ہمارے پاس نہیں تھیں "....... بلیک زیرو نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" میں نے بھی اسی نتیجے پر پہنچ کر اپنے دل کو ڈھارس دی ہے۔ چلو شکر ہے کہ تم بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہو۔ بہرحال اب ہم نے سارج کو ہر صورت میں ٹریس کرنا ہے۔ تم وہ سرخ جلد والی ڈائری دو مجھے "۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ کور والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

" لیکن عمران صاحب آپ کو سارج کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس آلے کو لانے پر کام کرنا چاہئے "....... بلیک زیرو نے کہا۔

" میں نے دونوں کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سارج نے سرداور پر ہاتھ اٹھا کر ایسا جرم کیا ہے جس کی پاداش میں اسے

مکمل طور پر ختم ہونا ہے اور رہا وہ آلہ تو اسے تو بہرحال لانا ہی ہے "....... عمران نے ڈائری کے ورق الٹتے ہوئے جواب دیا البتہ اس کی نظریں مسلسل ڈائری پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس کی نظریں ڈائری کے ایک صفحے پر جم گئیں۔ وہ کچھ دیر تک اس صفحے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" یہاں سے قبرص کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا نمبر دیں "....... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں "....... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ کمپیوٹر سے مطلوبہ نمبر معلوم کر کے بتائے گی۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں "....... چند لمحوں بعد فون آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

" یس "....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔

" شکریہ "....... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ڈان کلب "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

"ابو سالم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔یہاں کوئی ابو سالم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے بڑے خشک لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈان کلب"...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ابو سالم موجود نہیں ہیں تو ام سالم سے بات کرا دیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ کیا یہ کوئی کوڈ ہے"۔ بلیک زیرو جو خاموش بیٹھا یہ سب کچھ سن رہا تھا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"اسرائیلی ایجنٹوں سے بچنے کے لئے انہیں یہ سب کرنا پڑتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیسری بار نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈان کلب"...... وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ کی تسلی ہو گئی ہو تو ابو سالم سے بات کرا دیں"۔ عمران نے کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کریں"...... دوسری طرف سے اس بار کہا گیا

اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا۔

"کوڈ بھی بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"کوئی کوڈ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے ایک بار پھر خشک لہجے میں کہا گیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے خاتون کا بتایا ہوا نمبر رابطہ نمبروں کے بعد پریس کر دیا۔

"ڈان آپٹیکل کارنر"...... اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ابو سالم سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کوڈ"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"کوئی کوڈ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"شکر ہے تمہاری آواز تو سنی۔ ورنہ تو جو پیچیدہ طریقہ کار تم نے بنا رکھا ہے اچھے بھلے آدمی کا بلڈ پریشر خود بخود ہائی ہو جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا۔

"صاحب نہیں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے

کہا۔

" اوہ۔اوہ۔ عمران صاحب۔آپ ناراض نہ ہوں۔یہاں اسرائیلی ہر طرف ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں اس لئے مجبوراً یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو بوریت کا شکار ہونا پڑا"۔اس بار دوسری طرف سے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تم بو کی بجائے خوشبو لگایا کرو تاکہ اسرائیلی اسے سونگھ ہی نہ سکیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ابو سالم کافی دیر تک کھلکھلا کر ہنستا رہا۔

" آپ کی یہی باتیں یاد رہتی ہیں اور جب ہم کسی محفل میں انہیں دوہراتے ہیں تو یقین کریں عمران صاحب انتہائی تناؤ کا شکار ذہن بھی پھول کی طرح کھل اٹھتا ہے"...... ابو سالم نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یہ تم سب کی محبت ہے کہ اپنی محفلوں میں مجھے یاد کر لیتے ہو اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ تمہارا وقت بے حد قیمتی ہوتا ہے۔ اس لئے تمہیں یہ بتا دوں کہ میں نے تمہیں کال کیوں کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" حکم کریں عمران صاحب۔آپ کی خدمت کر کے مجھے دلی خوشی ہو گی"...... ابو سالم نے کہا۔

" اسرائیل میں ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر گورین۔ اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے کہ وہ اس وقت اسرائیل کی کس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے اور اس لیبارٹری کے بارے میں جو معلومات بھی

مل سکیں۔ دوسرا یہ کہ اسرائیل نے کوئی نئی لیکن انتہائی خفیہ تنظیم قائم کی ہے جس کا نام سارج ایجنسی ہے۔ اس بارے میں جو معلومات مل سکیں"...... عمران نے کہا۔

" یہ معلومات آپ کو کب تک چاہئیں"...... ابو سالم نے کہا۔

" جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو سکیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ دو روز بعد اسی وقت فون کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کوئی شارٹ کٹ فون نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ابو سالم بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ اسی نمبر پر فون کریں۔ کوڈ وائر کنگ ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ تھینک یو اینڈ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" آپ اس تنظیم کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والی تنظیموں سے معلوم کر لیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" کل یہاں بیٹھا یہی کام تو کرتا رہا ہوں لیکن کسی نے یہ نام ہی نہیں سنا ہوا"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو کیا ابو سالم معلوم کر لے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ان کا نیٹ ورک پورے اسرائیل میں مکڑی کے جالے کی

طرح پھیلا ہوا ہے۔ یہ کہیں نہ کہیں سے سراغ لگا لیں گے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" یہ تو ضروری نہیں ہے کہ دونوں پارٹیاں ہی اسرائیل میں ہوں۔ اب اسرائیل دانستہ اپنی تنظیموں کو اسرائیل سے باہر رکھتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" پھر دیکھنا پڑے گا کہ ترجیح کسے دی جائے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل اسمتھ چھریرے بدن اور چوڑے چہرے کا مالک تھا۔ اس کے انداز میں پھرتی اور چوڑی پیشانی اس کی ذہانت کی دلیل تھی۔ وہ اس وقت اسرائیل کے جنوب مشرق میں واقع ایک علاقے بابین کے مرکزی شہر تمالا کی ایک عمارت کے آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمارت ایک منزلہ تھی اور اس میں چار کمرے اور دو بڑے ہال تھے ۔ عمارت کے باہر سپیئر پارٹس کا بزنس کرنے والی فرم کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ یہ اس فرم کا ویئر ہاؤس تھا لیکن اب سارج ایجنسی کے تحت تھا اور کرنل اسمتھ اپنے دس ساتھیوں سمیت اس کا انچارج تھا۔ عمارت کی عقبی سائیڈ پر خاصا بڑا کمپاؤنڈ تھا جس میں ایک گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر پر ایسے نشانات تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر فوج کے تحت ہے ۔ کرنل اسمتھ ایک فائل پر جھکا ہوا تھا جبکہ

سائیڈ پر چار موٹی موٹی فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ کرنل اسمتھ اس فائل کے مطالعہ میں اس قدر غرق تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی۔

" کیا پڑھا جارہا ہے سر"...... ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر براؤن رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے اور انداز کے لحاظ سے وہ کوئی کھلنڈرا نوجوان نظر آتا تھا۔

" آؤ میجر کاوس۔ بیٹھو میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... کرنل اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے موجود فائل بند کر دی۔

" کیا آپ نے پانچوں فائلیں پڑھ لی ہیں"...... میجر کاوس نے کہا۔

" ہاں تقریباً۔ کیوں"...... کرنل اسمتھ نے چونک کر پوچھا۔

" میں نے بھی انہیں پڑھا ہے اور میں انہیں پڑھ کر حقیقتاً بے حد حیران ہوا ہوں۔ ان فائلوں کے مطابق تو عمران اور اس کے ساتھی مافوق الفطرت طاقتیں دکھائی دیتی ہیں اور ہر بار وہی کامیاب ہو کر واپس گئے ہیں۔ یہاں کی تمام چھوٹی بڑی ایجنسیاں باوجود سرتوڑ کوششوں کے کامیاب نہیں ہو سکیں"...... میجر کاوس نے کہا۔

" یہ سب کام چور، نااہل اور نکمے لوگ ہیں۔ اپنی نااہلی چھپانے کے لئے دوسروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں"...... کرنل اسمتھ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں سر۔ ایسی بھی بات نہیں ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے پوری دنیا واقف ہے۔ یہ لوگ اس قدر تیز رفتاری اور ذہانت سے کام کرتے ہیں کہ اچھے بھلے ایجنٹ ان کے مقابلے میں مار کھا جاتے ہیں۔ میں نے ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی اور بلیک ایجنسی کے سرٹاپ ایجنٹوں کو ان کی کارکردگی سے خوف کھاتے ہوئے دیکھا ہے"...... میجر کاوس نے کہا۔

" ایسی کارکردگی کوئی بھی ایجنٹ اپنے ملک میں دکھا سکتا ہے۔ دوسرے ملک میں نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اسرائیل میں سوائے فلسطینیوں کے اور کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتی۔ اس لئے لامحالہ وہ تیز رفتاری سے کام کرتے ہوں گے تاکہ جلد از جلد مشن مکمل کر لیں جبکہ یہاں کی ایجنسیوں اور خاص طور پر کرنل ڈیوڈ یہ سب نکمے اور نااہل لوگ ہیں۔ تم دیکھنا کہ اس بار سارج ایجنسی کے مقابلے میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے"...... کرنل اسمتھ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بشرطیکہ وہ یہاں آئے"...... میجر کاوس نے کہا۔

" ہاں۔ اس معاملے میں ہمارے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن میری چیف سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ایک گروپ کو پاکیشیا میں اس کام پر تعینات کیا ہوا ہے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے کہیں بھی روانہ ہوا تو یہ گروپ اس کے ساتھ ساتھ چلے گا اور اطلاعات ملتی رہیں گی۔ پھر جیسے ہی انہوں نے

اسرائیل کا رخ کیا ہمیں اطلاع مل جائے گی"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

" وہ تو مل جائے گی سر۔ لیکن اسرائیل تو کافی وسیع رقبے کا ملک ہے۔ ہم تو اس کے جنوب مشرق میں ایک تقریباً ویران علاقے میں ہیں۔ اگر وہ تل ابیب یا کسی اور علاقے میں گھومتے رہے تو ہمیں کیسے معلوم ہو گا اور ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا"...... میجر کاوس نے تقریر کرنے کے سے انداز میں کہا۔

" ہمارا مشن محدود ہے۔ ہم نے صرف یہاں موجود لیبارٹری الیون سکس کی حفاظت کرنی ہے اور خاص طور پر اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر گورمین کی۔ اگر وہ یہاں آئے تو لازماً ان کی موت ہی انہیں یہاں لے آئے گی۔ ویسے میں نے تو چیف سے کہا تھا کہ وہ ہمیں اجازت دیں تو ہم پاکیشیا جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیتے ہیں لیکن چیف نے سختی سے منع کر دیا کیونکہ چیف نہیں چاہتا کہ سارج ایجنسی اور چیف کے بارے میں انہیں پتہ چلے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یہاں کے بارے میں آپ نے ان کا کیا انتظام کیا ہے سر"۔ میجر کاوس نے کہا۔

" بابین میں داخلے کے صرف دو راستے ہیں۔ ایک سڑک کے راستے جو کروش سے بابین جاتی ہے۔ دوسرا ٹرین کے راستے۔ یہ بھی کروش سے اس علاقے میں داخل ہوتی ہے۔ باقی تمام علاقہ انتہائی خوفناک صحرا پر مشتمل ہے اور اس راستے سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے تو

یہاں پہنچا جا سکتا ہے ویسے نہیں۔ اس لئے کروش کے آخری اسٹیشن پر اور پھر بابین کے پہلے اسٹیشن سے لے کر یہاں تمالا تک ہمارے آدمی موجود ہیں جو کسی بھی اجنبی گروپ کے بارے میں جو ادھر آ رہا ہو گا رپورٹ کریں گے۔ یہی انتظام سڑک کے ذریعے آنے والوں کے بارے میں کیا گیا ہے۔ انہیں تو تصور بھی نہیں ہو گا کہ ہم نے اس قدر وسیع علاقے میں ان کی چیکنگ کا انتظام کر رکھا ہے"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

" تمالا میں سیاح تو آتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر ایکریمین سیاح۔ کیونکہ تمالا میں قدیم ترین دور کے آثار موجود ہیں اور وہ بھی یقیناً سیاحوں کے روپ میں ہی آئیں گے۔ پھر...... " میجر کاوس نے کہا۔

"یہاں آنے والے ہر سیاح کو باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے۔ جب تک وہ واپس نہیں چلا جاتا۔ اس کی مشینی نگرانی ہوتی ہے۔ اس کی کالیں ٹیپ کی جاتی ہیں۔ اس لئے ہر سیاح جب تک بابین میں موجود رہتا ہے ہماری نگرانی میں رہتا ہے اور ایسا اس لئے ممکن ہو سکا ہے کہ یہاں سیاحوں کی تعداد سینکڑوں یا ہزاروں میں نہیں ہوتی"۔ کرنل اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور میجر کاوس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" سر۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے بہترین انتظامات کر دیئے ہیں۔ اس سے بہتر انتظامات نہیں ہو سکتے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لیبارٹری جس کی حفاظت ہم کر رہے ہیں اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں"۔

میجر کاؤس نے کہا تو کرنل اسمتھ نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے میجر کاؤس کی طرف بڑھا دی۔

"یہ میں نے تمہارے لئے منگوا کر رکھی ہے کیونکہ لیبارٹری کی سیکورٹی کے لئے مجھے تم پر اور تمہارے سیکشن پر مکمل اعتماد ہے۔ تم اس لیبارٹری کی سیکورٹی سنبھال لو تاکہ میں ہر طرف سے مطمئن ہو کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکار کر سکوں"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"ہم آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتریں گے سر۔ لیکن ہمیں وہاں جا کر کس سے رابطہ کرنا ہو گا"...... میجر کاؤس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری انچارج ڈاکٹر گورمین کو آپ کے بارے میں بریف کر دیا گیا ہے۔ وہاں پہلے سے موجود سیکورٹی کو تا اطلاع ثانی واپس بھجوا دیا گیا ہے۔ آپ اپنے سیکشن سمیت فوری طور پر وہاں پہنچیں۔ ڈاکٹر گورمین سے رابطہ کریں اور سیکورٹی ونگ سنبھال لیں اور پھر مجھے فون کر کے بتا دیں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو سر"...... میجر کاؤس نے اٹھ کر فوجی انداز میں سیلوٹ مارتے ہوئے کہا اور پھر فائل اٹھائے وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور کرنل اسمتھ کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے میجر کاؤس کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلیک زیرو اس کی فرمائش پر چائے بنانے کے لئے کچن میں گیا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ابو سالم کو دو روز بعد فون کر رہا تھا۔ ابو سالم نے جو نیا کوڈ بتایا تھا اسے دوہرانے کے بعد اسے ہولڈ کرنے کا کہا گیا۔

"ہیلو۔ ابو سالم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ابو سالم کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی ڈگریاں سن کر ایسا رعب پڑتا ہے کہ زبان لڑکھڑانے لگتی ہے"...... دوسری طرف سے ابو سالم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"زبان کی لڑکھڑاہٹ کی تو خیر ہے ابو سالم۔ البتہ قدم نہیں لڑکھڑانے چاہئیں"...... عمران نے کہا تو ابو سالم اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں نے دو روز بڑے شدید انتظار میں گزارے ہیں۔ نجانے یہ عاشق لوگ کس طرح شب وصال کا انتظار کرتے کرتے زندگی گزار دیتے ہیں"...... عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"مجھے احساس ہے عمران صاحب کہ آپ کو دو روز کا وقت دینا آپ کے ساتھ زیادتی ہے لیکن مجبوری یہ تھی کہ جو کچھ آپ نے پوچھا تھا وہ ہماری تنظیم کی روٹین میں نہیں آتا تھا۔ اس کے لئے مجھے خصوصی ہدایات جاری کرنا پڑی تھیں"...... ابو سالم نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پھر کوئی مثبت نتیجہ بھی نکلا ہے یا مزید انتظار کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر گورمین کے بارے میں تو حتمی معلومات مل گئی ہیں۔ ڈاکٹر گورمین اسرائیل کے جنوب مشرقی علاقے بابین کے مرکزی شہر تمالا میں ایک خفیہ لیبارٹری کا انچارج ہے۔ اس لیبارٹری کا کوڈ نام الیون سکس ہے۔ اس لیبارٹری کے اوپر کھلونے بنانے والی ایک چھوٹی سی فیکٹری ہے جس کے نیچے لیبارٹری ہے"۔ ابو سالم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ایسی تفصیلی رپورٹ آپ کو کیسے مل گئی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ تمالا میں بھی ہمارا سیٹ اپ موجود ہے جو وہاں ہر قسم کی سرگرمیوں کو چیک کرتا رہتا ہے اور ڈاکٹر گورمین تو تمالا کے کلبوں میں آزادانہ آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ بات وہاں مستقل رہنے والوں سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ البتہ یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ ڈاکٹر گورمین گذشتہ ایک ہفتے سے لیبارٹری تک محدود ہو گیا ہے۔ اس لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج رچرڈ تھا جو ہمارے آدمی کا دوست تھا۔ رچرڈ اپنے ساتھیوں سمیت واپس تل ابیب چلا گیا ہے۔ اس نے میرے آدمی کو بتایا ہے کہ لیبارٹری اور خصوصاً ڈاکٹر گورمین کو غیر ملکی ایجنٹوں سے خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے حکومت نے لیبارٹری کی سیکورٹی کسی ٹاپ ایجنسی کے سپرد کر دی ہے اور اس سلسلے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ تمالا کی ایک عمارت میں دس اجنبی افراد نظر آ رہے ہیں اور ایک فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر بھی وہاں موجود ہے۔ ان کے بارے میں وہاں کوئی نہیں جانتا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان کا انچارج کرنل اسمتھ نامی شخص ہے اور ان کے آدمی پورے تمالا میں آنے والے سیاحوں کی خصوصی نگرانی کر رہے ہیں"...... ابو سالم نے کہا۔

"ان کا تعلق کس ایجنسی سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ کسی کو معلوم نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ کسی سے ملتے جلتے نہیں ہیں۔ لیکن ان کے انداز بتاتے ہیں کہ ان کا تعلق بہرحال کسی

ایجنسی سے ہی ہے۔ فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر سے تو اندازہ ہوتا ہے
کہ ان کا تعلق اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جنس سے ہو سکتا ہے"۔ ابو
سالم نے جواب دیا۔

" وہاں تمہارے سیٹ اپ کا انچارج کون ہے "...... عمران نے
کہا۔

" صالح ۔ لیکن وہاں وہ اسرائیلی بنا ہوا ہے اور اس کا کوڈ نام
جیکب ہے ۔ تمالا میں اس نے جیکب کلب کے نام سے ایک چھوٹا سا
کلب بنایا ہوا ہے "...... ابو سالم نے کہا۔

" اگر ہمیں تمالا جانا پڑے تو کیا جیکب ہماری کوئی مدد کر سکتا
ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں نہیں۔ میں اسے آپ کے بارے میں بتا دوں گا
لیکن آپ نے وہاں پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتانا ہے "...... ابو سالم
نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب دوسری بات سارج ایجنسی کے سلسلے میں۔
اس کا کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ شدید کوشش کے باوجود اس نام کی کسی
تنظیم کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ اسرائیل اور قبرص میں
بہرحال اس کا کہیں وجود نہیں ہے البتہ مجھے ایک مبہم سی اطلاع ملی
ہے کہ رومانیہ کے صحرائی علاقے کارسانا کے دشوار گزار صحرا میں
قدیم دور کی ایک وسیع و عریض عمارت میں پراسرار سرگرمیاں

مارک کی گئی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس عمارت کو کسی ایسی تنظیم کا
ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے جو ایکریمیا اور اسرائیل نے مل کر بنائی ہے اور
اسے خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر کارسانا میں بنایا گیا ہے
لیکن اس کا نام سامنے نہیں آسکا"...... ابو سالم نے کہا۔

" کیا وہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس بارے میں کوئی حتمی
بات بتا سکے ۔ یہ انتہائی اہم بات ہے "...... عمران نے کہا۔

" رومانیہ میں ہمارا تو کوئی نیٹ ورک نہیں ہے البتہ ایک مجرم
تنظیم ہے جس کا نام وائٹ وولف ہے اس کا چیف آسکر میرا دوست
ہے ۔ وہ قبرص میں آتا جاتا رہتا ہے ۔ یہ لوگ حساس اسلحے کی
سمگلنگ کا دھندہ کرتے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے فون کر کے
اس کے ذمے لگا دوں یا ہو سکتا ہے کہ وہ اس بارے میں ذاتی طور پر
جانتا ہو لیکن عمران صاحب۔ یہ لوگ پروفیشنل ہیں"...... ابو سالم
نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" میں تمہاری بات سمجھ گیا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ اسے فون کر
کے میرے بارے میں بتا دو لیکن میرا نام مائیکل بتانا اور تعلق
ایکریمیا سے ظاہر کرنا۔ میں اس سے خود بات کر لوں گا اور اسے منہ
مانگا معاوضہ دوں گا لیکن یہ گارنٹی تمہیں دینا ہو گی کہ وہ فراڈ نہیں
کرے گا"۔ عمران نے کہا۔

" اس کی میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں عمران صاحب۔ وہ معاملات
میں کھرا آدمی ہے "...... ابو سالم نے کہا۔

" اس کا فون نمبر بتا دو اور تم اس سے بات کر لو"....... عمران نے کہا۔

" آپ اسے ایک گھنٹے بعد فون کر لیں۔ نمبر میں بتا دیتا ہوں"۔ ابو سالم نے کہا اور نمبر بتا دیا۔

" اوکے "....... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو اس دوران کچن سے آکر اس کے سامنے چائے کی پیالی رکھ کر خود میز کی دوسری طرف جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے سامنے بھی چائے کی پیالی موجود تھی۔

" اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ فارمولا یا آلہ لینے کے لئے آپ کو اسرائیل جانا پڑے گا"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن جو رپورٹ وہاں کے بارے میں ابو سالم نے دی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پہنچنے کا خدشہ لاحق ہو چکا ہے اس لئے انہوں نے وہاں کی سیکورٹی کا انتظام کسی ایجنسی کے ذمے لگا دیا ہے اور یہ بات واقعی حیرت انگیز ہے کہ ہم نے ابھی تک ایسا سوچا ہی نہیں تھا"....... عمران نے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اب مافوق الفطرت سمجھا جانے لگا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

" کاش ایسا ہوتا تو چیف سے کوئی بڑا چیک تو وصول کیا جا سکتا تھا"....... عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر عمران آہستہ آہستہ چائے کی چسکیاں

لیتا رہا۔ پھر ایک گھنٹے سے بھی زائد وقت گزار کر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"....... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" یہاں سے رومانیہ کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں"....... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"....... تھوڑی دیر بعد فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" یس"....... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

" کارسانا کا رابطہ نمبر دے دیں"....... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے مسلسل نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" آسکر بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" ایکریمیا سے مائیکل بول رہا ہوں۔ ابو سالم نے آپ کو میرے

میں بریف کیا ہو گا"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" اسرائیل اور ایکریمیا کی مشترکہ تنظیم سارج کے بارے میں۔ جس کے متعلق خیال ہے کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کارسانا کے صحرا میں بنایا گیا ہے "...... عمران نے اندازے کے مطابق بات بناتے ہوئے کہا۔

" سارج تو انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ آپ کو اس بارے میں کیسے علم ہو گیا"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے تو اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن یہ تیر عین نشانے پر جا لگا تھا۔

" ابو سالم اور آپ جیسے دوستوں کی وجہ سے "...... عمران نے جواب دیا۔

" میں آپ کا دوست نہیں ہوں البتہ ابو سالم میرا دوست ضرور ہے۔ آپ سارج کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ آسکر نے کہا۔

" جو کچھ تم حتمی طور پر جانتے ہو اور میں نے ابو سالم کو بھی بتا دیا تھا کہ میں آپ کو باقاعدہ معاوضہ دینے کے لئے بھی تیار ہوں"۔ عمران نے دانستہ اسے معاوضے کے بارے میں بھی بتا دیا تھا تاکہ وہ مطمئن ہو جائے۔

" ٹھیک ہے۔ ابو سالم نے آپ کے بارے میں مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ میرا نام کسی بھی سطح پر سامنے نہیں لے آئیں گے کیونکہ سارج ایک انتہائی باوسائل اور بین الاقوامی تنظیم ہے اور اسے دو بڑے ملکوں کی سرپرستی حاصل ہے جبکہ اس کے مقابلے میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے اور سارج نے اپنے آپ کو جس انداز میں خفیہ رکھا ہے۔ اسے اگر معلوم ہو گیا کہ میں نے آپ کو اس کے بارے میں کچھ بتایا ہے تو میرا نشان تک نہیں ملے گا"...... آسکر نے کہا۔

" آپ اپنے فون کو اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ میری طرف سے آپ بے فکر رہیں"...... عمران نے کہا۔

" میرا فون محفوظ ہے ورنہ تو میں سارج کے بارے میں منہ سے بھاپ تک نہ نکالتا۔ بہرحال آپ مجھے پہلے دس لاکھ ڈالر معاوضہ ادا کریں گے۔ پھر میں آپ کو اس بارے میں حتمی اور تفصیلی معلومات دے سکتا ہوں ورنہ نہیں"...... آسکر نے صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

" اپنا بینک اکاؤنٹ اور دیگر تفصیلات بتا دیں"...... عمران نے کہا تو آسکر نے تمام ضروری تفصیلات بتا دیں جو ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زیرو لکھتا جا رہا تھا۔

" اوکے۔ اب میں ایک گھنٹے بعد بات کروں گا اور مجھے امید ہے کہ اس دوران آپ کے بینک اکاؤنٹ میں آپ کی مطلوبہ رقم پہنچ چکی

ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ناراک میں کلارک سے کہو کہ وہ اس بینک اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرا دے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ آسکر کو فون کیا۔

"آسکر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی آسکر کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ رقم پہنچ گئی آپ کے اکاؤنٹ میں"۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"ہاں مسٹر مائیکل۔ شکریہ۔ اب آپ جو پوچھنا چاہیں میں بتا سکتا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

"سارج کے بارے میں آپ کے پاس جو حتمی معلومات ہوں وہ تفصیل سے بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"سارج چار سال پہلے قائم ہوئی ہے۔ یہ ایکریمیا اور اسرائیل کی مشترکہ تنظیم ہے اور بین الاقوامی سطح پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ کے دشوار گزار صحرائی علاقے کارسانا میں ایک قدیم عمارت میں بتایا جاتا ہے۔ لیکن آج تک وہاں کوئی صحیح سلامت نہیں پہنچ سکا البتہ یہ سنا جاتا ہے کہ اس تنظیم کے چار چیفس ہیں۔ پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ ایک چیف

کے تحت ہے۔ ان کے اوپر چیف باس ہے جو ایکریمیا میں کہیں رہتا ہے۔ اس کے اوپر بورڈ آف گورنرز ہیں جس میں اسرائیلی اور ایکریمین نمائندے ہیں۔ بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین لارڈ انتھونی ہے جو ایکریمیا میں کہیں رہتا ہے۔ اس تنظیم کے تحت پوری دنیا میں بے شمار گروپس ہیں جو کسی بھی مشن پر حرکت میں آتے رہتے ہیں"۔ آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس قدر خفیہ تنظیم کے بارے میں تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے اور کہاں سے مل گئی ہیں"...... عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے میں ناراک کے ایک کلب کا مینجر تھا۔ وہاں ایک لڑکی مارتھا آتی تھی۔ وہ اس لارڈ انتھونی کی سیکرٹری تھی۔ اس نے مجھے یہ تفصیل بتائی تھی۔ پھر اچانک مارتھا غائب ہو گئی۔ شاید لارڈ انتھونی کے ساتھ کہیں شفٹ ہو گئی۔ پھر میں یہاں آ گیا کیونکہ یہ میرا اپنا علاقہ ہے"۔ آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ شکریہ"...... عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا آپ کو آسکر کی معلومات پر یقین نہیں آیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یقین نہ کرنے کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں ہے لیکن میں سوچ

رہا ہوں کہ اس تنظیم کا خاتمہ کیسے ہو گا۔ کیا اس لارڈ انتھونی کو
تلاش کر کے ختم کیا جائے یا کارسانا میں اس کے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ
کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی الجھن درست ہے۔ ہیڈ کوارٹر بھی نیا بن سکتا ہے اور
چیئرمین بھی نیا بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ پہلے سب میرین کے اس
آلے یا فارمولے کے لئے کام کریں تاکہ پاکیشیا کا نقصان پورا ہو سکے
اس بارے میں بعد میں سوچا جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو کرنا ہے لیکن یہ چوہے بلی کا کھیل اس وقت تک جاری
رہے گا جب تک اس تنظیم کا مکمل طور پر خاتمہ نہیں کر دیا جاتا ورنہ
یہ ہمارے پیچھے لگ جائیں گے اور ہم ان کے پیچھے"...... عمران نے
کہا۔

"آپ کی بات بھی درست ہے لیکن بیک وقت دو جگہوں پر تو کام
نہیں ہو سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی سوچ رہا ہوں کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو اسرائیل بھجوا
دوں اور خود ٹیم کے ساتھ اس سارج کے خلاف کام کروں"۔ عمران
نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ اسرائیل کا مشن زیادہ اہم ہے اور جس
تنظیم کے بارے میں وہاں سیکورٹی کے بارے میں بتایا جا رہا ہے
یقیناً یہ بھی اسی سارج کا ہی گروپ ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو بعد میں فیصلہ ہو گا۔ اصل مسئلہ تو اس سارج کے خاتمے کا

ہے۔ اس کے لئے کیا کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر ہی تباہ کرنا ہو گا اور تو کچھ نہیں ہو سکتا"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس لارڈ انتھونی کو کور کر کے اس سے اس
ساری تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور پھر آگے
بڑھا جائے کیونکہ ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے بھی جعلی ہیڈ کوارٹر
بنائے جانے لگے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کارسانا کے صحرا میں موجود
عمارت بھی جعلی ہیڈ کوارٹر ہو لیکن اس لارڈ انتھونی سے اصل بات کا
علم ہو سکے گا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے آفس میں کرنل ڈیوڈ بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور اس طرح فون کی طرف دیکھا جیسے اسے کچا چبا جانا چاہتا ہو۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے غراتے ہوئے انداز میں کہا۔

" بابین کے شہر تمالا سے میجر گراز کی کال ہے چیف۔ وہ آپ کو کوئی اہم اطلاع دینا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری نے انتہائی معذرت خواہانہ لیکن انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تمالا سے کیا اہم اطلاع ہو سکتی ہے۔ بہر حال کراؤ بات"۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

" میجر گراز بول رہا ہوں چیف۔ تمالا سے"...... چند لمحوں بعد

ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کیا ہوا ہے۔ کیا تمالا سے تیل نکل آیا ہے یا تمہیں کسی مدفون خزانے کا نقشہ مل گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اس سے بھی زیادہ اہم اطلاع ہے چیف"...... میجر گراز نے برا مانے بغیر کہا۔

" کیا۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمالا میں واقع ایک لیبارٹری پر کسی بھی وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس حملہ کر سکتی ہے"...... میجر گراز نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" میں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یکلخت جھنجھلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

" یہ کیسے ممکن ہے نانسنس۔ اس وقت تم یقیناً نشے میں ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" سر۔ آپ یقین کریں۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے ازخود مکمل تحقیقات کی ہے"...... میجر گراز نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے تو اب تک کسی نے اطلاع ہی نہیں دی۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے سر کو دائیں بائیں جھٹکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس بار ان کے مقابلے میں ایک اور غیر ملکی تنظیم کو لایا گیا ہے اور اس تنظیم نے تمالا میں اڈہ بھی بنا لیا ہے اور اس کے ایک گروپ نے لیبارٹری کی سیکورٹی بھی سنبھال لی ہے اور وہ پورے تمالا تو ایک طرف بابین میں ایک ایک سیاح کو چیک کرتے پھر رہے ہیں"...... میجر گراز نے کہا۔

"غیر ملکی تنظیم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی غیر ملکی تنظیم کو اسرائیل میں سرکاری لیبارٹری کا چارج دیا جائے اور ہمیں اس سارے معاملے کا علم ہی نہ ہو"...... کرنل ڈیوڈ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے ابھی تک میجر گراز کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔

"آپ پوری تفصیل سن لیں سر۔ پھر آپ جیسے حکم دیں گے ویسے ہی ہو گا"...... میجر گراز نے کہا۔

"اچھا۔ بتاؤ کیا تفصیل ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے اس تفصیل کو سننے پر مجبور کر دیا گیا ہو۔

"سر۔ بابین کے شہر تمالا میں ایک ٹوائے فیکٹری ہے۔ اس کے نیچے حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کا انچارج ڈاکٹر گورمین ہے۔ اس لیبارٹری کو کوڈ میں الیون سکس کہا جاتا ہے۔ میں چونکہ جی

پی فائیو کی طرف سے یہاں کافی طویل عرصے سے ہوں۔ اس لئے مجھے اس کے بارے میں علم رہا ہے۔ آج سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے اچانک اس ٹوائے فیکٹری کے ویئر ہاؤس کے احاطے میں دس کے قریب اجنبی افراد نظر آنے لگے۔ ان کے پاس ایک فوجی گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ ان لوگوں کا انداز ایجنسیوں جیسا تھا اور پھر یہ لوگ تمالا میں ایک ایک سیاح کو انتہائی جدید مشینری سے چیک کرنے لگے تو میں نے اس بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن کسی کو کچھ علم نہ تھا۔ پھر اچانک کل ایک اور اجنبی آدمی پانچ افراد کے ساتھ ایک جیپ میں تمالا پہنچا اور اس نے اس ویئر ہاؤس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر انہوں نے راستے میں ایک کلب میں شراب نوشی بھی کی۔ میں وہاں موجود تھا۔ میں نے کراس ریڈ فون کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا تعلق ایک تنظیم سارج ایجنسی سے ہے اور سارج کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ میں ہے اور یہ لوگ یہاں دراصل رومانیہ سے بھجوائے گئے ہیں۔ انہوں نے یہاں تمالا میں موجود سارج کے چیف ایجنٹ کرنل اسمتھ سے ملنا ہے۔ پھر یہ لوگ اس ویئر ہاؤس کے احاطے میں چلے گئے۔ ہم ان کی خفیہ نگرانی کرتے رہے۔ کافی دیر بعد ایک جیپ ویئر ہاؤس سے نکلی اور لیبارٹری کی طرف بڑھ گئی۔ ان کی گفتگو ایک بار پھر سنی گئی تو ان کا انچارج میجر کاؤس تھا اور یہ اس لیبارٹری کی سیکورٹی کے لئے جا رہے تھے اور پھر ان کی باتوں سے

معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے لیڈر عمران کی طرف سے اس لیبارٹری پر حملے کا خطرہ ہے اور وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں جس پر مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ میرا رابطہ ڈاکٹر گورمین سے براہ راست تھا۔ میں نے انہیں فون کیا تو انہوں نے مجھے مزید تفصیل بتائی کہ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے ایٹمی آبدوز کو تمام چیکنگ آلات سے خفیہ رکھنے کا کوئی آلہ تیار کیا اور ایسا ہی آلہ اسرائیل کے لئے ڈاکٹر گورمین نے بھی ایجاد کیا تھا۔ اس لئے حکومت اسرائیل نے رومانیہ میں موجود ایک بین الاقوامی تنظیم سارج کی خدمات حاصل کیں اور انہوں نے پاکیشیا میں ایکشن کر کے اس سائنس دان ڈاکٹر اعظم کو بھی ہلاک کر دیا اور اس کا آلہ بھی تباہ کر دیا جبکہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس ڈاکٹر اعظم نے بنیادی فارمولا پاکیشیا کے بڑے سائنس دان سرداور کی تحویل میں دے رکھا ہے اس پر سارج کے ایک اور گروپ نے سرداور پر حملہ کیا اور اس سے وہ فارمولا لے کر اسے جلا دیا اور سرداور کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اطلاعات ملیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کام اسرائیل نے کیا ہے اور اسرائیل ایسا آلہ ایجاد کرنے کے قریب ہے تو انہوں نے اس آلے کو حاصل کرنے اور ڈاکٹر گورمین کو ہلاک کرنے کے لئے بابین میں اس لیبارٹری پر حملے کا پلان بنایا ہے جس پر حکومت اسرائیل نے ان کے مقابلے پر سارج ایجنسی کو لانے کا فیصلہ کیا اور سارج ایجنسی کا چیف ایجنٹ کرنل

اسمتھ اپنے دس افراد سمیت تمالا پہنچ چکا ہے اور اس کا اسسٹنٹ میجر کاوس اپنے ساتھیوں سمیت اس لیبارٹری کا سیکورٹی چارج سنبھال چکا ہے۔ یہ سب معلوم ہونے پر میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں"...... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ سارج کیا رومانیہ کی سرکاری ایجنسی ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے سر۔ البتہ کہا جا رہا ہے کہ اس سارج کی خدمات خصوصی طور پر حکومت اسرائیل نے لی ہیں"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ان کی نگرانی کرتے رہو۔ لیکن تم نے سامنے نہیں آنا۔ میں اس سلسلے میں تمام معلومات کر کے پھر تمہیں احکامات دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" رومانیہ میں سرکاری ایجنسی وائٹ فلاور کے چیف کرنل گرے سے میری بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ کرنل گرے اس کا خاصا پرانا دوست تھا اور

جہاں تک کرنل ڈیوڈ کو علم تھا رومانیہ کی ایک ہی سرکاری ایجنسی تھی جس کا نام وائٹ فلاور تھا اس لئے اس نے کرنل گرے سے معلومات حاصل کرنے کا سوچا تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

" لیس "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" کرنل گرے سے بات کیجئے سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

" چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں اسرائیل سے "...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" کرنل گرے بول رہا ہوں۔ کیسے آج یاد کر لیا ہے کرنل ڈیوڈ "...... دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کرنل گرے ۔ کیا رومانیہ میں کوئی سرکاری ایجنسی سارج بھی بنائی گئی ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

" تمہیں سارج کے بارے میں کہاں سے پتہ چلا ہے کرنل ڈیوڈ۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے "...... کرنل گرے کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

" سارج اسرائیل میں کام کر رہی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ اسرائیل میں اڑتی ہوئی مکھی بھی میری نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکتی "...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" وہ اسرائیل کیا کرنے گئی ہے ۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے "۔ کرنل گرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کہا جا رہا ہے کہ حکومت اسرائیل نے ایک سائنسی لیبارٹری کی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے حفاظت کے لئے سارج کی خدمات حاصل کی ہیں اور یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ سارج رومانیہ کی سرکاری ایجنسی ہے ۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے تاکہ تم سے اصل بات معلوم ہو سکے "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" سارج ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے جسے اسرائیل اور ایکریمیا نے مل کر بنایا ہے اور ڈاج دینے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ میں بنایا گیا ہے ۔ اس کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ۔ حکومت رومانیہ کا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے "...... کرنل گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا چیف کون ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" میں نے یہ معلوم کرنے کی آج تک کوشش ہی نہیں کی کیونکہ میرا اس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق ہی نہیں ہے "۔ کرنل گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ شکریہ ۔ اب میں خود ہی سب کچھ معلوم کر لوں گا۔ گڈ بائی "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے ۔ اسے یہ سب کچھ جی پی فائیو اور اپنی توہین لگ رہا تھا۔ وہ فوری صدر اسرائیل سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن مشتعل

مزاج اور گرم دماغ ہونے کے باوجود اسے معلوم تھا کہ صدر اسرائیل سے وہ براہ راست غصے میں بات نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا جواب طلب کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کس انداز میں بات کرے کہ حکومت اسرائیل سارج کی بجائے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے پر مامور کر دے۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ بابین تو اسرائیل کے جنوب مشرق میں ہے اور سارج کا تمام سیٹ اپ بابین بلکہ تمالا میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بابین پہنچنے کے لئے پہلے تل ابیب پہنچنا پڑے گا۔ پھر تل ابیب سے سڑک یا ٹرین کے راستے یا ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے وہ بابین پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر جی پی فائیو پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دے تو سارج کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اس کے لئے بھی صدر کی اجازت ضروری تھی۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے کرنل ڈیوڈ"...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ انتہائی اہم اور فوری ضروری موضوع پر بات کرنی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"صدر صاحب سے بات کریں"...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

"سر۔ میں کرنل ڈیوڈ عرض کر رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... صدر صاحب نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"سر۔ جی پی فائیو کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس رومانیہ میں قائم خفیہ ایجنسی سارج کا تعاقب کرتی ہوئی اسرائیل پہنچ رہی ہے اور یہاں وہ بابین کے علاقے تمالا میں واقع سرکاری لیبارٹری الیون سکس کے انچارج ڈاکٹر گورمین کے خاتمے کے لئے پہنچ رہی ہے جبکہ سارج کو بھی اس لیبارٹری کی سیکورٹی کا انچارج بنایا گیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس نے یہ اطلاع دی ہے تمہیں"...... صدر کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"سر۔ ہماری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں سر"...... کرنل ڈیوڈ نے دوسرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کال کیوں کی ہے"...... صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو جی پی فائیو بابین کو چھوڑ کر باقی پورے اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیکن جب آپ کی اطلاع کے مطابق وہ بابین پہنچ رہے ہیں تو پھر آپ باقی اسرائیل میں کیا کریں گے"...... صدر نے پہلے کی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ بابین پہنچنے سے پہلے انہیں تل ابیب آنا ہو گا۔ وہ براہ راست کسی صورت بابین نہیں پہنچ سکتے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ کی ایجنسی کا قیام ہی غیر ملکی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے کیا گیا ہے۔ پھر آپ کو میری اجازت کی کیا ضرورت ہے"۔ صدر نے کہا۔

"سر آپ ہمارے عظیم سربراہ ہیں اس لئے تمام اہم معاملات آپ کے نوٹس میں لانا ضروری ہوتا ہے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے خوشامدانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے نوٹس میں آگیا لیکن آپ نے بابین یا تمالا میں سارج کے کام میں ہرگز مداخلت نہیں کرنی۔ سارج بھی اسرائیل کی ہی ایجنسی ہے اور وہ اپنی تربیت اور تجربہ کی بناء پر ان لوگوں سے زیادہ اچھی طرح نمٹ سکتی ہے۔ آج تک تم اور تمہاری ایجنسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بال تک بیکا نہیں کر سکی لیکن مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ سارج ان کا خاتمہ کر دے گی۔ پہلے بھی سارج نے پاکیشیا میں دو مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کئے ہیں"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے خوب پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا۔ اس نے رسیور اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا جیسے سارا قصور اسی رسیور اور کریڈل کا ہی ہو۔

"صدر صاحب نے جی پی فائیو پر اس سارج کو ترجیح دے کر سارج ایجنسی کی قسمت پر مہر لگا دی ہے۔ اب میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو بابین پہنچنے تک کچھ نہیں کہوں گا اور جب وہ سارج اور لیبارٹری کا خاتمہ کر دیں گے اس کے بعد میں ان کا خاتمہ کروں گا تاکہ صدر صاحب کو ہمیشہ کے لئے معلوم ہو جائے کہ سارج جیسی کئی تنظیمیں جی پی فائیو اور تجربہ کار کرنل ڈیوڈ کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتیں"...... کرنل ڈیوڈ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے اپنے سیکرٹری کو کال کیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بابین میں میجر گراز سے بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

" میں بتاؤں گا صدر صاحب کو کہ کرنل ڈیوڈ کیا کر سکتا ہے"۔
ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

" میجر گراز سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میں بات کروں گا نانسنس۔ اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ یس سر۔ وہی بات کرے گا سر۔ یس سر"...... پرسنل سیکرٹری نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سر۔ میں میجر گراز بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد میجر گراز کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سنو۔ تم نے وہاں انتہائی ہوشیار اور چوکنا رہنا ہے۔ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچ جائے تو تم نے قطعاً کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ سمجھے ہو یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ میں بالکل مداخلت نہیں کروں گا"...... میجر گراز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ چاہے وہ اس سارج کا خاتمہ کر دیں۔ چاہے لیبارٹری تباہ کر دیں۔ تم نے قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ سمجھے ہو یا

نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں بالکل سمجھ گیا ہوں سر"...... میجر گراز نے کہا۔

" یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ صدر صاحب نے ہمیں بابین میں مداخلت کرنے سے روک دیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ کو اچانک خیال آیا کہ کہیں میجر گراز اپنے ساتھیوں کو یہ سب کچھ نہ بتا دے۔ اس لئے اس نے صدر کا نام لے دیا۔

" یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"...... میجر گراز نے کہا۔

" خاک سمجھ گئے ہو۔ سنو۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے۔ سمجھے۔ لیکن اس وقت جب وہ سارج کا خاتمہ کر چکی ہو۔ اس لئے جیسے ہی لوگ بابین یا تمالا پہنچیں۔ تم نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔ میں خود وہاں پہنچ کر تمالا کا بیرونی محاصرہ کر لوں گا اور پھر جیسے ہی سارج ان کے ہاتھوں ختم ہو گی میں انہیں ختم کر دوں گا۔ سمجھ گئے ہو یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ میں آپ کو فوری اطلاع دوں گا سر اور خود کوئی مداخلت نہیں کروں گا سر"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" اوکے۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اگر تم نے معمولی سی غفلت کا مظاہرہ بھی کیا تو زندہ زمین میں دفن کر دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

دانش منزل کے میٹنگ روم میں اس وقت پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود تھی جبکہ عمران ابھی تک نہ پہنچا تھا۔چیف نے جولیا کو فون کر کے حکم دیا تھا کہ وہ پوری سیکرٹ سروس کو میٹنگ روم میں پہنچنے کا کہہ دے اور خود بھی پہنچ جائے کیونکہ ایک اہم مشن کے سلسلے میں ٹیم کو ضروری ہدایات دینی ہیں جس کے نتیجے میں وہ سب یہاں موجود تھے ۔جولیا سمیت سب کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ تشویش کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایسا شاذو نادر ہی ہوتا تھا کہ مشن سے پہلے ٹیم کو اس طرح میٹنگ روم میں طلب کیا جائے ورنہ عام طور پر مشن کے اختتام پر ممبران کو یہاں کال کر کے انہیں نہ صرف مشن کی تفصیلات بتائی جاتی تھیں بلکہ ان کے وضاحتی سوالوں کے جواب بھی دیئے جاتے تھے ۔

"ایسا کون سا مشن ہو سکتا ہے مس جولیا"...... صفدر نے کہا۔

"اب چیف بتائے گا تو پتہ چلے گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب غائب ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"چیف کو شاید ان کا ہی انتظار ہے"...... اس بار چوہان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا اہالیان دانش منزل"۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع سے مکمل سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہم اہالیان دانش منزل تو نہیں کہلائے جا سکتے ۔وہ تو چیف ہے البتہ اراکین دانش منزل آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اہالیان تو میں نے اس خوش امیدی کی بناء پر کہا تھا کہ شاید دانش کا کچھ حصہ آپ کو بھی مل گیا ہو۔وہ کیا کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ خصلت تو نہیں بدلتا لیکن رنگ ضرور بدل لیتا ہے"...... عمران نے خالی کرسی پر بیٹھ کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

"عمران صاحب۔یہ ایسا کون سا مشن ہے جس پر اس طرح ہم سب کو یہاں کال کیا گیا ہے"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے تو تمہارے چیف کو بڑا سمجھایا تھا کہ معمولی سا مشن

ہے ۔ صرف مجھے بھیج دو میں یہ مشن مکمل کر لوں گا البتہ مجھے بس
تھوڑی سی بڑی مالیت کا چیک دے دینا لیکن تمہارے چیف نے
جواب میں ایسی بات کر دی کہ مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا"۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سی بات"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"چیف نے کہا کہ پہلے ہی ممبران کی صلاحیتوں کو تمہاری وجہ
سے زنگ لگ گیا ہے ۔اب اگر تم نے اکیلے کام کیا تو تمام ممبران
کی صلاحیتیں گل سڑ جائیں گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"بات تو چیف نے ٹھیک کہی ہے ۔آپ کی وجہ سے ہماری
صلاحیتیں واقعی زنگ آلود ہو کر رہ گئی ہیں"...... اس بار صفدر نے
کہا۔

"اچھا۔ میرا خیال تھا کہ تم سب سٹین لیس سٹیل کے بنے ہوئے
ہو۔اس لئے تمہیں زنگ لگ ہی نہیں سکتا چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو
جائے ۔ تم ویسے کے ویسے چمکدار ہی رہو گے"...... عمران نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہم صرف چمکدار برتنوں کی طرح شوپیس
ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور سب بے اختیار ہنس
پڑے۔

"عمران صاحب۔ مشن کیا ہے ۔ یہ تو بتائیں"...... صدیقی نے

کہا۔

"وہی پرانا مشن کہ بے چارے ازلی کنوارے علی عمران ایم ایس
سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی کسی طرح شادی نہ ہونے دی
جائے"...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا تو میٹنگ روم میں
بے اختیار مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

"تم۔ تم شادی کر رہے تھے ۔ کس کے ساتھ"...... جولیا نے
اس طرح چونک کر کہا جیسے عمران نے بات نہ کی ہو بلکہ اسے کوڑا
مار دیا ہو۔اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے بگڑ سا گیا تھا۔

"کوئی ایک ہو تو بتاؤں۔ سینکڑوں ہزاروں شہزادیاں، پریاں
اور جل مچھلیاں اپنا دل اٹھائے میرے پیچھے تھیں لیکن میری خواہش
تھی کہ شادی کروں گا تو صرف سوئس شہزادی سے ۔جس کے پاس
دل نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ لیکن اب کیا کروں تمہارا چیف
آڑے آگیا"...... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب کہ سوئس شہزادی کے
پاس دل نہیں ہے"...... خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے مسکراتے
ہوئے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایسی ہی دل جلانے والی باتیں کرنے کا عادی ہے ۔ تم چپ
رہو"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر
کہا۔

"اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے پاس دل ہے تب ہی

وہ جلتا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"میں نے تو اس امید پر تمہارے چیف سے بات کی تھی لیکن اس نے کہا کہ جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور چیف اور ڈپٹی چیف دونوں کے پاس دل نہیں ہوتا صرف دماغ ہوتا ہے اور ملک کی خدمات کا جذبہ ہوتا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ میں کس کی بات مانوں۔ جولیا کی یا چیف کی۔ چلو چیف ملک کے ساتھ قوم کا لفظ بھی کہہ دیتا تو کچھ امید بندھ جاتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی ہلکی سی آواز ابھری تو سب نے ٹرانسمیٹر کی طرف رخ کر دیا اور چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ یہ جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس میں بار بار اوور کہنے اور بٹن دبانے کی ضرورت نہ تھی۔ ایک بار آن ہونے پر اس پر فون کے سے انداز میں براہ راست بات کی جا سکتی تھی۔

"ہیلو ممبران۔ آپ سب کو یہاں اکٹھا اس لئے کیا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے بیک وقت تین مشنز ہیں۔ گو یہ تینوں مشنز دراصل ایک بڑے مشن کے جزوی حصے ہیں لیکن چونکہ ان تینوں مشنز پر بیک وقت کام کرنا ضروری ہے اس لئے میں نے انہیں تین مشنز کہا ہے اور چونکہ آپ کو عمران سے یہ شکایت رہتی ہے کہ عمران آپ کو مشن کے بارے میں ضروری بریفنگ نہیں دیتا۔ اس لئے بھی میں نے آپ سب کو یہاں جمع کیا ہے تاکہ ضروری

بریفنگ کے ساتھ ساتھ آپ آپس میں تینوں مشنز کے لئے اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر لیں"...... چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور تین مشنز کا سن کر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہروں پر یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی جبکہ عمران کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا ان سارے واقعات سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"کیا مشنز ہیں چیف"...... جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"مختصر طور پر میں بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر اعظم نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس کے ذریعے ایٹمی آبدوزوں کو کسی بھی آلے پر چیک نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی اس کی رینج بے حد محدود تھی۔ اس لئے اس آلے کی رینج بڑھانے پر کام ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اعظم نے اپنی ذاتی رہائش گاہ میں بھی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جہاں وہ اس آلے کی رینج بڑھانے کے سلسلے میں ہفتے میں چار دن کام کرتا رہتا تھا۔ ان تجربات کو وہ ہفتے میں دو روز پاکیشیا کی بین الاقوامی سمندری حدود میں واقع جزیرے گرین پرل میں بنائی جانے والی نیوی لیبارٹری جسے سپیشل نیوی ورکشاپ کا نام دیا گیا تھا میں جدید ترین آلات کے ذریعے چیک کرتا اور ان تجربات کو وہاں موجود خصوصی کمپیوٹر میں فیڈ کرتا تھا۔ یہ کام خاموشی سے ہو رہا تھا کہ ایک روز ڈاکٹر اعظم کی رہائش گاہ میں سے اس کی لاش ملی۔ اس کے ملازموں اور گارڈز کو بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس لیبارٹری میں موجود اس

آلے کو بھی اور خصوصی کمپیوٹر کو بھی باقی تمام آلات سمیت تباہ کر دیا گیا اور اسی رات گرین پرل آئی لینڈ پر موجود سپیشل نیوی ورکشاپ کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ وہاں بھی اس آلے کو تباہ کیا گیا ہے ڈاکٹر اعظم کی موت کے بارے میں عمران کو اطلاع اس کے شاگرد ٹائیگر نے دی جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل اس سپیشل نیوی ورکشاپ کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔ لیکن دشمن اپنا کام کر کے فوری طور پر واپس چلے گئے۔ عمران نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس آلے کا بنیادی فارمولا سرداور کی تحویل میں ہے۔ اس لئے دشمنوں کی اس کارروائی کے باوجود فارمولا محفوظ ہے جس پر آئندہ کام کرایا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ سرداور کی رہائش گاہ پر حملہ کیا گیا ہے اور سرداور کو گولیاں ماری گئی ہیں اور ان کے ذاتی سیف سے فارمولے کی فائل اٹھا کر ایک کمرے میں اسے باقاعدہ جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے اور اپنی طرف سے وہ لوگ سرداور کو ہلاک کر کے چلے گئے۔ لیکن سرداور زندہ تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگی منظور تھی۔ اس لئے وہ اس قدر ہولناک حملے کے باوجود بچ گئے۔ اس فارمولے کو ساتھ لے جانے کی بجائے وہیں جلا دینے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ حملہ آوروں کو اس فارمولے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ صرف یہی چاہتے تھے کہ پاکیشیا کے پاس ایسا آلہ نہ ہو۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ ان لوگوں کے پاس پہلے سے یہ آلہ موجود تھا۔ چنانچہ اس بناء پر میں نے اس حملہ آور گروپ کو ٹریس کرنے کا کام

کیا اور اس ٹریسنگ سے معلوم ہوا کہ حملہ آور گروپوں کا تعلق اسرائیل اور ایکریمیا کی ایک مشترکہ خفیہ بین الاقوامی تنظیم سارج ایجنسی سے ہے۔ اس سارج ایجنسی کو خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر رومانیہ کے ایک صحرائی علاقے کارسانا میں بنایا گیا ہے۔ اس کے بورڈ آف گورنرز کا چیئرمین لارڈ انتھونی ہے جو ناراک میں رہتا ہے اور اس فارمولے پر کام اسرائیل کے ایک علاقے بابین کے مرکزی شہر تمالا میں واقع لیبارٹری میں ہو رہا ہے اور اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر گورمین ہے۔ عمران چاہتا تھا کہ پہلے ڈاکٹر گورمین والی لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے۔ پھر سارج کی طرف توجہ کی جائے لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تینوں مشنز پر بیک وقت کام کیا جائے کیونکہ اسرائیلی لیبارٹری تباہ ہوتے ہی سارج پوری قوت سے پاکیشیا سے انتقام لینے کے لئے اس کی اہم تنصیبات یا اہم شخصیات کے خلاف کام کر سکتی ہے اور اس طرح اگر وہ جزوی طور پر کامیاب رہے تب بھی پاکیشیا کا نقصان ناقابل تلافی ہو گا کیونکہ پہلے ہی ایک فارمولے کی خاطر وہ اپنی طرف سے سرداور کو ہلاک کر گئے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت نہ کرتا اور سرداور بچ نہ جاتے تو یہ واقعی پاکیشیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہوتا۔ اس لئے اب تین مشنز ہمارے سامنے ہیں۔ ایک اسرائیل میں واقع اس لیبارٹری کی تباہی اور وہاں سے اس آلے یا اس کے فارمولے کی واپسی تاکہ پاکیشیا اس آلے پر دوبارہ کام کر سکے۔ یہ آلہ پاکیشیا کے دفاع کی

مضبوطی کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ دوسرا مشن اس لارڈا نتھونی کا خاتمہ اور تیسرا سارج کے ہیڈکوارٹر کا خاتمہ اور ان تینوں مشنز پر بیک وقت کام کیا جانا ہے۔ اس لئے آپ سب کو یہاں کال کیا گیا ہے تاکہ آپ اپنے طور پر یہ فیصلہ کر لیں۔ اگر آپ کوئی فیصلہ نہ کر سکیں تو پھر یہ فیصلہ جولیا بطور ڈپٹی چیف کرے گی اور اس کا فیصلہ فائنل ہوگا اور جولیا اس فیصلے سے مجھے آگاہ کرے گی تو پھر میں مزید ہدایات دوں گا۔ تب تک اللہ حافظ "...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

" میں سارج کے ہیڈکوارٹر کا خاتمہ کروں گا"...... سب سے پہلے تنویر نے کہا۔

" میرے خیال میں عمران اس بارے میں ہم سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کر سکتا ہے "...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں واقعی۔ عمران صاحب آپ یہ معاملہ طے کر دیں"۔ صفدر نے کہا۔

" میں نے تو جو فیصلہ کیا تھا وہ تمہارے چیف کو پسند نہیں آیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ نے سب کچھ خود کرنے کا کہا تھا۔ آپ ہمیں کیوں نظرانداز کر دیتے ہیں"...... صالحہ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ اکیلے بیک وقت تینوں مشنز پر کیسے کام کر

سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے بغیر اکیلا ہوں۔ میری ٹیم میں ایسے ایسے لوگ شامل ہیں کہ تم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" آپ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کا نام لیں گے "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ یہ تو ہیں لیکن ان کا اصل ہیڈ اور ہے اور وہ ہے آغا سلیمان پاشا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" میرا خیال ہے کہ مجھے ہی تین ٹیمیں بنانا پڑیں گی"...... جولیا نے کہا۔

" بس ایک خیال رکھنا۔ مجھے اپنی کسی ٹیم میں شامل نہ کرنا"۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" کیوں عمران صاحب۔ کیا آپ ان مشنز پر کام نہیں کرنا چاہتے "...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" میں دراصل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ دو مشنز ایسے ہوں جن کا میری بجائے کوئی اور لیڈر ہو "...... عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیوں وجہ۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے بغیر سیکرٹ سروس کے ممبران کچھ نہیں کر سکتے "...... جولیا نے غصیلے انداز میں آنکھیں

نکالتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران مجھ سے بھی زیادہ کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور کرتے بھی رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ان مشنز میں بھی وہ کامیاب رہیں گے لیکن"۔ عمران بولتے بولتے لیکن کہہ کر خاموش ہو گیا۔

" لیکن کیا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" پھر میرا روزگار ختم۔ کیونکہ اب تک میں نے چیف پر یہ تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ ساری کامیابی میری وجہ سے ہے۔ پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے آئندہ کسی بھی مشن میں وہ مجھے لیڈر ہی نہیں بنائے گا اور اس طرح وہ چھوٹا سا چیک بھی مجھے ملنا بند ہو جائے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں یہ خدشہ ہے تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ چیف ایسا نہیں کرے گا اور اگر چیف ایسا کرے گا تو احتجاجاً ہم بھی سیکرٹ سروس سے مستعفی ہو جائیں گے"...... جولیا نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" بعد میں کیا ہو گا اس کی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔ اب کی بات کرو۔ اگر تم چیف سے اب گارنٹی دلوا سکتی ہو تو میں تیار ہوں ورنہ نہیں"...... عمران نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا۔ آپ عمران صاحب کی باتوں میں نہ آجایا کریں۔ کسی صورت پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ آپ ٹیمیں منتخب کریں۔ پھر جو

گا دیکھا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ ایک تو تم میرے دشمن نمبر ایک ہو۔ نہ ہی خطبہ نکاح یاد کرتے ہو اور اب میں ماحول بنا کر جولیا کے اکاؤنٹ سے بھاری مالیت کا ایک چیک حاصل کرنا چاہتا تھا تو تم نے یہ راستہ بھی بند کر دیا"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیوں۔ میں کیوں دیتی تمہیں چیک"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ ابھی تم نے خود ہی آفر کر دینی تھی کہ گارنٹی کے طور پر میں تمہیں آئندہ ایک ہزار مشنز کا چیک ایڈوانس دے سکتی ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

" ایک ہزار مشنز کا چیک۔ اتنی رقم جولیا کے اکاؤنٹ میں ہی نہ ہو گی"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے یہی تو اصل رونا ہے۔ تمہیں جتنی تنخواہ مع الاؤنسز ماہانہ ملتی ہے۔ مجھے ایک ہزار مشنز کے عوض اس سے بھی کم رقم کا چیک ملتا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب پلیز۔ بس اب آپ یہ سلسلہ بند کریں اور مس جولیا کو انتخاب کرنے دیں"...... صفدر نے کہا۔

" چلو ٹھیک ہے۔ کر لو انتخاب"...... عمران نے کہا۔

"فور سٹارز صدیقی کی سربراہی میں سارج ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کریں گے جبکہ تنویر اور صفدر چیئرمین لارڈ انتھونی کا خاتمہ کریں گے اور میں صالحہ اور کیپٹن شکیل کے ساتھ اسرائیل میں موجود لیبارٹری کو تباہ کریں گے۔ باقی رہا عمران تو وہ تینوں مشنز میں جس کے ساتھ چاہے شریک ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے انتخاب کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ میں سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے کام کروں گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو میں نے کہہ دیا ہے وہ فائنل ہے"...... جولیا نے حتمی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کس کے ساتھ شامل ہوں گے"۔ صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے اسرائیلی مشن کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ حالانکہ سب سے اہم مشن وہی ہے کیونکہ سارج ایجنسی کی ایک ٹیم کرنل اسمتھ کی سربراہی میں وہاں پہلے سے موجود ہے اور اس بار اسرائیل نے جی پی فائیو اور کرنل ڈیوڈ کو بھی سائیڈ پر رکھا ہے۔ اس لئے اصل مشن وہی ہے البتہ وہاں سے واپسی پر ہم رومانیہ پہنچ کر ان کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر سکتے ہیں اور اس چیئرمین کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"تو آپ مس جولیا کے گروپ میں شامل ہوں گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پوری ٹیم کو اکٹھے ہی تینوں مشنز پر کام کرنا چاہئے ورنہ ہماری قوت بٹ جائے گی جبکہ سارج کا خاتمہ اور اسرائیلی لیبارٹری کی تباہی دونوں ہی بے حد اہم ٹارگٹ ہیں اور چیئرمین کا خاتمہ کرنے سے اصل مسئلہ حل نہیں ہوگا کیونکہ چیئرمین تو کوئی اور بھی آسانی سے بنایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری باتیں درست ہیں لیکن چیف تو چاہتا ہے کہ تینوں مشنز پر بیک وقت کام کیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"چیف کو بتا دو کہ پوری ٹیم اکٹھے ہی کام کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اور چیف تمہاری بات مان جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی چیف سے اس انداز میں بات نہیں کر سکتا"...... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کی بات کی تائید ایک ایک کر کے سب نے کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ ٹرانسمیٹر آن کرو میں بات کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر جلنے والا بلب سبز رنگ کا ہو گیا۔

"ہیلو ممبران۔ کیا فیصلہ ہو گیا ہے"...... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر۔ عمران آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات"...... چیف نے پوچھا۔

"عالی جناب۔ بندہ نواز چیف صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس
میں حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔
ڈی ایس سی (آکسن) دست بستہ درحالت خستہ انتہائی ادب و احترام
کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ سب سے اہم مشن اسرائیل کا ہے کیونکہ
وہاں سارج کا ایک گروپ پہلے سے ہی موجود ہے۔ اس لیبارٹری کی
تباہی اور گروپ کے خاتمے سے سارج اور اسرائیل دونوں کی کمر ٹوٹ
جائے گی اور اس گروپ کے ہیڈ کرنل اسمتھ سے سارج کے بارے
میں مزید اہم معلومات ملیں گی کیونکہ صرف چیئرمین کا خاتمہ کرنا
اہمیت نہیں رکھتا اور جہاں تک اس کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے تو
میری معلومات کے مطابق اصل ہیڈ کوارٹر وہ نہیں ہے اسے ڈاج کے
طور پر ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔ اصل ہیڈ کوارٹر یقیناً کسی اور جگہ ہو گا
اور اگر سارج نے کرنل اسمتھ کو اسرائیلی مشن کے لئے منتخب کیا
ہے تو یقیناً وہ بے حد اہم گروپ ہو گا۔ اس سے درست معلومات مل
جائیں گی اور ہم واپسی پر اصل ہیڈ کوارٹر اور چیئرمین اور اس کے
ساتھ بورڈ آف گورنرز کے باقی ارکان کا بھی اطمینان سے خاتمہ کر
دیں گے۔ اس لئے میری عاجزانہ انکسارانہ تجویز ہے کہ پوری سیکرٹ
سروس کو اسرائیل بھجوایا جائے اور پھر وہاں سے واپسی پر باقی مشنز
مکمل کئے جائیں۔ گر قبول افتدز ہے عزوشرف"...... عمران نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
"تمہارا کام سوائے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا رہ گیا ہے

جو کچھ تم نے کہا ہے اسے تم چند فقروں میں بھی کہہ سکتے تھے لیکن
مجھے تمہاری تجاویز سے قطعاً اتفاق نہیں ہے۔ لیبارٹری کے ساتھ
ساتھ سارج کے ہیڈ کوارٹر کا بھی خاتمہ ضروری ہے۔ چاہے وہ جعلی
ہے یا اصلی۔ یہاں بیٹھ کر اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور اگر وہ
جعلی بھی ثابت ہوا تو تب بھی سیکرٹ سروس اصل ہیڈ کوارٹر کو
ٹریس کر لے گی۔ زیادہ سے زیادہ ہم تیسرے مشن کو فی الحال ڈراپ
کر سکتے ہیں۔ چیئرمین، بورڈ آف گورنرز اور دوسرے چیفس کا خاتمہ
بعد میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے تین کی بجائے اب دو گروپ
بنائے جائیں گے اور اب گروپ بھی میں ہی بناؤں گا۔ تمہاری
رہنمائی میں صدیقی، نعمانی، چوہان اور خاور اسرائیل جائیں گے جبکہ
جولیا کی سربراہی میں صفدر اور تنویر سارج کے خلاف کام کریں گے
جبکہ صالحہ اور کیپٹن شکیل پاکیشیا میں رہیں گے تاکہ یہاں ٹیم کی
عدم موجودگی میں اگر کوئی مشن ہو تو اس پر کام کیا جا سکے۔ یہ فائنل
ہے۔ اب دونوں گروپ جلد از جلد اپنے اپنے مشنز پر روانہ ہو جائیں۔
سارج کے خلاف کام کرنے والے گروپ کو تمام تفاصیل عمران
دے گا اور عمران اور جولیا دونوں کا رابطہ زیرو فائیو سپیشل ٹرانسمیٹر پر
رہے گا تاکہ معاملات کو ایک دوسرے سے ڈسکس کیا جا سکے اور یہ
سن لو کہ مجھے دونوں مشنز میں کامیابی چاہئے۔ اللہ حافظ"...... چیف
نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔
"آپ لوگوں کو تو مشن مل گئے۔ صالحہ اور مجھے یہاں رہنے کی سزا

مل گئی"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ صالحہ کا چہرہ بھی اس وقت سے لٹکا ہوا تھا جب سے چیف نے اس کا نام کسی گروپ میں شامل نہ کیا تھا۔

"تم دونوں یہاں رہ کر ہمارے لئے دعا کرتے رہنا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ بات سن لیں کہ اس بار ہم نے صرف ساتھ ساتھ لٹکے نہیں رہنا بلکہ کام کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ لو۔ ابھی مشن کی الف ب شروع نہیں ہوئی اور میرے خلاف بغاوت سامنے آ گئی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم بغاوت نہیں کر رہے۔ ہم صرف کام کرنا چاہتے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اسرائیل میں تم سب کو واقعی کام کرنا پڑے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ تم ہمیں بتاؤ کہ تمہارے پاس سارج کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اسے کارسانا اور آسکر کی بتائی ہوئی تفصیلات بتا دیں۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ کا شکریہ۔ اب ہم یہ مشن مکمل کر لیں گے"...... صفدر نے کہا اور جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل اسمتھ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کے آدمی تمالا میں چیکنگ کر رہے تھے لیکن ابھی تک انہیں کوئی مشکوک گروپ نظر نہ آیا تھا اور نہ ہی کسی اور طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل اسمتھ نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"قبرص سے رینالڈ کی کال ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

"کراؤ بات"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں رینالڈ بول رہا ہوں قبرص سے "...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یس۔ کوئی خاص رپورٹ"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"پاکیشیا سے فریڈ نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا علی عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت پاکیشیا سے ایک فلائٹ کے ذریعے مصر کے دارالحکومت قاہرہ روانہ ہو چکا ہے۔ اس نے ان سب کے حلیوں کی تفصیلات بھی بتائی ہیں۔ اس کے بقول عمران اپنے اصل چہرے میں ہے البتہ اس کے باقی چار ساتھیوں کو وہ نہیں جانتا"...... رینالڈ نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا ان کی فلائٹ قاہرہ پہنچ چکی ہے یا نہیں"...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

"جو وقت اس نے فلائٹ کی روانگی کا بتایا ہے اور اس نے مجھے فلائٹ نمبر اور کمپنی کا نام بھی بتا دیا تھا اس لئے میں نے قاہرہ ایئرپورٹ پر فون کر کے ان سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق فلائٹ ایک گھنٹہ بعد قاہرہ پہنچ جائے گی"...... رینالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ کیا تفصیلات ہیں ان کے حلیوں کی اور فلائٹ نمبر اور کمپنی کا نام بھی بتا دو"...... کرنل اسمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے رینالڈ نے تفصیل بتا دی۔

"اوکے"...... کرنل اسمتھ نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"قاہرہ میں سارج کے سیٹ اپ کے انچارج فواد سے میری بات کراؤ۔ فوراً"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

"چلو یہ شیطان حرکت میں تو آئے۔ جمود تو ٹوٹا"...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل اسمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"جناب فواد لائن پر ہیں۔ بات کیجئے سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس کرنل اسمتھ۔ میں فواد بول رہا ہوں۔ آج کیسے یاد کر لیا"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جناب فواد صاحب۔ میں اس وقت اسرائیل میں ہوں اور ہمارے ذمے یہاں کی ایک لیبارٹری کی حفاظت لگائی گئی ہے۔ اس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ

رہی ہے۔ میں نے ان کی نقل و حرکت کی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا میں ایک گروپ کو تعینات کر رکھا تھا۔ اس نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پانچ افراد جن کا سربراہ مشہور ایجنٹ عمران ہے پاکیشیا سے ایک فلائٹ کے ذریعے قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔ میں آپ کو ان کے حلیوں کی تفصیلات بتا دیتا ہوں اور فلائٹ کی تفصیلات بھی۔ فلائٹ ایک گھنٹے کے اندر قاہرہ پہنچ رہی ہے۔ آپ نے ان کی مشینی نگرانی کرنی ہے لیکن کسی آدمی کو سامنے نہیں آنا چاہئے ورنہ وہ چوکنا ہو گئے تو وہ فوری سلپ ہو جائیں گے۔ وہ قاہرہ سے جہاں کا بھی رخ کریں۔ آپ نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔ میرا نمبر بھی نوٹ کر لیں"...... کرنل اسمتھ نے کہا اور پھر اپنا فون نمبر بتا کر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیوں کی تفصیلات اور ساتھ ہی اس نے فلائٹ کے بارے میں تفصیل بھی بتا دی۔

"عمران کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ آپ نے جو حلیہ بتایا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے اصل چہرے میں ہے"...... فواد نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ بہرحال انہیں نگرانی کا معمولی سا شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو جلد ہی ان کے بارے میں رپورٹ دوں گا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

"مصر آنے کا مطلب ہے کہ یہ ہمیں ڈاج دینا چاہتے تھے اور خود یہ بحیرہ روم میں لانچ کے ذریعے تل ابیب پہنچ جائیں گے"...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"قاہرہ سے فواد صاحب کی کال ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی بات کراؤ"...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"فواد بول رہا ہوں قاہرہ سے"...... چند لمحوں بعد فواد کی آواز سنائی دی۔

"کرنل اسمتھ بول رہا ہوں۔ کوئی خاص رپورٹ"...... کرنل اسمتھ نے بڑے بے چین اور مضطرب سے لہجے میں پوچھا۔

"یہ لوگ قاہرہ ایئرپورٹ سے باہر ہی نہیں آئے اور ایئرپورٹ سے ہی ایک لوکل فلائٹ کے ذریعے صحرائے سینا کے شہر خارگا روانہ ہو گئے ہیں۔ خارگا میں میرا ایک آدمی موجود ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھے گا اور مجھے اطلاع دے گا۔ میں یہ اطلاع آپ تک پہنچا دوں گا"...... فواد نے کہا۔

"خارگا یہ لوگ کیوں جا رہے ہیں۔ میری سمجھ میں تو یہ بات

نہیں آئی"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی خارگا کا نام سن کر ذہنی طور پر الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔

"انہوں نے اسرائیل پہنچنا ہے"...... فواد نے پوچھا۔

"ہاں"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

"تو پھر میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ لوگ خارگا کیوں جا رہے ہیں۔ یہ لوگ خارگا سے مخصوص جیپوں کے ذریعے سرحد پر واقع شہر عاکیہ پہنچیں گے اور عاکیہ سے اسرائیل کے صحرائی علاقے میں داخل ہو کر آگے بڑھیں گے۔ میں عمران کو جانتا ہوں۔ وہ ایسے ہی مشکل راستے اپنانے کا عادی ہے جنہیں عام طور پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے"۔ فواد نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ کا تجزیہ درست ہے۔ بہرحال اگر وہ عاکیہ کی طرف روانہ ہوں تو آپ مجھے ضرور اطلاع دیں۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"میں کر دوں گا اطلاع۔ گڈ بائی"...... فواد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اسرائیل اور اس کے سرحدی ممالک کا تفصیلی نقشہ دے جاؤ۔ فوراً"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتھ نے

رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ عاکیہ کے راستے براہ راست تمالا پہنچنا چاہتے ہیں۔ جبکہ ہمارا خیال تھا کہ وہ تل ابیب کے راستے تمالا پہنچیں گے۔ اگر میں نے پاکیشیا میں ان کی نگرانی کا انتظام نہ کیا ہوتا تو ہم بابین اور تل ابیب کے راستوں کی نگرانی کرتے رہ جاتے اور وہ لوگ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے"...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے کرنل اسمتھ کو سیلوٹ کیا اور نقشہ کھول کر اس نے کرنل اسمتھ کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور میجر کارس کو میرے پاس بھجوا دو"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر"...... نوجوان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا جبکہ کرنل اسمتھ نقشے پر جھک گیا۔ وہ خاص طور پر سرحدی شہر عاکیہ سے تمالا تک کے راستے کو نظر میں رکھے ہوئے تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن دبلے پتلے جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ وہ اپنے انداز سے خاصا تیز اور پھرتیلا دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی کرنل اسمتھ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ آنے والے نے سیلوٹ کیا۔

"آؤ میجر کارس۔ بیٹھو"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس سر۔ شکریہ سر"...... میجر کارس نے کہا اور میز کی سائیڈ پر موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میجر کارس تم اسرائیل کے سرحدی شہر قاصر کے رہنے والے ہو"...... کرنل اسمتھ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ نے میری پرسنل فائل تو پڑھی ہو گی سر"...... میجر کارس نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں ورنہ مجھے الہام تو نہیں ہو سکتا"۔ کرنل اسمتھ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ سوری سر"...... میجر کارس نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ نقشہ دیکھو۔ یہ قاصر ہے اور یہ ہے تمالا۔ جہاں ہم موجود ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہمارے دشمن پاکیشیائی ایجنٹ عاکیہ پہنچ رہے ہیں۔ ظاہر ہے عاکیہ سے وہ اسرائیل میں داخل ہو کر قاصر پہنچیں گے اور پھر قاصر سے یہاں تمالا اور ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ تم بتاؤ کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ محفوظ اور یقینی طریقے سے"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"سر۔ قاصر سے تمالا تک براہ راست کوئی سڑک نہیں ہے۔ قاصر سے پہلے ہمیں حاویہ جانا ہو گا پھر حاویہ سے گھوم کر تمالا آنا ہو گا ورنہ اگر ہم چاہیں کہ قاصر سے براہ راست تمالا آئیں تو ایسا ناممکن ہے۔

کیونکہ راستے میں انتہائی خوفناک صحرا ہے جہاں نہ پانی ہے اور نہ ہی کوئی نخلستان۔ اسے ہیلی کاپٹر یا جہاز کے ذریعے تو کراس کیا جا سکتا ہے زمینی طور پر نہیں"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

"ہیلی کاپٹر۔ اوہ ہاں۔ یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ قاصر یا اس کے اردگرد ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر مل سکتا ہے یا نہیں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اس علاقے میں اسرائیل کی کوئی فوجی چھاؤنی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی کمپنی ہے جو ہیلی کاپٹر کرائے پر دیتی ہو۔ البتہ صحرا میں چلنے والی مخصوص جیپیں قاصر میں مل جاتی ہیں لیکن سر۔ ان دشمنوں کا خاتمہ قاصر میں بھی تو کیا جا سکتا ہے"۔ میجر کارس نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام ہم نے یہاں تمالا میں کرنا ہے باہر کہیں نہیں کرنا۔ کیونکہ تمالا اور بابین سے باہر اسرائیل کی دوسری ایجنسیوں کے افراد موجود ہوں گے اور انہیں اطلاع مل گئی تو وہ ازخود کارروائی کر دیں گے۔ اس طرح ہم اس کریڈٹ سے محروم رہ جائیں گے جبکہ یہاں کے بارے میں انہیں نہ کوئی اطلاع دی گئی ہے اور نہ ہی انہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہاں جو کارروائی ہو گی اس کا کریڈٹ تو خالصتاً ہمارا اپنا ہو گا"...... کرنل اسمتھ نے بڑے مدبرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"...... میجر کارس نے انتہائی مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ٹی ایس ٹرانسمیٹر لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے قاصر پہنچ جاؤ۔ ہیلی کاپٹر واپس بھجوا دینا۔ یہ لوگ جیسے ہی وہاں پہنچیں تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور پھر یہ لوگ جس انداز میں بھی تمالا پہنچنے کی پلاننگ کریں تم نے مجھے ساتھ ساتھ اطلاع دیتے رہنا ہے ۔ ایک بات۔ لیکن دوسری بات اس سے بھی زیادہ اہم ہے ۔ وہ یہ کہ تم نے کسی صورت مارک نہیں ہونا۔ یہ لوگ انتہائی تجربہ کار اور تیز ایجنٹ ہیں۔ اس لئے تم نے ان کی نگرانی ویسٹ ویژن سے کرنی ہے تاکہ انہیں شک ہی نہ پڑسکے اور تم کافی فاصلے سے نہ صرف ان کی نگرانی کر سکو گے بلکہ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن سکو گے ۔ جس کی رپورٹ تم نے مجھے ساتھ ساتھ دینی ہے "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر "...... میجر کارس نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ جاؤ۔ ٹی ایس ٹرانسمیٹر اور ویسٹ ویژن لے کر ہیلی کاپٹر پائلٹ سے کہہ کر قاصر پہنچو اور پھر ٹی ایس ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دو اور سنو انتہائی ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر۔ لیکن میں انہیں پہچانوں گا کیسے "...... میجر کارس نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ میں بتا دیتا ہوں ۔ ان کی تعداد پانچ ہے اور پانچوں مرد

ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے ۔ میں تمہیں ان کے موجودہ حلیئے بھی بتا دیتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ اسرائیل میں داخل ہونے سے پہلے میک اپ کر لیں۔ اس لئے تم نے ان کی تعداد کو چیک کرنا ہے "...... کرنل اسمتھ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے حلیئے بھی بتا دیئے۔

" یس سر۔ اب میں انہیں تلاش کر لوں گا "...... میجر کارس نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی سیلوٹ بھی کر دیا۔

" اوکے "...... کرنل اسمتھ نے کہا اور میجر کارس کے باہر جانے کے بعد وہ ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" قاہرہ سے فواد کا فون ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کراؤ بات "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" ہیلو۔ فواد بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد فواد کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے "...... کرنل اسمتھ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" یہ گروپ دو جیپوں کے ذریعے خارگا سے عاکیہ روانہ ہو گیا ہے ۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے "...... فواد نے کہا۔

" عاکیہ سے یہ لامحالہ قاصر پہنچیں گے "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن وہاں اسرائیلی چیک پوسٹ ہے ۔ نجانے یہ اسے کیسے کراس کریں گے "...... فواد نے کہا۔

" ایسی رکاوٹیں اس ٹائپ کے لوگوں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" بہرحال اب آگے آپ خود چیک کر لیں کیونکہ خارگا سے آگے ان کو چیک کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے "...... فواد نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔ آپ نے واقعی میری مدد کی ہے ۔ میں چیف کو خصوصی طور پر اس بارے میں رپورٹ کروں گا "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" شکریہ ۔ گڈ بائی "...... دوسری طرف سے فواد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

حصہ اول ختم شد

سارج ایجنسی

حصہ دوم

رومانیہ کے مشہور شہر کارسانا کے ایک ہوٹل میں جولیا اپنے ساتھیوں صفدر اور تنویر کے ساتھ موجود تھی۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی پاکیشیا سے رومانیہ کے دارالحکومت پہنچے تھے اور پھر وہاں سے لوکل فلائٹ کے ذریعے وہ یہاں کارسانا آگئے تھے۔ کارسانا خاصا بڑا شہر تھا۔ یہاں سیاح بھی آتے رہتے تھے کیونکہ کارسانا میں انہیں ایک خاص چیز وافر مقدار میں مل جاتی تھی جو یورپ کے دوسرے شہروں میں بڑی سختی کے ماحول میں ملتی تھی۔ یہ ایک خاص قسم کا نشہ تھا۔ اس نشے کو ریڈ لائٹ کہا جاتا تھا۔ یہ نشہ کوکین اور ہیروئن کو مخصوص انداز میں ملا کر تیار کیا جاتا تھا اور چونکہ یہ نشہ خاصا مہنگا بھی تھا اس لئے صرف اعلیٰ طبقے کے لوگ ہی اس کا شوق کرتے تھے۔ ریڈ لائٹ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دوسرے نشوں کی نسبت یہ بے ضرر تھا۔ سوائے اس کے کہ اس کی طلب ناقابل برداشت ہوتی تھی۔

اس کے علاوہ جسمانی یا ذہنی طور پر کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ریڈ لائٹ اعلیٰ اور امیر طبقے میں بے حد مقبول تھی اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے سیاح بھی اس کے دیوانے تھے ریڈ لائٹ یہاں کارسانا میں عام اور وافر مقدار میں مل جاتی تھی کیونکہ یہاں اس کی خفیہ لیبارٹریاں لگی ہوئی تھیں اور یہیں سے ہی یہ رومانیہ میں ہر جگہ بھجوائی جاتی تھی۔ کارسانا کے بعد ایک لق و دق اور انتہائی دشوار گزار صحرا تھا جس کے بعد دوسرے ہمسایہ ملک کی سرحد آجاتی تھی۔ صحرا بے حد وسیع و عریض تھا اور کہا جاتا تھا کہ اس صحرا میں ہر وقت خوفناک طوفان چلتے رہتے تھے اور انہیں بتایا گیا تھا کہ اس صحرا کے اندر ہی ہیڈ کوارٹر کی عمارت تھی جسے وہ تباہ کرنے یہاں آئے تھے۔

" اب یہاں بیٹھ کر کیا سوچ رہے ہو۔ جیپ لو اور چلو"۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" کہاں چلو"...... جولیا نے چونک کر پوچھا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں اور کہاں جانا ہے "...... تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر سارج جیسی تنظیم کا یہ ہیڈ کوارٹر ہے تو لامحالہ اس کی حفاظت کے انتظامات بھی انتہائی سخت ہوں گے۔ ایسی صورت میں صرف اسلحہ لے کر اور منہ اٹھائے اس عمارت تک. شاید ہم زندہ نہ

پہنچ سکیں"...... جولیا نے کہا۔

" تم پر بھی عمران کا اثر ہو گیا ہے۔ وہ بھی اسی انداز میں سوچتا رہتا ہے۔ آج کل صحرائی لومڑیوں کے شکار کا سیزن ہے۔ اس لئے ہم بطور ایکریمین سیاح صحرا میں لومڑیوں کا شکار کھیل سکتے ہیں۔ پھر آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہرحال وہ ہمیں بغیر چیک کئے گولی نہیں مار سکتے"...... تنویر نے جواب دیا۔

" لیکن ہمیں صحرائی لومڑیوں کے شکار کی ابجد کا بھی علم نہیں ہے اگر ہم سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی گئی تو ہم تو کچھ بھی نہ بتا سکیں گے"...... صفدر نے کہا۔

" مجھے سب معلوم ہے اور میں اپنی ٹریننگ کے دوران شکار کھیلتا بھی رہا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں اپنے ساتھ شکار کھلوانے لایا ہوں البتہ ہمیں اس کے لئے خصوصی ساخت کا اسلحہ لینا ہو گا۔ باقی کام مجھ پر چھوڑ دو"...... تنویر نے کہا۔

" ویری گڈ۔ یہ بہترین تجویز ہے۔ ویری گڈ تنویر"...... جولیا نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت اس طرح چمکنے لگا جیسے اس کی کھال کے نیچے تیز روشنی کا بلب جل اٹھا ہو۔

" شکریہ"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن ہمیں بہرحال اس عمارت کے محل وقوع کا علم ہونا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

" جو لوگ ہمیں چیک کریں گے وہ ہمیں خود ہی وہاں لے جائیں

گے۔ اس لئے مزید وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"۔ تنویر نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم اکیلے ہوتے تو شاید اب تک اس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ بھی چکے ہوتے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا بھی ہنس پڑی۔

" تمہارا خیال درست ہے۔ میں مشن مکمل کرنے کے بعد یہاں بیٹھ کر کافی پیتا۔ پہلے نہیں"...... تنویر نے کہا۔

" لیکن فی الحال تمہیں کچھ انتظار کرنا ہو گا کیونکہ پہلے مجھے مارکیٹ جا کر صحرائی لومڑیوں کے شکار کے لئے خصوصی اسلحہ، ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے مخصوص اسلحہ، اس علاقے اور صحرا کا تفصیلی نقشہ اور صحرا میں چلنے والی مخصوص ساخت کی جیپ کا انتظام کرنا ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

" یہاں ایسی کمپنیاں موجود ہوں گی جو جیپیں سیاحوں کو مہیا کرتی ہوں گی"...... جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ جیپ تو ان سے ہی لینا ہو گی لیکن اسلحہ مخصوص مارکیٹ سے لینا پڑے گا اور ایسی مارکیٹ کا پتہ یہاں کا کوئی ویٹر ہی دے سکتا ہے"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا ورنہ تم یہ سب کچھ لینے میں ایک ہفتہ لگا دو گے"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوکے۔ آ جاؤ ایک سے دو بھلے"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ

دونوں کمرے سے باہر چلے گئے تو جولیا طویل ہوائی سفر کی وجہ سے
خاصی تھکاوٹ سی محسوس کر رہی تھی۔ وہ اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی اور
چند لمحوں بعد ہی وہ گہری نیند کی وادی میں پہنچ گئی تھی۔ پھر اچانک
اس کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھل گئی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے
کسی نے اس کے ذہن کے اندر ہتھوڑے سے ضرب لگائی ہو اور اس
ضرب کی وجہ سے ہی اس کی آنکھ کھلی ہو۔ ویسے اس کے ذہن میں
چوٹ لگنے کا احساس ابھی تک موجود تھا لیکن پھر ایک آواز سن کر وہ
بے اختیار اچھل پڑی لیکن دوسرے لمحے جیسے اس کے ذہن میں ایک
دھماکہ سا ہوا کیونکہ پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ وہ ہوٹل کے
کمرے کے اس بیڈ پر موجود نہیں ہے جس پر وہ سوئی تھی بلکہ وہ ایک
لوہے کی کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور یہ کرسی ایک خاصے بڑے کمرے
میں دیوار کے ساتھ موجود ہے۔ کرسی کے پائے زمین میں آدھے سے
زیادہ دفن تھے جبکہ جولیا کے دونوں ہاتھوں کو عقب میں ہتھکڑیوں
میں جکڑا گیا تھا اور اس کی پنڈلیوں کو بھی اکٹھا کر کے پیروں میں کڑا
ڈال دیا گیا تھا البتہ اس کے جسم پر لباس وہی تھا جو وہ پہن کر سوئی
تھی۔

" یہ کیا ہو گیا۔ میں کہاں پہنچ گئی اور کیسے "...... جولیا نے حیرت
بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ
سوچتی۔ اس ہال کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور
ایک قوی ہیکل آدمی جس کی براؤن رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں

اور جس کے سر پر گھنگھریالے بال تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم
پر کشمشی رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرہ بھاری اور آنکھیں چھوٹی تھیں۔
تنگ پیشانی اور طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی ناک اور سب
سے زیادہ اس کی ہتھوڑے کے انداز میں آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی۔
ان سب نے مل کر اس کی شخصیت کو خاصا رعب دار بنا دیا تھا۔ اسے
دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ شخص انتہائی بے رحم۔ سفاک، خاصا
تیز اور مستعد لڑاکا ہو گا۔ چہرے پر موجود زخموں کے مندمل نشانات
کی بھی خاصی افراط تھی۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد کا لیکن
جسمانی لحاظ سے گینڈے کی طرح پھیلے ہوئے جسم کا آدمی ہاتھ میں
ایک کوڑا پکڑے اندر داخل ہوا تھا۔ جولیا کی نظریں ان دونوں پر جمی
ہوئی تھیں اور ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ کشمشی رنگ کا سوٹ پہنے
ہوا آدمی جولیا سے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی بڑی سی اونچی پشت والی کرسی
پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھ گیا جبکہ کوڑا بردار اس کی سائیڈ میں
بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے
سخت لیکن بھاری لہجے میں کہا۔

" پہلے تم اپنا تعارف کراؤ کیونکہ یہی مہذب طریقہ ہے اور پھر مجھے
بتاؤ کہ میں یہاں کیوں اس انداز میں موجود ہوں "...... جولیا نے
کہا۔

" میرا نام جیمز ہے اور یہ میرے ساتھ کھڑا وکٹر ہے اور تمہارے

یہاں پہنچنے کی وجہ یہ ہے کہ تم ایشیائی ایجنٹ ہو"...... جیمز نے اسی طرح سخت اور بھاری لہجے میں کہا۔

" ایشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ میں تو سوئس ہوں اور میرا نام جولیانافٹرواٹر ہے "...... جولیا نے لہجے میں حیرت بھرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میں نے تمہاری اور تمہارے دو ساتھیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی ہے۔ تمہیں جولیا کے نام سے ہی پکارا گیا ہے لیکن تم جس انداز میں ایشیائی زبان بول رہی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم سوئس ہونے کے باوجود طویل عرصہ سے ایشیا میں رہ رہی ہو۔ گو جو زبان تم تینوں بول رہے تھے وہ ہم نہیں سمجھ سکے لیکن تمہاری گفتگو میں کئی بار سارج ایجنسی کا نام اور ہیڈ کوارٹر کے الفاظ سنے گئے ہیں۔ تمہارے ساتھیوں کی نگرانی کی جا رہی ہے البتہ تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ ضرورت پڑنے پر تمہارے ساتھیوں کو کہیں بھی گولی ماری جا سکتی ہے یا انہیں بھی گرفتار کر کے یہاں لایا جا سکتا ہے۔ لیکن تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے بارے میں تمام تفصیل بتا دو"...... جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تمہارا تعلق سارج ایجنسی سے ہے یا اس کے ہیڈ کوارٹر سے ہے "۔ جولیا نے کہا۔

" تم واقعی بے حد تجربہ کار اور منجھی ہوئی ایجنٹ ہو جو اس انداز میں باتیں کر رہی ہو۔ جیسے ہم تم سے پوچھ گچھ کرنے کی بجائے تم ہم سے پوچھ گچھ کر رہی ہو"...... جیمز نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو پھر تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم خواہ مخواہ کا تشدد جھیلنے اور اپنی جان گنوانے کی حماقت نہیں کر سکتے۔ تم میرے چند سوالوں کا جواب دے دو تو میں تمہیں پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دوں گی۔ جو ویسے تم کسی صورت بھی معلوم نہ کر سکو گے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ تجربہ کار اور منجھے ہوئے ایجنٹ مر تو سکتے ہیں لیکن زبان نہیں کھول سکتے "...... جولیا کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں موجود ہتھکڑی کے اس بٹن تک اس کی پتلی اور لمبی انگلیاں پہنچ گئی تھیں۔ جسے پریس کرتے ہی یہ ہتھکڑی کھل سکتی تھی البتہ اس کے پیروں میں موجود کڑا اس کی راہ میں خاصی بڑی رکاوٹ تھی۔ وہ سامنے تھا اور بغیر جھکے وہ اسے کسی صورت بھی نہ کھول سکتی تھی اور نہ ہی اس میں سے اپنے پیر باہر نکال سکتی تھی لیکن ہاتھ کھل جانے سے اتنا تو ہو گیا تھا کہ اب وہ جدوجہد کرنے کے قابل ہو گئی تھی اور یہ بات اس کے لئے خاصی غنیمت تھی۔

" ہاں۔ میرا تعلق سارج سے ہے اور میں تمالا میں سارج کا چیف ہوں اور تم اس وقت سارج کے ایک اڈے پر موجود ہو"...... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم کبھی سارج کے ہیڈ کوارٹر گئے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہاں جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ صرف وہی جا سکتا ہے جسے وہاں طلب کیا گیا ہو اور سنو۔ یہ آخری بات تھی جو میں نے تمہیں بتائی ہے۔ تم سوئس ہو اس لئے میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ تمہاری جگہ تمہارا کوئی ساتھی ہوتا تو اب تک اس کی کھال اتر چکی ہوتی"...... جیمز نے اس بار خاصے سخت لہجے میں کہا۔

" میں نے کب انکار کیا ہے مسٹر جیمز۔ صرف ایک آخری سوال کا جواب دے دو۔ پھر تم جو پوچھو گے میں سچ اور تفصیل سے بتا دوں گی"...... جولیا نے کہا۔

"پوچھو"...... جیمز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرے دونوں ساتھی کہاں ہیں"...... جولیا نے پوچھا تو جیمز بے اختیار مسکرا دیا۔

" سچ بتا دوں تو پھر سنو۔ تمہارے دونوں ساتھیوں نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں بھی صحرا میں پھینکوا دی گئی ہیں"...... جیمز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ جولیا کو بڑی خوشخبری سنا رہا ہو۔

" تم نے انہیں کیوں نہیں پکڑا۔ کیا تم ان سے ڈرتے تھے"۔ جولیا نے کہا۔

" میں نے جو کہا ہے وہ مذاق نہیں ہے۔ وہ دونوں مر چکے ہیں"...... جیمز نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہیں ابھی تک معلوم نہیں ہے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ اس

لئے تم سمجھ رہے ہو کہ تم یہ بات کر کے مجھے یقین دلا دو گے حالانکہ تمہارے ہیڈ کوارٹر نے انہیں خود کال کیا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ ہیڈ کوارٹر نے اور انہیں۔ یہ تو ایشیائی ہیں۔ گو یہ دونوں ایکریمین ہیں لیکن جس روانی سے یہ ایشیائی زبان بول رہے تھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں بھی ایشیائی تھے"...... جیمز نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" اور اس بات سے تم دھوکہ کھا گئے مسٹر جیمز۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر تمہیں یقیناً خراج تحسین پیش کرے گا کہ تم نے ان دونوں پر ہاتھ نہیں ڈالا ورنہ شاید اب تک تم اور تمہارا ساتھی زندہ کھڑے نظر نہ آتے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم جیمز سے یہ بات کر رہی ہو۔ تمہاری یہ جرأت"...... جیمز نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انتہائی مشتعل مزاج آدمی ہو۔

" وکٹر۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں ان دونوں کی لاشیں یہاں منگوانے کا کہہ کر ابھی آتا ہوں"...... جیمز نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" تم نے حماقت کی ہے لڑکی۔ باس تمہارے ساتھ نرم انداز میں بات کر رہا تھا۔ اب وہ تمہیں تڑپا تڑپا کر مارے گا"...... جیمز کے جانے کے بعد وکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی حماقت نہیں کی۔ تمہارے باس نے خود حماقت کی ہے۔ ابھی تم خود دیکھ لو گے "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جیمز کی کرسی کے ساتھ کھڑا وکٹر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی جولیا کا پیچھے کی طرف مڑا ہوا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی کمرہ وکٹر کے حلق سے نکلنے والی کربہہ چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا جو اس دوران ہتھکڑی کا بٹن پریس کر کے اسے کھول چکی تھی، نے ہتھکڑی کو پوری قوت سے سامنے کھڑے ہوئے وکٹر کے چہرے پر مار دیا تھا۔ یہ ایسی ضرب تھی کہ وکٹر بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا اور اس کے ہاتھ سے کوڑا نکل کر ایک طرف جا گرا۔ جولیا کے دونوں پیر آہنی کڑے میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ دوڑ تو نہ سکتی تھی لیکن ہتھکڑی کی ضرب لگا کر وہ کرسی سے اس طرح اچھلی جیسے کوئی مینڈک اچھلتا ہے اور قدموں کے بل اپنی کرسی سے کچھ آگے جا کر رکی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس طرح چھلانگ لگائی لیکن اس بار وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گری۔ جبکہ اس دوران وکٹر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اس کی پیشانی اور گال کے ساتھ ساتھ ناک سے بھی خون بہہ رہا تھا لیکن وہ خاصا صحت مند آدمی تھا۔ اس لئے صرف اس اچانک ضرب سے وہ بے ہوش نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے اسی لمحے نیچے گرتی ہوئی جولیا پر چھلانگ لگائی لیکن جولیا کی

دونوں بندھی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے اس کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور چھلانگ لگاتا ہوا وکٹر ٹانگوں کی ضرب کھا کر ایک بار پھر چیختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گرا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک طرف پڑے ہوئے کوڑے کو جھپٹا اور دوسرے لمحے اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے کوڑا لہرایا اور ساتھ ہی ہاتھ کو مخصوص انداز میں کھینچا تو اٹھتا ہوا وکٹر کوڑے کی ضرب کھا کر دوبارہ نیچے گرا اور اس کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی جیسے چیخ کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی اس کے جسم سے باہر نکل رہی ہو۔ اس کا باقی ماندہ چہرہ بھی کوڑے کی ضرب سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اور مینڈک کی طرح اچھل کر پیچھے ہٹی تو وکٹر نے ایک بار پھر اچھل کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار جولیا پوری طرح سنبھلی ہوئی تھی اور خوفناک کوڑا اس کے ہاتھ میں تھا۔ نتیجہ یہ کہ ہال کوڑے کی شائیں شائیں اور وکٹر کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جولیا کا بازو کسی مشین کی طرح چل رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ وکٹر کی چیخیں مدہم پڑتی چلی گئیں اور چند لمحوں بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ جولیا کا تیزی سے حرکت کرتا ہوا بازو رک گیا۔ وہ خود بھی ہانپ رہی تھی لیکن خاموش ہوتے ہی اس کے کانوں میں بند دروازے کی دوسری طرف دوڑتے ہوئے بھاری قدموں کی آوازیں پڑیں اور اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ جولیا دروازے سے کافی فاصلے پر تھی

اور اس کے دونوں پیر بھی جکڑے ہوئے تھے ۔ دروازے میں جیمز
کھڑا اس طرح حیرت سے پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر
یقین نہ آرہا ہو۔

" اس نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ میرا لباس پھاڑنے کی کوشش کی
تھی"...... جولیا نے یکلخت مینڈک کی طرح اچھل کر دروازے کی
طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ وکٹر کے خلاف
جیمز سے فریاد کرنا چاہتی ہو۔ البتہ کوڑے والا ہاتھ اس کے عقب میں
تھا۔

"رک جاؤ"...... جیمز نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں گیا۔

" میں سچ کہہ رہی ہوں ۔ سچ"...... جولیا نے پہلے سے زیادہ بے
بس سے لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی اس کے پیر قالین پر جمے اسی لمحے
جیمز نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ گو اس کے انداز میں بے
پناہ پھرتی اور تیزی تھی لیکن جولیا جانتی تھی کہ اگر اس سے ایک لمحے
کی بھی تاخیر ہو گئی تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس لئے جولیا کا ہاتھ
بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین پسٹل والا ہاتھ سیدھا
کرتے ہوئے جیمز یکلخت چیخ پڑا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر
اڑتا ہوا اندر ہال میں آگرا اور ابھی جیمز کوڑے کی ضرب پر منہ کھول
کر چیخنے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر شائیں کی آواز سنائی دی اور اس با
جیمز چیختا ہوا اچھل کر اس طرح اندر ہال میں منہ کے بل آگرا جیسے

پہلے اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ہال کے اندر آگرا تھا۔ جولیا
نے اس بار کوڑا اس انداز میں مارا تھا کہ اس کا سٹریپ جیمز کے
موٹے گلے میں لپٹ گیا تھا اور جب جولیا نے بازو کو پوری قوت سے
جھٹکا دے کر کھینچا تو جیمز نہ صرف اچھل کر منہ کے بل آگرا بلکہ
کوڑے کے سٹریپ نے اس کی گردن میں گہرا زخم بھی ڈال دیا تھا
جس میں سے خون بہنے لگا تھا۔ جیمز نے نیچے گر کر ایک بار پھر اٹھنے کی
کوشش کی لیکن اسی لمحے شائیں کی آواز کے ساتھ کوڑا اس کی پشت پر
پڑا اور نہ صرف اس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی بلکہ اس کا جسم اس
طرح اوپر کو اٹھ کر واپس قالین پر گرا جیسے جلتی ہوئی بھٹی میں مکئی کا
دانہ اوپر کو اٹھ کر واپس گرتا ہے ۔ جولیا کا بازو ایک بار پھر حرکت
میں آگیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اسے احساس ہو گیا کہ وکٹر کی
طرح جیمز بھی نہ صرف زخم خوردہ ہو چکا ہے بلکہ وہ بے ہوش بھی ہو
چکا ہے تو اس نے بازو روکا اور پھر وہ اپنے پیروں پر جھک گئی۔ بیرونی
دروازہ جیمز کے اندر آکر گرنے کے بعد خود بخود بند ہو چکا تھا جبکہ اس
دوران جولیا دیکھ چکی تھی کہ دروازے کے باہر ایک تنگ سی
راہداری ہے ۔ جس کا اختتام سیڑھیوں پر ہو رہا تھا اور سیڑھیاں اوپر
کسی دوسرے دروازے پر جا کر ختم ہوتی تھیں اور وہ دروازہ بھی نظر آ
رہا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جولیا نے اپنے پیروں میں موجود
کڑے کو بھی کھول لیا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے اس طرف کو بڑھی
جہاں مشین پسٹل موجود تھا۔ مشین پسٹل اٹھا کر وہ تیزی سے

دروازے کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد وہ اس عمارت میں گھوم چکی
تھی۔ یہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اس نے اس
چھوٹی سی عمارت کا بند پھاٹک کھول کر ستون پر لکھے ہوئے نمبر اور
نام اور کالونی کا نام پڑھا اور پھر وہ پھاٹک بند کر کے اس کمرے میں
پہنچ گئی جہاں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا تو وہ بے اختیار
چونک پڑی کیونکہ اس نے وہ بلب جلتا دیکھ لیا تھا جو یہ بتاتا تھا کہ
اس فون سیٹ میں میموری کا سسٹم موجود ہے۔ جولیا نے جلدی سے
ایک بٹن پریس کیا تو سکرین پر ایک نمبر ابھر آیا۔ جولیا چند لمحوں تک
اس نمبر کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے کریڈل دبایا اور تیزی سے وہی
نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو سکرین پر ابھرے تھے۔ دوسری
طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ولسان ہوٹل"...... رسیور اٹھتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی
تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ ولسان ہوٹل تو وہی تھا جہاں وہ
رہائش پذیر تھے اور جہاں سے اسے اس کے کمرے سے اغوا کیا گیا
تھا۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ ہوٹل
سارج کے اڈوں میں سے ایک ہے۔

"مسٹر مارشل اور مسٹر جیکب میں سے جو بھی موجود ہو۔ اس سے
بات کرائیں۔ میں مارگریٹ بول رہی ہوں"...... جولیا نے
ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں معلوم کرتی ہوں۔ آپ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

"ہیلو مس"...... تھوڑی دیر بعد ہوٹل کی فون آپریٹر کی آواز سنائی
دی۔

"یس"...... جولیا نے کہا۔

"دونوں کے کمرے لاکڈ ہیں۔ آپ کوئی پیغام دینا چاہیں تو ان
تک پہنچا دیا جائے گا"...... فون آپریٹر نے کہا۔

"ایک فون نمبر لکھ لیں۔ جب وہ آئیں تو انہیں کہیں کہ اس نمبر
پر کال کر لیں"...... جولیا نے کہا اور پھر فون سیٹ پر موجود نمبر کی
چٹ پڑھ کر اس نے نمبر لکھوا دیا۔

"یس مس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جولیا نے رسیور
رکھا اور پھر اس دیوار میں موجود فون ساکٹ سے فون کا کنکشن آف
کیا اور پھر فون سیٹ کو اٹھا کر وہ اس ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی
جہاں وہ جیمز اور وکٹر کو بے ہوشی کے عالم میں چھوڑ آئی تھی۔ جب وہ
ہال میں داخل ہوئی تو بے اختیار چونک پڑی کیونکہ جیمز کے جسم میں
حرکت کے تاثرات موجود تھے۔ وہ کسی بھی لمحے ہوش میں آ سکتا تھا۔
اس کے دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔ یہ مشین پسٹل
جیمز کا ہی تھا جو جولیا نے کوڑے کی ضرب سے اس کے ہاتھ سے نکلوایا
تھا اور جیمز کے بے ہوش ہونے کے بعد وہ اسے لے کر باہر گئی تھی۔
اس نے مشین پسٹل کا دستہ فرش پر پڑے حرکت کرتے ہوئے
جیمز کے سر پر مار دیا اور جیمز کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا تو

جولیا نے دوبارہ فون سیٹ اٹھایا۔ اس کا کنکشن دیوار میں موجود
ساکٹ میں لگایا اور فون سیٹ کو ایک کرسی پر رکھ کر اس نے رسیور
اٹھا کر چیک کیا۔ فون میں ٹون موجود تھی۔ اس نے اطمینان بھرے
انداز میں سر ہلایا اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا وہ کپڑا اٹھایا جو
اس نے اپنے پیروں سے نکالا تھا اور پھر اس نے جیمز کے دونوں پیر
اکٹھے کر کے کپڑے کے ذریعے جکڑ دیئے۔ پھر اس نے ایک طرف پڑی
ہوئی وہ ہتھکڑی اٹھائی جو اس نے اپنی کلائیوں سے کھول کر وکٹر کے
منہ پر مار دی تھی۔ پھر اس نے جیمز کو اوندھا کر کے اس کے دونوں
بازو عقب کی طرف موڑ کر ہتھکڑی کو اس کی کلائیوں میں ڈال کر
اس کا بٹن بند کر دیا۔ پھر اس نے مشین پسٹل کے دستے کو ہتھکڑی
کے بٹن پر خاص انداز میں مارنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی کیونکہ بٹن اس
انداز میں پریسڈ ہو گیا تھا کہ وہ عام حالات میں نہیں کھل سکتا تھا
لیکن اگر ایک مخصوص انداز میں اسے جھٹکا دیا جاتا تو وہ آسانی سے
کھل سکتا تھا۔ پھر اس نے جیمز کو گھسیٹ کر اس کرسی کے قریب کیا
جس کے پائے فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ خاصی
کوشش سے بے ہوش اور بھاری بھر کم جیمز کو اٹھا کر اس کرسی پر
ڈال دینے میں کامیاب ہو گئی۔ چند لمحوں تک وہ کھڑی اسے غور سے
دیکھتی رہی۔ پھر وہ مڑی اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک
پڑی۔ کیونکہ بے ہوش وکٹر اب حرکت میں آنے لگ گیا تھا۔ اسے

معلوم تھا کہ اصل آدمی جیمز ہے اور وکٹر لامحالہ اس اڈے کا انچارج
ہو گا۔ اس سے زیادہ اس کی اور کوئی حیثیت نہ تھی لیکن وہ ہوش میں
آکر اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اس نے مشین
پسٹل سیدھا کیا اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے کئی گولیاں وکٹر کے
ڈھول جیسے سینے میں اترتی چلی گئیں۔ وکٹر کے جسم نے کئی جھٹکے
کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا اب مطمئن انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
اس نے ایک سٹور نما کمرے میں ایسا سامان دیکھا تھا جس میں رسی کا
بنڈل ہو سکتا تھا کیونکہ وہ جیمز کی پوزیشن سے پوری طرح مطمئن نہ
تھی۔ جیمز یقیناً تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ اس لئے وہ بندھے ہاتھوں اور
بندھے پیروں کے باوجود اس پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ اسے
رسی کے ذریعے کرسی کے ساتھ اس انداز میں باندھنا چاہتی تھی کہ وہ
کوئی حرکت نہ کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے کسی لباس کی تلاش
بھی تھی جو وہ پہن سکتی کیونکہ اس کے جسم پر عام لباس تھا اور پھر
ایک الماری سے اسے اپنے مطلب کا لباس مل گیا۔ اس نے پینٹ
پہن کر اس پر شرٹ اور جیکٹ پہن لی اور پھر اس کمرے سے رسی لا کر
اس نے جیمز کو اچھی طرح باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ باتھ روم سے
ایک جگ پانی سے بھر کر لے آئی اور جیمز کا منہ ایک ہاتھ سے بھینچ کر
اس نے پانی اس کے حلق میں ٹپکانا شروع کر دیا اور جب جیمز کے
جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہوئے تو جولیا نے

جگ میں موجود باقی پانی اس کے سر پر انڈیل دیا اور پھر جگ ایک طرف رکھ کر اس نے فرش پر پڑا ہوا کوڑا اٹھایا اور اس کرسی پر بیٹھ گئی جس پر پہلے جیمز بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیمز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

" تم۔ تم۔ تم نے یہ سب کیسے کیا۔ تم کیسے آزاد ہو گئی"۔ جیمز نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا نے اسے ہتھکڑی کا بٹن اپنی انگلیوں سے پریس کرنے، ہتھکڑی کھولنے اور پھر اسے وکٹر کے منہ پر مارنے تک کی تفصیل بتا دی۔

" تم واقعی حیرت انگیز لڑکی ہو۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی لڑکی ایسی دلیری کا مظاہرہ بھی کر سکتی ہے"...... جیمز نے کہا۔

" لیکن تم یہ سن لو کہ اب بٹن دبانے سے تمہارے ہاتھوں کے گرد موجود ہتھکڑی نہیں نکل سکتی کیونکہ میں نے مشین پسٹل کے دستے سے اس کا بٹن ٹھونک کر پریسڈ کر دیا ہے۔ اب صرف میں ہی اسے ایک خاص تکنیک سے کھول سکتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

" تم مجھے چھوڑ دو۔ میرا وعدہ کہ میں تم سب کو بھول جاؤں گا"۔ جیمز نے کہا۔

" چلو ایسا ہی کر لیں گے لیکن پہلے تم بتاؤ کہ وکٹر کو یہاں چھوڑ کر اور باہر جا کر تم نے ولسان ہوٹل میں کس کو فون کیا تھا"۔ جولیا

نے کہا تو جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم نے فون میموری کو چیک کیا ہے"۔ جیمز نے کہا۔

" ظاہر ہے۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" میں نے ولسان ہوٹل فون کیا تھا شراب منگوانے کے لئے۔ تم بے شک چیک کر لو"...... جیمز نے کہا۔

" میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ ہوٹل ولسان کا نمبر ہے۔ اس ہوٹل ولسان کا جہاں سے مجھے اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" اوہ۔ مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ میں نے وہاں سے شراب منگوائی ہے"...... جیمز نے کہا لیکن اس کا لہجہ اور بولنے کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ غلط ہے۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا اور جولیا خود بھی اس کے اس جھوٹ پر حیران ہو رہی تھی کہ جیمز کو جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس وقت جب جولیا بندھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دینے جا رہا ہے اور یہ کیسے ممکن تھا کہ اسے یہ بات معلوم ہی نہ ہو کہ جولیا اور اس کے ساتھی ولسان ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

" تمہیں جھوٹ بولنے کا بھی سلیقہ نہیں آتا جیمز۔ میرے سامنے تم

یہ کہہ کر گئے تھے کہ تم میرے ساتھیوں کی لاشوں کو یہاں منگوانے کا حکم دینے جا رہے ہو"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ تو میں نے ویسے ہی غصے میں کہہ دیا تھا"...... جیمز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے وکٹر کو دیکھا ہے کہ وہ کس پوزیشن میں ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ تم نے اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا ہے لیکن تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"...... جیمز نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

" مجھ سے پہلے تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا جیمز۔ تم سمجھ رہے ہو کہ میں عورت ہوں۔ اس لئے تم پر رحم کھاؤں گی لیکن ایسا نہیں ہے۔ تمہارے جسم کا اب ایک ایک ریشہ علیحدہ ہو گا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو یکے بعد دیگرے دو بار جھٹکا دیا اور شرر شرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی ہال کمرہ گونج اٹھا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ کسے فون کیا تھا اور کیا حکم دیا تھا بولو"۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی جیمز کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

" بولو۔ سچ بولو"...... جولیا نے ہذیانی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ جیمز کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے مسلسل گونجنے لگا۔

" مت مارو۔ مت مارو۔ رک جاؤ۔ مت مارو"...... جیمز نے چیخنے کے دوران کہا لیکن جولیا کا بازو پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آ گیا لیکن کوڑوں کی شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازوں اور جیمز کے حلق سے نکلنے والی چیخوں کے دوران جولیا کے کانوں میں ایک ہلکی سی آواز پڑ گئی جو ان دونوں آوازوں سے علیحدہ تھی اور جولیا نے یکلخت کوڑا ایک طرف پھینکا اور جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کیونکہ یہ آواز اسے چھت پر کسی کے گرنے کی مخصوص ہلکی سی آواز تھی لیکن جیسے ہی وہ دوڑتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچی اچانک ہال کمرے کی آخری دیوار کی طرف سے کھٹاک کی ہلکی سی آواز ابھری اور جولیا جیسے ہی مڑی اس نے یکلخت بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف کو غوطہ مارا ہی تھا کہ پسٹل کے دھماکوں سے کمرہ گونج اٹھا اور اس آواز میں جولیا کی ہلکی سی کراہ بھی شامل تھی کیونکہ غوطہ مارنے کے باوجود گولی اس کی پسلیوں کو چھوتی ہوئی نیچے فرش پر جا لگی تھی۔

دوسرے لمحے دیوار کے اوپر نظر آنے والے روشندان کی طرف سے چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کوئی دھب سے نیچے کی طرف گرا تو جولیا نے ایک بار پھر جمپ لگایا اور دروازے کی طرف دوڑی ہی تھی کہ ایک بار پھر ہال کمرہ پے در پے مشین پسٹل کے دھماکوں سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی غوطہ کھا کر دروازے کی طرف دوڑتی ہوئی جولیا اچھل کر منہ کے بل نیچے گری۔ اسے یہی محسوس ہوا تھا کہ

یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں زبردستی گھستی چلی گئی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے تاریک پڑتے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ اپنی تمام تر جدوجہد کے باوجود وہ آخر کار ہٹ ہو ہی گئی تھی۔

کرنل ڈیوڈا اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھاتے ہی اپنے مخصوص غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

" تمالا سے میجر گراز آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ اچھا۔ کراؤ بات فوراً۔ جلدی "...... کرنل ڈیوڈ نے میجر گراز کا نام سنتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا کیونکہ میجر گراز کا نام سنتے ہی اس کے ذہن میں عمران اور اس کے ساتھی آ گئے تھے۔

" ہیلو سر۔ میں میجر گراز بول رہا ہوں سر "...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے میجر گراز کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مجھے معلوم ہے تمہارا نام نانسنس۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کسی سڑک پر فون رکھے ہوئے بیٹھا ہوا ہوں کہ براہ راست تم سے بات ہو رہی ہے نانسنس۔ جلدی بکو۔ کیا بات ہے۔ کہاں ہیں عمران اور اس کے ساتھی۔ جلدی بکو"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"وہ عاکیہ پہنچ چکے ہیں سر"...... دوسری طرف سے مزید سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"عاکیہ۔ یہ عاکیہ کہاں ہے۔ کیا مطلب۔ کہاں ہے یہ عاکیہ"...... کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ نام اس نے زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔

"سر۔ یہ مصر کے صحرائے سینا کے آخر میں اسرائیل کی سرحد پر ایک چھوٹا سا شہر ہے"...... میجر گراز نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ تو یہ لوگ ادھر سے اسرائیل میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ ان کی منزل چونکہ تمالا ہے اور تمالا اسرائیل کے جنوب مشرق میں صحرائی علاقے میں ہے۔ اس لئے یہ تل ابیب سے گزر کر وہاں جانے کی بجائے صحرائے سینا سے براہ راست وہاں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ویری بیڈ۔ میرا تو خیال تھا کہ یہ تل ابیب میں داخل ہو کر پھر وہاں پہنچیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے سے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ عاکیہ سے وہ اسرائیل سرحدی شہر قاصر میں داخل ہوں گے اور پھر قاصر سے وہ براہ راست تمالا پہنچ جائیں گے"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ اس شیطان کا ذہن ایسے ہی چلتا ہے۔ وہ یقیناً ایسے ہی راستے اختیار کرتا ہے۔ جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ لیکن تم تو تمالا میں موجود ہو۔ پھر تمہیں کیسے اس بات کا علم ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت ایک خیال کے آتے ہی چونک کر پوچھا۔

"تمالا میں سارج کے چیف کرنل اسمتھ نے باقاعدہ آفس بنایا ہوا ہے جس میں اس کا ایک فون سیکرٹری بھی ہے۔ وہ ایک خاص قسم کی شراب پینے کا بے حد شوقین ہے اور یہ شراب خاصی مہنگی ملتی ہے۔ میں نے اس سے دوستی کی غرض سے اسے اس شراب کی بوتلیں گفٹ میں دیں تو وہ میرا دوست بن گیا۔ پھر میں نے مزید بوتلوں کے عوض اس سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ کرنل اسمتھ کو پاکیشیا سے فون پر اطلاع دی گئی کہ عمران اور اس کے ساتھی ایشیا سے مصر پہنچ رہے ہیں۔ سارج ایجنسی کا کوئی آدمی فواد نامی مصر میں ہے۔ اس سے کرنل اسمتھ نے رابطہ کیا اور پھر اس فواد نے اسے بتایا کہ یہ لوگ صحرائے سینا کے آخری سرحدی شہر عاکیہ جا رہے ہیں۔ اس کے بعد کرنل اسمتھ نے اپنے اسسٹنٹ میجر کارس کو کال کیا۔ میجر کارس

قاصر علاقے کا رہنے والا ہے۔ کرنل اسمتھ سمجھ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عاکیہ سے قاصر اور قاصر سے سیدھے تمالا پہنچ جائیں گے چنانچہ اس نے میجر کارس کو قاصر بھجوا دیا۔ میجر کارس نے میرے دوست فون سیکرٹری کو بتایا کہ اس نے چیف کرنل اسمتھ سے کہا تھا کہ وہ قاصر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے لیکن کرنل اسمتھ نے اسے کہا کہ ایسا نہیں کرنا کیونکہ کرنل اسمتھ کے بقول اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت تمالا سے باہر کسی جگہ ہوئی تو اس کا کریڈٹ اسرائیلی ایجنسیوں کو جائے گا اور ان کی ہلاکت اگر تمالا میں ہوتی ہے تو اس کا کریڈٹ کرنل اسمتھ کو ملے گا۔ اس لئے کرنل اسمتھ نے میجر کارس کو حکم دیا کہ وہ صرف ان کی مشینی نگرانی کرے اور ٹی ایس ٹرانسمیٹر پر ان کے بارے میں اطلاعات دیتا رہے۔ جب یہ لوگ تمالا میں داخل ہوں گے تو سارج ان کا خاتمہ کر دے گی"...... میجر گراز نے تفصیل سے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ویری بیڈ۔ میرا خیال غلط تھا۔ یہ کرنل اسمتھ تو بے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے اس طرح تو یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا واقعی تمالا میں خاتمہ کر دے گا کیونکہ انہیں تو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ ان کی اس طرح نگرانی کی جا رہی ہے۔ نہیں اب یہ کام ان کے تمالا پہنچنے سے پہلے ہمیں کرنا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ جیسے آپ حکم دیں۔ کیا میں اپنے آدمیوں سمیت قاصر پہنچ جاؤں"...... میجر گراز نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں نہیں۔ وہاں اس کرنل اسمتھ کا آدمی موجود ہو گا۔ ہم انہیں کہیں راستے میں ماریں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ پھر یہ کام یقینی انداز میں قاصر سے حاویہ اور حاویہ سے تمالا جانے والی سڑک پر کہیں بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے"۔ میجر گراز نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا قاصر سے براہ راستہ تمالا جانے کے لئے کوئی سڑک نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں سر۔ قاصر سے تمالا تک خوفناک صحرا ہے۔ سڑک نہیں ہے اس لئے ادھر سے کوئی سفر نہیں کرتا۔ البتہ قاصر سے ایک سڑک گھوم کر حاویہ جاتی ہے اور حاویہ سے تمالا پہنچتی ہے۔ گو اس طرح سفر بے حد طویل ہو جاتا ہے لیکن بہرحال سڑک کی وجہ سے سفر ہو سکتا ہے"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ان شیطانوں کو قاصر میں ہی ختم کیا جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ قاصر میں یا زیادہ سے زیادہ حاویہ میں"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"قاصر سے حاویہ کا فاصلہ کتنا ہے اور قاصر سے تمالا تک کسی قسم کی ٹرانسپورٹ جاتی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" اس روڈ پر عام مسافروں کے لئے بسیں ہیں۔ ویسے لوگ جیپوں اور کاروں پر بھی سفر کرتے ہیں"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" قاصر سے حاویہ کتنا فاصلہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" جناب۔ چھ سو کلو میٹر ہے اور حاویہ سے تمالا تک چار سو کلو میٹر ہے"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" لیکن یہ لوگ کب قاصر پہنچیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" وہ تو شاید اب قاصر پہنچ بھی چکے ہوں گے جناب"...... میجر گراز نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو ہمارے قاصر پہنچتے پہنچتے وہ قاصر سے نکل جائیں گے۔ ٹھیک ہے ہمیں فوری طور پر حاویہ میں پکٹنگ کرنا ہو گی لیکن ہمیں ان کی شناخت بھی کرنا ہو گی۔ تمہارا کوئی آدمی ہے قاصر میں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" آدمی تو کوئی نہیں جناب۔ لیکن ایک کام ہو سکتا ہے۔ وہاں کرنل اسمتھ کا آدمی میجر کارس موجود ہے اور میجر کارس نے کرنل اسمتھ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ٹی ایس ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دینی ہے۔ اگر ٹی ایس ٹرانسمیٹر کال کیچر مل جائے تو ہم اس کی مدد سے میجر کارس کی دی ہوئی رپورٹیں سن کر معلوم کر لیں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور ہم خود بھی سامنے نہیں آئیں گے"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" ویری گڈ۔ تم بے حد ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تم فوراً اپنے

ساتھیوں اور اسلحہ سمیت حاویہ پہنچو۔ میں بھی اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ جاؤں گا اور ٹی ایس ٹرانسمیٹر کا کال کیچر بھی ساتھ لے آؤں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" لیکن میں کہاں پہنچوں"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

" سر۔ حاویہ میں مین روڈ پر ایک احاطہ نما عمارت ہے جس کی نشانی یہ ہے کہ اس پر پتھر کی بنی ہوئی خوبصورت پری لگائی گئی ہے۔ اس لئے اسے فیری ہاؤس کہا جاتا ہے۔ اس میں بڑے بڑے کمرے بھی ہیں اور تہہ خانے بھی۔ وسیع و عریض احاطہ بھی ہے جس میں ہیلی کاپٹر اتر اور اڑ بھی سکتا ہے۔ فیری ہاؤس اس وقت خالی پڑا ہے۔ وہ میرے ایک قریبی دوست کا ہے۔ پہلے یہ کسی انٹرنیشنل کمپنی کے پاس کرائے پر تھا لیکن اب وہ خالی ہے۔ آپ وہاں آ جائیں۔ ہم اسلحہ سمیت وہیں آپ کا استقبال کریں گے"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" دس آدمی جناب"...... میجر گراز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے اور ضروری اسلحہ بھی لے جانا۔ میں چار پانچ گھنٹوں تک وہاں پہنچ جاؤں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

" میرا ہیلی کاپٹر تیار کراؤ۔ پائلٹ کو بھی الرٹ کر دو۔ میں نے اسرائیل کے انتہائی جنوب مشرق میں ایک مقام حاویہ پہنچنا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میجر لارسن موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اسے کہو کہ مجھ سے بات کرے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" سر۔ میں میجر لارسن بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" میجر لارسن۔ فوری طور پر ٹی ایس ٹرانسمیٹر کا کال کیچر جو انتہائی جدید ہو لے کر ہیلی کاپٹر پر پہنچو اور ہاں سنو۔ تم نے میرے ساتھ حاویہ جانا ہے۔ اس لئے پوری طرح تیار ہو کر آنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا کیونکہ اس بار اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ شک تک بھی نہ ہو گا کہ ان پر اس طرح راستے میں بھرپور حملہ ہو سکتا ہے اور وہ آسانی سے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

صفدر اور تنویر اسلحہ خریدنے کے لئے یہاں کی ایک مخصوص مارکیٹ میں گھومتے پھر رہے تھے کہ اچانک تنویر نے صفدر کو مخصوص انداز میں کاندھا مارا تو صفدر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" ہماری نگرانی ہو رہی ہے"...... تنویر نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

" نگرانی۔ وہ کیوں۔ یہاں تو ابھی ہم نے کوئی کارروائی بھی نہیں کی"...... صفدر نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ اس مارکیٹ میں آنے والوں کی نگرانی کی جاتی ہو"...... تنویر نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن ہمیں اس بارے میں کنفرم کرنا ہو گا ورنہ ہم کسی بھی لمحے پھنس سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگلی گلی میں مڑ کر یکلخت رک جائیں گے۔ ایک ہی آدمی ہے۔ اسے میں کور کر لوں گا"...... تنویر نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اگلی گلی کے آخر میں پڑے ہوئے کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم دیکھ کر ان دونوں نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیئے کیونکہ یہاں اکثر گلیوں میں ہی اسلحے کی دکانیں تھیں۔ گلی کا موڑ مڑتے ہی صفدر تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ تنویر گلی کے سرے پر ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا آدمی گلی کی نکڑ سے مڑا ہی تھا کہ تنویر نے یکلخت کسی بھوکے عقاب کی طرح اسے چھاپ لیا۔ وہ اس کے سینے سے آ لگا تھا اور اس کی گردن کے گرد تنویر کا بازو تھا۔ وہ آدمی ابھی تڑپ ہی رہا تھا اور اس کے منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکل رہی تھیں کہ تنویر نے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا جسم لٹک سا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ تنویر اسے سینے سے لگائے ہی پلٹ گیا۔ اس نے سڑک کی طرف پشت کر لی تھی تاکہ وہاں سے گزرنے والے یہ سب کچھ نہ دیکھ سکیں ورنہ فوراً پولیس وہاں پہنچ جاتی۔ پھر وہ اس آدمی کو اسی انداز میں بازو میں لٹکائے تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ادھر اس بڑے ڈرم کی سائیڈ میں ڈال دو اسے"...... صفدر نے آگے آ کر کہا تو تنویر نے ویسے ہی کیا اور صفدر نے جھک کر پہلے اس آدمی کے لباس کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ایک پرس، ایک مشین پسٹل اور ایک زیرو فائیو ٹرانسمیٹر برآمد ہوا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے"۔ صفدر نے ٹرانسمیٹر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... تنویر نے کہا اور صفدر نے سارا سامان جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر اس نے اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"تم ہٹ جاؤ۔ میں اس سے پوچھتا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں عمران صاحب کی تکنیک پر کام کروں گا ورنہ یہاں اس کی معمولی سی بلند آواز بھی نکلی تو ہم پھنس جائیں گے"...... صفدر نے کہا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی ہوش میں آیا صفدر نے اپنا پاؤں اٹھا کر اس کی گردن کی سائیڈ پر رکھ کر اسے اوپر کی طرف پریس کر دیا اور اس آدمی کا اٹھتا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور اس کے حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"کیا نام ہے تمہارا بولو۔ ورنہ"...... صفدر نے پیر کو پیچھے ہٹاتے ہوئے غرا کر کہا۔

"رچرڈ۔ میرا نام رچرڈ ہے۔ پیر ہٹا لو۔ یہ کیسا عذاب ہے۔ پیر ہٹا لو"...... اس آدمی نے رک رک کر اور انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"سب کچھ سچ بتا دو ورنہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ بولو

کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے بولو"...... صفدر نے پیر کو پہلے آگے اور پھر پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

" سارج۔ سارج ایجنسی سے "...... رچرڈ نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں بے اختیار اچھل پڑے اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ رچرڈ سے سب کچھ معلوم کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور صفدر نے آخر میں مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس کی شہ رگ کچل دی اور رچرڈ ہلاک ہو گیا۔ صفدر نے اس کی لاش کو گھسیٹ کر کوڑے کے آخری ڈرم کے پیچھے اس انداز میں چھپا دیا کہ جب تک وہاں باقاعدہ چیک نہ کیا جائے تب تک لاش کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ ویسے بھی یہاں تیز سردی پڑ رہی تھی۔ اس لئے لاش کئی دنوں تک بغیر بو پیدا کئے پڑی رہ سکتی تھی۔

" یہ سب تو برا ہوا صفدر۔ یہ لوگ ہی وہاں ولسان ہوٹل میں موجود تھے اور ہم نے جس طرح پاکیشیائی زبان میں باتیں کیں اس سے یہ لوگ چونک پڑے "...... تنویر نے کہا۔

" آؤ۔ ہمیں جولیا سے بات کرنا ہو گی۔ آؤ"...... صفدر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچے اور آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک پبلک فون بوتھ میں داخل ہو کر صفدر نے جیب سے فون کارڈ نکال کر فون سیٹ میں ڈال دیا۔ وہ کافی تعداد میں یہ کارڈ پہلے ہی خرید چکے تھے کیونکہ کسی بھی وقت کسی بھی جگہ اس کی فوری ضرورت پڑ سکتی

تھی۔ صفدر نے کارڈ ڈال کر رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے ہوٹل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ولسان ہوٹل "...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" روم نمبر دو سو بارہ میں مس مارگریٹ سے بات کرائیں۔ میں ان کا ساتھی مارشل بول رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

" اوہ سر۔ مس مارگریٹ کا کمرہ تو لاکڈ ہے البتہ آپ کے لئے ان کا ایک فون پیغام موجود ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

" انہوں نے پیغام دیا ہے کہ آپ فوری طور پر اس فون نمبر پر ان سے رابطہ کریں"...... آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بھی بتا دیا۔

" اوکے۔ تھینک یو"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے کارڈ کو مزید اندر پریس کیا تو فون آن ہونے کی لائٹ جل اٹھی تو صفدر نے وہ نمبر پریس کر دیئے جو ہوٹل کے فون آپریٹر نے بتائے تھے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ نمبر ڈیڈ ہو۔ چند لمحوں بعد صفدر نے کریڈل دبایا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیا۔

" یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

"چیف پولیس کمشنر آفس سے کمانڈر رچرڈ بول رہا ہوں"۔ صفدر نے لہجے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فون نمبر نوٹ کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ یہ انتہائی اہم اور سیریس حکومتی معاملہ ہے۔ اس لئے پوری طرح احتیاط کریں۔ کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے"...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ فون نمبر بتا دیا جو ہوٹل کی فون آپریٹر نے بتایا تھا۔

"یس سر۔ کوئی غلطی نہیں ہو گی سر"...... فون آپریٹر نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر"...... چند لمحوں بعد فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... صفدر نے کہا۔

"سر۔ یہ فون جارج کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں نصب ہے اور مسٹر جیمز کے نام پر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ کوئی غلطی تو نہیں ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میں نے دو بار چیک کیا ہے"...... فون آپریٹر نے کہا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... صفدر نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر اس نے کارڈ باہر نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گیا۔

"بڑی دیر لگا دی تم نے"...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو صفدر نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ جولیا کو ہوٹل سے اغوا کر کے جارج کالونی کی اس کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ لیکن پھر جولیا کو وہاں سے فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ اگر فون کر سکتی تھی تو باہر بھی نکل سکتی تھی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں جولیا سے فون جبراً کرایا گیا ہے۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمارے قتل کا حکم بھی شاید اسی لئے دیا گیا تھا لیکن وہ آدمی رچرڈ موقع دیکھتا رہ گیا اور الٹا ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو گیا"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دیا۔

"جارج کالونی چلو"...... صفدر نے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ گو انہوں نے ابھی تک کوئی بڑا اسلحہ تو نہ خریدا تھا البتہ ایک دکان سے انہوں نے جدید ساخت کے مشین پسٹل خرید لئے تھے اور یہ مشین پسٹلز

ان کی جیبوں میں موجود تھے۔ تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی جارج کالونی میں داخل ہوئی تو صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا اور پھر میٹر دیکھ کر اس نے اسے کرایہ کے ساتھ ساتھ بھاری ٹپ بھی دے کر رخصت کر دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی موڑی اور پھر شہر کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ"...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک کے سامنے موجود تھے۔ کوٹھی کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا، صفدر اور تنویر اس پھاٹک کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں اندر سے ہونے والی فائرنگ کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ جولیا خطرے میں ہے"...... تنویر نے انتہائی بے چینی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کہتا، تنویر کسی پھرتیلے بندر کی طرح پھاٹک پر چڑھا اور دوسرے لمحے اندر کود گیا۔ چند لمحوں بعد ہی چھوٹا پھاٹک کھل گیا اور صفدر بھی تیزی سے اندر داخل ہوا تو اس نے تنویر کو گیراج کے ایک ستون کی اوٹ میں ہوتے دیکھا۔ اسی لمحے اس نے سامنے عمارت کے چوڑے برآمدے کے ساتھ اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں میں سے ایک آدمی کو دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔ اس آدمی نے ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ تنویر شاید اس آدمی کے اس انداز میں سیڑھیاں اترنے کی آواز سن کر ستون کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ صفدر بھی تیزی سے چھوٹے پھاٹک کی اوٹ میں ہوا ہی تھا کہ دوسرے لمحے اس نے تنویر کو اس

آدمی پر جس کا رخ اب اندر جاتی ہوئی گیلری کی طرف تھا فائر کرتے دیکھ لیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ تنویر نے دوڑ کر برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے اس آدمی پر دوسرا فائر کھول دیا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا وہ آدمی ایک بار پھر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر جب تک تنویر برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر تک پہنچا وہ آدمی ساکت ہو چکا تھا۔ تنویر ایک لمحے کے لئے رکا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے کراہنے کی نسوانی آواز پڑی تو وہ بے اختیار اچھل کر اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ کیونکہ وہ جولیا کی آواز پہچانتا تھا۔ صفدر نے پھاٹک بند کیا اور پھر وہ بھی تنویر کے پیچھے دوڑ پڑا اور برآمدے کی سیڑھیوں پر پہنچا لیکن وہ اندر جانے کی بجائے سیڑھیوں کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ان کی غفلت کی وجہ سے کوئی اوپر سے نیچے آ کر انہیں گولیوں سے نہ اڑا دے۔ اسے معلوم تھا کہ نیچے تنویر معاملات کو سنبھال لے گا۔ اس لئے اس نے اوپر کی منزل جہاں سے آدمی نیچے اترا تھا چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک گیلری پر ہوا جو گھوم کر دوسری سائیڈ کی طرف جا رہی تھی۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ وہاں گیلری میں دو بڑے بڑے روشندان تھے جن میں سے ایک کے ساتھ فرش پر پشت کے بل ایک آدمی گرا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک مشین پسٹل بھی پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن میں گولی لگی تھی اور

وہ مر چکا تھا۔ دوسرا روشندان بھی تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ دیوار کے ساتھ ایک کرسی پر ایک آدمی رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ لیکن اس کا پورا جسم زخمی تھا اور اس آدمی کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی یا تو وہ مر چکا تھا یا بے ہوش تھا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کی نظریں دروازے کے قریب پڑی ہوئی جولیا پر پڑیں تو وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہوا۔ جولیا کے جسم پر کئی جگہوں سے خون نکل رہا تھا اور اتنی دور سے بھی اس کی حالت بے حد ابتر دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور واپس دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ بیک وقت کئی کئی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا ہی تھا کہ اسے اندر سے تنویر کے چیخ کر اسے بلانے کی آواز سنائی دی۔

"آرہا ہوں"...... صفدر نے بھی چیخ کر جواب دیا اور پھر برآمدے میں پہنچ کر وہ اس آدمی کی لاش کو پھلانگتا ہوا اندر کی طرف دوڑ پڑا۔

"جلدی آؤ۔ جولیا کی حالت بے حد نازک ہے"...... اندر سے تنویر کی انتہائی متوحش آواز سنائی دی اور صفدر کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی اور پھر وہ ایک راہداری کے اختتام پر موجود دروازے کو کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے تنویر کو جولیا پر جھکے ہوئے دیکھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو مر رہی ہے"...... تنویر نے صفدر کو

دیکھ کر انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ ابھی خود بھی بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑے گا۔ ساتھ ہی ایک بڑا سا میڈیکل باکس موجود تھا۔

"ہٹو۔ میں دیکھتا ہوں۔ اللہ خیر کرے گا"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ جولیا پر جھک گیا۔ جولیا کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی اپنی آنکھوں میں اندھیرا سا چھا رہا تھا لیکن بہرحال اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"یہ زیادہ خطرناک زخمی نہیں ہے۔ صرف خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہے۔ جلدی سے میڈیکل باکس کھولو"۔ صفدر نے کہا۔ گو اس نے اپنے طور پر تو آہستہ آواز میں بات کی تھی لیکن اس کی آواز خود بخود چیختی ہوئی سی نکلی تھی اور پھر صفدر نے پہلے جولیا کے زخم دھوئے پھر اندر موجود گولیاں نکالیں۔ باقی دو گولیاں سائیڈ سے پہلے ہی نکل گئی تھیں۔ اس کے بعد اس نے اس کی باقاعدہ بینڈیج کی اور آخر میں اس نے اسے طاقت کے یکے بعد دیگرے دو انجکشن لگائے اور پھر جولیا کی نبض پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تنویر ہونٹ بھینچے کسی مجسمے کی طرح ساکت کھڑا تھا۔ اس کی پلکیں بھی نہ جھپک رہی تھیں۔ صفدر کے چہرے پر بھی شدید کھنچاؤ تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت بھی ساکت ہو گیا ہو۔

"کیا جولیا بچ جائے گی"...... اچانک تنویر کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے صفدر کے جسم میں جیسے یکلخت پارہ سا دوڑ گیا کیونکہ جولیا کی

ڈوبتی ہوئی نبض دوبارہ ہموار ہونا شروع ہو گئی تھی۔

" اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے ۔ اب یہ خطرے سے باہر ہے"۔ صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر میڈیکل باکس میں سے انجکشن نکال کر اس نے یکے بعد دیگرے جولیا کے بازو میں دو مزید انجکشن لگائے اور ایک بار پھر نبض دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" جولیا کو جلد ہی ہوش آجائے گا۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے اور ویسے خطرہ پہلے بھی نہیں تھا۔ دو گولیاں تو لگ کر نکل گئی تھیں اور دو اندر پسلیوں میں اٹک گئی تھیں۔ وہ بھی کھال کے قریب تھیں اس لئے آسانی سے نکل آئیں۔ اس کی یہ حالت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ بہرحال پھر بھی اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ ہم لوگ بروقت پہنچ ہیں"...... صفدر نے تنویر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے "...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جبکہ صفدر کرسی پر موجود اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جو رسی سے جکڑا ہوا تھا اور اس کا جسم شدید زخمی تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔

" اسے ابھی ایسے ہی پڑا رہنے دو۔ پہلے جولیا سے بات ہو جائے۔ پھر اس سے بھی بات کر لیں گے "...... تنویر نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے جولیا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو صفدر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے جولیا کو فرش سے اٹھا کر ایک

کرسی پر ڈال دیا۔

" تم۔ تم صفدر۔ تم تنویر۔ اوہ تم یہاں کیسے اور کب آئے"۔ جولیا نے ہوش میں آتے ہی صفدر اور تنویر کو دیکھتے ہوئے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم شدید زخمی تھی۔ اب تمہاری حالت خطرے سے باہر ہے ۔ کیا ہوا تھا تمہیں اور یہ آدمی کون ہے "...... تنویر نے کہا۔

" یہ آدمی جیمز ہے ۔ یہاں سارج کا چیف۔ ان لوگوں نے تمہارے جانے کے بعد مجھے ہوٹل کے کمرے سے بے ہوش کر کے اغوا کیا اور پھر یہاں میری آنکھیں کھلیں"...... جولیا نے رک رک کر اور آہستہ آواز میں بتانا شروع کر دیا اور صفدر اور تنویر دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ جب جولیا نے جیمز کے باہر جانے کے بعد وکٹر سے ہونے والی فائٹ اور پھر جیمز کے آنے پر اس سے ہونے والی فائٹ کی تفصیل بتائی تو صفدر اور تنویر دونوں کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے لیکن انہوں نے منہ سے کچھ نہیں کہا۔ جولیا نے پھر اس جیمز کو یہاں باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کے بارے میں بتایا۔

" میں اس پر کوڑے برسا رہی تھی کہ میرے کانوں میں ایسی آواز پڑی جیسے کوئی چھت سے کودا ہو۔ میں نے کوڑا پھینکا اور مشین پسٹل نکال کر دروازے کی طرف دوڑی تو مجھے ایک روشندان سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ میں نے غوطہ مارا لیکن گولی نے

بہر حال مجھے چھو لیا لیکن میں نے جوابی گولی چلائی تو ادھر سے چیخ مار کر کوئی پیچھے کی طرف گرا اور پھر میں دروازے کی طرف لپکی لیکن اوپر سے مجھ پر مسلسل فائرنگ ہوئی اور میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا"۔ جولیا نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم نے واقعی ہمت کی ہے جولیا"...... صفدر نے کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" تم یہاں کیسے آئے ۔ کیا میں میرا دیا ہوا پیغام تمہیں مل گیا تھا۔ لیکن میں نے تو فون کرنے کا کہا تھا۔ اس لئے میں فون یہاں لے آئی تھی"...... جولیا نے کہا۔

" میں نے یہاں فون کیا تھا۔ لیکن یہاں کال ہی نہیں ہو رہی تھی۔ شاید فون میں کوئی گڑبڑ ہے ۔ پھر اس فون نمبر کے ذریعے اس کوٹھی کا پتہ کیا اور ہم یہاں پہنچے تو اندر سے فائرنگ کی آوازیں سن کر تنویر پھاٹک پر چڑھ کر اندر کودا اور اس نے چھوٹا پھاٹک کھول دیا۔ اسی لمحے کوئی سیڑھیوں سے اترا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا، اسے تنویر نے مار گرایا۔ میں اوپر گیا تو گیلری میں روشندان کے سامنے ایک آدمی مردہ پڑا تھا۔ اس کی گردن میں گولی لگی تھی۔ پھر مجھے تم شدید زخمی حالت میں دکھائی دی تو میں واپس آگیا۔ اس کے بعد تنویر اور میں نے مل کر تمہاری بینڈیج کی اور اللہ تعالیٰ نے خصوصی مہربانی فرما دی اور تم خطرے کی حالت سے باہر آ گئی"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" واقعی اللہ تعالیٰ جب مہربانی کرے تو پھر سب کچھ ممکن ہے لیکن یہ آدمی اچانک کہاں سے آگئے ۔ انہیں کس نے کال کیا تھا اور پھر یہ سامنے کے رخ سے آنے کی بجائے چھت پر کیسے کودے اور پھر گیلری میں کیسے آگئے "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب یہی جیمز بتا سکتا ہے ۔ وہ دونوں تو ہلاک ہو چکے ہیں"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ۔ اس کی روح بھی بتائے گی سب کچھ "...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تنویر۔ تم اس کالونی میں ہی کوئی ایسی کوٹھی تلاش کرو جو برائے فروخت یا برائے کرایہ ہو۔ ہم اس جیمز سمیت وہاں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں اطمینان سے اس جیمز سے پوچھ گچھ بھی ہوتی رہے گی اور جولیا کی مزید میڈیکل ٹریٹمنٹ بھی ہو جائے گی ورنہ یہاں کسی بھی وقت مداخلت کا خطرہ ہے اور جولیا کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اپنا ہی تحفظ کر سکے "...... صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے کسی پارکنگ سے کوئی بڑی کار بھی اڑانی پڑے گی کیونکہ جولیا کو اب کاندھے پر لاد کر تو سڑک پر چلا نہیں جا سکتا"...... تنویر نے کہا اور صفدر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت صحرائے سینا کے آخری سرحدی شہر عاکیہ کے ایک سرائے نما ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ چار پانچ گھنٹے پہلے ایک بڑے ہیلی کاپٹر کے ذریعے صحرائے سینا کراس کر کے عاکیہ شہر پہنچے تھے۔ یہ ہیلی کاپٹر ایک سیاحتی کمپنی کا تھا جو سیاحوں کو ہیلی کاپٹروں کے ذریعے صحرائے سینا کی سیر کراتے تھے یا ایسے سیاح جو طبقہ امراء سے تعلق رکھتے تھے اور وہ خوفناک صحرا کو مخصوص جیپوں پر کراس کرنے کی بجائے ہیلی کاپٹر سروس سے استفادہ کرنے کی حیثیت رکھتے ہوں، عاکیہ پہنچایا کرتی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی یہ ہیلی کاپٹر سروس عاکیہ پہنچنے کے لئے حاصل کی تھی۔ عمران سمیت اس کے چاروں ساتھی ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس خصوصی بین الاقوامی سیاحتی کارڈز

موجود تھے اور ان کارڈز پر باقاعدہ اسرائیل کی صحرائی سیاحت کا بین الاقوامی اجازت نامہ بھی موجود تھا۔ عمران نے یہ کارڈز خصوصی طور پر ناراک میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کلارک کے ذریعے تیار کرائے تھے اور اگر ان کی تصدیق کی جاتی تب بھی ان کے بارے میں یہی رپورٹ آتی کہ یہ کاغذات اصل اور درست ہیں۔
عاکیہ گو ایک چھوٹا سا دیہاتی شہر تھا لیکن یہاں ایک سرائے نما ہوٹل موجود تھا کیونکہ عاکیہ کے قریب ہی قدیم دور کے چند ایسے آثار موجود تھے جن کی شہرت پورے مصر میں تھی اور اکثر لوگ ان قدیم آثار کو دیکھنے کے لئے ہی یہ خوفناک صحرا مخصوص جیپوں پر عبور کر کے یہاں تک پہنچتے تھے۔ ان سیاحوں کے لئے یہ ہوٹل موجود تھا۔ یہ دو منزلہ تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایکریمین سمجھتے ہوئے اوپر والی منزل پر کمرے دیئے گئے تھے۔ کیونکہ نیچے جو کمرے تھے وہ خاصے چھوٹے تھے اور ان میں حبس بھی بے حد زیادہ تھی جبکہ دوسری منزل کے کمرے بڑے اور ہوادار تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں کو کمروں میں چھوڑ کر خود کہیں چلا گیا تھا اور اس کی واپسی ابھی پندرہ بیس منٹ پہلے ہوئی تھی اور عمران نے گھنٹی بجا کر باہر موجود بیرے کو بلا کر اسے اس علاقے کا مشہور قہوہ لانے کا کہا اور اس وقت وہ سب اس قہوے کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس نے قہوہ کے مخصوص پیالے ان کے سامنے میز پر رکھے اور پھر ٹرالی ایک طرف

دیوار کے ساتھ کھڑی کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

" عمران صاحب۔ کیا قاصر جانے کا انتظام ہو گیا ہے "...... ویٹر کے جاتے ہی صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" عاکیہ سے قاصر جانا کون سا مشکل کام ہے ۔ صرف ایک لانگ جمپ کی ضرورت ہے اور ہم عاکیہ سے قاصر میں داخل ہو جائیں گے "...... عمران نے قہوہ کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا دونوں ملکوں کے درمیان کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے "...... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

" دونوں طرف چیک پوسٹیں ہیں اور میں بھی ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ مصر کی چیک پوسٹ کے بعد صرف ایک لانگ جمپ کے بعد ہم اسرائیل کی چیک پوسٹ پر کھڑے ہوں گے اور ہمارے کاغذات اصل اور درست ہیں۔ ہم ایکریمین سیاح ہیں اور اسرائیل میں ایکریمین سیاحوں کی بے حد عزت کی جاتی ہے "...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ تین چار گھنٹے کہاں گھومتے رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"آوارہ گردی کرتا رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

" آپ پٹڑی سے اتر رہے ہیں۔ ہم جولیا اور تنویر نہیں ہیں کہ آپ ہمیں ٹرخا دیں"...... صدیقی نے کہا۔

" ارے ۔ ارے ۔ اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا۔ میں واقعی تمہیں جولیا ہی سمجھ رہا تھا۔ آجکل ویسے بھی جنس کی تبدیلی کے آپریشن دھڑا دھڑ ہو رہے ہیں لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ صرف لڑکیاں ہی کیوں لڑکے بن رہی ہیں کوئی لڑکا آج تک تبدیلی جنس کے بعد لڑکی نہیں بنا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

" عمران صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے نعمانی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے علاوہ باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے ۔ ان کے چہروں پر حیرت نمایاں تھی۔

" تو کیا وہ لوگ یہاں ہوٹل تک آ پہنچے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو ہمارے ساتھ کمروں میں ہی رہے ہو"...... صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں اس کمرے میں آنے سے پہلے لابی میں گیا تھا۔ میں ایک جوس کا ٹن لینا چاہتا تھا۔ وہاں میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ ویسے ہی لابی میں کھڑا تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ میری نگرانی کر رہا ہے ۔ پھر جب میں اس کمرے میں داخل ہوا تو میں نے اسے اس طرف ہی دیکھتے ہوئے پایا۔ بہر حال عام آدمی اور نگرانی کرنے والے کے درمیان فرق ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"تم نے اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی"...... صدیقی نے کہا۔

"میں چاہتا تھا کہ عمران صاحب کے آنے کے بعد یہ بات کروں کیونکہ عمران صاحب ہم سب سے زیادہ ایسی باتوں کو مارک کر لیتے ہیں"...... نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہماری یہاں باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے اور میں نے اس بارے میں جو تحقیقات کی ہیں اس کے مطابق یہ نگرانی قاہرہ میں سارج کا چیف فواد نامی شخص کرا رہا ہے اور فواد کا رابطہ تمالا میں سارج کے چیف ایجنٹ کرنل اسمتھ سے ہے"۔ عمران نے کہا تو سب بری طرح اچھل پڑے۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ قاصر میں ہی ہمارے مقابلے پر آجائیں گے جبکہ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ ہم تمالا پہنچ کر اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ میرا بھی یہی خیال تھا لیکن اب جو صورتحال سامنے آئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سارج کوئی عام ایجنسی نہیں ہے بلکہ یہ باقی تمام ایجنسیوں سے زیادہ فعال ہے۔ ایک بات اور کہ سارج کا جال تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے اس مشن کے بعد ہمیں اس کے مرکز کا خاتمہ بھی کرنا ہوگا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے مس جولیا اور ان کے ساتھی گئے

ہوئے تو ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ اسے عارضی ہیڈ کوارٹر کہا جا سکتا ہے۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق جب کسی گروپ کو مشن پر بھیجا جاتا ہے تو اس گروپ کا چیف عارضی طور پر اس صحرا کی اس عمارت میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچ جاتا ہے اور وہاں ایک چیک پوسٹ ہے جہاں لوگ ڈیوٹی دینا شروع کر دیتے ہیں۔ جب یہ گروپ واپس چلا جاتا ہے تو یہ چیک پوسٹ اور ہیڈ کوارٹر خالی کر دیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ایسا کیوں کیا جاتا ہے"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کا خیال ہے کہ ہیڈ کوارٹر کی تباہی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ سارج کے ایجنٹوں کا پیچھا کرتے ہوئے دشمن ان تک پہنچے یا ان ایجنٹوں سے معلومات حاصل کر کے ہی وہ لوگ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے تاکہ اگر کسی بھی گروپ کو پکڑ لیا جائے یا ان کا پیچھا کیا جائے تو سرا اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچ کر ختم ہو جائے۔ اصل ہیڈ کوارٹر کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سارج نے پوری دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کا ایک چیف بنایا ہے۔ ان چاروں چیفس پر ایک چیف باس ہے اور پھر ان کے اوپر بورڈ آف گورنرز ہے جس کا چیئرمین لارڈ انتھونی ہے۔ یہ تنظیم پوری دنیا میں اسلحہ اور منشیات کی سمگلنگ بھی

کرتی ہے اور حکومت اسرائیل اور حکومت ایکریمیا دونوں کی سرپرستی بھی اسے حاصل ہے ۔ خاص طور پر اسرائیل کی ۔ کیونکہ سارج بنیادی طور پر کٹر یہودیوں پر ہی مشتمل ہے ۔ اس میں کام کرنے والا ہر ایجنٹ بھی کٹر یہودی ہے چاہے اس کا تعلق اسرائیل سے ہے یا ایکریمیا سے یا کسی اور ملک سے "...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب ۔ آپ کو یہ ساری بنیادی معلومات کہاں سے مل گئی ہیں "...... خاموش بیٹھے ہوئے چوہان نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو باقی ساتھی بھی عمران کو غور سے دیکھنے لگے ۔

" تم بتاؤ ۔ مجھے ان باتوں کا کہاں سے علم ہو سکتا ہے " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک ہی صورت ہے کہ آپ نے چیئرمین لارڈ انتھونی کے کسی خاص آدمی کو گھیرا ہو "...... صدیقی نے کہا۔

" گڈ ۔ تم واقعی اب چیف کے رتبہ جلیلہ پر فائز ہو چکے ہو " ۔ عمران نے کہا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

" آئی ایم سوری عمران صاحب ۔ میں نے صرف ایک اندازے کے تحت کہا ہے "...... صدیقی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں ۔ تم نے درست اندازہ لگایا ہے ۔ ہمارے سامنے صرف لارڈ انتھونی کا نام تھا اور لارڈ انتھونی بہرحال چیئرمین ہے لیکن یہ کام میرا نہیں ہے بلکہ تمہارے چیف کا ہے ۔ اس کے ناراک میں

فارن ایجنٹ کلارک نے اس لارڈ انتھونی کی پرسنل سیکرٹری جو اس کی گرل فرینڈ کا عہدہ بھی رکھتی ہے کو گھیر کر اس سے یہ معلومات حاصل کی ہیں "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر تو اصل ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہو گیا ہو گا "...... خاور نے کہا۔

" نہیں ۔ اصل ہیڈ کوارٹر کو مقدس مقام کا درجہ دے کر اس حد تک خفیہ رکھا گیا ہے کہ لارڈ انتھونی کی پرسنل سیکرٹری کو بھی اس کا علم نہیں ہے ۔ البتہ اس نے یہ بتایا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کو ہیڈ کوارٹر نہیں بلکہ ہیون ویلی کا نام دیا گیا ہے ۔ مطلب ہے مقدس وادی "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وادی کا تو مطلب ہے کہ ہیڈ کوارٹر کسی پہاڑی علاقے میں ہے کیونکہ وادی تو پہاڑوں کے درمیان ہی ہوتی ہے "...... صدیقی نے کہا۔

" شاید ایسا ہی ہو لیکن ڈاج دینے کے لئے بھی تو ایسا نام رکھا جا سکتا ہے "...... عمران نے جواب دیا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

" عمران صاحب ۔ پھر تو چیف نے مس جولیا اور ان کے ساتھیوں کا مشن روک دیا ہو گا "...... صدیقی نے کہا۔

" نہیں ۔ میری چیف سے بات ہوئی ہے ۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کام کر رہے ہیں اور چیف انہیں اس لئے نہیں روکنا چاہتا کہ شاید وہ فرضی ہیڈ کوارٹر سے اصل ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع یا اس سے متعلق

کوئی اشارے حاصل کر لیں اور ہمیں بھی اس نے یہی کہا ہے کہ ہم اپنا مشن مکمل کر کے ان سے جا ملیں اور اصل ہیڈ کوارٹر ٹریس کر کے اس سارج کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ وہ کام تو ہوتا رہے گا لیکن اب اس مشن کا کیا ہو گا"...... خاور نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور اسے کھول کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔

"یہ قاصر اور تمالا کے درمیانی حصے کا نقشہ ہے۔ قاصر سے تمالا کے درمیان براہ راست کوئی سڑک نہیں ہے بلکہ قاصر سے پہلے طویل چکر کاٹ کر حاویہ جانا پڑے گا اور پھر حاویہ سے ایک اور طویل چکر کاٹ کر تمالا پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر ہم تیز رفتار جیپوں کی مدد سے بھی اس سڑک کے ذریعے تمالا پہنچنے کی کوشش کریں تو ہمیں کم از کم ایک ہفتہ لگ جائے گا جبکہ قاصر سے براہ راست تمالا کے درمیان ایک ہولناک صحرا موجود ہے جس میں چند ہی نخلستان ہیں اور ہم اگر خصوصی جیپوں کے ذریعے اس صحرا کو کراس کرنے کی کوشش کریں تو ہمیں ایک صحرائی گائیڈ کے ساتھ ساتھ وافر مقدار میں پانی اور صحرا میں استعمال ہونے والے مخصوص خیمے، لباس اور دوسرا سامان بھی ساتھ رکھنا ہو گا۔ میں نے یہاں سے معلوم کیا ہے۔ قاصر سے ہمیں ایسی مخصوص جیپیں اور دیگر سامان آسانی سے مل سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا قاصر سے کوئی ہیلی کاپٹر نہیں مل سکتا عمران صاحب"۔ خاور نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں ایسی کوئی سروس ہی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایئر فورس کا سپاٹ ہے کہ ہم وہاں سے ہیلی کاپٹر اڑا لیتے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اگر اس کرنل اسمتھ کو ہمارے بارے میں علم ہو گیا ہے تو لامحالہ وہ قاصر میں ہمیں گھیرنے یا کم از کم ہماری نگرانی کرانے کا جال ضرور بچھائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ فواد کا دائرہ کار تو یہاں عاکیہ تک ہے اور ہمارے قاصر جانے کی اطلاع وہ کرنل اسمتھ کو ضرور دے گا۔ اب یہ معلوم نہیں ہے کہ کرنل اسمتھ کا کوئی آدمی قاصر میں ہے یا نہیں یا وہ وہاں کس گروپ کی خدمات حاصل کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اگر وہ صحرا میں گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ گئے تو ہمیں وہاں چھپنے کی بھی جگہ نہیں ملے گی۔ اس لئے ہمیں سڑک کے راستے ہی جانا چاہئے۔ گو اس میں زیادہ وقت لگ جائے گا لیکن بہرحال دوسری ٹریفک کی وجہ سے وہ کھل کر ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے"۔ چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اتنا عرصہ لگانے کے بعد اگر وہ لوگ اس لیبارٹری سے ہی فارغ ہو کر کہیں اور شفٹ ہو گئے تو ہمارا سارا کیا کرایا ختم ہو جائے گا۔ ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے

وہاں پہنچنا ہے "...... عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن پھر ہمیں کیالائحہ عمل طے کرنا ہو گا۔ کیا صحراوالا یا سڑک والا"...... صدیقی نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہم صحرا کے ذریعے ہی جائیں۔ اگر ہم پر حملہ ہوا تو ہم گن شپ ہیلی کاپٹر کو بھی نیچے گرا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسا اسلحہ موجود ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ ایک راستہ اور بھی ہے "...... نقشے پر جھکے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

" کون سا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" یہ دیکھیں۔ ہم قاصر میں داخل ہو کر حاویہ جانے والی سڑک کی بجائے اگر قاصر سے سیدھے رادن کی سرحد کی طرف بڑھتے چلے جائیں تو ہم آسانی سے شتران پہنچ جائیں گے اور شتران سے ہم نگب میں داخل ہو کر وہاں سے چکر کاٹ کر بابین میں داخل ہو جائیں گے اور بابین سے تمالا آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے "...... خاور نے نقشے پر انگلی سے نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس سے دیر نہیں ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

" اس طرح ہم حاویہ والے راستے سے بہت کم سفر کریں گے اور سفر بھی سڑک کا ہے۔ قاصر سے شتران اور پھر شتران سے بابین اور بابین سے تمالا"...... خاور نے کہا۔

" گڈ۔ واقعی یہ اچھا راستہ ہے۔ میں نے تو اس پر غور ہی نہیں

کیا تھا"...... عمران نے نقشے پر جھکے جھکے کہا۔

" لیکن نگرانی کرنے والے تو کرنل اسمتھ کو بتا دیں گے۔ پھر"...... صدیقی نے کہا۔

" نگرانی کرنے والے کو اب آسانی سے چیک کر کے پکڑا جا سکتا ہے "...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بڑی سی جیپ تیزی سے ریت میں سفر کرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا
رہی تھی۔ جیپ مخصوص انداز کی تھی اور خصوصاً ریت میں چلنے کے
لئے بنائی گئی تھی۔ اسے عام طور پر سینڈ ہارس کہا جاتا تھا۔ اس وقت
رات کا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ آسمان پر چونکہ بادل تھے اس
لئے نہ چاند کی روشنی تھی اور نہ ہی ستاروں کی ہلکی سی روشنی۔ ہر
طرف گھپ اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ جیپ کی ہیڈ لائٹس بھی بند تھیں
اور اس کے اندر بھی اندھیرا تھا۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر
تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔ یوں
محسوس ہو رہا جیسے صحرا میں جیپ کی کوئی منزل نہ ہو اور وہ وسیع
صحرا میں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولتی پھر رہی ہو۔ لیکن ایسا نہیں
تھا۔ سینڈ ہارس چونکہ خصوصی ساخت اور انداز کی جیپ تھی اس لئے

اس میں خصوصی طور پر ایسے آلات موجود تھے جن کی مدد سے نہ
صرف راستہ تلاش کیا جا سکتا تھا بلکہ جیپ کے فرنٹ حصے میں ایسے
حساس آلات بھی نصب تھے کہ بڑے بڑے ٹیلوں کے سامنے آتے ہی
جیپ کا رخ خود بخود مڑ جاتا تھا ورنہ جیپ پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی
اگر کسی ریت کے ٹیلے سے ٹکرا جاتی تو شاید آدھی سے زیادہ جیپ
ریت کے اندر دھنس جاتی اور نہ صرف اس کا انجن تباہ ہو جاتا بلکہ
اس میں موجود افراد بھی سانس گھٹنے سے ہلاک ہو سکتے تھے۔ اس کے
ساتھ ساتھ اس جیپ میں ایسے آلات بھی موجود تھے کہ اس کی ونڈ
سکرین کے باہر گھپ اندھیرا ہونے کے باوجود اندر موجود افراد کو
دور تک دھندلا سا منظر نظر آتا رہتا تھا۔ جیپ کا خود کار انجن خاصی
تیز رفتاری سے جیپ کو دوڑتا ہوا آگے بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ یہ جیپ
انہوں نے کارسانا کی ایک کمپنی کو بھاری رقم بطور ضمانت دے کر
حاصل کی تھی۔ صفدر اور تنویر، جیمز کو اس کی کوٹھی سے اٹھا کر ایک
کار میں ڈال کر اسی کالونی کی ایک اور خالی کوٹھی میں لے گئے تھے
جبکہ دوسرے پھیرے میں تنویر، جولیا کو لے آیا تھا اور پھر تنویر کار کو
واپس لے جا کر اسی پارکنگ میں کھڑی کر آیا تھا جہاں سے اس نے
اسے اڑایا تھا اور پھر اس خالی کوٹھی میں جیمز نے اپنی زبان کھول دی
تھی۔ اس نے صفدر کو بتایا تھا کہ صحرا میں جو قدیم عمارت موجود
ہے اس میں سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ لیکن جب بھی کسی
گروپ کو کوئی مشن سونپا جاتا ہے تو چیف باس اصل ہیڈ کوارٹر سے

وہاں پہنچ جاتا ہے اور وہاں ایسا ماحول بنا دیا جاتا ہے کہ وہ گروپ یہی سمجھتا ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں آیا ہے۔ اس گروپ کی واپسی کے بعد یہ عمارت دوبارہ خالی کر دی جاتی ہے لیکن جیمز اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکا تھا۔ صفدر کے پوچھنے پر کہ وہ اس بارے میں کیسے جانتا ہے جبکہ وہ خود سارج ایجنسی کے ایک گروپ سے متعلق ہے تو اس نے بتایا کہ چونکہ اس عارضی ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات اسے کرنے ہوتے ہیں جس کے لئے اس کے پاس ایک علیحدہ بڑا گروپ ہے۔ اس لئے اسے حفاظتی انتظامات کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ اس حکم پر عملدرآمد کرتا ہے۔ اس لئے اسے معلوم ہے کہ یہاں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اس پوچھ گچھ کے بعد صفدر نے جیمز کو ہلاک کر دیا کیونکہ اسے زندہ چھوڑ دینے کا مطلب اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تھا اور پھر انہوں نے ماسک میک اپ کئے اور وہ دونوں اس کوٹھی سے نکل کر پہلے مارکیٹ گئے۔ وہاں سے انہوں نے مزید اسلحہ خریدا اور پھر یہ جیپ حاصل کر کے وہ واپس اس کوٹھی میں آ گئے۔ گو انہوں نے کوشش کی تھی کہ وہ جولیا کو وہیں چھوڑ کر ہیڈ کوارٹر کا چکر لگا آئیں لیکن جولیا نے پیچھے رہنے سے انکار کر دیا۔ اس لئے مجبوراً انہیں جولیا کو ساتھ لے آنا پڑا تھا۔

"جیمز نے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط بھی تو ہو سکتا ہے"...... خاموش بیٹھی جولیا نے اچانک کہا۔

"اسی بات کو چیک کرنے تو ہم جا رہے ہیں"...... صفدر نے

جواب دیا۔

"ویسے بھی وہاں جانا ہماری مجبوری ہے۔ کیونکہ ہمیں یہی ٹارگٹ ملا ہے اور ہم نے ٹارگٹ کو ہٹ کرنا ہے۔ چاہے وہ ویران عمارت ہو یا وہاں لوگ موجود ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن پھر اس انداز میں وہاں جانا تو انتہائی حماقت ہے"۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تو اس انداز کو تسلیم کیا تھا"...... تنویر نے کہا۔

"اس وقت میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ تھا کہ جیمز اس حالت میں بھی غلط کہہ سکتا ہے اور ہم خالی عمارت کا سروے کر کے یا اسے بموں سے اڑا کر واپس آ جائیں گے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب کیا ہو گیا ہے۔ اگر وہ لوگ وہاں موجود ہوں گے تو اچھا ہے۔ ہمیں مشن مکمل کرنے کا موقع مل جائے گا"...... تنویر نے قدرے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم جس انداز میں جا رہے ہیں یہ تو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے والی بات ہے کہ ہم لائٹس بند کر کے یہ سمجھ لیں کہ انہیں ہمارے بارے میں معلوم ہی نہ ہو سکے گا"...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مس جولیا۔ ہم نے پوری طرح پلاننگ کر لی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن مجھے تو تم لوگوں نے کچھ نہیں بتایا۔ کیوں"...... جولیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ آپ زخمی ہیں۔ یہ کام ہم دونوں نے کرنا ہے۔ آپ نے نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ میں کام نہ کروں۔ یہ تم نے کیسے سوچ لیا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ اسی لئے ہم آپ کو ساتھ نہیں لانا چاہتے تھے لیکن آپ خود سمجھدار ہیں۔ آپ فی الحال تیزی سے حرکت بھی نہیں کر سکتیں اور یہاں اگر واقعی مقابلہ ہو گیا تو ہمیں انتہائی تیزی سے حرکت کرنا ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن مجھے بتاؤ تو سہی کہ تم نے کیا پلاننگ کی ہے"...... جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آپ کو بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ جیپ پہلی چیک پوسٹ سے تقریباً ایک میل پہلے کسی ٹیلے کی اوٹ میں روک لی جائے گی اور میں آپ دونوں کو وہیں چھوڑ کر پیدل آگے جاؤں گا۔ اگر تو یہ چیک پوسٹ خالی ہوئی تو میں تنویر کو ریڈ کاشن دوں گا اور تنویر جیپ لے کر چیک پوسٹ پر پہنچ جائے گا اور اگر لوگ وہاں موجود ہوئے تو میں تنویر کو ڈبل ریڈ کاشن دوں گا اور پھر تنویر اسلحہ لے کر جیپ سے اتر کر پیدل میرے پاس پہنچے گا اور پھر ہم دونوں ہی چیک پوسٹ پر حملہ کر دیں گے اور پھر آگے جا کر عمارت پر ریڈ کریں

گے۔ اس دوران آپ کو جیپ سے اتار کر وہاں سے کچھ دور کسی ٹیلے کی اوٹ میں بٹھا دیں گے تاکہ اگر وہ لوگ اس جیپ کو کسی بھی انداز میں چیک کر لیں تو آپ تک ان کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں"۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پلاننگ اچھی ہے لیکن میری حد تک غلط ہے"۔ جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میں جیپ بھی آسانی سے چلا سکتی ہوں اور اسلحہ بھی۔ اس لئے میں جیپ میں ہی رہوں گی لیکن ضرورت پڑنے پر میں تمہاری مدد بھی کروں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تمہیں پیچھے رکنا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر تم دونوں کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو تمہیں مجھے فوری کاشن دینا ہو گا۔ پھر میں جیپ لے کر تم تک پہنچ جاؤں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا"...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ تنویر اس حالت میں جولیا کو مقابلے میں کبھی بھی نہیں جھونک سکتا۔ اس لئے وہ سرے سے کاشن ہی نہیں دے گا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مزید ڈرائیونگ کے بعد صفدر نے جیپ کی رفتار سست کرتے ہوئے

ایک بڑے سے ٹیلے کے سامنے اسے روک دیا۔ اس نے اسے ٹیلے سے اس قدر فاصلے پر روکا تھا کہ جیپ کی فرنٹ سائیڈ پر لگے ہوئے خصوصی آلات کی وجہ سے جیپ کا رخ نہ مڑ پائے۔

" تم نے ناک کی سیدھ میں آگے بڑھنا ہے "...... جیپ رکتے ہی تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مجھے معلوم ہے۔ یہ بات پہلے ہی ہمارے درمیان طے ہو گئی تھی "...... صفدر نے جواب دیا اور تنویر جیپ سے اتر کر عقبی سمت آیا اور اس نے جیپ کے عقبی حصے میں موجود ایک سیاہ رنگ کا بیگ اٹھا کر صفدر کو دیا اور صفدر نے یہ بیگ اپنی پشت پر باندھا اور پھر ایک مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اور تنویر دونوں ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے اسے دھندلی سکرین پر دیکھ رہے تھے۔ پھر وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو تنویر نے جیپ کے عقبی حصے میں موجود سیاہ رنگ کا ایک اور تھیلا اٹھا کر اپنی پشت پر باندھا اور اس طرح تیار ہو کر بیٹھ گیا جیسے ابھی چند لمحوں بعد وہ نیچے اتر کر آگے بڑھ جائے گا۔

" تمہیں اتنی بے چینی کیوں ہے۔ صفدر کو چیک پوسٹ تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ سکتا ہے "...... جولیا نے کہا۔

" مجھے خدشہ ہے کہ صفدر مجھے کاشن دے کر بلانے کی بجائے از خود سب کچھ کرنے پر تل نہ جائے "...... تنویر نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

" صفدر تمہاری طرح جذباتی نہیں ہے۔ وہ بے حد ذمہ دار آدمی ہے۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ "...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس انداز میں بیٹھ گیا جیسے انسان طویل سفر کے بعد منزل پر پہنچ کر پر سکون اور مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے لیکن ابھی انہیں اس انداز میں بیٹھے نصف گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ اچانک انہیں جیپ کی چھت پر ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ ایسا دھماکہ جیسے کوئی پرندہ یا بڑا سا پتھر چھت پر آ کر گرا ہو۔

" یہ کیا ہوا "...... تنویر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیپ سے نیچے چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے اوغ کی آواز کے ساتھ ہی وہ اس طرح اوندھے منہ ریت پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا جیسے اس کا پورا جسم اچانک جامد ہو گیا ہو۔

" کیا ہوا تمہیں "...... جولیا چونکہ تیزی سے حرکت نہ کر سکتی تھی اس لئے اس نے جیپ کی کھلی کھڑکی سے سر باہر نکال کر چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن پر بھی اس طرح اندھیرا چھا گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔

طویل القامت لیکن دبلے پتلے جسم کا مالک مارکس اپنے ہیڈ کوارٹر میں بستر پر تقریباً بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ بیڈ کی سائیڈ تپائی پر شراب کی دو بڑی خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے کا رنگ بتا رہا تھا کہ وہ شاید ضرورت سے زیادہ پی گیا ہے۔ اچانک کمرے میں تیز الارم نما گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر یہ آواز لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی تو مارکس پہلے تو کسمسایا لیکن پھر اچھل کر بیٹھ گیا۔ گھنٹی کی آواز اب کافی تیز ہو چکی تھی۔ دوسرے لمحے وہ چھلانگ لگا کر بیڈ سے نیچے اترا اور اس نے کھلے دروازے کے قریب دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کیا تو گھنٹی کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی تو مارکس تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ دروازہ بند تھا وہ دروازہ کھول کر ملحقہ کمرے میں گیا۔ وہاں کمرے میں دیواروں کے ساتھ چار قد آدم مشینیں موجود تھیں

اور ایک سائیڈ پر بڑی سی میز کے اوپر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کے ساتھ دو کرسیاں پڑی نظر آ رہی تھیں۔ چاروں مشینوں کے چھوٹے بڑے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے لیکن مارکس نے نظر اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا۔ وہ دوڑتا ہوا اس میز کی طرف بڑھا۔ پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر موجود مستطیل مشین کے مختلف بٹن پریس کرنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد مشین کے درمیان موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک بڑی سی مخصوص جیپ ریت پر دوڑتی ہوئی صاف نظر آنے لگ گئی۔ مارکس نے ہونٹ بھینچے اور ہاتھ بڑھا کر مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین کا منظر بدلا اور اب سکرین پر جیپ کے اندر کی صورتحال واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک ایکریمین موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک ایکریمین عورت اور عقبی سیٹ پر ایک اور ایکریمین مرد بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بظاہر یہ عام سے لوگ تھے اور جیپ بھی عام سی تھی اور سیاح اکثر ایسی جیپیں لے کر صحرا کی سیاحت کرنے آتے رہتے تھے لیکن جس انداز میں کاشن الارم بجا تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ جیپ عام نہیں ہے۔ مارکس نے ہاتھ بڑھا کر ایک اور بٹن پریس کیا تو جیپ کے عقبی حصے میں پڑے ہوئے دو سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے نظر آنے لگے جن کے گرد سکرین پر سرخ رنگ کے

دائرے نظر آ رہے تھے اور ان دائروں کو دیکھ کر مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ان دائروں کا مطلب تھا کہ ان سیاہ تھیلوں میں انتہائی خطرناک اور انتہائی حساس اسلحہ موجود ہے اور جیسے ہی اس اسلحے کو جیپ میں چیک کیا گیا کاشن الارم بج اٹھا۔ مارکس نے مشین کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کئے تو مشین کی سائیڈ سے ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو نشر ہونے لگی لیکن یہ گفتگو سن کر مارکس بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ گفتگو ایکریمین زبان کی بجائے کسی ایشیائی زبان میں کی جا رہی تھی جو اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ ایکریمین ایشیائی زبان کیسے بول رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے "...... مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر مشین کی سائیڈ کو پریس کیا تو سائیڈ کھل گئی۔ اندر ایک چھوٹا سا سوئچ بورڈ تھا جس پر چھوٹے چھوٹے بے شمار بلب موجود تھے لیکن یہ سب بلب بجھے ہوئے تھے۔ مارکس نے ایک کونے میں موجود ایک بٹن پریس کیا تو ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔ مارکس نے غور سے اس جلتے بجھتے بلب کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ دیکھے۔

" پاکیشیائی زبان۔ اوہ تو یہ پاکیشیائی زبان بول رہے ہیں۔ ویری بیڈ۔ ہیں تو یہ ایکریمین "...... مارکس نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس خانے کے اوپر والے حصے

میں موجود بٹنوں کی قطار میں سے ایک بٹن تلاش کر کے پریس کیا اور پھر قطار کے آخر میں ایک اور بٹن پریس کر کے اس نے خانہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اب مشین میں سے جو آواز سنائی دے رہی تھی وہ ایکریمین زبان تھی۔ جیپ میں موجود تینوں افراد اب ایکریمین زبان میں بات کر رہے تھے لیکن مارکس یہ بات جانتا تھا کہ اصل میں تو وہ پاکیشیائی زبان بول رہے تھے لیکن اس مشین کے ذریعے یہ گفتگو خود بخود ایکریمین زبان میں ٹرانسلیٹ ہو کر سنائی دے رہی تھی۔ مارکس نے ایک اور بٹن پریس کیا اور پھر خاموش بیٹھ کر ان تینوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں ختم ہونا چاہئے "...... اچانک مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر واپس اسی بیڈ روم میں آیا جہاں سے وہ اٹھ کر گیا تھا۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں موجود ایک سرخ رنگ کے فون سیٹ کو اٹھا کر اسے آن کر دیا۔ فون سیٹ پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جلنے لگا۔ مارکس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس "...... چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" سیٹلائٹ سیکشن تھری سے مارکس بول رہا ہوں چیف "۔ مارکس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں سپیشل کال کی ہے"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ انتہائی سخت اور سرد تھا۔

"چیف۔ سپیشل سیٹلائٹ کاشن ملا تو میں نے چیکنگ کی اور سکرین پر ایک جیپ نظر آئی۔ جس کا رخ ہیڈ کوارٹر کی طرف تھا"...... مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاکیشیائی زبان کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے مشین کی مدد سے ان کی گفتگو ایکریمین زبان میں سنی ہے اور پھر اس نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے میں تفصیلی سے رپورٹ دے دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ لوگ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور یہ لوگ ہیڈ کوارٹر تک بھی پہنچ گئے۔ ویری بیڈ۔ مشین نے انہیں چیک کیسے کر لیا"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ان کی جیپ میں انتہائی حساس اسلحہ تھا باس۔ اسی وجہ سے مشین نے اسے مخصوص لائن کراس کرتے ہی چیک کر لیا"۔ مارکس نے جواب دیا۔

"یہ صرف دو مرد اور ایک عورت نہیں ہو سکتے۔ ان کی تعداد لازماً زیادہ ہو گی۔ تم فوری طور پر انہیں چیک کرو اور پھر ان پر کراس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ تمام کام دھیان اور توجہ سے کرنا۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف"...... مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھا اور تیزی سے مڑ کر واپس اس مشین روم میں آگیا لیکن میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھنے کی بجائے اس نے کرسی کے عقب میں موجود ایک الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے میں موجود ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس نے الماری بند کی اور واپس مڑ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشین کی سائیڈ میں موجود ایک پلگ کو بڑی مشین سے لنک کیا اور پھر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی مشین کے چند بٹن بھی پریس کئے تو سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے پشت پر سیاہ رنگ کا بیگ باندھے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔

"اوہ۔ یہ اکیلا آگے جا رہا ہے۔ اس کی پشت پر حساس اسلحے والا بیگ نہ ہوتا تو اسے کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکتا تھا"...... مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر الماری سے نکالی جانے والی مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس مشین کی چھوٹی سی سکرین پر رک رک کر ہندسے آگے بڑھ رہے تھے اور پھر جیسے ہی آٹھ کا ہندسہ نمودار ہوا تو اس کے گرد سرخ رنگ کا ایک دائرہ سا نظر آنے لگا اور اب ہندسہ سکرین پر ساکت ہو گیا تھا۔ وہ آگے نہ بڑھ رہا تھا۔

"آٹھ نمبر رینج میں ہے یہ آدمی"...... مارکس نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے چھوٹی سی مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی اس کی نظریں بڑی مشین کی سکرین پر جم گئیں۔ وہ آدمی مسلسل آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک ٹیلے کے عقب سے سیاہ رنگ کی لکیر سی اوپر آسمان کی طرف اٹھتی دکھائی دی اور پھر تیزی سے گھوم کر وہ سیدھی اس آدمی کے سینے سے ٹکرائی اور وہ آدمی صرف ایک قدم آگے بڑھ سکا۔ پھر وہ لڑکھڑا کر اوندھے منہ ریت پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ مارکس نے ایک بار پھر چھوٹی مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بار پھر مشین کی چھوٹی سی سکرین پر ہندسے آگے بڑھنے لگے اور پھر جیسے ہی گیارہ کا ہندسہ نمودار ہوا تو اس کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ نظر آنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی مارکس نے بڑی مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور بٹن پریس ہوتے ہی سکرین پر جھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر میں جیپ صحرا میں رکی ہوئی تھی۔ گو مارکس کو معلوم تھا کہ صحرا میں ہر طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہو گا۔ جیپ کی اندرونی اور بیرونی دونوں لائٹس بھی آف تھیں لیکن اس کے باوجود سکرین پر جیپ اس طرح نظر آ رہی تھی جیسے دن کی روشنی میں نظر آتی ہے۔ مارکس نے بٹن پریس کئے تو جھماکے سے منظر بدلا اور اب جیپ کا اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا۔ فرنٹ سیٹ پر وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے بیٹھا ہوا تھا تیسرا آدمی غائب تھا اور یہ بات مارکس کو معلوم تھی کہ

تیسرا آدمی اوندھے منہ ریت پر پڑا ہوا ہے۔ اس نے تیزی سے بڑی مشین کے کئی بٹن پریس کئے اور پھر ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا جبکہ سکرین پر جیپ سے کچھ دور ایک سرخ رنگ کا تیر نظر آنے لگ گیا پھر جیسے ہی تیر اور جیپ ایک سیدھ میں آئے۔ مارکس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی جس جگہ تیر موجود تھا وہاں سے ایک سیاہ رنگ کا نقطہ سا آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دیا اور پھر گھوم کر وہ سیدھا آ کر جیپ کی چھت سے ٹکرایا۔ اسی لمحے اندر موجود آدمی اچھل کر باہر آیا لیکن باہر نکلتے ہی اوندھے منہ ریت پر گر کر ساکت ہو گیا جبکہ اس عورت نے جیپ کی کھڑکی سے سر باہر نکالا اور پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کی گردن وہیں ڈھلک گئی۔ مارکس چند لمحے خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر وہ اٹھا اور دوبارہ بیڈروم میں پہنچ کر اس نے الماری سے وہ سرخ رنگ کا فون نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا تو سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا تو مارکس نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... چند لمحوں بعد وہی پہلے والی بھاری اور سرد آواز سنائی دی۔

"سیٹلائٹ سیکشن تھری سے مارکس بول رہا ہوں چیف"۔ مارکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ ہٹ ہو چکے ہیں چیف"...... مارکس نے کہا۔

"پوزیشن بتاؤ"......چیف نے کہا۔

"ایک آدمی جیپ سے اتر کر اکیلا آگے جا رہا تھا۔ وہ کراس ایٹ ایریا میں ہٹ ہوا ہے"...... مارکس نے کہا۔

"کراس ایٹ ایریا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا رخ چیک پوسٹ کی طرف تھا"......چیف نے کہا۔

"یس چیف"...... مارکس نے جواب دیا۔

"دوسرے لوگ کہاں ہیں"......چیف نے پوچھا۔

"کراس الیون ایریا میں جیپ موجود ہے۔ ایک آدمی جیپ سے باہر ہٹ ہوا ہے اور ایک عورت جیپ کے اندر ہٹ ہوئی ہے"۔ مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کراس الیون ایریا۔ ٹھیک ہے۔ اب میں انہیں اٹھوا لوں گا۔ تم نے بہرحال محتاط رہنا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارکس نے ایک طویل سانس لے کر فون آف کر کے الماری میں رکھا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف اب مخصوص ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان بے ہوش افراد یا لاشوں کو اٹھوا لے گا اور پھر یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب ہو جائیں گے۔

کرنل اسمتھ اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز کے کنارے پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون سیٹ سے مترنم گھنٹی بج اٹھی تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ مخصوص سیٹلائٹ فون تھا اور خصوصی طور پر اس کا رابطہ اس وقت قاصر میں موجود میجر کارس سے تھا اور اسے مصر کا فواد یہ اطلاع دے چکا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کی سربراہی میں مصر سے اسرائیلی سرحدی شہر قاصر میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کے بعد اس نے میجر کارس سے رابطہ کیا تو اس نے اس گروپ کو چیک کرنے کے بارے میں بتایا تو کرنل اسمتھ کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میجر کارس انتہائی جدید ترین مشینری سے ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے اس کے چیک کئے جانے کا قطعاً کوئی سکوپ نہیں ہے۔ اس لئے گھنٹی بجتے ہی کرنل

اسمتھ نے یہی سمجھا کہ میجر کارس کی کال ہو گی۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

" یس ۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

" کیپٹن ہیرلڈ بول رہا ہوں چیف ۔ تل ابیب سے "...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل اسمتھ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کیپٹن ہیرلڈ تل ابیب میں سارج ایجنسی کا نمائندہ تھا لیکن اس کا تعلق براہ راست ہیڈ کوارٹر سے تھا۔ اس لئے کرنل اسمتھ اس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

" تم نے مجھے فون کیا ہے ۔ کیوں ۔ کوئی خاص بات"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے خلاف کام کرنے کے لئے اسرائیل میں داخل ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں ۔ تمہیں کس نے رپورٹ دی ہے "...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا یہ لوگ قاصر سے حاویہ اور حاویہ سے تمالا پہنچ رہے ہیں"۔ کیپٹن ہیرلڈ نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اور سوال کر دیا۔

" ہاں ۔ مگر میں پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں اس کا کیسے علم ہوا ہے"...... کرنل اسمتھ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ یہاں میرا رابطہ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے ہے ۔ مجھے اچانک اطلاع ملی کہ کرنل ڈیوڈ اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر پر حاویہ جا رہے ہیں تو میں چونک پڑا۔ کیونکہ یہ ایک خلاف معمول کارروائی تھی۔ پھر میں نے اپنے خصوصی ذرائع استعمال کئے تو مجھے اطلاع مل گئی کہ کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ عاکیہ سے قاصر میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ قاصر سے بائی روڈ حاویہ اور پھر حاویہ سے تمالا پہنچ رہے ہیں۔ تمالا میں آپ کا سیٹ اپ ہے جبکہ کرنل ڈیوڈ چاہتا ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تمالا پہنچنے سے پہلے ہی مار گرائے چنانچہ بابین میں موجود اپنے سیٹ اپ کو اس نے حاویہ پہنچنے کا حکم دے دیا ہے اور اب خود بھی وہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر حاویہ پہنچ گئے ہیں"...... کیپٹن ہیرلڈ نے تفصیل کے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یہ تو تم نے انتہائی اہم معلومات مہیا کی ہیں ۔ ویری گڈ۔ تمہیں اس کا بڑا انعام ملے گا"...... کرنل اسمتھ نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

" اوکے ۔ مزید کوئی اطلاع ملے تو تم نے فوری طور پر رابطہ کرنا ہے "...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل اسمتھ نے

رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس اطلاع کے بعد بازی اسے اپنے ہاتھ سے نکلتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے میجر کارس کے ساتھ مل کر یہی طے کیا تھا کہ جب پاکیشیائی ایجنٹ تمالا پہنچیں گے تو انہیں ہلاک کیا جائے گا تاکہ یہ کارنامہ سارج ایجنسی کے کریڈٹ میں چلا جائے لیکن اگر جی پی فائیو نے حاویہ میں ہی ان کا خاتمہ کر دیا تو پھر لامحالہ کریڈٹ جی پی فائیو کے پاس چلا جائے گا۔ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر یہی فیصلہ کیا کہ وہ میجر کارس سے رابطہ کر کے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں تازہ ترین اطلاعات حاصل کرے اور پھر ان اطلاعات کی بنیاد پر وہ اپنی کامیابی کے لئے کوئی حتمی فیصلہ کرے۔ چنانچہ اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر میجر کارس کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل اسمتھ کالنگ یو۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس چیف۔ میجر کارس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے میجر کارس کی آواز سنائی دی۔

" کہاں موجود ہو تم اس وقت۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

" قاصر میں چیف۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

" وہ قاصر پہنچ چکے ہیں۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ وہ اس وقت قاصر کے ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ان کی نگرانی کس طرح کر رہے ہو۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

" ٹی ایس کراس ریز کے ذریعے چیف۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ بے حد ہوشیار اور محتاط لوگ ہیں۔ اگر میں مشین کی بجائے ذاتی طور پر ان کی نگرانی کرتا تو لازماً اب تک ان کی نظروں میں آ چکا ہوتا۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

" وہ قاصر سے حاویہ کب روانہ ہو رہے ہیں یا دوسری صورت میں کہیں وہ صحرا کراس کر کے تو تمالا نہیں پہنچ رہے۔ اوور"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

" نو سر۔ بلکہ انہوں نے عجیب اور حیرت انگیز راستے کا انتخاب کیا ہے۔ وہ قاصر سے شتران اور شتران سے بابین اور پھر بابین سے تمالا جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا تو کرنل

اسمتھ بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کون سا راستہ ہے ۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ ایک قدیم راستہ ہے ۔یہاں سڑک پرانی اور خراب ہے لیکن بہرحال یہ راستہ ہے ۔ اوور"...... میجر کارس نے جواب دیا۔

" تمہیں کیسے اس کا علم ہوا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میں نے بتایا ہے کہ میں ان کی نگرانی ٹی ایس کراس ریز کے ذریعے کر رہا ہوں اور اس کی مدد سے میں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو نہ صرف سن سکتا ہوں بلکہ اسے ٹیپ بھی کر لیتا ہوں۔ یہ راستہ انہوں نے آپس میں باتیں کرتے ہوئے بتایا ہے ۔ اوور"۔ میجر کارس نے کہا۔

" لیکن تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر۔ ابھی وہ خود تذبذب کا شکار ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جب وہ قاصر سے روانہ ہوں گے تو ان کی سمت کا تعین کر کے میں آپ کو کال کروں گا۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" سنو۔ مجھے ابھی ابھی تل ابیب سے اطلاع ملی ہے کہ جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے قاصر پہنچنے کی اطلاع مل گئی ہے اور وہ اپنے آدمیوں سمیت اس وقت حاویہ میں موجود ہے

تاکہ یہ ایجنٹ جیسے ہی قاصر سے سڑک کے ذریعے حاویہ پہنچیں وہ انہیں ہلاک کر کے خود کریڈٹ لے لے ۔ اس لئے اگر یہ لوگ شتران والا راستہ اختیار کر رہے ہیں تو یہ ہمارے لئے نیک فال ہے ورنہ ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس باس ۔ انہیں ہر صورت میں زندہ اور صحیح سلامت تمالا پہنچنا چاہئے تاکہ سارج کو ہی کریڈٹ مل سکے ۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" یہ تم نے درست سوچا ہے ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" چیف ۔ جی پی فائیو یہاں کی پرانی ایجنسی ہے ۔ اگر انہیں ان کے بارے میں اطلاع مل سکتی ہے تو لامحالہ ان کے مخبر قاصر میں بھی موجود ہوں گے اور وہ کرنل ڈیوڈ کو ان کے راستہ بدلنے کی بھی اطلاع دے سکتے ہیں۔ آپ تو تمالا تک محدود رہنا چاہتے ہیں جبکہ کرنل ڈیوڈ کے سامنے پورا اسرائیل کھلا ہوا ہے ۔ اس لئے وہ اچانک ان پر شتران میں بھی حملہ کر سکتا ہے ۔ اس طرح آپ پھر محدود رہیں گے ۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا تو کرنل اسمتھ نے اس انداز میں ہونٹ چبائے جیسے کارس نے اس کے دل کی بات کر دی ہو۔

" تمہارا اندازہ درست ہے ۔ پھر بتاؤ کیا کیا جا سکتا ہے ۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں قاصر میں ہی ان کا خاتمہ کرا سکتا

ہوں اور پھر ان کی لاشیں تمالا شفٹ کرائی جا سکتی ہیں۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ بھی منہ دیکھتے رہ جائیں گے اور پھر لاشیں بھی کسی کو نہیں بتا سکتیں کہ انہیں قاصر میں ہلاک کیا گیا ہے یا تمالا میں۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" نہیں۔ وہ لوگ عام سے لوگ نہیں ہیں۔ وہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ انہیں اسرائیلی اور دنیا کی بھر کی ایجنسیاں کبھی ہاتھ نہیں لگا سکیں۔ تم بھی اب تک اس لئے بچے ہوئے ہو کہ تم ٹی ایس کراس ریز کی مدد سے نگرانی کر رہے ہو۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

" پھر یہی ہو سکتا ہے چیف کہ ہم حاویہ میں جی پی فائیو کا سیٹ اپ ختم کر دیں تاکہ اگر یہ لوگ حاویہ کے راستے جائیں تب بھی صحیح سلامت تمالا پہنچ جائیں اور اگر شتران کے راستے جائیں تو پھر بھی۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" جی پی فائیو خاصی تجربہ کار اور باوسائل تنظیم ہے اور ہم تمالا سے باہر نکل کر براہ راست ان سے نہیں لڑ سکتے۔ ٹھیک ہے تم مجھے صرف یہ بتا دینا کہ انہوں نے تمالا پہنچنے کے لئے کون سے راستے کا انتخاب کیا ہے۔ باقی انتظامات میں خود کر لوں گا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر میز کی

دراز میں رکھ دیا۔

" یہ عجیب چکر میں پھنس گئے ہیں ہم۔ اب کیا کیا جائے۔ کس طرح ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو صحیح سلامت تمالا تک پہنچایا جائے"...... کرنل اسمتھ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر ایک خیال اس کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ"...... کرنل اسمتھ نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر اس نے میز کی دراز سے باہر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اسے آن کیا۔ میجر کارس کی فریکوئنسی پہلے ہی اس پر ایڈجسٹ تھی۔ اس نے صرف بٹن آن کیا اور پھر کال دینا شروع کر دی۔

" یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے میجر کارس کی حیرت بھری آواز سنائی دی کیونکہ چند لمحے پہلے ہی اس سے گفتگو ہو رہی تھی۔

" پاکیشیائی ایجنٹ قاصر کے کس ہوٹل میں مقیم ہیں۔ کن ناموں سے اور کن کمروں میں۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" سر۔ قاصر کے ہوٹل غاشار میں وہ مقیم ہیں۔ انہوں نے ایک ہی فیملی روم نمبر بارہ ہائر کیا ہے اور وہ پانچوں اس کمرے میں موجود ہیں۔ ان کے لیڈر کا نام مائیکل ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو اس کمرے میں چھوڑ کر خود ایک سیاحتی کمپنی کے آفس پہنچا اور اس نے وہاں سے ریت میں چلنے والی خصوصی جیپ نقد رقم دے کر ہائر کی۔ ان سے

قاصر سے شتران اور پھر شتران سے بابین جانے والے قدیم راستے کا نقشہ بھی حاصل کیا اور اب وہ آدمی جس کا نام ہوٹل میں مائیکل بتایا گیا ہے اور جس کے نام پر کمرہ ہے، کمرے میں موجود ہے اور وہ سب مل کر وہاں شتران سے بابین پہنچنے کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں"...... میجر کارس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر تو وہ شتران سے بابین پہنچ رہے ہیں تو پھر ہمیں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ ہم تمالا میں ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں لیکن اگر انہوں نے حاویہ کا روٹ اختیار کیا تو پھر ان کی ہلاکت کا کریڈٹ جی پی فائیو کو ہی جائے گا۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" میرے خیال میں وہ لازماً شتران راستے سے ہی تمالا جانے کا حتمی پروگرام بنا رہے ہیں۔ اوور"...... میجر کارس نے کہا۔

" اوکے ۔ مجھے ساتھ ساتھ حتمی رپورٹ ملتی رہنی چاہئے ۔ اوور"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

" یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے ۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

" یہاں سے قاصر کا رابطہ نمبر اور قاصر کے ہوٹل غاشار کا نمبر دو"...... کرنل اسمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے ۔ کرنل اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے رابطہ نمبر پریس کر کے ہوٹل غاشار کا نمبر پریس کر دیا۔

" ہوٹل غاشار"...... ایک مردانہ آواز کچھ دیر بعد سنائی دی ۔

" میرا نام برٹن ہے ۔ میں حاویہ سے بول رہا ہوں۔ کمرہ نمبر بارہ میں موجود مسٹر مائیکل سے میری بات کرائیں"...... کرنل اسمتھ نے اپنا نام اور جگہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لہجہ ایکریمین تھا۔

" میں حاویہ سے برٹن بول رہا ہوں۔ حاویہ میں جی پی فائیو کا سیٹ اپ پہنچ چکا ہے اور جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ بھی وہاں موجود ہے تاکہ تم لوگ جیسے ہی وہاں پہنچو تمہیں ہلاک کر دیا جائے میں کرنل ڈیوڈ کا مخالف ہوں۔ اس لئے تمہیں آگاہ کر رہا ہوں"۔ کرنل اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ اب یہ لوگ لازماً شتران کے راستے ہی بابین اور تمالا پہنچیں گے اور کسی صورت بھی حاویہ کا رخ نہیں کریں گے ۔

حاویہ کی ایک بلڈنگ کے احاطے میں کرنل ڈیوڈ کا مخصوص ہیلی کاپٹر موجود تھا جبکہ بلڈنگ کے ایک کمرے کو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اور یہ کرنل ڈیوڈ کا آفس تھا۔ کرنل ڈیوڈ بڑی سی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلڈنگ کے دوسرے کمروں میں بابین میں اسرائیلی سیکرٹ سروس کا ایجنٹ میجر گراز اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ ان کے پاس دو گن شپ ہیلی کاپٹرز تھے اور ایسا اسلحہ بھی تھا جس کی مدد سے وہ فضا سے ہی کسی جیپ یا گاڑی کو میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کر سکتے تھے یا ہیوی مشین گن کی فائرنگ سے وہ کسی بھی ٹارگٹ کو چھلنی کر سکتے ہیں لیکن ابھی یہ موقع نہ آیا تھا اس لئے وہ سب اس بلڈنگ میں موجود تھے ۔ کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر ایک ٹرانسمیٹر اور ایک

فون موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو یہاں آئے ہوئے دوسرا روز تھا لیکن ابھی تک اسے قاصر سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی جبکہ اس نے قاصر میں اپنا ایک خصوصی آدمی بھیجا ہوا تھا جو ویسے بھی عمران سے کئی بار کرنل ڈیوڈ کے تحت ٹکرا چکا تھا۔ اس لئے وہ عمران کو بہت اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس کا نام کیپٹن گراڈ تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو غصہ آتا جا رہا تھا کیونکہ وہ ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر یہاں احمقوں کی طرح بیٹھا ہوا تھا۔

"میں انہیں قاصر میں بھی تو ہلاک کر سکتا ہوں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ یہاں آئیں تو میں انہیں ہٹ کروں"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ سوچ کر اپنا ارادہ بدل دیا کہ قاصر خاصا آباد شہر ہے اور وہاں اس قسم کی فائرنگ یا راکٹ فائرنگ سے وسیع نقصان ہو سکتا ہے اور اس کی اطلاع صدر صاحب کو بھی ہو سکتی ہے ۔ وہ ابھی بیٹھا ایسی ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"قاصر سے کیپٹن گراڈ بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کہاں مر گئے ہو تم۔ دفن تو نہیں ہو گئے زمین میں۔ جو آج دو روز ہو گئے ہیں اور تم نے کال ہی نہیں کی نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ یکلخت کسی بم کی طرح پھٹ پڑا تھا۔

" میں صورتحال کا جائزہ لے رہا تھا چیف۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو غیر تصدیق شدہ یا مبہم اطلاعات دینا قومی جرم ہے"۔ کیپٹن گراڈ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بولو کیا رپورٹ ہے"۔ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ یکلخت نرم پڑ گیا تھا۔

"چیف۔ عمران اور اس کے چار ساتھی یہاں قاصر کے ایک ہوٹل غاشار میں رہ رہے ہیں اور عمران نے یہاں کی سیاحتی کمپنی کو نقد رقم دے کر ریت میں چلنے والی ایک خصوصی جیپ حاصل کر لی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کمپنی سے قاصر سے شتران اور شتران سے بابین تک جانے والے قدیم اور متروک راستے کا نقشہ بھی حاصل کیا ہے "....... دوسری طرف سے اسی طرح خوشامدانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو یہ شیطان اس راستے سے تمالا پہنچ رہے ہیں۔ ہاں یہ شیطان واقعی عام راستوں کی بجائے ایسے ہی راستوں کا انتخاب کرتا ہے ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر تم اس بات کا پتہ نہ چلاتے تو ہم یہاں حاویہ میں بیٹھے ان کے انتظار میں سوکھتے رہتے اور وہ شتران کے راستے تمالا پہنچ کر لیبارٹری بھی تباہ کر دیتے ۔ ویری بیڈ"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" چیف۔ سارج ایجنسی کا ایک آدمی بھی یہاں موجود ہے جو ایک جدید مشین کے ذریعے نہ صرف ان کی نگرانی کر رہا ہے بلکہ ان کے

درمیان ہونے والی بات چیت بھی ٹیپ کر رہا ہے ۔ اس کا نام میجر کارس ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ۔ اوہ ۔ تو سارج ایجنسی کو بھی ان کی آمد کا علم ہو گیا ہے ۔ ویری بیڈ۔ اب تو وہ لوگ ان کا خاتمہ کر کے خود کریڈٹ لینے کی کوشش کریں گے ۔ ویری بیڈ"....... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ ایک انتہائی حیرت انگیز خبر بھی ہے ۔ کسی نے ان کے لیڈر مائیکل کو فون کر کے باقاعدہ اطلاع دی ہے کہ جی پی فائیو کا سیٹ اپ حاویہ میں موجود ہے اور کرنل ڈیوڈ اپنے ہیلی کاپٹر کے ساتھ یہاں موجود ہے تاکہ جیسے ہی وہ لوگ حاویہ پہنچیں، انہیں ہلاک کر دیا جائے "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ کون ایسی جرأت کر سکتا ہے ۔ کیسے ممکن ہے یہ"....... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام سارج ایجنسی کا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ ایسا کیوں سوچا تم نے ۔ بولو۔ کیوں جرأت کی ایسی نانسنس سوچنے کی"....... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ حلق پھاڑتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میری اس سوچ کا باقاعدہ پس منظر ہے۔ یہ لوگ اگر حادیہ پہنچتے ہیں تو آپ انہیں یقینی طور پر ہلاک کر دیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ تمالا نہیں پہنچ سکیں گے اور کریڈٹ آپ کو ملے گا کسی دوسرے کو نہیں اور اگر یہ لوگ شتران کے راستے سے آتے ہیں تو لامحالہ تمالا پہنچ کر کسی دوسرے کے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے اور کریڈٹ وہ لے جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے دانستہ جی پی فائیو کی حادیہ میں موجودگی کی اطلاع ان کو دی ہے"۔ کیپٹن گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ویری گڈ۔ تم بے حد ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ لیکن تمہیں ان باتوں کا علم کیسے ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار کیپٹن گراڈ کی باقاعدہ کھل کر تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ سارج ایجنسی کے اس آدمی کے کوٹ کے عقبی کالر میں میں نے زیڈ ٹو لگا دیا ہے۔ اس لئے اب جو کچھ وہ سنتا رہتا ہے۔ میرے رسیور میں وہ سب کچھ ٹیپ ہوتا رہتا ہے اور یہ فون کال بھی اس نے سنی ہے اور میں نے بھی ٹیپ کر لی ہے۔ تجزیہ میرا اپنا ہے"...... کیپٹن گراڈ نے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی میرے نمبر ٹو بننے کے لائق ہو۔ ویری گڈ۔ اب سمجھو تمہاری ترقی ہو گئی۔ اب تم نے جیسے ہی یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں مجھے فوری اطلاع دینی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... کیپٹن گراڈ نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھا اور پاس پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

"میجر گراز کو بھیجو میرے پاس۔ فوراً جلدی"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔ تو کریڈٹ سارج والے لینا چاہتے ہیں۔ میں سارج ایجنسی کا بھی ساتھ ہی خاتمہ کر دوں گا۔ یہ جانتے نہیں ہیں کہ میں کرنل ڈیوڈ ہوں۔ کرنل ڈیوڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا میجر گراز اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو اور سنو۔ ہم یہاں بیٹھے ان شیطانوں کے یہاں آنے کے انتظار میں سوکھ رہے ہیں اور وہ شیطان حادیہ کے راستے تمالا پہنچنے کی بجائے شتران کے راستے بابین پہنچ رہے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیسے اطلاع ملی چیف"...... میجر گراز نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم میرے چیف ہو۔ اسرائیل کے صدر ہو

جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیسے اطلاع ملی۔ کیوں"۔ کرنل ڈیوڈ یکلخت میجر گراز پر ہی الٹ پڑا۔

" مم۔ مم۔ میرا مطلب تھا کہ کیا یہ اطلاع درست ہے"...... میجر گراز نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ میں احمق ہوں۔ میں اطلاع کو پرکھ نہیں سکتا اور تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو۔ تم پرکھ لو گے۔ بولو۔ یہی بات ہے ناں"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

" سوری چیف۔ میری تو آپ کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ آپ جیسا ذہین، تجربہ کار اور مدبر آفیسر تو پورے اسرائیل میں اور کوئی نہیں ہے۔ پورا اسرائیل آپ کی ذہانت کے گن گاتا ہے"...... میجر گراز نے جان بچانے کا آخری راستہ یہی اختیار کیا کہ کرنل ڈیوڈ کی خوشامد پر اتر آیا۔

" تو کیا غلط سمجھتا ہے۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن بہرحال پہلے کی نسبت اس کے لہجے میں خاصی نرمی موجود تھی۔

" نہیں جناب۔ بلکہ میرے خیال میں کم سمجھتے ہیں۔ آپ تو ان کی سمجھ سے بھی زیادہ قابل اور ذہین ہیں"...... میجر گراز اب پوری طرح خوشامد پر اتر آیا تھا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ انہیں سمجھنا ہی چاہئے۔ اسرائیل میں

زیادہ تعداد احمقوں کی ہے۔ تمہارے پاس قاصر سے شتران اور شتران سے بابین کے قدیم راستے کا نقشہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار بے حد نرم لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... میجر گراز نے کہا۔

" لے آؤ جلدی۔ فوراً۔ دیر مت کرو۔ ہری اپ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر گراز اٹھا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ واپس آیا تو اس کا سانس ہلکا سا پھولا ہوا تھا۔ وہ شاید دوڑتا ہوا واپس آیا تھا۔ اس نے ہاتھ میں موجود رول شدہ نقشہ کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر رکھ کر اسے پھیلا دیا اور کرنل ڈیوڈ اس پر جھک گیا۔

" تم کبھی شتران گئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر۔ کئی بار گیا ہوں۔ خاصا بڑا شہر ہے لیکن اس کے چاروں طرف صحرا ہے۔ البتہ شتران میں میٹھے پانی کے کئی بڑے چشمے ہیں اس لئے وہاں خاصی آبادی ہے لیکن جناب یہاں رہنے والے سب لوگ صحرائی مزاج کے ہیں"...... میجر گراز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" صحرائی مزاج کا کیا مطلب"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" جناب۔ جس طرح دیہاتی ہوتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ صحرائی ہیں لیکن دیہاتوں سے بھی زیادہ احمق، ضدی، ہٹ دھرم اور جاہل"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

" تم نے وہاں کسی سے رشتہ کرنا ہے جو تم ایسی باتیں کر رہے ہو نانسنس۔ ہم نے وہاں آپریشن کرنا ہے ۔ گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر فوراً وہاں پہنچو۔ وہاں کسی ایسی عمارت پر قبضہ کرو جہاں سے یہ قدیم سڑک دور تک نظر آتی ہو۔ پھر جیسے ہی ان کی جیپ وہاں پہنچے اس پر میزائل فائر کر دو۔ پھر مجھے اطلاع دو۔ چلو اٹھو۔ ہری اپ"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... میجر گراز نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے مڑا۔

" ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ بیٹھو"...... کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی اپنے احکامات تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... میجر گراز کسی چابی بھرے کھلونے کی طرح مڑا اور پھر تیزی سے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے وہ انتہائی مجبور ہو۔

" سنو۔ وہاں تم نے ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہے ۔ آپریشن کرتے ہی تم نے مجھے رپورٹ دینی ہے پھر میں وہاں خود پہنچ جاؤں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... میجر گراز نے کہا۔

" اوکے ۔ اب جاؤ اور سنو۔ اگر یہ لوگ زندہ سلامت وہاں سے نکل گئے تو میں تمہیں زندہ زمین میں دفن کر دوں گا سمجھے ۔ اور اگر تم نے کام درست انداز میں کیا تو تمہیں بڑی ترقی ملے گی یہ میرا وعدہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر۔ جیسے آپ کا حکم ہو گا ویسے ہی ہو گا چیف اور جو بھی کامیابی ہو گی وہ میری نہیں جناب کی ہو گی"...... میجر گراز نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ جاؤ وش یو گڈ لک"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر گراز وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی کہ میجر گراز چار آدمیوں کو اور اسلحہ لے کر گن شپ ہیلی کاپٹر سمیت ایک جیپ میں شتران روانہ ہو گیا ہے تو وہ مطمئن ہو گیا۔ اب اسے کیپٹن گراڈ کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا تاکہ حتمی طور پر معلوم ہو سکے کہ عمران اور اس کے ساتھی کس راستے سے سفر کرتے ہیں اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" کیپٹن گراڈ بول رہا ہوں چیف۔ قاصر سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" عمران اور اس کے ساتھی ریت پر چلنے والی مخصوص جیپ پر بیٹھ کر شتران کی طرف روانہ ہو گئے ہیں"...... کیپٹن گراڈ نے کہا۔

" اس جیپ کی تفصیل بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا تو کیپٹن گراڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔

" اوکے ۔ اب تم واپس ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ۔ قاصر میں تمہارا کام

ختم ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" میجر گراز بول رہا ہوں چیف۔ شتران سے۔ یہاں ایک ایسی مناسب عمارت مل گئی ہے جس میں سیٹلائٹ فون بھی موجود ہے اور اس کی چھت سے دوربین کے ذریعے سڑک کو بھی کافی دور تک چیک کیا جا سکتا ہے اور گن شپ ہیلی کاپٹر اترنے کے لئے ہنگامی ہیلی پیڈ بھی موجود ہے"...... میجر گراز نے کہا۔

" گڈ شو۔ اور سنو۔ مجھے ابھی ابھی قاصر سے اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک جیپ میں سوار ہو کر شتران روانہ ہو گئے ہیں۔ جیپ کی تفصیلات میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتا دی۔

" یس چیف۔ اب ہم انتہائی آسانی سے اس جیپ کو تباہ کر سکیں گے"...... میجر گراز نے کہا۔

" شتران روڈ پر ٹریفک کی کیا پوزیشن ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" اکا دکا جیپیں چل رہی ہیں"...... میجر گراز نے کہا۔

" گڈ۔ پھر تو تم آسانی سے اس جیپ کو فوکس کر کے ٹارگٹ بنا

سکتے ہو۔ ویری گڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" یس چیف۔ یہ کافی بڑی عمارت ہے۔ اگر آپ یہاں تشریف لانا چاہیں تو میں آپ کے لئے آفس اور بیڈ روم آراستہ کرا دوں"۔ میجر گراز نے کہا۔

" نہیں۔ میں یہاں حاویہ میں ہی رہوں گا۔ ان شیطانوں کا کوئی پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی کو ڈاج دینے کے لئے شتران کی طرف گئے ہوں اور راستے میں سے ہی مڑ کر حاویہ پہنچ جائیں۔ میں یہاں ان کی نگرانی کروں گا۔ تم وہاں رہو اس طرح ہم ان شیطانوں کا آسانی سے اور یقینی طور پر خاتمہ کر سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" وہ لوگ قاصر سے چل پڑے ہیں۔ شتران پہنچنے میں انہیں کتنا وقت لگے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" میرا خیال ہے چیف کہ زیادہ سے زیادہ دس گھنٹوں میں وہ شتران پہنچ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ وقت لگ جائے کیونکہ سڑک بے حد خراب ہے"...... میجر گراز نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بہرحال تم نے ہر لمحہ چوکنا اور ہوشیار رہنا ہے اور ہر صورت میں ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شتران جانے والی سڑک سے

کوئی راستہ حادیہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ راستے میں طویل اور خوفناک صحرا ہے لیکن اس کی فطرت تھی کہ ایسے خطرناک موقعوں پر وہ ہمیشہ ایک طرف رہا کرتا تھا۔ اس لئے میجر گراز کے پاس جانے سے بھی اس نے انکار کر دیا تھا۔

صفدر کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند آہستہ آہستہ دور ہونے لگی اور پھر جب وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو یہ دیکھ کر جھٹکا لگا کہ وہ صحرا میں موجود ہونے کی بجائے کسی تہہ خانے نما کمرے میں موجود تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ نصب کڑوں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس درد کی وجہ بھی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ چونکہ بے ہوشی کے دوران بازوؤں کے بل نیچے کی طرف ڈھلکا رہا تھا اس لئے بازوؤں پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے درد ہو رہا تھا اور اب ہوش میں آنے کے بعد جب وہ اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کے بازوؤں میں اٹھنے والا درد تیزی سے ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اپنے آپ کو یہاں دیکھ کر اس کے ذہن میں بگولے سے ناچ رہے تھے اور پھر اس

نے جیسے ہی گردن گھمائی تو اس کے ذہن کو ایک اور زوردار جھٹکا لگا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر بھی اسی طرح کڑوں میں جکڑا ہوا موجود تھا لیکن اس کی گردن کے ساتھ ساتھ اس کا پورا جسم بھی لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔ صفدر نے دوسری طرف گردن گھمائی۔ اس کی نظریں جولیا کو تلاش کر رہی تھیں۔ جولیا وہاں موجود نہ تھی جبکہ صفدر جولیا کو تنویر کے ساتھ جیپ میں چھوڑ کر خود آگے بڑھا تھا۔ جولیا زخمی بھی تھی۔ تنویر کی یہاں موجودگی اور جولیا کی عدم موجودگی نے اس کے ذہن میں بے پناہ خدشات ابھارے لیکن دوسرے لمحے وہ تنویر کے جسم میں پیدا ہونے والی حرکت دیکھ کر چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر بھی ہوش میں آگیا اور اسی طرح حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جس طرح صفدر نے دیکھا تھا۔

"جولیا کہاں ہے تنویر"...... صفدر نے کہا۔

"جولیا۔ مجھے نہیں معلوم۔ کیا یہاں نہیں ہے۔ کیوں"۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم جولیا کے ساتھ تھے۔ پھر"...... صفدر نے کہا۔

"کوئی چیز جیپ کی چھت سے ٹکرائی تھی۔ میں جیپ سے نیچے اترا تو مجھے ہوش نہ رہا اور اب یہاں اس حالت میں مجھے ہوش آ رہا ہے جبکہ جولیا اس وقت جیپ کے اندر تھی۔ تمہارے ساتھ کیا ہوا"...... تنویر نے کہا۔

"میں ایک ٹیلے کے پیچھے تھا کہ اچانک سائیں کی آواز سے ایک اور ٹیلے کے پیچھے سے کوئی چیز میرے سامنے آکر گری اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور اب یہاں ہوش آیا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری سیٹلائٹ نگرانی کی جا رہی تھی اور ان لوگوں نے باقاعدہ فائرنگ پوائنٹس بنا رکھے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مگر اب ہمیں نہ صرف ان کڑوں سے نجات حاصل کرنی ہے بلکہ جولیا کا بھی پتہ چلانا ہے"...... صفدر نے کہا جبکہ اس دوران اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں کے بٹن کو ٹریس کرنے میں مصروف تھیں لیکن بٹن ٹریس نہ ہو رہا تھا۔ ابھی وہ کوشش کر رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے جبڑے چوڑے اور چہرہ جسم کی مناسبت سے بڑا تھا۔ سر آدھے سے زیادہ بالوں سے بے نیاز تھا۔ اپنے انداز سے وہ بڑا باوقار سا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پیچھے چار مشین گن بردار آدمی تھے۔

"ایک کرسی یہاں رکھو"...... اس آدمی نے مڑ کر ایک مشین گن بردار سے کہا۔

"یس چیف"...... مشین گن بردار نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے عقبی دیوار کے ساتھ موجود چار پانچ کرسیوں میں

سے ایک کرسی اٹھا کر اس نے اس چیف کے پاس رکھ دی۔ یہ چاروں آدمی اپنے انداز سے تربیت یافتہ اور لڑاکا دکھائی دے رہے تھے۔

" تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے "...... اس چیف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ ہماری ساتھی لڑکی کہاں ہے "...... صفدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" وہ زخمی تھی اس لئے میں نے اسے علیحدہ رکھا ہے۔ بہر حال میں یہیں منگوا لیتا ہوں اسے "...... چیف نے کہا۔

" جیگر "...... اس نے گردن موڑ کر کہا۔

" یس چیف "...... اس آدمی نے جس نے کرسی اٹھا کر رکھی تھی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" لڑکی کو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور ونکٹ تم ریموٹ کنٹرول راڈز کرسی اٹھا کر لے آؤ۔ جلدی کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور میں نے واپس بھی جانا ہے "...... چیف نے کہا۔

" یس چیف "...... جیگر اور ایک دوسرے مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے واپس چلے گئے۔

" تم جو کوئی بھی ہو۔ پہلی بات تو یہ نوٹ کر لو کہ یہ کڑے ریموٹ کنٹرولڈ ہیں اور ریموٹ کنٹرول میرے آدمی کی جیب میں ہے اس لئے تم کسی صورت بھی ان سے نجات حاصل نہیں کر سکتے

کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہر قسم کی سچوئیشن کو تبدیل کر لینے میں ماہر ہیں "...... چیف نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیوں اسے اب معلوم ہو گیا تھا کہ کڑوں کے بٹن کیوں ٹریس نہ ہو رہے تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ونکٹ ایک راڈز والی کرسی اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیگر کاندھے پر بے ہوش جولیا کو لادے اندر داخل ہوا اور پھر ونکٹ نے کرسی صفدر کے قریب دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دی جبکہ جیگر نے بے ہوش جولیا کو اس کرسی پر ڈالا اور پھر جیب سے ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا بٹن پریس کیا تو راڈز نے جولیا کے جسم کو جکڑ لیا۔ جیگر نے ریموٹ کنٹرول واپس جیب میں رکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر چیف کے قریب کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کا انچارج لگ رہا تھا۔

" سنو۔ اگر تم سچ سچ بتا دو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں تو میں تمہیں آسان موت مار کر واپس چلا جاؤں گا ورنہ یہ لوگ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ کر تم سے سب کچھ اگلوا لیں گے اور اس حالت میں تمہاری موت انتہائی عبرت ناک ہو گی اور یہ کارروائی صرف تم دونوں کے ساتھ ہی نہیں ہو گی بلکہ اس عورت کے ساتھ بھی ہو گی "...... چیف نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم ہنس رہے ہو۔ کیوں "...... چیف نے اس بار خاصے غصیلے

لہجے میں کہا۔

" اس لئے ہنس رہا ہوں کہ تم چیف ہونے کے باوجود بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ کس تنظیم کے چیف ہو"...... صفدر نے کہا۔

" میں بچوں جیسی باتیں نہیں کر رہا۔ درست کہہ رہا ہوں۔ میں سارج ایجنسی کا چیف نمبر فور ہوں۔ میرا نام ڈکسن ہے ۔ لارڈ ڈکسن "۔ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نمبر فور کا مطلب ہے کہ سارج کے چیف بے شمار ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

" میں اب مزید کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا اور جو سوال میں نے کیا ہے اس کا جواب دو۔ ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا اور پھر جیگر اور اس کے ساتھی تمہاری روح سے بھی سب کچھ اگلوا لیں گے "۔ اس لارڈ ڈکسن نے منہ بناتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" یہ ہمارا ساتھی ابھی تک بے ہوش کیوں ہے "...... اچانک خاموش بیٹھے تنویر نے کہا۔

" یہ زخمی ہے ۔ اس لئے میں نے اسے طویل بے ہوشی کے دو انجکشن لگوا دیئے ہیں تاکہ اسے مرتے ہوئے تکلیف نہ ہو"...... لارڈ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ لارڈ ڈکسن ۔ اب میں تمہارے سوال کا جواب دیتا ہوں۔ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے ۔ ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے ۔ ہم ایکریمین ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

" یہاں کیوں آئے تھے تم اور وہ بھی انتہائی حساس اور خطرناک اسلحہ لے کر"...... لارڈ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہم سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر جا رہے تھے اور اب یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" کیوں جا رہے تھے ۔ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے "...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" ریڈ ایجنسی کا نام سنا ہوا ہے تم نے "...... صفدر نے کہا۔

" ہاں ۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تمہارے میک اپ صاف نہیں ہو سکے ۔ اس لئے تم زندہ بھی نظر آ رہے ہو اور تمہیں ہوش میں لا کر تم سے پوچھ گچھ بھی کی جا رہی ہے ورنہ تمہیں وہیں صحرا میں ہی ریت کے ذروں میں تبدیل کر دیا جاتا۔ لیکن اب بھی یہ بات ذہن میں رکھو کہ بہرحال تمہیں مرنا ہے ۔ اس لئے جھوٹ بولنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" ہمیں جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لارڈ ڈکسن۔ تمہارے پاس اگر وسائل ہوں تو تم ریڈ ایجنسی کے چیف رائل فیلڈ سے براہ راست پوچھ لو"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ پوچھ لوں گا"...... لارڈ ڈکسن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت نفرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" جیگر"...... اس نے مڑ کر اپنے آدمی سے کہا۔

" یس چیف"...... جیگر نے جواب دیا۔

"یہ مجھے احمق سمجھ کر مسلسل جھوٹ بول رہا ہے اور میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ بہرحال یہ ایکریمین ہیں یا پاکیشیائی۔ ان کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں غائب کرا دو"...... لارڈ ڈکسن نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... جیگر نے کہا اور لارڈ ڈکسن تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ چاروں بھی اس کے پیچھے اس طرح چلتے ہوئے باہر چلے گئے جیسے اس کے باڈی گارڈ ہوں۔

"یہ تو واقعی ہمیں ہلاک کر دیں گے"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کڑے بے حد تنگ ہیں۔ یہ تو کسی صورت بھی نہیں کھل رہے"۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی کوشش کی ہے لیکن بے سود۔ بہرحال اب اس جیگر اور اس کے ساتھیوں کو چکر دیا جائے اور تو کوئی صورت نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میری سمجھ میں تو اس لارڈ ڈکسن کا رویہ نہیں آیا۔ یہ جس انداز میں پوچھ گچھ کر رہا تھا اور جس طرح اٹھ کر واپس چلا گیا۔ اس سے لگتا ہے کہ وہ مجبوراً ایسا کر رہا تھا"...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور جیگر اپنے تین ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوا۔

"جیگر۔ اس لڑکی کو مت مارو۔ یہاں کوئی لڑکی تو آ نہیں سکتی۔

یہی غنیمت ہے۔ سب کے کام آئے گی"...... ایک آدمی نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو کاندھے سے مشین گن اتار رہا تھا۔

"ہاں۔ تمہاری تجویز مناسب ہے وکٹر۔ لیکن پہلے میرا حق ہو گا"...... جیگر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم سیکنڈ چیف ہو۔ اس لئے تمہارا حق واقعی پہلا ہے لیکن ہمیں حصہ بہرحال دینا"...... وکٹر نے بھی شیطانی انداز میں کہا۔

"او کے۔ اسے اٹھا کر پھر دوسرے کمرے میں ڈال دو۔ ورنہ ان دونوں کا خون اور گوشت کے لوتھڑے اس پر گریں گے تو پھر کون دھوتا پھرے گا"...... جیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کا بٹن پریس کیا تو جولیا کی کرسی کے راڈز یکلخت غائب ہو گئے جبکہ جولیا ویسے ہی بے ہوش پڑی ہوئی تھی لیکن پھر اس سے پہلے کہ جیگر ریموٹ کنٹرول واپس جیکٹ کی جیب میں ڈالتا اچانک صفدر کا پیر حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے جیگر کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا واپس صفدر کے قریب ہی زمین پر گرا ہی تھا کہ صفدر نے پوری قوت سے اس پر پیر مارا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور تنویر دونوں کے ہاتھوں میں موجود کڑے غائب ہو گئے۔ یہ سب کچھ صرف ایک پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا اور کڑے غائب ہوتے ہی بھاری زنجیریں کھڑکھڑا کر نیچے گریں تو جیگر اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے اور انہوں نے

بجلی کی سی تیزی سے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتارنے کی کوشش کی لیکن صفدر اور تنویر دونوں کو معلوم تھا کہ یہ چانس انہیں قسمت سے ملا ہے۔ اس لئے وہ دونوں ہی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور دوسرے لمحے جنگیر اور اس کا ساتھی جیسے ہوا میں اڑتے ہوئے اپنے دو دوسرے ساتھیوں سے ٹکرائے اور وہ چاروں ہی اچھل کر نیچے گرے اور ان میں سے ایک آدمی وکٹر کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر گرنے ہی لگی تھی کہ تنویر نے کسی بھوکے عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور فضا میں اڑتی ہوئی مشین گن کو اس نے نہ صرف جھپٹ لیا بلکہ نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اور جیبوں سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے جنگیر اور اس کے ساتھی مشین گن کی ریٹ ریٹ کی زد میں آگئے۔

"جنگیر کو زندہ رکھنا ہے"...... صفدر نے ایک اور مشین گن کی طرف جھپٹتے ہوئے چیخ کر کہا۔ پھر جب وہ ایک آدمی کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھا کر پلٹا تو فرش پر جنگیر اور اس کے تینوں ساتھی خون میں لت پت ساکت پڑے ہوئے تھے جبکہ تنویر ہال کی سائیڈ کراس کر کے بیرونی دروازے تک پہنچا ہوا تھا۔

"میں نے جنگیر کے صرف کولہوں کو نشانہ بنایا ہے۔ میں باہر چیک کر لوں"...... تنویر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ صفدر بھی تیزی سے اس کے پیچھے دوڑ پڑا کیونکہ وہاں رک کر وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا اور پھر تھوڑی دیر

بعد وہ دونوں اس پوری عمارت میں گھوم چکے تھے۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی اور کسی سنسان سے علاقے میں تھی۔ وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ عمارت میں تہہ خانے بھی تھے اور اسلحے کا ایک بڑا سٹور بھی تھا۔ عمارت کے بڑے سے گیراج میں دو بڑی کاریں موجود تھیں جن پر ایکریمیا کی ایک دور دراز ریاست الباما کی نمبر پلیٹ موجود تھی۔

"اوہ۔ کہیں ہم الباما میں تو نہیں ہیں"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم تو کارسانا میں تھے۔ الباما تو وہاں سے سینکڑوں میل دور ہو گا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ کارسانا کا علاقہ نہیں لگتا۔ وہ صحرائی علاقہ ہے جبکہ یہ تو انتہائی شاداب اور ہموار میدانی علاقہ ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اب یہ جنگیر ہی بتائے گا"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ پوری عمارت کا جائزہ لے کر واپس اس تہہ خانے میں پہنچے جہاں جولیا ابھی تک بے ہوشی کے عالم میں موجود تھی جبکہ جنگیر اور اس کے ساتھی ویسے ہی ساکت پڑے تھے۔ صفدر ایک کمرے میں موجود بڑا سا میڈیکل باکس اٹھا کر ساتھ لے آیا تھا اور پھر اس نے تنویر کی مدد سے جنگیر کے کولہوں سے گولیاں نکال کر باقاعدہ بینڈیج کر دی اور ساتھ ہی اسے طاقت کے انجکشن بھی لگا دیئے۔ اس کے بعد صفدر نے جولیا

کو انجکشن لگا کر اسے بھی ہوش دلایا تو جولیا ساری صورتحال دیکھ کر ہی بے حد پریشان اور حیران ہوئی تھی۔

جولیا کو اس کرسی سے اٹھا کر دوسری کرسی پر بٹھا دیا گیا جبکہ جیگر کو اس کی جگہ راڈز والی کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ ریموٹ کنٹرول چونکہ خراب ہو چکا تھا اس لئے اب راڈز کو آپریٹ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے تنویر جا کر سٹور سے ایک رسی لے آیا اور پھر اس رسی کی مدد سے جیگر کو کرسی سے باندھ دیا تھا۔

" تنویر۔ تم گن لے کر باہر بلکہ دوسری منزل پر چلے جاؤ۔ کسی بھی لمحے یہاں کوئی آ سکتا ہے "...... صفدر نے کہا۔

" میں بھی جا رہی ہوں۔ یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے "...... جولیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے "...... صفدر نے کہا اور پھر تنویر اور جولیا کے تہہ خانے سے باہر جاتے ہی صفدر نے دونوں ہاتھوں سے جیگر کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب جیگر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور پھر جیب سے اس نے ایک تیز دھار نشتر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہ نشتر اس نے میڈیکل باکس سے نکال کر جیب میں ڈال لیا تھا۔

" تم۔ تم۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب "...... جیگر نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور کولہوں پر زخموں کی وجہ سے

اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

" تمہارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ تم زخمی ہو۔ لیکن میں نے تمہارے جسم میں موجود گولیاں نکال کر بینڈیج کر دی ہے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے درست جواب دے دو "۔ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم۔ حیرت انگیز ہو۔ جادوگر ہو۔ تم نے کس طرح ریموٹ کنٹرول میرے ہاتھ سے نکال لیا "...... جیگر نے شاید صفدر کی بات ہی نہ سنی تھی۔ اس کے ذہن پر حیرت چھائی ہوئی تھی۔

" یہ ہمارے لئے معمولی باتیں ہیں جیگر۔ ہم نے بہرحال اپنی جانیں بھی بچانی تھیں اور اپنا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔ تمہارے ساتھیوں نے ہماری ساتھی لڑکی پر بری نظریں ڈالی تھیں۔ اس لئے سامنے دیکھو۔ ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تم براہ راست اس کمینگی میں شامل نہ تھے اس لئے اب تک زندہ ہو اور اگر میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو زندہ رہو گے "...... صفدر نے کہا۔

" تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ ہم تو انتہائی نچلی سطح کے لوگ ہیں۔ ہمیں کسی بات کا کوئی علم نہیں ہے "...... جیگر نے جواب دیا لیکن صفدر نے اس کے لہجے میں عیاری کا عنصر محسوس کر لیا تھا۔

" یہ عمارت الباما میں ہے یا کارسانا میں "...... صفدر نے کہا تو جیگر چونک پڑا۔

" الباما میں "...... جیگر نے جواب دیا۔

" ہمیں کارسانا سے یہاں کیسے لایا گیا تھا۔ کارسانا تو یہاں سے بہت دور ہے "...... صفدر نے کہا۔

" تم تینوں کو بے ہوشی کے عالم میں ایک بڑے ہیلی کاپٹر میں یہاں لایا گیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ تمھیں کہاں سے لایا گیا ہے "۔ جگیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" الباما کا یہ کون سا علاقہ ہے "...... صفدر نے پوچھا۔

" گرین وڈسٹی "...... جگیر نے جواب دیا۔

" یہ پوائنٹ کس کا ہے۔ سارج ایجنسی کا یا لارڈ ڈکسن کے تحت ہے "...... صفدر نے پوچھا۔

" سارج ایجنسی کا "...... جگیر نے جواب دیا۔

" لارڈ ڈکسن یہاں کار پر آیا تھا یا ہیلی کاپٹر پر "...... صفدر نے پوچھا۔

" کار پر "...... جگیر نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ وہ یہیں البامامیں ہی رہتا ہے "۔ صفدر نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم۔ وہ پہلی بار یہاں آیا ہے "...... جگیر نے جواب دیا لیکن صفدر فوراً ہی سمجھ گیا تھا کہ اب اس نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے اس نے بغیر کچھ کہے بازو گھمایا اور کمرہ جگیر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صفدر نے اپنے ہاتھ میں موجود تیز دھار نشتر سے اس کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کاٹ دیا تھا

اور ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ صفدر کا بازو ایک بار پھر گھوما اور ایک بار پھر کمرہ جگیر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

" اب تم سب کچھ خود بتادو گے "...... صفدر نے اس کی پیشانی پر ابھرنے والی رگ پر انگلی سے زوردار ہک مارتے ہوئے کہا اور جگیر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا۔ اس کا پورا جسم لرزنے لگ گیا تھا اور پھر واقعی اس نے صفدر کے سوالوں کے جواب اس طرح دیئے جیسے صفدر اس کا چیف ہو۔ سب کچھ پوچھ لینے کے بعد صفدر نے ہاتھ میں موجود خون آلود نشتر اس کی شہ رگ میں اتار دیا اور جگیر چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ اس کی گردن سے خون کسی فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ صفدر نے نشتر کھینچ کر ایک طرف پھینکا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ میں سوار خاصی تیز رفتاری سے قاصر سے شتران کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، چوہان اور خاور موجود تھے جبکہ جیپ کے آخری حصے میں سیاہ رنگ کے چار تھیلے موجود تھے جن میں جدید اور خطرناک اسلحہ موجود تھا۔

" عمران صاحب۔ ہوٹل میں فون کال کس نے کی ہو گی جس نے ہمیں حاویہ میں کرنل ڈیوڈ کے بارے میں بتایا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

" دراصل اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اہمیت اس قدر ہو چکی ہے کہ اس کے خاتمہ کا کریڈٹ لینے کے لئے پوری دنیا کی ایجنسیوں میں دوڑ لگی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ کسی اسرائیلی ایجنسی کی طرف سے یہ اطلاع تھی"...... صدیقی نے کہا۔

" اسرائیل کی سب سے بڑی ایجنسی تو جی پی فائیو ہے۔ تم سارج ایجنسی کو بھول رہے ہو جس کے آدمی کو ہم نے گھیر لیا تھا اور جو انتہائی جدید ترین آلے کی مدد سے نہ صرف ہماری نگرانی کر رہا تھا بلکہ ہماری گفتگو بھی ٹیپ کرتا رہا تھا۔ اس کے مطابق اس کا رابطہ تالا میں موجود سارج ایجنسی کے کرنل اسمتھ سے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اطلاع کرنل اسمتھ کی طرف سے دی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ نے کیسے ایک آدمی کو فکس کر دیا"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کی آواز کی مخصوص گھن گرج۔ اس کے بولنے کا مخصوص انداز۔ یہ سب چیف کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جیسے بطور چیف فورسٹارز تم بولتے ہو یا چیف ایکسٹو بولتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار صدیقی اور اس کے ساتھی بھی ہنس پڑے۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ اب صدیقی واقعی چیف کے انداز میں بات کرتا ہے"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ابھی یہ پختہ چیف نہیں بنا۔ بس ریہرسل کی حد تک ہی رہتا ہے ورنہ میری طرح تمہاری جان بھی عذاب میں آئی ہوئی ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جان کیسے عذاب میں ہے عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"کمال ہے ۔ تم سب بھاری تنخواہیں اور الاؤنس وغیرہ وصول کرتے ہو اور مجھے۔ تمہارا چیف رو پیٹ کر ایک معمولی مالیت کے چیک پر ٹرخا دیتا ہے اور پھر جب یہ چیک لے جا کر میں آغا سلیمان پاشا آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے صدر کو دیتا ہوں تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہو گا"...... عمران نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار قہقہے مار کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اب ہم اس فون کال کے تحت شتران اور پھر شتران سے بابین جا رہے ہیں تو کیا اس روڈ پر ہمارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے"...... صدیقی نے کہا تو سب ہی سنجیدہ ہو گئے۔

"خطرہ کیا۔ خطرات کہو۔ وہاں نہ صرف کرنل ڈیوڈ کا گروپ موجود ہو گا بلکہ کرنل اسمتھ کا گروپ بھی بینڈ باجے کے ساتھ ہمارا استقبال کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ کیا مطلب۔ اسے کیسے اطلاع مل جائے گی۔ وہ تو ادیہ میں بیٹھا رہے گا ہمارے انتظار میں"...... صدیقی نے کہا۔

"ایک محاورہ ہے چوروں پر مور۔ اس کا مطلب ہے کہ چور سروں کا مال چوری کر کے لے آئے اور پھر یہ مال اس چور کی تحویل چوری ہو جائے۔ سارج کے جس مخبر کو ہم نے گھیرا تھا اور اس کا

خاتمہ کیا تھا اس کے پاس موجود آلے میں ایک کاشن یہ بھی موجود تھ کہ اس آلے سے آگے بھی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔ جس کا علم اس مخبر کو بھی نہیں تھا اور یقیناً یہ کام جی پی فائیو کے کسی آدمی کا ہ گا۔ ہمیں ملنے والی فون کال اس مخبر نے ٹیپ کی اور وہاں سے آگے بھی ٹیپ ہو گئی اور ویسے بھی یہ کرنل ڈیوڈ کے مزاج کے خلاف ہ کہ وہ خاموشی سے ایک جگہ بیٹھا رہے۔ لامحالہ اس نے ہر طرف خیال رکھا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ اس راستے سے کیوں جا رہے ہیں"...... صدیقی ن کہا۔

"تو اور کس راستے سے جاؤں۔ دو ہی تو راستے ہیں اور دونوں خطرہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب بڑی گہرائی میں سوچتے ہیں۔ پھر کوئی قدم اٹھا ہیں اس لئے بے فکر رہو۔ جو ہو گا بہتر ہی ہو گا"...... خاور نے عق نشست سے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں خوش عقیدگی"...... عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ بات واقعی حلق سے نہیں اتر رہی کہ آپ خ بھی محسوس کر رہے ہیں اور اس کے باوجود اس طرح اطمینان س رہے ہیں۔ جیسے پکنک منانے لوگ جاتے ہیں"...... اس بار نع نے کہا۔

"حلق سے اتارنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ایک تو حلق پر مکا مار کر۔اس سے اٹکی ہوئی چیزیا تو حلق سے نیچے اتر گئی یا بندہ بذات خود زمین کے نیچے اتر گیااور دوسراطریقہ یہ ہے کہ پانی پی کر اٹکی ہوئی چیز کو حلق سے نیچے اتارا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔عمران کی جیب سے ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ اس کے سارے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے ۔ عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر جیپ کو ایک سائیڈ پر روک کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ہیلو۔مورس بول رہا ہوں۔اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مائیکل اٹنڈنگ یو۔اوور"...... عمران نے لہجہ بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔نخلستان لیمور کے سردار عتبہ سے بات طے ہو گئی ہے ۔وہ آپ کو نہ صرف فیول مہیا کرے گا بلکہ اپنا آدمی بھی آپ کے ساتھ بھیجے گا۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن کوئی کوڈ وغیرہ یا کوئی دوسری شرط ۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔کوڈ نائٹ واچ ہو گااور خدمات کے عوض آپ کو اسے ایک لاکھ ڈالر دینے ہوں گے ۔چیک نہیں نقد۔اوور"...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ۔آپ نے واقعی کام کیا ہے ۔اس لئے واپسی پر آپ کو بھی خاطر خواہ انعام دیا جائے گا۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"تھینک یو۔بے فکر ہو کر آگے بڑھیں۔سردار مکمل اعتماد کا آدمی ہے ۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"یہ آپ نے کس قسم کا انتظام کیا ہے عمران صاحب۔فیول تو جیپ میں بھرا ہوا ہے اور یہ ایک لاکھ ڈالر نقد"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تو تیسرے راستے کی بات کی تھی ۔ یہ اس تیسرے راستے پر جانے کا معاوضہ ہے اور جس راستے سے ہم نے جانا ہے اس کے لئے گاڑی میں موجود فیول کام نہیں دے گا۔ہمیں فیول کے مزید ٹن درکار ہوں گے اور ساتھ ہی ایک گائیڈ بھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔کون سا راستہ ہے عمران صاحب"...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"قاصر سے تمالا کے درمیان براہ راست ایک وسیع و عریض اور خوفناک صحرا ہے جس میں کہیں کوئی نخلستان یا پانی کا چشمہ وغیرہ نہیں ہے ۔ اس قدر خوفناک اور طویل صحرا کو صرف ہیلی کاپٹر یا ہوائی جہاز کے ذریعے ہی کراس کیا جا سکتا ہے ۔ جیپ کے ذریعے

نہیں اور اونٹوں کا تو موجودہ دور میں رواج ہی نہیں رہا۔ باقی دو
راستے خطرناک ہو چکے ہیں۔ اچانک جیپ پر پڑنے والا میزائل ہمیں
تحت الثریٰ میں دھکیل سکتا ہے۔ سارج نے لامحالہ شتران یا اس
سے آگے بابین میں ہمارے خلاف پکٹنگ کر رکھی ہو گی۔ ادھر حادیہ
میں کرنل ڈیوڈ ہمارا انتظار کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے
شتران میں بھی کوئی کارروائی ڈال رکھی ہو لیکن ہم نے بہرحال مشن
مکمل کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے خود ایک راستہ بنایا ہے۔ ہم شتران
سے پہلے آنے والے نخلستان لیمور سے اس خوفناک صحرا میں داخل ہو
جائیں گے۔ سڑک کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ پانی اور فیول ایکسٹرا
ہمارے ساتھ ہو گا اور گائیڈ بھی۔ اس طرح ہم زیادہ سے زیادہ چھ
سات گھنٹوں میں خاموشی سے تتالا پہنچ جائیں گے۔ سارج کے اس
مخبر سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق لیبارٹری علیحدہ ہے اور
کرنل اسمتھ نے علیحدہ ایک عمارت میں ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔ ہم
نے اس ہیڈ کوارٹر کو کرنل اسمتھ اور اس کے آدمیوں سمیت تباہ
کرنا ہے اور یہ کام اس لئے آسانی سے ہو جائے گا کہ ہمارے پاس
ایسے طاقتور ڈائنامیٹ سٹکس موجود ہیں جسے ہم اس عمارت کے ساتھ
رکھ کر جب وائرلیس سے فائر کریں گے تو پوری عمارت مع تمام
آدمیوں سمیت تباہ ہو جائے گی۔ اس طرح کرنل اسمتھ اپنے آدمیوں
سمیت ختم ہو جائے گا۔ یہ کام نعمانی اور خاور کریں گے۔ جبکہ
صدیقی، میں اور چوہان تینوں اس لیبارٹری پر ریڈ کریں گے اور وہاں

سے فارمولا حاصل کر کے ہم اس لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر
دیں گے۔ ہماری جیپ صحرا میں رہ جائے گی۔ ہم فوری طور پر واپس
صحرا میں داخل ہوں گے اور جیپ کے ذریعے ہماری قاصر واپسی ہو
جائے گی۔ اس طرح مشن مکمل ہو جائے گا"...... عمران نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے عمران صاحب۔ آپ کا ذہن تو واقعی سپر ہے"۔ خاور
اور چوہان دونوں نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ واپسی پر جیپ میں ہم پھنس بھی سکتے ہیں۔
لامحالہ ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کی تباہی سے پولیس اور ہو سکتا ہے
فوج بھی ہر طرف گھیرا ڈال لے اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چیکنگ
کی جائے۔ اس صورت میں ہماری جیپ واپسی میں مارک ہو سکتی
ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک وہ سنبھلیں گے یا انہیں کچھ معلوم ہو گا ہم اس
دوران واپس قاصر بھی پہنچ چکے ہوں گے جہاں سے عاکیہ میں داخل ہو
کر ہم اسرائیل سے باہر پہنچ چکے ہوں گے"...... عمران نے کہا اور
اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ مضافاتی علاقہ تھا۔ اصل شہر پیچھے رہ گیا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر تنویر موجود تھا۔ یہ کار ان دو کاروں میں سے ایک تھی جو جیگر کے پوائنٹ پر موجود تھیں۔ صفدر جیگر کو ہلاک کر کے تہہ خانے سے باہر آیا اور پھر جولیا اور تنویر کو ساتھ لے کر وہ ایک کار سمیت فوری طور پر اس عمارت سے باہر آ گئے البتہ آنے سے پہلے انہوں نے اس عمارت سے دو مشین گنیں، ان کے میگزین اور ساتھ ہی مشین پسٹلز اور ان کے میگزین بھی لے لئے تھے ۔جب تک کار شہر میں رہی سڑکوں پر کاروں کا خاصا ہجوم تھا۔ اس لئے جولیا اور تنویر بھی خاموش رہے لیکن جیسے ہی کار مضافات کو جانے والی سڑک پر

پہنچی ٹریفک کا رش ایک دم ختم ہو گیا اور اب اکا دکا ٹرانسپورٹ نظر آ رہی تھی۔

" کہاں جا رہے ہو صفدر۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"...... تنویر نے کہا۔

" ہماری منزل اینجل سٹی ہو گی جو گرین وڈ سٹی سے ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ۔اس لئے اگر ہمیں راستے میں روکا نہ گیا تو ہم ڈیڑھ گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے "...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا

" اس جیگر نے کیا بتایا ہے جو تم اینجل سٹی جا رہے ہو"۔ جولیا نے پوچھا۔

" جیگر سارج کا کوئی بڑا عہدیدار نہیں تھا۔ وہ اس پوائنٹ کا انچارج تھا اور یہ پوائنٹ براہ راست لارڈ ڈکسن کے تحت ہے ۔جیگر نے بتایا ہے کہ سارج کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور لارڈ ڈکسن چوتھے حصے کا چیف ہے ۔ہیڈ کوارٹر کا اسے بھی علم نہیں ہے ۔ لارڈ ڈکسن اینجل سٹی میں رہتا ہے ۔وہاں اس کی ایک شاندار محل نما کوٹھی ہے جس کا نام ڈکسن ہاؤس ہے ۔جیگر اس پوائنٹ پر آنے سے پہلے اس محل نما کوٹھی میں طویل عرصے تک لارڈ ڈکسن کا باڈی گارڈ رہا ہے ۔اس لئے اس نے اس محل میں داخل ہو کر براہ راست لارڈ ڈکسن تک پہنچنے کا ایک خفیہ راستہ بھی بتا دیا ہے جس کے بارے میں سوائے لارڈ ڈکسن اور اس کے خاص آدمیوں کے اور کسی کو علم

نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے بتایا ہے کہ لارڈ ڈکسن
کے ماتحت ایک آدمی جیکسن ہے۔ جیکسن لارڈ کا نمبر ٹو ہے اور سارج
کا تمام کاروبار اس جیکسن کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر
اینجل سٹی میں علیحدہ ہے۔ اسے ہیڈ کوارٹر نمبر فور کہا جاتا ہے"۔
صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اب تم کہاں جارہے ہو۔ اس ہیڈ کوارٹر نمبر فور کو تباہ کرنے
یا اس لارڈ ڈکسن سے دو دو ہاتھ کرنے "...... جولیا نے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر کو اس انداز میں تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ ظاہر ہے اس
کے حفاظتی انتظامات انتہائی جدید ہوں گے البتہ ہم اس لارڈ ڈکسن
تک اس خفیہ راستے کے ذریعے پہنچ سکتے ہیں اور پھر لارڈ ڈکسن سے
سارج کے اس پورے سیٹ اپ کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے
گا اور اس کارسانا کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی۔ اس کے بعد
فیصلہ کریں گے کہ ہمیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے"...... صفدر
نے کہا۔

"گڈ۔ یہ اچھی تجویز ہے"...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن اس طرح ہمارا مشن تو ناکام رہے گا"...... تنویر نے چند
لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"وہ کیسے"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ہم نے کارسانا میں موجود ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا تھا۔ وہ ہم کر نہیں
سکے اور اب ہم کارسانا سے دور یہاں البامامیں کارروائی کرتے پھر

رہے ہیں جبکہ یہاں بھی صرف ہیڈ کوارٹر فور ہے۔ مکمل ہیڈ کوارٹر
نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ مکمل ہیڈ کوارٹر کہیں نہیں ہے۔ چار حصوں
میں تقسیم کر کے چار ہیڈ کوارٹرز بنائے گئے ہیں جبکہ چیئرمین بورڈ
آف گورنرز لارڈ انتھونی ناراک میں رہتا ہے۔ اس لئے ہمیں علیحدہ
علیحدہ چاروں ہیڈ کوارٹرز تباہ کرنے پڑیں گے۔ تب ہی سارج کا
خاتمہ ہو سکے۔ پھر ہمیں جس طرح کارسانا سے یہاں لایا گیا ہے۔ اس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارسانا میں بھی اس لارڈ ڈکسن کا ہی مکمل
کنٹرول ہے۔ اس لئے لارڈ ڈکسن سے کارسانا کے اس ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں بھی حتمی اور تفصیلی معلومات مل سکتی ہیں"...... صفدر
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر اور جولیا
دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ڈیڑھ گھنٹے کی طویل اور
تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اینجل سٹی پہنچ گئے۔ یہ زیادہ بڑا شہر نہ
تھا لیکن اس کے باوجود اس کی آبادی خاصی تھی۔ خاص طور پر بڑی
بڑی محل نما کوٹھیوں کی تعداد خاصی تھی۔ البتہ شہر بے حد صاف
ستھرا اور خوبصورت تھا۔ ہر طرف پھول ہی پھول بکھرے ہوئے نظر آ
رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر نے کار ایک پبلک پارکنگ میں
روک دی اور وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ جولیا گو کہ زخمی تھی لیکن اب وہ
بغیر کسی سہارے کے آسانی سے چل پھر سکتی تھی۔ صرف تیز حرکت
کرنا اس کے لئے ممکن نہ تھا۔

"اسلحے کا کیا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

" مشین گنیں لے جانا ضروری ہے ۔ کار کے اندر ہی کوٹ کی سائیڈوں میں چھپا لیتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور کار کا عقبی دروازہ کھول کر ایک بار پھر اندر داخل ہو گیا۔ دوسری طرف سے تنویر بھی عقبی سیٹ پر چلا گیا اور دروازے بند کر لئے گئے جبکہ جولیا بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑی سامنے دیکھتی رہی ۔ سڑک پار کچھ فاصلے پر ایک خوبصورت پارک تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر ایک عالیشان محل نما کوٹھی نظر آ رہی تھی۔ جولیا سمجھ گئی کہ یہی اس لارڈ ڈکسن کی رہائش گاہ ہو گی لیکن اسے خفیہ راستے کا علم نہ تھا کیونکہ اس راستے کے بارے میں تمام معلومات صفدر نے ہی حاصل کی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور تنویر دونوں کار سے باہر آ گئے ۔ صفدر نے کار لاک کی اور پھر وہ تینوں بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے سڑک کراس کر کے اس خوبصورت اور وسیع پارک کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ مخصوص جگہ سے انہوں نے سڑک کراس کی ۔ صفدر آگے تھا جبکہ جولیا اور تنویر اس کے پیچھے تھے ۔ پارک میں داخل ہو کر وہ تینوں سیر کرنے کے انداز میں ادھر ادھر گھومتے رہے ۔ وہاں اور بھی مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ چند خوبصورت بچے بھی ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے ۔ صفدر، جولیا اور تنویر تینوں ایکریمین میک اپ میں تھے اور چونکہ یہ ریاست بھی ایکریمین تھی اس لحاظ سے وہ مقامی لوگ لگتے تھے لیکن ریاست الباما اور ناراک وغیرہ کے رہنے والے

ایکریمین میں بہرحال واضح فرق تھا۔ اس لئے وہ یہاں بھی مقامی کی بجائے غیر ملکی ہی دکھائی دیتے تھے ۔ آپس میں ایکریمین زبان میں باتیں کرتے اور ٹہلتے ہوئے وہ پارک کی عقبی سمت میں موجود گھنے درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گئے ۔ خاصا گھنا جھنڈ تھا اور باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا جبکہ اس جھنڈ کے اردگرد یا قریب بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صفدر آگے بڑھ گیا تھا۔ پھر اس نے ایک درخت کے قریب جا کر اس پر اپنا ہاتھ مارا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے تاثرات ابھر آئے ۔ پھر اس نے مخصوص انداز میں چار بار درخت کے چوڑے تنے پر ہاتھ مارا تو ایک سرسراہٹ کے ساتھ ہی درخت کی جڑ کے ساتھ زمین کسی تختے کی طرح اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ اب سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیڑھیوں کی تعداد آٹھ تھی۔ وہ تینوں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے سرنگ میں پہنچ گئے اور صفدر نے آخری سیڑھی کے درمیانی حصے پر چار بار مخصوص انداز میں پیر مارے تو تختے کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا ڈھکن بند ہو گیا۔ سرنگ میں ہلکی سی روشنی موجود تھی۔ جولیا نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل جبکہ صفدر اور تنویر نے کوٹ کی اندرونی سائیڈوں میں موجود مشین گنیں نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لیں اور پھر وہ احتیاط سے ادھر ادھر اور چھت کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے ۔ سرنگ اور اس کی چھت سب صاف تھیں۔ کہیں کوئی خطرناک پوائنٹ نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر کافی دیر بعد سرنگ نے موڑ کاٹا اور پھر ایک بھاری فولادی

دروازے پر سرنگ کا اختتام ہو گیا۔ دروازہ بند تھا اور دروازے کی ساخت ایسی تھی جیسے اس میں کوئی درز وغیرہ نہ ہو۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے ایک ٹھوس فولادی چادر سے تیار کیا گیا ہو۔ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر ایک بار پھر چار بار مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھ کر دیوار میں غائب ہو گیا لیکن اس تمام حرکت سے معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں تیزی سے اندر داخل ہوئے اور کمرے کو کراس کر کے ان سیڑھیوں تک پہنچ گئے۔ صفدر نے سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے پہلی سیڑھی پر چار بار مخصوص انداز میں پیر مارا تو بے آواز انداز میں ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

" اب اوپر اس دروازے سے گزر کر ہم کمرے میں پہنچیں گے جہاں سے ہم اس خصوصی حصے میں داخل ہو جائیں گے جہاں لارڈ ڈکسن رہتا ہے۔ اس پورشن کے اندر کسی قسم کے کوئی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں۔ باہر ہوں گے، اندر نہیں ہیں۔ اس لئے ہم آسانی سے اس لارڈ ڈکسن پر قابو پالیں گے اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا"۔ صفدر نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر دروازے تک پہنچ گیا۔ باہر ایک راہداری تھی۔ وہ تینوں اس راہداری میں چلتے ہوئے تھوڑا سا گھومے اور پھر ایک دروازے کے

سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف ایک اور راہداری نظر آ رہی تھی۔ جس میں کمروں کے دروازے تھے۔ صفدر نے گردن موڑ کر ایک نظر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر اس راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور جولیا بھی راہداری میں داخل ہو گئے۔ اسی لمحے انہیں کچھ دور سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ یہ آواز ایک کھلے دروازے کے اندر سے آ رہی تھی۔ وہ بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

" یس"...... ایک آواز ان کے کانوں میں پڑی اور وہ یہ آواز سنتے ہی پہچان گئے کہ بولنے والا لارڈ ڈکسن ہے۔

" کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ ریموٹ کنٹرول راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور وہ لڑکی تو ویسے بھی بے ہوش تھی۔ نہ وہ آزاد ہو سکتے تھے اور نہ ہی جیگر اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا"...... ایک بار پھر لارڈ ڈکسن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" تو پھر انہیں تلاش کرو اور اس بار انہیں دیکھتے ہی گولی مار دو۔ پوری اینجل سٹی کو ہلاک کر دو۔ لیکن ان کا خاتمہ ضروری ہے اور پھر مجھے رپورٹ دو"...... لارڈ ڈکسن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر پٹخے جانے کی آواز سنائی دی تو صفدر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور دوسرے لمحے صفدر آگے

بڑھ کر کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جولیا اور تنویر بھی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک آفس کے انداز میں سجا ہوا کمرہ تھا۔ سائیڈ میں ایک ریک تھا جس میں اوپر سے نیچے تک شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں اور لارڈ ڈکسن جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ ریک کی طرف مڑ کر اس میں سے ایک بوتل اٹھا رہا تھا۔

"لارڈ ڈکسن"...... صفدر نے کہا تو لارڈ ڈکسن اس قدر تیزی سے مڑا کہ شاید اس قدر تیزی سے پلک بھی نہ جھپکی جا سکتی تھی اور پھر اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں اور وہ وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

"چلو آسانی ہو گئی۔ یہ حیرت سے ہی بے ہوش ہو گیا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسے کسی ایسے کمرے میں لے چلو جہاں اس سے تفصیل سے پوچھ گچھ ہو سکے"...... جولیا نے کہا۔

"تنویر۔ تم اس پورے حصے کو چیک کرو لیکن احتیاط کرنا۔ کسی چکر میں نہ پھنس جانا"...... صفدر نے کہا تو تنویر اثبات میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا جبکہ صفدر نے میز کی درازیں کھولیں لیکن ان درازوں میں سوائے عام سے فیشن میگزینوں کے کام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اس دوران جولیا نے دیوار میں نصب ایک بند الماری کھول کر اس کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ صفدر اب قالین پر پڑے ہوئے لارڈ ڈکسن کے سر پر اس انداز میں کھڑا ہو گیا تھا کہ اگر اسے ہوش آ گیا تو

وہ اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر دوبارہ اسے بے ہوش کر دے گا اور پھر ایسے ہی ہوا۔ لارڈ ڈکسن چونکہ حیرت کی شدت سے بے ہوش ہوا تھا۔ اس لئے جلد ہی اسے ہوش آ گیا لیکن صفدر نے مشین گن کے دستے سے اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے دوبارہ زیادہ عرصے کے لئے بے ہوش کر دیا۔

"حیرت ہے۔ یہاں کوئی حفاظتی انتظامات ہی نہیں۔ کوئی دربان یا چوکیدار بھی نہیں۔ آج سے پہلے تو میں نے ایسا کوئی چیف نہیں دیکھا جو اس انداز میں رہتا ہو"...... جولیا نے الماری بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

"یہ اس محل نما کوٹھی کا ایسا حصہ ہے جس میں لارڈ ڈکسن کی اجازت کے بغیر انسان تو انسان، مکھی اور مچھر بھی داخل نہیں ہو سکتے اور جس راستے سے ہم آئے ہیں اس کا علم صرف لارڈ ڈکسن کو ہے۔ جیگر چونکہ کسی زمانے میں اس کے باڈی گارڈ کے طور پر یہاں رہتا تھا اس لئے وہ اس راستے کو لارڈ ڈکسن کے ساتھ استعمال بھی کرتا تھا۔ پھر لارڈ ڈکسن نے جب اسے یہاں سے اس گرین وڈ پوائنٹ پر بھیجا تو یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی کہ جیگر اس مخصوص راستے سے واقف ہے اور یہ اس کی وہ بھول تھی جس کا فائدہ ہم نے اٹھایا ہے ورنہ اگر ہم باہر سے اندر آنے کی کوشش کرتے تو شاید کسی صورت بھی اندر داخل نہ ہو سکتے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تم نے بھی اس جیگر سے بڑی تفصیل سے معلومات حاصل کی

ہیں ورنہ اتنی آسانی سے شاید ہم بھی اس لارڈ ڈکسن تک نہ پہنچ سکتے "...... جولیا نے کہا۔

" وہ لاشعوری طور پر جب بولنے لگا تو پھر خود ہی سب کچھ بتاتا چلا گیا"...... صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے تنویر اندر داخل ہوا۔

" یہ خاصا بڑا پورشن ہے لیکن تمام پورشن خالی ہے ۔یہاں اس لارڈ ڈکسن کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے ۔ ایک بڑا سا کمرہ ہے جس میں کرسیاں موجود ہیں اور وہیں رسی بھی موجود ہے ۔اسے وہاں لے چلتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

" ہاں ۔میں اٹھاتا ہوں اسے "...... صفدر نے کہا اور پھر جھک کر اس نے لارڈ ڈکسن کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ اور جولیا، تنویر کی رہنمائی میں اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے ۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اندر داخل ہوتے، اندر سے کسی کے قدموں کی آواز ابھری اور وہ تینوں ہی بے اختیار اچھل پڑے ۔

نخلستان لیمور کے سردار عتبہ نے نہ صرف عمران کو چار بڑے کین پٹرول کے دیئے بلکہ پانی کے پانچ بڑے کین بھی جیپ میں رکھوا دیئے تھے ۔ عمران اس کے لئے نقد رقم پہلے ہی جیب میں رکھ کر لے آیا تھا اس لئے اس نے نقد رقم سردار عتبہ کو ادا کر دی۔

" ہمارے لئے گائیڈ کا بھی بندوبست کرنا تھا تم نے "...... عمران نے کہا۔

" وہ ابھی آنے والا ہے ۔اس کا نام ہاشم ہے ۔وہ اس سارے صحرا کا کیڑا ہے ۔ وہ تمہیں آسانی سے تمالا پہنچا دے گا"...... سردار عتبہ نے کہا اور پھر واقعی ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا عرب نخلستان میں داخل ہوا۔ اس کے سر پر عربوں جیسا مخصوص رومال بندھا ہوا تھا۔ سردار عتبہ سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں سلام دعا کے بعد وہ عمران کی طرف مڑا۔

"ان کا نام مائیکل ہے اور انہوں نے صحرا میں سے ہو کر تمالا جانا ہے اور تم نے انہیں وہاں تک پہنچانا ہے"...... سردار عتبہ نے کہا۔

"آپ سڑک کی بجائے صحرا کے راستے کیوں جانا چاہتے ہیں"۔ ہاشم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کے دشمن ہیں سڑک پر۔ ویسے تمہیں اپنے معاوضے سے غرض ہونی چاہئے"...... سردار عتبہ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو معاوضہ اور چلو"...... ہاشم نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور جب عمران نے بیس ہزار ڈالر نکال کر ہاشم کو دیئے تو اس کے ہاتھ انہیں گنتے ہوئے باقاعدہ کانپ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں گھر دے کر ابھی واپس آتا ہوں"۔ ہاشم نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"کیا یہ قابل اعتماد ہے"...... عمران نے ہاشم کے جانے کے بعد سردار عتبہ سے کہا۔

"ہاں۔ ہر لحاظ سے"...... سردار عتبہ نے بڑے باوثوق لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اسی نخلستان میں رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ شتران میں رہتا ہے البتہ اس کا خاندان اور بچے یہاں رہتے ہیں اور یہ ایک ماہ کی چھٹی پر آیا ہوا ہے"...... سردار عتبہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اسے صحرا میں جدید تبدیلیوں کا تو علم ہی نہ ہو گا"۔

عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی ساری عمر اسی صحرا میں گزری ہے اور اس کے آباؤ اجداد صدیوں سے اسی صحرا میں رہتے چلے آئے ہیں۔ ابھی صرف دو سال پہلے یہ یہاں سے شتران گیا ہے۔ یہ تو اس صحرا کی ریت کے ایک ایک ذرے کو پہچانتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں"...... سردار عتبہ نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاشم واپس آگیا۔

"چلیں جناب"...... ہاشم نے عمران سے کہا تو عمران اسے ساتھ لے کر درختوں کے جھنڈ میں موجود جیپ کے پاس آیا۔ جس پر تمام سامان لوڈ کر دیا گیا تھا۔

"گاڑی کی ڈرائیونگ مجھے دے دیں اور پھر بے فکر ہو جائیں"...... ہاشم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ڈرائیونگ سیٹ پر ہاشم اور سائیڈ سیٹ پر عمران جبکہ عقبی سیٹ پر صدیقی اور اس کے ساتھی بیٹھ گئے۔ عقبی حصے میں پٹرول کے فالتو کین، پانی کے کین اور خوراک کے بند ڈبوں کے ساتھ ساتھ جدید اسلحے کے چار تھیلے بھی پڑے ہوئے تھے۔

"تم واپس کیسے جاؤ گے"...... عمران نے ہاشم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں چند روز تمالا میں اپنے ایک پرانے دوست کے پاس رہوں گا۔ پھر بس کے ذریعے واپس چلا جاؤں گا"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"ہم کتنے عرصے میں تمالا پہنچ جائیں گے"...... عمران نے پوچھا کیونکہ اس وقت جیپ لق و دق صحرا میں ریت پر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ اس جیپ کے ٹائر خصوصی طور پر ریت پر چلنے کے لئے ہی تیار کئے گئے تھے اس لئے جیپ ریت پر اس طرح دوڑ رہی تھی جیسے تارکول سے بنی ہوئی سڑک پر کاریں دوڑتی ہیں۔

"چھ گھنٹے لگ جائیں گے۔ مگر......" ہاشم نے جواب دیا۔

"مگر کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اگر کوئی شدید طوفان نہ آگیا تو"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"کیا طوفان آنے کا یہی موسم ہے"...... عمران نے پوچھا تو ہاشم چونک کر عمران کی طرف انتہائی حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ صحراؤں میں سفر کرتے رہے ہیں۔ ورنہ عام آدمی کو تو اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ صحراؤں میں شدید طوفان خاص موسموں میں ہی آتے ہیں"...... ہاشم نے کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ موسم تو نہیں ہے لیکن صحرا ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... ہاشم نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جیپ میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"آپ نے تمالا میں کہاں جانا ہے جناب"...... چند لمحوں بعد ہاشم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے تمالا کی ابتدائی حدود میں ہی ہمیں چھوڑ کر چلے جانا ہے"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسے حتمی فیصلے کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اگر آپ ناراض نہ ہوں تو مجھے سب کچھ تفصیل سے بتا دیں کیونکہ میں نے آپ سے بھاری معاوضہ لیا ہے اور میں آپ کی مکمل حمایت کرنا چاہتا ہوں"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کرو گے معلوم کر کے۔ تمہارا اس معاملے سے جتنا کم سے کم تعلق رہے گا۔ تم اتنا ہی فائدے میں رہو گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی۔ میں اب مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے میں نے شتران میں جی پی فائیو کے ایک گروپ کو دیکھا تھا۔ ان کے پاس گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تھا"...... ہاشم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اپنی بات پر عمران کا رد عمل چیک کرنا چاہتا ہو۔

"ہو گا۔ حکومتی ایجنسیاں نقل و حرکت کرتی ہی رہتی ہیں"۔ عمران نے بے نیازانہ انداز میں جواب دیا اور ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں سامنے سکرین پر مرتکز کر دیں۔ پھر تقریباً آٹھ گھنٹوں کے طویل، بور اور انتہائی تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ تمالا کی آبادی میں داخل ہو ہی گئے۔ راستے میں انہوں نے

دو بار جیپ میں فیول بھرا۔ تمالا کی آبادی سے پہلے ریت کو روکنے
کے لئے ایک دیوار تعمیر کی گئی تھی لیکن اس دیوار میں کئی جگہوں پر
ایسے خلا موجود تھے جہاں سے جیپ کے ذریعے اندر جایا جا سکتا تھا اور
ہاشم ایسے ہی ایک خلا سے جیپ اندر لے گیا۔

" جیپ روک دو"...... عمران نے کہا تو ہاشم نے ایک سائیڈ پر
کر کے جیپ جیسے ہی روکی۔ عمران جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا کا
بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور جیپ کا دروازہ کھولنے کے لئے مڑتا
ہوا ہاشم کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی زوردار ضرب کھانے کے
بعد چیختا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

" اس سے کوئی خطرہ تھا عمران صاحب"...... صدیقی نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

" اس نے جی پی فائیو کا حوالہ دے کر اپنے آپ کو مشکوک کر دیا
ہے ۔ یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی تعلق عام آدمی سے نہیں ہوتا۔
اس لئے اب اس سے باقاعدہ پوچھ گچھ ہو گی۔ تم اسے عقبی سیٹ پر
کھینچ لو"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور نعمانی نے ہاشم کو گھسیٹ
کر عقبی سیٹ پر ڈال دیا تو عمران کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا
اور پھر اس نے جیپ کو آگے بڑھا کر موڑا اور واپس دیوار کے خلا سے
گزار کر اسے واپس صحرا میں لے گیا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ آگے
بڑھ کر اس نے ایک جگہ پر دیوار کے ساتھ کر کے جیپ روک دی۔

" اس کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھ دو اور پھر اسے ہوش میں

لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اپنی بیلٹ اتار کر اس سے
ہاشم کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے جکڑ دیئے اور پھر دونوں
ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ عمران اسی طرح
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ ہاشم کے لئے جگہ بنانے کے لئے خاور
اپنی سیٹ سے اٹھ کر فرنٹ سائیڈ سیٹ پر آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد
جب ہاشم کے جسم میں حرکت کے آثار ابھرنے لگے تو صدیقی نے ہاتھ
ہٹا لئے البتہ نعمانی نے اسے کاندھوں سے پکڑا ہوا تھا تا کہ وہ ڈھلک
کر سیٹ سے نیچے نہ جا گرے ۔چند لمحوں بعد ہاشم نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"...... ہاشم نے ہوش میں آتے ہی
لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" بیٹھے رہو ہاشم"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ہاشم چونک
کر حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اسے اس دوران یہ
بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ اس کے عقب میں بندھے
ہوئے ہیں۔

" آپ۔ آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں"...... ہاشم نے رک رک
کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم نے جی پی فائیو کا ذکر کر کے اپنے آپ کو ہماری نظروں میں
مشکوک کر دیا ہے ۔ عام آدمی کو جی پی فائیو اور گن شپ ہیلی کاپٹر
کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا

اور ہاشم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" میں نے یہ ذکر اس لئے کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ آپ کا تعلق بھی کسی ایجنسی سے ہے اور میں جی پی فائیو کا نام لے کر آپ کے چہرے پر اس بات کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا لیکن مجھے مایوسی ہوئی "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے "...... عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

" میرا۔ میرا کسی ایجنسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں تو ایک مزدور آدمی ہوں "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں گولی مار کر تمہاری لاش یہاں ریت میں دفن کر دی جائے۔ ایجنسی کا لفظ بھی مزدور آدمی کو معلوم نہیں ہوتا۔ تم نے تو باقاعدہ نام لیا ہے "...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

" میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں۔ آپ مجھ پر مہربانی کریں "...... ہاشم نے کہا۔

" اوکے۔ اسے جیپ سے باہر نکال کر ریت کے ٹیلے کے پاس لے جا کر گولی مار دو "...... عمران نے کسی کا نام لئے بغیر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے "...... صدیقی نے کہا اور پھر چوہان اور صدیقی نے ہاشم کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا لیا۔

" عمران صاحب۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی لاش کو وہاں اوپن پھینکا جائے۔ ریت کو گہرا کھود کر بھی اس کی لاش کو ڈالا جا سکتا ہے تاکہ طویل عرصے تک یہ ظاہر نہ ہو "...... صدیقی نے کہا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم نے عمران کا نام لیا ہے۔ رک جاؤ۔ کون عمران ہے۔ رک جاؤ "...... صدیقی اور نعمانی کے ہاتھوں میں جکڑے ہوئے اور بری طرح تڑپتے ہوئے ہاشم نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو سب حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

" تم کس عمران کو جانتے ہو "...... عمران نے ہاشم کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا آپ عمران ہیں۔ پاکیشیائی علی عمران "...... ہاشم نے اس بار عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" اگر میں کہوں ہاں۔ تو پھر تمہارا کیا ردعمل ہو گا "...... عمران نے جواب دیا تو ہاشم نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

" مجھے یہ تو شک تھا کہ آپ کا تعلق کسی ایجنسی سے ہے لیکن اس کا تو میرے ذہن کے کسی گوشے میں تصور تک نہ تھا کہ آپ پاکیشیائی عمران بھی ہو سکتے ہو۔ میں مر تو سکتا ہوں لیکن کسی کو یہ نہیں بتا سکتا کہ میں دراصل کون ہوں لیکن پاکیشیائی عمران اور اس کے ساتھی تو فلسطینیوں کے محسن ہیں۔ اس لئے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ میرا تعلق ریڈ بریگیڈ سے ہے "...... اس بار ہاشم نے کہا تو

عمران چونک پڑا۔

" کون ہے ریڈ بریگیڈ کا سردار "...... عمران نے پوچھا۔

" سردار ابو عبیدہ "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تم اس کے ساتھ کام کرتے ہو۔ لیکن کیا یہاں اس کا کوئی اڈہ ہے "...... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔یہاں کوئی اڈہ نہیں ہے ۔ شتران میں ہے اور میں وہاں سے نخلستان لیسور آیا تھا۔ سردار عتبہ بھی ہمارا ہمدرد ہے ۔ ویسے اس کا براہ راست ریڈ بریگیڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ مجھ پر قرضہ چڑھا ہوا ہے اس لئے اس نے میری مدد کی اور مجھے تمہارا گائیڈ بنا دیا"۔ ہاشم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" کیا تمہارا سردار ابو عبیدہ سے کوئی رابطہ ہے "...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں ۔ میرے گلے میں جو تعویذ ہے یہ دراصل ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے ۔ تم میرے ہاتھ کھولو۔ میں اس کے ذریعے تمہاری بات کرا دیتا ہوں"...... ہاشم نے کہا تو عمران نے صدیقی سے کہہ دیا کہ ہاشم کے ہاتھ کھول دیئے جائیں۔

" لیکن کیا واقعی آپ عمران ہیں ۔ کیا آپ اس کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں"...... ہاشم نے ہاتھ کھلتے ہی گلے سے تعویذ اتارتے ہوئے کہا۔

" تم سردار ابو عبیدہ سے میری بات کراؤ۔ میں اسے ثبوت دے

دوں گا اور ہاں ۔ کیا اس کی کال راستے میں کیچ تو نہیں ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" نہیں جناب ۔ یہ ایسے ٹرانسمیٹر ہیں جن کی نہ آواز کسی جگہ کیچ ہو سکتی ہے اور اگر کیچ ہو بھی جائے تو الفاظ کسی صورت سمجھ میں نہیں آ سکتے "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" او کے ۔ کراؤ میری بات"...... عمران نے کہا۔

" سوری سر ۔ پہلے آپ مجھے یقین دلائیں کہ آپ واقعی پاکیشیائی عمران ہیں ورنہ چیف مجھے ہلاک بھی کر سکتا ہے "...... ہاشم نے کہا۔

" او کے ۔ مت کراؤ بات ۔ لیکن نیچے اتر جاؤ۔ اب تمہیں ہلاک تو کیا نہیں جا سکتا کیونکہ تم نہ صرف فلسطینی ہو بلکہ ریڈ بریگیڈ سے بھی تمہارا تعلق ہے ۔ تم نے ہمیں تمالا تک پہنچا دیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ تمہیں پیشگی ادا کر دیا ہے جاؤ۔ اللہ حافظ "...... عمران نے کہا تو ہاشم کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" بس مجھے ثبوت مل گیا ہے ۔ ایسا فیصلہ عمران ہی کر سکتا ہے اور پھر اللہ حافظ کے الفاظ ۔ بس مجھے ثبوت مل گیا ہے ۔ میں بات کراتا ہوں"...... ہاشم نے بچوں کی طرح مسرت کی شدت سے قلقاری مارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے تعویذ کی عقبی طرف انگوٹھا رکھ کر اسے مخصوص انداز میں بار بار پریس کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک چھوٹا سا ایریل باہر کو نکل آیا اور اس ایریل کے سرے پر ستارہ سا چمکنے لگا اور عمران نے بے اختیار ایک

طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ پہچان گیا تھا کہ یہ سٹار ٹرانسمیٹر تھا۔ روسیاہ کے سائنس دانوں کی جدید ترین ایجاد۔ اس کا مطلب تھا کہ فلسطینی اپنی جدوجہد میں صرف ایکریمیا اور یورپ کے جدید ترین آلات ہی استعمال نہ کرتے تھے بلکہ وہ روسیاہ سے بھی جدید ترین آلات منگوا کر استعمال کرتے تھے۔ چند لمحوں کے بعد ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہاشم کالنگ۔ ڈبل ایکس تھری وائی۔ اوور"...... ہاشم نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ڈبل اے اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ وہ سردار ابو عبیدہ کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔

"پاکیشیائی اے اے سے بات کیجئے۔ اوور"...... ہاشم نے کہا اور ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پاکیشیائی اے اے کہاں ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے یکلخت چیختے ہوئے اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اے اے بول رہا ہوں سردار۔ اوور"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور ہاشم کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

"اوہ۔ آپ کہاں ہیں اور یہ ہاشم کیسے آپ سے ٹکرا گیا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اسے

مختصر طور پر سب کچھ بتا دیا۔

"ہاشم اس علاقے کا کیڑا ہے۔ یہ آپ کی مکمل اور بہترین مدد کرے گا۔ آپ اس پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں۔ یہ ریڈ بریگیڈ کا سب سے بااعتماد آدمی ہے۔ آپ اسے ٹرانسمیٹر دیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر ہاشم کی طرف بڑھا دیا۔

"یس چیف۔ اوور"...... ہاشم نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"ہاشم۔ تم اے اے کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے مجھے مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے ہر صورت میں ان کے مشن کی تکمیل میں مدد دینی ہے۔ اٹ از مائی آرڈر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ میں اپنی جان بھی لڑا دوں گا۔ اوور"۔ ہاشم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ہاشم نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کس طرح آپ کی مدد کر سکتا ہوں"۔ ہاشم نے ٹرانسمیٹر کو تعویذ کی شکل دے کر اپنے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے گلے میں ہے اور اچانک کال آجائے تو پھر"۔ عمران نے کہا تو ہاشم بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ ون سائیڈڈ ہے جناب۔ میں اس کے ذریعے کال کر سکتا ہوں۔ دوسری طرف سے کال نہیں آسکتی۔ ورنہ میں اس طرح اسے اپنے گلے میں نہیں ڈال سکتا تھا" ...... ہاشم نے جواب دیا اور عمران نے مطمئن انداز میں اثبات میں سرہلا دیا۔

"یہاں اسرائیل کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کے اوپر ٹوائے فیکٹری ہے اور یہ ساؤتھ روڈ پر ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری میں داخل ہو کر ایک فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہاں تمالا کی ایک عمارت میں اسرائیل اور ایکریمیا کی مشترکہ تنظیم سارج کا ایک سیکشن موجود ہے جس کا انچارج کرنل اسمتھ ہے" ...... عمران نے مختصراً اسے تفصیل بتا دی۔

"میں سمجھ گیا۔ آپ پہلے کہاں ریڈ کرنا چاہتے ہیں" ...... ہاشم نے کہا۔

"ہم پہلے اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے پہلے ہم لیبارٹری پر ریڈ کریں گے" ...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو کر بیک وقت ہی دونوں مشن مکمل کر سکتے ہیں" ...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ فارمولا پہلے حاصل کر لیا جائے۔ باقی رہا سارج کے سیکشن پر حملہ تو اگر حالات درست رہے تو ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ ہم نے فوری واپس بھی جانا

ہو گا" ...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ یہیں رہیں۔ فوری طور پر یہاں کسی کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میں تمالا جا کر دونوں سپاٹس کے بارے میں مزید خبریں معلوم کر کے واپس آکر آپ کو اطلاع دوں گا۔ پھر جیسے حالات ہوں ویسے آپ کریں" ...... ہاشم نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے جانے اور واپس آنے میں کافی وقت ضائع ہو گا۔ ہمارے پاس ٹی ایس کراس ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ تم ایک پیس لے جاؤ اور اس پر مجھے تفصیل بتا دینا۔ اس کی نشریات کسی صورت بھی کچھ نہیں ہو سکتیں" ...... عمران نے کہا اور ہاشم نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر صدیقی نے عقبی طرف پڑے ہوئے تھیلے میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر ہاشم کو دے دیا اور ہاشم اسے جیب میں ڈال کر جیپ سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا ایسا کرنے میں وقت ضائع نہیں ہو رہا عمران صاحب" ۔ خاور نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں سارج کے آدمی موجود ہوں گے۔ پورے تمالا میں وہ چیکنگ کر رہے ہوں گے اور خفیہ طور پر اس لیبارٹری کی بھی چیکنگ ہو رہی ہو گی لیکن انہیں ہاشم پر شک نہیں پڑے گا کیونکہ ہاشم مقامی آدمی ہے اور ریڈ بریگیڈ فلسطین کی سب سے اہم تنظیم ہے اس میں کسی اوسط درجے کی ذہانت کے آدمی کو سرے سے جگہ

نہیں دی جاتی اور ہاشم کے بارے میں ابو عبیدہ نے جو کچھ بتایا ہے
اس سے لگتا ہے کہ ہاشم کو ریڈ بریگیڈ میں خاصی اہمیت حاصل ہے۔
اس لئے وہ یقیناً ایسی معلومات حاصل کر لے گا جن کی ہمیں مشن کی
کامیابی کے لئے ضرورت ہے"...... عمران نے کہا اور خاور سمیت
سب ساتھیوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

لارڈ ڈکسن ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا تھا جبکہ ایک
دوسری کرسی پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی بھی رسیوں سے
بندھی ہوئی موجود تھی۔ یہ لڑکی اس کمرے میں نجانے کدھر سے آئی
تھی جس کمرے کو پہلے تنویر خالی دیکھ کر گیا تھا۔ لڑکی اپنے انداز سے
سیکرٹری دکھائی دیتی تھی۔ صفدر جولیا اور تنویر جب لارڈ ڈکسن کو
بے ہوش کر کے اس سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے اس کمرے تک پہنچے
تھے تو انہیں اندر سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی جبکہ
تنویر کے مطابق لارڈ ڈکسن کے سوا اس پورے حصے میں اور کوئی
آدمی موجود نہ تھا اور پھر تنویر نے ہی اچانک کمرے میں داخل ہو کر
ایکشن کیا تھا۔ وہ لڑکی سائیڈ دیوار کے قریب موجود تھی اور ایک
الماری کھول کر اس کے خانے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب تنو

نے عقب سے اس پر حملہ کیا تھا اور دوسری ضرب پڑی بغیر کوئی آواز نکالے وہ لڑکی ڈھیر ہو گئی تھی۔ الماری میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں اور شاید یہ لڑکی مخصوص شراب اس الماری سے نکالنے کے لئے آئی تھی۔ بہرحال رسی تلاش کر کے اس کی مدد سے لارڈ ڈکسن اور اس لڑکی کو علیحدہ علیحدہ کرسیوں پر باندھ دیا گیا جبکہ تنویر کمرے سے باہر چلا گیا تاکہ کسی کی اچانک کسی بھی طرف سے آمد کو روکا جا سکے۔ جولیا ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"پہلے اس لڑکی کو ہوش میں لایا جائے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ اس لئے وقت ضائع مت کرو۔ جو کچھ ہم نے معلوم کرنا ہے وہ لارڈ ڈکسن ہی بتا سکے گا"...... جولیا نے کہا۔

" مس جولیا۔ جو لڑکی اس حصے میں لارڈ کے ساتھ موجود ہو۔ وہ لامحالہ بہت کچھ جانتی ہو گی اور لارڈ ڈکسن شاید وہ کچھ نہ بتا سکے جو یہ لڑکی بتا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں صفدر۔ جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ وقت ضائع مت کرو"...... جولیا نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا۔

" اوکے مس جولیا"...... صفدر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے لارڈ ڈکسن کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب لارڈ ڈکسن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند

لمحوں بعد لارڈ ڈکسن کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم تو گرین وڈ سپیشل پوائنٹ پر تھے"...... لارڈ ڈکسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ صفدر اور جولیا کو پہچان چکا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ موگی بھی تمہارے قبضے میں آ گئی۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ یہ تو سیکورٹی آفس میں تھی۔ وہاں سے یہ باہر آ ہی نہیں سکتی تھی اور سیکورٹی آفس میں باہر سے کوئی آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا اور یہ یہاں تمہاری موجودگی نہ صرف چیک کر لیتی بلکہ تمہیں مخصوص آلات کے تحت ہلاک بھی کر سکتی تھی۔ پھر یہ اس حالت میں یہاں کیسے پہنچ گئی۔ کیا مطلب۔ کیا تم جنات یا بدروحیں ہو"۔ لارڈ ڈکسن نے ہذیانی انداز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یہ اس کمرے کی الماری سے کوئی شراب اٹھانے آئی تھی"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کی یہ لاپرواہی ناقابل معافی ہے۔ اسے یقیناً موت کی سزا دی جائے گی"...... لارڈ ڈکسن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" کون دے گا یہ سزا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں دوں گا اور کون دے گا۔ یہ لاپرواہی ہے اور یہ لاپرواہی

ناقابل معافی ہے"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ ہم خود اسے سزا دے لیں گے ۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... صفدر نے کہا تو لارڈ ڈکسن بے اختیار چونک پڑا۔

" سارج ۔ کون سارج ۔ کس سارج کی بات کر رہے ہو"۔ لارڈ ڈکسن نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اگر ہم ریموٹ کنٹرول کڑوں میں جکڑے ہونے کے باوجود جیگر اور اس کے تین مسلح ساتھیوں کو کور کر کے یہاں پہنچ سکتے ہیں تو ہم تمہاری روح سے بھی تمام معلومات حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کے نتیجے میں تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی"...... صفدر کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

" تمہیں یہاں کے بارے میں کس نے بتایا ہے "...... لارڈ ڈکسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جیگر نے ۔ کیونکہ وہ تمہارا باڈی گارڈ رہ چکا تھا اور اسے اس خفیہ راستے کا علم تھا"...... صفدر نے جواب دیا۔

" ہونہہ ۔ غلطی مجھ سے ہوئی ۔ لیکن میرا کوئی تعلق سارج ایجنسی سے نہیں ہے ۔ میں نے وہاں پوائنٹ پر تم سے غلط بیانی کی تھی"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" صفدر اس طرح وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اس لئے عمران والا آپشن استعمال کرو"...... جولیا نے کہا۔

" عمران ۔ تم نے واقعی عمران کا نام لیا ہے ۔ کیا مطلب ۔ کیا تم پاکیشیائی ہو ۔ کیا واقعی "...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" حیرت ہے ۔ عمران کا نام تو شیطان سے بھی زیادہ مشہور ہے"۔ جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم کس عمران کی بات کر رہے ہو"...... صفدر نے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹ ۔ جسے پوری دنیا میں سب سے خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے "...... لارڈ ڈکسن نے جواب دیا۔

" ہاں ۔ ہم اسی عمران کے ساتھی ہیں لیکن وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا ۔ وہ کسی اور مقام پر کسی اور کام میں مصروف ہے "...... صفدر نے جواب دیا۔

" تم کیا چاہتے ہو ۔ سنو کسی بھی لمحے تم پر خوفناک قیامت ٹوٹ سکتی ہے ۔ میرا وعدہ کہ میں تمہیں زندہ یہاں سے واپس جانے دوں گا ۔ مجھے چھوڑ دو"...... لارڈ ڈکسن نے کہا۔

" اوکے ۔ اب واقعی عمران صاحب والا کام ہی کرنا پڑے گا"۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا اور چند لمحوں بعد کمرہ لارڈ ڈکسن کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا ۔ لارڈ ڈکسن کے دونوں نتھنے کٹ چکے تھے اور وہ تکلیف کی شدت سے دائیں بائیں سر مار رہا تھا اور پھر جب صفدر نے اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضرب لگائی تو اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا اور اس کا پورا جسم کانپنے

لگا۔

"کہاں ہے سارج کا ہیڈ کوارٹر۔ بولو"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر جس طرح ٹیپ ریکارڈر بولتا ہے اسی طرح لارڈ ڈکسن نے بھی لاشعوری طور پر سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ اس نے جو کچھ بتایا اس سے صفدر اور جولیا دونوں حیران رہ گئے۔ لارڈ ڈکسن نے بتایا تھا کہ کارسانا میں واقعی نقلی ہیڈ کوارٹر ہے لیکن اس کی چیکنگ سیٹلائٹ پوائنٹس سے کی جاتی ہے اور جب کسی بھی چیف کو کوئی بڑا مشن بھجوانا ہو تو وہ عارضی طور پر وہاں پہنچ کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہی سارج کا ہیڈ کوارٹر ہے جبکہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے شمالی پہاڑی علاقے میرانا میں ہے۔ جسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ سوائے چیفس کے اور کوئی اسے نہیں جانتا اور اس کے ساتھ ساتھ لارڈ ڈکسن نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ فل چیف نہیں ہے بلکہ وہ بھی نمبر ٹو ہے۔ اصل چیفس میرانا کے ہیڈ کوارٹر میں ہی ہیں اور وہ وہیں رہتے ہیں اور پوری دنیا میں سارج کو کنٹرول کرتے ہیں۔ باقی جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے وہ ڈمی ہے لارڈ انتھونی سمیت۔ اور ابھی سارج پوری دنیا میں یہودیوں کے ناقابل شکست قبضے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ جلد ہی اس کے اقدامات سے پوری دنیا پر سارج کے تحت یہودیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور پھر تمام دنیا کے مسلمانوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے اس منصوبے کا آغاز کیا جائے گا۔ اس منصوبے کی جو تفصیلات لارڈ ڈکسن نے بتائیں وہ اس قدر

خوفناک تھیں کہ صفدر اور جولیا دونوں کے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

"اسے ختم کر دو اور یہاں سے نکلو۔ ہمیں جلد از جلد چیف سے رابطہ کر کے مزید احکامات لینے ہوں گے۔ یہ تو انتہائی خطرناک منصوبہ سامنے آیا ہے"...... جولیا نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر لارڈ ڈکسن کے سینے میں پے درپے کئی گولیاں اتار دیں۔

"اب اس لڑکی کا کیا کرنا ہے"...... صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کو کھول دو۔ یہ جب ہوش میں آئے گی تو خود ہی اپنی جان بچا لے گی"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح لارڈ ڈکسن کی موت کی خبر سارج کے اصل ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آج نہیں تو کل پہنچ جائے گی۔ یہ لڑکی بے گناہ ہے اس لئے اسے اس حالت میں ہلاک کرنا زیادتی ہے"...... جولیا نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تو صفدر نے آگے بڑھ کر بے ہوش لڑکی موگی کی رسیاں کھولیں اور پھر مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ تینوں لارڈ ڈکسن ہاؤس کے اس خفیہ راستے سے باہر آ چکے تھے۔

"ہمیں جلد از جلد اس شہر بلکہ اس ریاست سے بھی باہر جانا ہو

گا"...... صفدر نے کہا۔

" ہمارے پاس کاغذات موجود ہیں۔ کیوں نہ ہم یہاں سے کسی فلائٹ کے ذریعے اس ریاست سے باہر چلے جائیں تاکہ وہاں اطمینان سے چیف سے مزید ہدایات لے کر ان کے مطابق کام سرانجام دے سکیں "...... تنویر نے کہا اور پھر جولیا نے بھی تنویر کی بات کی تائید کر دی اور صفدر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ انہیں بہرحال اطمینان تھا کہ وہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت تمالا شہر کی بیرونی دیوار کے پاس جیپ کے اندر موجود تھا جبکہ ہاشم اس سے مخصوص ٹرانسمیٹر لے کر تمالا گیا ہوا تھا تاکہ لیبارٹری کے بارے میں اور اس عمارت کے بارے میں جس میں سارج کا سیکشن موجود تھا تازہ ترین معلومات مہیا کر سکے ۔ اسے گئے ہوئے اڑھائی گھنٹے گزر چکے تھے اور اب صبح ہونے کے قریب تھی کیونکہ وہ پچھلی رات تمالا کی حدود میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

" عمران صاحب۔ ہمیں یہاں یوں اکٹھے نہیں رہنا چاہیے "۔ صدیقی نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ہاشم کی وجہ سے ہم پر حملہ بھی ہو سکتا ہے "۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے "...... صدیقی نے جواب دیا۔

" گھبراؤ نہیں۔ تم اب چیف ہو اور چیف کی سب سے اہم

خصوصیت انسان شناسی ہوتی ہے ۔ تمہیں انسانوں کو پہچاننے کا فن آنا چاہئے ۔ ہاشم غلط آدمی نہیں ہے اور پھر وہ جس تنظیم سے وابستہ ہے اس تنظیم سے وابستہ افراد پکڑے جانے کی صورت میں خودکشی تو کر سکتے ہیں لیکن معلومات مہیا نہیں کر سکتے ۔ یہاں جیب میں اگر تم میرا نام نہ لیتے تو تمہیں اس کا تجربہ بھی ہو جاتا کہ ہاشم اپنی جان تو دے دیتا لیکن وہ ریڈ بریگیڈ کا نام اپنے منہ سے کبھی نہ نکالتا"۔ عمران نے کہا اور صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ عمران کی جیب سے ٹی ایس ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے ۔ عمران نے تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ایچ کالنگ ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہاشم کی آواز سنائی دی ۔

" کھل کر بات کرو۔ یہ انتہائی محفوظ ٹرانسمیٹر ہے ۔ علی عمران اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ ٹوائے فیکٹری کے گرد اور فرنٹ کی طرف سامنے موجود دو عمارتوں میں باقاعدہ بھاری مشین گنوں سمیت گارڈز موجود ہیں ۔ ٹوائے فیکٹری تااطلاع ثانی بند کر دی گئی ہے اور اس کے بند پھاٹک کے باہر باقاعدہ بورڈ لگا دیا گیا ہے ۔ البتہ میں نے اس کی عقبی طرف سے ایک خفیہ راستہ معلوم کر لیا ہے ۔ اس راستے

ہم خاموشی سے ٹوائے فیکٹری کے اندر تک پہنچ سکتے ہیں ۔ پھر اس سے آگے کارروائی خود کرنا پڑے گی ۔ اوور"...... ہاشم نے کہا۔

" کیسے معلوم ہوا ہے ۔ اوور"...... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

" میرا ایک دوست اس فیکٹری کے اسٹور روم میں کام کرتا ہے ۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا۔ میں نے اسے ٹریس کیا تو وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس کی بیوی خاصی بیمار ہے اور اس کے پاس علاج کے لئے اتنا سرمایہ نہیں ہے جتنا اس کے علاج کے لئے چاہئے کیونکہ اس کی بیوی کا علاج ایکریمیا کے ایک بڑے ہسپتال سے ہی ہو سکتا ہے ۔ بہرحال ایک لاکھ ڈالر کے عوض اس نے یہ راستہ نہ صرف بتا دیا بلکہ ہمیں ساتھ لے جانے کا وعدہ بھی کر لیا ہے ۔ عقبی طرف چونکہ بلند سی ٹھوس دیوار ہے اور سڑک ہے ۔ اس لئے اس طرف کوئی نگرانی نہیں ہے ۔ ہم آسانی سے اس خفیہ راستے سے اندر جا سکتے ہیں ۔ اوور"۔ ہاشم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ایک لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک تو مل سکتا ہے لیکن نقد نہیں مل سکتے ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" میں ابھی اپنے دوست مارٹن سے معلوم کر کے بتاتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" یہ آدمی ہاشم تو بے حد ہوشیار ثابت ہو رہا ہے عمران صاحب"۔

صدیقی نے کہا۔

" ہاں "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر کال آنا شروع ہو گئی۔

" ہاشم کالنگ ۔ اوور "...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ہاشم کی آواز سنائی دی۔

" یس علی عمران کالنگ یو ۔ کیا رپورٹ ہے ۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" مارٹن مان گیا ہے ۔ اسے واقعی رقم کی بے حد اور اشد ضرورت ہے ۔ اوور "...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب اس سارج کے بارے میں کیا رپورٹ ہے ۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" اس بارے میں بھی میں نے کھوج لگا لیا ہے یہاں تمالا میں ریڈ بریگیڈ کا ایک آدمی موجود ہے ۔ جو ویسے تو ایک کلب میں سپروائزر ہے لیکن وہ تمالا اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کے بارے میں ریڈ بریگیڈ کو ضروری معلومات مہیا کرتا ہے ۔ اس کا نام افضل ہے ۔ وہ بے حد ہوشیار اور تیز آدمی ہے ۔ میں آپ سے جدا ہو کر سب سے پہلے کلب جا کر اس سے ملا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں آرکن روڈ پر ایک کافی بڑی عمارت ہے ۔ اس عمارت میں گذشتہ ڈیڑھ دو ماہ سے اجنبی افراد آ کر رہ رہے ہیں۔ ان کے پاس ایک ہیلی کاپٹر بھی ہے ۔ یہ اجنبی لوگ پورے تمالا میں گھومتے رہتے ہیں۔ ان کا انداز ایسا ہوتا

ہے جیسے وہ کسی خاص آدمی یا گروپ کو تلاش کر رہے ہوں۔ افضل نے اپنے طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق ان لوگوں کا تعلق کسی بین الاقوامی تنظیم سے ہے اور ان کے انچارج کا نام کرنل اسمتھ ہے ۔ ان کی کل تعداد بیس ہے ۔ ان میں سے بارہ افراد شہر میں گھومتے رہتے ہیں جبکہ کرنل اسمتھ کے ساتھ آٹھ افراد مستقل طور پر عمارت میں ہی رہتے ہیں۔ لیکن بقول افضل اس عمارت کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے ۔ ایک پھاٹک ہے جہاں پر مسلح پہریدار چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ اوور "...... ہاشم نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ تم مارٹن کو لے کر میرے پاس پہنچو۔ پھر آگے کی پلاننگ کریں گے ۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" اوکے ۔ اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" آپ لیبارٹری پر کام کریں۔ ہم سارج کے خلاف کام کریں گے "...... صدیقی نے کہا۔

" نہیں۔ کام مل کر ہی ہو گا لیکن پہلے اس لیبارٹری پر کام ہو گا کیونکہ ہمارا اصل مشن یہی ہے ۔ سارج کے خلاف جولیا اور اس کے ساتھی کام کر رہے ہیں البتہ لیبارٹری پر کام مکمل ہونے کے بعد ہم اس عمارت پر ریڈ کریں گے تاکہ وہاں سے ہیلی کاپٹر حاصل کر کے واپس قاصر اور قاصر سے عاکیہ پہنچ کر اسرائیل سے باہر نکل جائیں "۔

عمران نے کہا۔

"لیکن لیبارٹری میں یقیناً انہوں نے ایسے آلات لگا رکھے ہوں گے کہ وہاں ریڈ ہوتے ہیں سارج کو اطلاع مل جائے گی اور پھر وہ ہمیں باہر سے چاروں طرف سے گھیر لیں گے۔ پھر ہمارے پاس واپس جانے کا راستہ بھی نہیں رہے گا"...... اس بار نعمانی نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے نعمانی۔ اس پہلو پر تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا لیکن اگر ہم نے پہلے سارج پر حملہ کر دیا تو لامحالہ اس کی اطلاع کرنل ڈیوڈ تک پہنچ جائے گی اور وہ آکر تمالا میں اودھم برپا کر دے گا۔ پھر ہمارے لئے لیبارٹری پر ریڈ کرنا ناممکن ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے دو گروپوں کی بات کی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسے موقعوں پر طاقت کو تقسیم نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے بھی ان حالات میں ہمارا ایک دوسرے سے ملنا ناممکن ہو جائے گا اور ہم یہیں پھنس کر رہ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ دو گروپ بنا لئے جائیں۔ ایک گروپ لیبارٹری کے اندر کارروائی کرے اور دوسرا باہر کی نگرانی کرے تاکہ ہمیں محدود نہ کیا جا سکے"...... صدیقی نے کہا۔

"میری ایک تجویز ہے عمران صاحب"...... خاموش بیٹھے ہوئے خاور نے اچانک کہا۔

"کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ٹوائے فیکٹری کے سامنے جس عمارت میں مسلح افراد نگرانی پر موجود ہیں۔ اس عمارت پر قبضہ کر لیا جائے۔ پھر لیبارٹری پر ریڈ کیا جائے تاکہ اگر سارج کے افراد وہاں آئیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے۔ پھر لیبارٹری کے بعد اس عمارت پر میزائل فائر کئے جائیں اور اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ٹھیک ہے ہمیں پہلے سارج پر حملہ کرنا ہے تاکہ ہمارا عقب محفوظ رہے۔ لیکن کھلا حملہ نہیں بلکہ ہم گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوں گے اور خاموشی سے ساری کارروائی کر کے پھر لیبارٹری کی طرف جائیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہاشم ایک آدمی سمیت وہاں پہنچ گیا۔ یہ مارٹن تھا۔ عمران نے اس سے تفصیلی بات چیت کی اور پھر اسے ایک لاکھ ڈالر کا گارنٹیڈ چیک دے دیا۔

"سنو۔ اگر ہم صرف چند معلومات کے عوض تمہیں اتنی بڑی مالیت کا چیک دے سکتے ہیں تو دھوکہ کرنے پر موت کی سزا بھی دے سکتے ہیں"...... عمران نے مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسا دھوکہ جناب"...... مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"تم یہاں سے جانے کے بعد لیبارٹری میں فون کر کے کسی کو آگاہ کر دو یا سارج کے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دو تو اسے دھوکہ ہی کہا

جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ نہیں جناب۔ میں مارٹن کو بڑے طویل عرصہ سے جانتا ہوں۔آپ قطعی بے فکر رہیں۔ایسا نہیں ہو گا"...... ہاشم نے کہا۔

" مجھے واقعی اپنی بیوی کے علاج کے لئے بھاری رقم کی ضرورت تھی اور میں نے آپ کی رہنمائی لیبارٹری کی طرف نہیں کرنی بلکہ صرف ٹوائے فیکٹری کے سٹور روم تک کرنی ہے اور بس"۔ مارٹن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" ہاشم۔ تم اسے چھوڑ کر واپس آؤ۔ پھر آگے بات ہو گی"۔ عمران نے کہا۔

" اوکے ۔آؤ مارٹن"...... ہاشم نے کہا اور پھر مارٹن کو ساتھ لے کر وہ واپس دیوار میں بنے ہوئے اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔

" جو صورت حال سامنے آئی ہے اس کے مطابق لیبارٹری کے اندر کارروائی کرنا انتہائی آسان ہو گیا ہے ۔اس لئے ہم پہلے لیبارٹری میں کارروائی کریں گے ۔ میرے ساتھ خاور اور چوہان جائیں گے جبکہ صدیقی اور نعمانی دونوں جیپ سمیت قریبی کسی پارکنگ میں رہیں گے اور خطرے کی صورت میں نہ صرف اس خطرے کا مقابلہ کریں گے بلکہ ٹی ایس ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہمیں بھی اطلاع دیں گے اور ہاشم بھی تمہارے ساتھ رہے گا"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے ۔

لارڈ انتھونی ناراک میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور لارڈ انتھونی نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... لارڈ انتھونی نے رسیور اٹھاتے ہی سرد لہجے میں کہا۔

" جناب۔ الباما سے راڈرک کی کال ہے"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھی۔

" الباما سے راڈرک کی کال۔ کراؤ بات"...... لارڈ انتھونی نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ الباما میں تو لارڈ ڈکسن کی رہائش تھی اور اس سے بات چیت بھی لارڈ ڈکسن ہی کرتا تھا جبکہ راڈرک اس کا اسسٹنٹ تھا۔ اس لئے لارڈ ڈکسن کی بجائے راڈرک کی کال کا سن کر لارڈ انتھونی حیران ہو رہا تھا۔

"چیف باس۔ میں الباما سے راڈرک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ لیکن منمناتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"لارڈ ڈکسن کہاں ہے۔ اس کی بجائے تم نے کیوں کال کی ہے"...... لارڈ انتھونی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لارڈ ڈکسن کو ان کے ہاؤس کے سپیشل ایریا میں ہلاک کر دیا گیا ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ انتھونی کو یوں محسوس ہوا جیسے راڈرک نے بات کرنے کی بجائے اس کے سر پر لٹھ مار دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تم نشے میں ہو نانسنس"...... یہ خبر ایسی تھی کہ لارڈ انتھونی اپنی حیثیت کو بھول کر حلق کے بل چیخ پڑا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ اسی لئے تو میں نے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے راڈرک نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہوا اور کس نے کیا ہے"...... لارڈ انتھونی نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا کیونکہ لارڈ ڈکسن پارٹ فور کا چیف تھا اور اس کی موت کی خبر واقعی اس کے لئے انتہائی شاکنگ تھی۔

"سر۔ کارسانا میں ہیڈ کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے ایک جیپ کو سیٹلائٹ پوائنٹ کے ذریعے چیک کیا گیا۔ اس کی اطلاع مجھے دی

گئی تو میں نے یہ اطلاع لارڈ صاحب کو دے دی۔ لارڈ صاحب نے خود براہ راست سیٹلائٹ پوائنٹ ہولڈر سے بات کی اور پھر جیپ میں موجود افراد کو بے ہوش کر کے کارسانا میں خصوصی پوائنٹ پر پہنچانے کے احکامات دیئے۔ ان کے مطابق یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق تھے۔ یہ ایک عورت اور دو مرد تھے۔ عورت قدرے زخمی محسوس ہوتی تھی۔ بہرحال لارڈ صاحب کے حکم کی تعمیل کر دی گئی تو لارڈ صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں خصوصی ہیلی کاپٹر کارسانا بھجوا کر ان تینوں کو الباما لے آؤں اور گرین وڈ میں ان کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا کر انہیں اطلاع دوں۔ چنانچہ ان کے حکم کی فوری تعمیل کی گئی اور ان تینوں کو بے ہوشی کے عالم میں کارسانا سے الباما لے آیا گیا اور گرین وڈ سٹی میں اس پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا جس کا حکم لارڈ صاحب نے دیا تھا۔ اس پوائنٹ کا انچارج جیگر تھا جو بے حد بااعتماد اور تیز آدمی تھا۔ اس کے ساتھ تین اور آدمی بھی اس پوائنٹ پر رہتے تھے۔ لارڈ صاحب کو اطلاع دی گئی تو وہ خود کار میں بیٹھ کر گرین وڈ سٹی اس پوائنٹ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد کی کارروائی کی لارڈ صاحب کی پرسنل سیکرٹری موگی نے مجھے رپورٹ دی کہ لارڈ صاحب جیگر کو انہیں ہلاک کرنے اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینے کا حکم دے کر واپس آ گئے۔ یہ تینوں ریموٹ کنٹرول کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور کسی صورت بھی وہ کڑے نہ کھول سکتے تھے۔ پھر سیکرٹری موگی نے ابھی ابھی مجھے اطلاع دی

ہے کہ وہ لارڈ صاحب کے ساتھ ان کے ہاؤس کے سپیشل ایریا میں موجود تھی کہ اچانک اس کے سر پر ضرب لگی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ میٹنگ ہال کی ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ والی کرسی پر لارڈ صاحب کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لارڈ صاحب کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ ان کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے جبکہ موگی کو بھی شاید پہلے رسی سے باندھا گیا تھا لیکن پھر رسی کھول دی گئی تھی کیونکہ رسی اس کی کرسی کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ موگی نے اٹھ کر سپیشل ایریا کو چیک کیا تو اسے مخصوص آلات کی وجہ سے علم ہو گیا کہ خفیہ راستے سے تین افراد جن میں ایک عورت اور دو مرد تھے اندر داخل ہوئے اور یہ واردات کر کے واپس چلے گئے۔ موگی نے فوراً مجھے کال کیا۔ میں نے فوری طور پر گرین وڈ سپیشل پوائنٹ کو چیک کیا تو وہاں جیگر اور اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں اور جیگر کے بھی بالکل اسی انداز میں دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے تھے جس طرح لارڈ صاحب کے کاٹے گئے تھے۔ ویسے پوائنٹ پر اور لارڈ ڈکسن کے سپیشل ایریا میں کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا۔ میں نے موگی سے ان افراد کی تصویریں حاصل کیں اور پھر چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ یہ تینوں افراد چارٹرڈ طیارے کے ذریعے راماسو گئے ہیں اور پھر راماسو سے یہ ایک اور چارٹرڈ طیارے سے ولنگٹن چلے گئے ہیں"۔ راڈرک نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" یہ نتھنے کاٹنے والی واردات تو بتاتی ہے کہ یہ کارروائی ان لوگوں کی ہے جنہیں کارسانا سے اٹھایا گیا تھا"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

" یس سر۔ ویسے یہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ نتھنے کاٹ کر لاشعوری طور پر معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ تمام کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے"...... راڈرک نے جواب دیا۔

" لارڈ ڈکسن کو کیا ضرورت تھی انہیں کارسانا سے الباما لے جانے کی۔ انہیں وہیں کارسانا میں ہی گولی مار دینی چاہئے تھی"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

" یس سر"...... راڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمام معاملات کو تم خود کنٹرول کرو۔ جب تک ہیڈ کوارٹر سے تمہیں مزید احکامات نہ مل جائیں"...... لارڈ انتھونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

" پاکیشیائی ایجنٹ تو اسرائیل میں کام کر رہے تھے۔ وہ کارسانا اور الباما کہاں سے پہنچ گئے"...... لارڈ انتھونی نے چونک کر کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" کرنل اسمتھ سے بات کراؤ۔ فوراً"...... لارڈ انتھونی نے کہا اور

ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بجی تو لارڈ انتھونی نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"کرنل اسمتھ فون پر ہیں جناب"...... دوسری طرف مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... لارڈ انتھونی نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"چیف باس۔ میں کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل اسمتھ تمہاری طرف سے رپورٹ ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر کیا ہوا۔ تم نے مزید کوئی رپورٹ ہی نہیں دی"...... لارڈ انتھونی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہ لوگ جن کی تعداد پانچ تھی۔ صحرائے سینا کے شہر عاکیہ سے اسرائیل کے سرحدی شہر قاصر میں داخل ہوئے۔ پھر یہ قاصر سے شتران اور شتران سے بابین آنے کے لئے ایک قدیم اور متروک سڑک پر روانہ ہو گئے۔ میں نے ان کے خاتمہ کے لئے بابین میں پکٹنگ کر لی لیکن یہ لوگ بابین نہ پہنچے تو میں نے چیکنگ کرائی تو مجھے اطلاع ملی کہ یہ لوگ شتران سے پہلے آنے والے نخلستان لیمور تک پہنچے تھے لیکن اس کے بعد ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ میں نے لیمور کے سردار سے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ یہ لوگ اس

سے فالتو پیٹرول لے کر خوفناک صحرا میں سے گزر کر تمالا کے لئے روانہ ہوئے ہیں اور یہ صحرا ایسا ہے کہ اسے کسی صورت بھی کراس نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس اطلاع پر میں نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے صحرا کو چیک کرایا۔ لیکن صحرا میں نہ ان کا کہیں وجود ہے اور نہ ہی ان کی جیپ کا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ صحرا میں کہیں بھٹک کر ہلاک ہو گئے ہیں اور طوفانی ہوا کی وجہ سے ان کی لاشیں جیپ سمیت ریت میں دفن ہو چکی ہیں"...... کرنل اسمتھ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کب یہ چیکنگ کرائی ہے"...... لارڈ انتھونی نے پوچھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہیلی کاپٹر چیک کر کے واپس آیا ہے جناب"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

"لیکن یہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ اس لئے تم ان کی مزید چیکنگ کراؤ"...... لارڈ انتھونی نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

"لیبارٹری کی طرف سے تو کوئی رپورٹ نہیں ملی تمہیں"۔ لارڈ انتھونی نے پوچھا۔

"لیبارٹری کے سامنے عمارت میں میرے آدمی موجود ہیں جناب اور لیبارٹری سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ وہاں سب اوکے ہے"...... کرنل اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ہوشیار رہنا۔ اوکے"...... لارڈ انتھونی نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے
تھے۔ البتہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کال کر کے انہیں لارڈ
ڈکسن کی خبر دے دے تاکہ اس سلسلے میں میٹنگ کال کر کے لارڈ
ڈکسن کی جگہ کسی کو تعینات کیا جا سکے۔ ویسے اس کے ساتھ ساتھ
اب وہ سوچ رہا تھا کہ میٹنگ میں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
خاتمے کے لئے بھرپور وار کرنے کی تجویز بھی رکھے گا۔

کرنل ڈیوڈا انتہائی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔
میجر گراز جب سے شتران گیا تھا اس کے بعد اس کی کال نہ آئی تھی
حالانکہ میجر گراز کو شتران پہنچے ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ کئی
بار اس کا دل چاہا کہ وہ میجر گراز کو کال کرے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر
خاموش ہو جاتا کہ اس کا اپنے اسسٹنٹ کو خود فون کرنا اس کے
سٹیٹس کے خلاف ہے۔ کرنل ڈیوڈا ایسی باتوں کا خاص خیال رکھا
کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود بار بار دل چاہنے کے اس نے میجر
گراز کو خود فون نہیں کیا تھا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس
کی بے چینی بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ جس وقت میجر گراز شتران گیا
تھا تو اس وقت شام تھی اور اب ساری رات تقریباً گزر چکی تھی جبکہ
قاصر سے شتران تک کا فاصلہ اس کے خیال کے مطابق صرف چند
گھنٹوں کا ہی تھا۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر بھی خاموش ہو جاتا کہ شاید

عمران اور اس کے ساتھیوں نے رات کو سفر کرنے کی بجائے راستے میں کہیں پڑاؤ کر لیا ہو گا۔ اسی بے چینی اور کال کے انتظار میں وہ سو بھی نہ سکا تھا اور اب اسے بے چینی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آنے لگ گیا تھا اور پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس " ...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" میجر گراز بول رہا ہوں چیف " ...... دوسری طرف سے میجر گراز کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" تم اب بول رہے ہو۔ ساری رات گزر گئی اور تم نہیں بولے ۔ کیوں ۔ بولو جواب دو۔ کیوں نہیں بولے " ...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" سر۔ مشن کا کچھ نتیجہ نکلتا تو میں آپ کو کال کرتا۔ کیونکہ یہ بھی پروٹوکول کا تقاضہ ہے جناب کہ اعلیٰ افسروں کو رپورٹ حتمی دی جائے سر " ...... دوسری طرف سے میجر گراز نے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی اور اس کے چہرے کے اعصاب کی کشیدگی میجر گراز کے اس جواب سے نرمی میں تبدیل ہونے لگ گئی۔

" ٹھیک ہے ۔ بولو کیا ہوا ہے ۔ مارے گئے یہ شیطان " ۔ کرنل ڈیوڈ نے اس بار نرم سے لہجے میں کہا۔

" وہ غائب ہو گئے ہیں چیف " ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو

چند لمحوں تک تو کرنل ڈیوڈ کو سمجھ ہی نہ آئی کہ میجر گراز کیا کہہ رہا ہے۔

" غائب ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا وہ جن تھے، بھوت تھے ۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ غائب ہو گئے ہیں " ...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

" چیف۔ ہم نے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ سڑک سے گزرنے والی کوئی بھی جیپ کسی بھی صورت ہماری نگاہوں سے نہیں چھپ سکتی تھی لیکن مسلسل چیکنگ اور انتظار کے باوجود ہماری مطلوبہ جیپ تو ایک طرف سرے سے کوئی جیپ ہی نہیں گزری تو ہم بے حد پریشان ہو گئے ۔ ہم نے یہی سمجھا کہ ان لوگوں نے اس متروک راستے پر رات کے وقت سفر کرنے کی بجائے راستے میں کہیں پڑاؤ کر لیا ہے ۔ لیکن پھر اچانک صبح کے وقت تمالا کی طرف سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا اور وہ اس سڑک پر پرواز کرتا ہوا قاصر کی طرف چلا گیا۔ ہم نے زیادہ خیال نہیں کیا۔ پھر صبح کے قریب واپس وہ ہیلی کاپٹر تمالا کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ٹرانسمیٹر کال ہمارے آلات نے کیچ کر لی اور اس کال کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ اس ہیلی کاپٹر کا تعلق سارج ایجنسی سے ہے ۔ پائلٹ کیپٹن جیکب کسی کرنل اسمتھ سے بات کر رہا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کو بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش تھی۔ کال کے ذریعے کرنل اسمتھ کو بتایا گیا کہ انہوں نے سڑک کے ذریعے قاصر تک چیکنگ کی لیکن

پاکیشیائی ایجنٹوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ جب کوئی جیپ سفر کرتی
ہوئی نظر نہ آئی تو انہوں نے واپسی پر شتران سے پہلے آنے والے ایک
نخلستان لیمور میں ہیلی کاپٹر اتارا اور وہاں پوچھ گچھ کی تو نخلستان کے
سردار عتبہ نے انہیں بتایا کہ رات کے پہلے پہر ایک بڑی جیپ قاصر
کی طرف سے لیمور نخلستان آئی تھی اس میں پانچ افراد سوار تھے۔
انہوں نے سردار عتبہ کو بھاری رقم دے کر اس سے پٹرول کے فالتو
کین اور پانی کے کین خریدے اور پھر یہ جیپ واپس سڑک پر جانے
کی بجائے اس خوفناک صحرا میں چلی گئی جو قاصر سے تمالا کے درمیان
ہے اور ناقابل عبور ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس صحرا میں کہیں کوئی
نخلستان ہے نہ پانی۔ سردار عتبہ کے بقول اس کے پوچھنے پر جیپ
والوں نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس صحرا میں ایک سائنسی تجربہ کرنے
جا رہے ہیں اور ابھی ایک دو گھنٹے بعد واپس آجائیں گے لیکن پھر ان
کی واپسی نہیں ہوئی۔ پھر ہیلی کاپٹر نے لیمور نخلستان سے تمالا تک
پھیلے ہوئے اس پورے صحرا کو چھان مارا لیکن نہ ہی انہیں کوئی
جیپ نظر آئی اور نہ ہی کوئی انسان۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ کے مطابق یقیناً
جیپ اور افراد صحرائی طوفان کی نذر ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں
جیپ سمیت ریت میں دفن ہو چکی ہیں"...... میجر گراز نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ یہ شیطان اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔ اوہ۔
ویری بیڈ۔ تو انہوں نے یہی راستہ اختیار کیا تمالا پہنچنے کے لئے۔

ویری بیڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے انداز میں چیخ کر کہا۔

"لیکن وہ تمالا نہیں پہنچے چیف"...... میجر گراز نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم نے پورے تمالا شہر کو چیک کیا
ہے نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ اگر وہ تمالا پہنچتے تو لامحالہ کرنل اسمتھ کے آدمی
اسے اطلاع دے چکے ہوتے۔ ہمیں تو آپ نے خود منع کیا تھا کہ ہم
نے تمالا میں داخل نہیں ہونا"...... میجر گراز نے مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

"ہاں۔ تمالا میں ٹاسک سارج ایجنسی کو دیا گیا ہے جبکہ ہم نے
ان شیطانوں کو تمالا پہنچنے سے پہلے ہلاک کرنا ہے لیکن اب کیا کیا
جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اسے سمجھ
نہیں آ رہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔

"اب جیسے آپ کا حکم ہو چیف"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
میجر گراز نے کہا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے تمالا میں کارروائی کی تو
حکومت ہمارے گلے پڑ جائے گی اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ
شیطان اس سارج یا کرنل اسمتھ کے بس کا روگ نہیں ہیں"۔ کرنل
ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اگر آپ خود تمالا میں کوئی کارروائی کریں تب ہی یہ
پاکیشیائی ایجنٹ ختم ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ کیونکہ آپ جیسی

ذہانت کرنل اسمتھ تو کیا کسی کے پاس نہیں ہے"۔ میجر گراز نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ تم وہیں رہو۔ میں تمہیں دوبارہ احکامات دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کال کے دوران ہی وہ اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"اب صدر صاحب سے کیسے بات کی جائے۔ اس وقت تو ویسے بھی وہ نہیں ملیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ مجھے کم از کم اس لیبارٹری کا خیال رکھنا ہوگا۔ یہ میرا قومی فریضہ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میجر گراز بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے میجر گراز کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے ماتحت کو فون کرتے ہوئے بھی اپنے نام کے ساتھ پورا عہدہ دوہرایا۔

"یس چیف۔ حکم"...... میجر گراز کی آواز یکلخت بے حد مؤدبانہ ہو گئی۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمالا میں سائنسی لیبارٹری کہاں ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ ساؤتھ روڈ پر ٹوائے فیکٹری کے نیچے ہے چیف"۔ میجر گراز نے جواب دیا۔

"تم اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچو۔ لیکن تم نے وہاں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ صرف نگرانی کرنی ہے۔ البتہ اگر لیبارٹری کو کوئی خطرہ ہو تو تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف ایکشن لینا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن وہاں سارج والے بھی ہوں گے اور وہ نگرانی کر رہے ہوں گے چیف۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے"...... میجر گراز نے کہا۔

"تم نے ان کے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کرنی اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہے۔ تمہارا کام صرف لیبارٹری کی نگرانی ہے۔ ہاں اگر پاکیشیائی ایجنٹ وہاں حملہ کریں تو پھر تم نے ایکشن میں آنا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... میجر گراز نے جواب دیا۔

"میں اب واپس تل ابیب جا رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے ٹرانسمیٹر پر فوری رپورٹ دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے نقطہ نظر سے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے آرکن روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صدیقی اور عقبی سیٹ پر نعمانی، خاور اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے ۔ یہ کار ایک پارکنگ سے اڑائی گئی تھی جبکہ جیپ جس میں انہوں نے صحرا کراس کیا تھا وہ لیبارٹری کے قریب ایک پارکنگ میں ہی موجود تھی۔ عمران اپنے ساتھ خاور اور چوہان کو لے کر مارٹن کے بتائے ہوئے سٹور روم کے خفیہ راستے سے سٹور روم میں پہنچ گیا تھا۔ چونکہ ٹوائے فیکٹری بند تھی۔ اس لئے وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران اپنے ساتھ زیرو فکسر نامی آلہ بھی لے گیا تھا تاکہ اگر سٹور روم یا لیبارٹری کے راستے میں کوئی سائنسی آلہ نصب ہو تو اسے زیرو کیا جا سکے ۔ ہاشم کو وہ صدیقی اور نعمانی کے ساتھ پارکنگ میں ہی چھوڑ گئے

تھے ۔ چونکہ یہ راستہ ٹوائے فیکٹری کی عقبی طرف تھا۔ جبکہ سارج کے آدمی صرف فرنٹ کی طرف سامنے عمارتوں میں بیٹھے نگرانی کر رہے تھے ۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی نے چیک نہیں کیا اور وہ لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ۔ پھر عمران نے آسانی سے مطلوبہ فارمولا بھی حاصل کر لیا اور پھر تمام سائنسدانوں کو ہلاک کر کے اور مشینری تباہ کرنے کے بعد وہاں انتہائی طاقتور وائرلیس بم نصب کر دیا اور اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی خاموشی کے ساتھ اسی راستے کے ذریعے لیبارٹری سے باہر آ کر پارکنگ میں پہنچ گئے لیکن وہاں ہاشم موجود نہ تھا۔ عمران کے پوچھنے پر صدیقی نے بتایا کہ ہاشم ابھی آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا اور چونکہ عمران نے اس پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا اس لئے صدیقی نے اسے جانے دیا اور پھر ہاشم واپس بھی آ گیا اور اس نے بتایا کہ اسے دور سے ایک ہیلی کاپٹر جاتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اس لئے وہ اسے چیک کرنے کے لئے صحرا کی طرف گیا تھا اور پھر اس نے وہاں صحرا پر ہیلی کاپٹر کو چکراتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے اس ہیلی کاپٹر کو واپس ساؤتھ روڈ کی طرف جاتے دیکھا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ کرنل اسمتھ کو کسی طرح اطلاع مل چکی ہے کہ وہ جیپ کے ذریعے تمالا میں داخل ہو گئے ہیں اور اب وہ اس جیپ کو ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اس لئے عمران نے جیپ کو وہیں چھوڑ کر ایک اور پارکنگ سے یہ سیاہ رنگ کی کار اڑائی اور اس میں سوار ہو کر وہ اب آرکن روڈ

کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ آرکن روڈ اور اس عمارت کے بارے میں تفصیل معلوم کر کے عمران نے ہاشم کو مزید کچھ رقم دے کر رخصت کر دیا اور اب وہ اس سیاہ رنگ کی کار میں سوار آرکن روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں آرکن روڈ پہنچنے میں تقریباً پینتالیس منٹ لگ گئے۔ عمران نے کار ایک پارکنگ میں روک دی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آئے۔ کار کی ڈگی میں ان کے بیگ موجود تھے جو سیاحوں کے مخصوص بیگوں کی شکل کے تھے۔ سوائے عمران کے باقی ساتھیوں نے بیگز کو اپنی پشت پر مخصوص انداز میں باندھ لیا۔ جس عمارت کے بارے میں ہاشم نے انہیں بتایا تھا وہ عمارت کچھ فاصلے پر موجود تھی۔ یہ ایک خاصی وسیع عمارت تھی جس کی دیواریں عام دیواروں سے کچھ زیادہ ہی بلند تھیں۔ عمارت کا جہازی سائز کا پھاٹک بند تھا اور پھاٹک کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو باوردی افراد موجود تھے۔

"ہمیں گٹروں کی چیکنگ کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس طرح اکٹھے ہم نظروں میں آسکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بکھر کر رہنا چاہئے"...... صدیقی نے کہا۔

"میرے خیال میں گٹر لائن عمارت کی عقبی طرف ہے۔ آپ لوگ ادھر ادھر ہو جائیں۔ میں چیک کرتا ہوں"...... خاور نے کہا۔

"ہم سب علیحدہ علیحدہ ہو کر ٹہلتے ہوئے فاصلہ دے کر عقبی طرف جائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس

طرح اطمینان سے چلتا ہوا ایک سمت کی طرف بڑھنے لگا جیسے صرف گھومنے پھرنے کے لئے ہی گھر سے نکلا ہو۔ کافی لمبا فاصلہ کاٹ کر عمران اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گیا۔ عمارت کی عقبی طرف ایک سڑک تھی اور سڑک کی دوسری طرف بھی خاصی بڑی عمارتیں موجود تھیں۔ البتہ ان کی مطلوبہ عمارت کے عقبی کونے میں باقاعدہ ایک برآمدہ سا بنا ہوا تھا جس کا شیڈ باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس شیڈ کے اندر کوڑے کے دو بڑے بڑے ڈرم موجود تھے۔ عمران اس شیڈ کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق ان ڈرمز کے عقب میں گٹر لائن کا ڈھکن موجود تھا۔ یہ ہر لحاظ سے آئیڈیل جگہ تھی کیونکہ اوٹ میں ہونے کی وجہ سے سڑک سے گزرنے والا کوئی بھی آدمی انہیں چیک نہ کر سکتا تھا۔ عمران نے شیڈ سے باہر آکر ہاتھ لہرا کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی وہاں پہنچ گئے۔ نعمانی اور چوہان نے مل کر پورا زور لگا کر ڈھکن اٹھا کر ایک طرف رکھا۔ نیچے لوہے کی سیڑھی جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈھکن ہٹانے کے بعد ایک طرف ڈرموں کی اوٹ میں رکے رہے تاکہ گٹر کے اندر موجود زہریلی ہوا باہر نکل جائے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد عمران، صدیقی کے بیگ میں موجود طاقتور ٹارچ اور زیرو فکسر لے کر سیڑھی اتر کر نیچے گٹر میں پہنچ گیا۔ گٹر کافی بڑا تھا۔ پانی کی معمولی سی مقدار گٹر کے درمیان میں بہتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ عمران نے ٹارچ کی مدد سے پورے گٹر کو چیک کیا

لیکن اسے وہاں کوئی ایسا آلہ نظر نہ آیا جسے وہ حفاظتی آلہ سمجھ سکتا۔ عمران نے ٹارچ کے مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو نیچے آنے کا اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ چاروں نیچے پہنچ گئے۔ عمران نے ہاتھ میں موجود زیرو فکسر کو آن کر دیا تو اس پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا جس کا مطلب تھا کہ اس فکسر کے سو گز کی رینج میں کوئی سائنسی آلہ موجود نہیں ہے اور اگر موجود ہے تو وہ آف ہو چکا ہے ورنہ دوسری صورت میں سرخ رنگ کا بلب جل اٹھتا۔ عمران بڑے احتیاط بھرے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اسے دراصل خطرہ یہ تھا کہ سارج جو انتہائی جدید آلات استعمال کرتی ہے، نے کہیں اس گٹڑ میں بھی حفاظتی اور چیکنگ آلات نصب نہ کر رکھے ہوں۔ لیکن ایسا کوئی کاشن انہیں نہ مل رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ چونکہ سارج نے اس عمارت کو عارضی طور پر حاصل کیا ہے اس لئے انہوں نے اس پر پوری توجہ نہ دی ہو گی اور صرف بیرونی طرف یا چار دیواری کے متعلق حفاظتی انتظامات کر کے وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں ایک اور مین ہول نظر آیا اور فاصلے کی وجہ سے ہی عمران کو انداز ہو گیا تھا کہ یہ مین ہول عمارت کے اندر ہے۔ چنانچہ اس نے ٹارچ بجھا دی اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا۔ زیرو فکسر اور ٹارچ اس نے صدیقی کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ اس نے ڈھکن کے نیچے دونوں ہاتھ جمائے اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے ڈھکن اٹھتا چلا گیا اور روشنی اور تازہ ہوا کا جیسے سیلابی ریلا اندر داخل

ہوا۔ عمران نے آہستہ سے ڈھکن ایک طرف کر کے رکھا اور پھر سیڑھی چڑھ کر اس نے سر اور گردن باہر نکالی۔ یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔ سائیڈ پر ایک چوڑی راہداری فرنٹ کی طرف جا رہی تھی۔ عمران نے دونوں ہاتھ سائیڈوں پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر باہر آ چکا تھا۔

"آ جاؤ"...... عمران نے جھک کر کہا اور پھر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ اچانک اسے قدموں کی تیز آوازیں اس چوڑی راہداری کی طرف سے آتی سنائی دیں۔ شاید ڈھکن اٹھنے یا رکھنے کی ہلکی سی آواز بھی فرنٹ تک پہنچ گئی تھی۔ اب اسے اپنے ساتھیوں کو روکنے کا وقت نہ تھا۔ اس لئے عمران بجلی کی سی تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا راہداری کی سائیڈ میں عمارت کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والے قدموں کی آوازوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ آنے والے دو افراد ہیں۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ دوسرے لمحے جیسے ہی ایک مسلح آدمی راہداری سے آگے بڑھا۔ عمران نے ٹانگ آگے کر دی اور تیزی سے آگے بڑھتا ہوا آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور پہلے آدمی کے پیچھے آنے والا دوسرا آدمی بھی چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمارت کی چھت سے ہلکے سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس دوران عمران کے دو ساتھی اوپر آ چکے تھے اور انہوں نے منہ کے بل نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے

ہوئے آدمی کو چھاپ لیا جبکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر پشت کے بل نیچے گر کر کروٹ بدل کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے آدمی کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو پوری قوت سے ماری۔ اسی لمحے راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران کے سارے ساتھی اب باہر آچکے تھے۔

"خاور اور چوہان پائپ کے ذریعے چھت پر چڑھ کر فرنٹ کو کور کرو"...... عمران نے سانپ کے سرسرانے جیسی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر نیچے گرنے والے آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن جھپٹی اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر راہداری کے ساتھ عمارت کی دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران یکلخت تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے دو مسلح افراد فائرنگ کی زد میں آکر چیختے ہوئے نیچے گرے تو عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ صدیقی اس کے عقب میں آ رہا تھا۔ اچانک عمران کے کانوں میں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"صدیقی واپس جاؤ۔ میرے خیال میں راہداری کی دوسری طرف بھی راہداری ہے اور کچھ لوگ ادھر سے عقبی طرف پہنچ رہے ہیں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صدیقی تیزی سے مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا واپس چلا گیا جبکہ عمران آگے بڑھ کر چند لمحے راہداری کے

آخری حصے میں رکا رہا۔ پھر تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ بے حد چوکنا نظر آ رہا تھا۔ سامنے وسیع صحن تھا جس کے ایک کونے میں ایک بڑا ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ عمران کی آنکھیں سرچ لائٹس کی طرح چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں کہ یکلخت عمران کو عقبی طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عقب میں کوئی خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہو۔ عمران بے چین ہو کر واپس مڑا ہی تھا کہ فائرنگ بند ہو گئی۔ اسی لمحے اسے برآمدے کی سیڑھیاں اترتے خاور اور چوہان نظر آگئے۔

"اندر کی چیکنگ کرو۔ میں صدیقی کو چیک کر لوں"...... عمران نے جو ستون کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ سامنے آتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

"میں آگیا ہوں عمران صاحب۔ وہ تین افراد تھے۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں"...... صدیقی کی آواز عمران کے عقب سے سنائی دی۔

"نعمانی کہاں ہے"...... عمران نے یکلخت چونک کر پوچھا۔

"وہ عقبی طرف موجود ہے۔ میں نے اسے وہیں ٹھہرنے کے لئے کہا ہے"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"خاور اور چوہان تم دونوں فرنٹ میں رکو گے۔ میں اور صدیقی عمارت کی تلاشی لیں گے"...... عمران نے کہا تو خاور اور چوہان تیزی سے صحن کی طرف آنے لگے جبکہ عمران اور صدیقی وسیع و عریض عمارت میں داخل ہو گئے۔

" عمران صاحب۔ یہ تو عام سے لوگ تھے۔ ان کا چیف کرنل اسمتھ کہاں ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"یہی بات مجھے پریشان کر رہی ہے۔ پورچ میں کار بھی موجود ہے اور ہیلی کاپٹر بھی صحن میں کھڑا ہے۔ اس لحاظ سے تو اسے عمارت کے اندر ہی ہونا چاہئے تھا لیکن اتنی فائرنگ کے باوجود وہ کہیں نظر نہیں آیا"...... عمران نے جواب دیا۔

" نظر نہیں آیا۔ کیا آپ اسے پہچانتے ہیں"...... صدیقی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ لیکن عام کارندوں کی نسبت ان کے چیف کا انداز یکسر مختلف ہوتا ہے جیسے تمہارا انداز"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ۔ تو یہاں ساؤنڈ پروف کمرے بھی موجود ہیں"...... عمران نے اچانک ایک بند دروازے کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ اسے ابھی حال ہی میں باقاعدہ ساؤنڈ پروف بنوایا گیا ہے"...... صدیقی نے دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے پر لات ماری اور بھاری دروازہ جیسے ہی کھلا عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے صدیقی تھا۔ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اور بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا فون سننے میں مصروف تھا۔ اچانک دروازہ

کھلنے اور عمران اور اس کے پیچھے صدیقی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس آدمی کے ہاتھ سے بے اختیار فون کا رسیور گر گیا اور اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران جس تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اس سے زیادہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے ہاتھ میں موجود مشین گن کو پلک جھپکنے میں نال سے پکڑ کر اس کا دستہ پوری قوت سے اس آدمی کی کنپٹی پر مار دیا تھا اور ریوالونگ کرسی سمیت اس آدمی نے ایک زوردار جھٹکا پیچھے کی طرف کھایا اور پھر جیسے ہی ردعمل کے طور پر اس کا جسم آگے کی طرف آیا۔ عمران نے دوسرا وار کیا۔ اس بار اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا جسم وہیں کرسی پر ہی ڈھیلا پڑ گیا۔

" میرے خیال میں یہی کرنل اسمتھ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ہاں۔ اسے اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ میں یہاں کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید کوئی مطلب کی چیز مل جائے"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ فائرنگ کی آوازیں دور دور تک سنی گئی ہوں گی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ کسی بھی وقت یہاں پولیس یا سارج کا ریڈ ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم اسے اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں لے چلو اور اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لو۔ میں آ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" اسے ہلاک نہ کر دیا جائے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ اس سے دو چار باتیں کر کے پھر سوچیں گے"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور کرنل اسمتھ کا جسم کاندھے پر ڈال کر ایک لحاظ سے وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ عمران نے پہلے تو میز کی درازیں کھول کر دیکھیں اور پھر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کو کھولا اور تھوڑی دیر بعد صرف اپنے تجربے کی بنیاد پر وہ اس الماری کا ایک خفیہ خانہ برآمد کر چکا تھا۔ اس خانے میں ایک فائل موجود تھی۔ عمران نے اسے اٹھا کر ایک نظر دیکھا تو اس کے چہرے پر چمک سی لہرا گئی۔ اس نے فائل موڑ کر کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لی اور پھر دوڑتا ہوا اس ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ کرنل اسمتھ ابھی تک بے ہوش تھا اور اسے ایک سیٹ پر بٹھایا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے بیلٹ سے باندھ دیئے گئے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر صدیقی تھا۔

"تم پیچھے آجاؤ البتہ اس کرنل اسمتھ کو آگے لے آؤ تاکہ یہ نیچے اور ادھر ادھر آسانی سے دیکھ سکے"...... عمران نے کہا تو اس کی ہدایت پر فوری عمل کر دیا گیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے ناراک کی ٹریفک سے پرہجوم سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ گو سڑکوں پر گاڑیوں کی بھرمار تھی لیکن یہاں چونکہ ٹریفک کا نظام انتہائی سخت تھا۔ اس لئے یہاں شاذونادر ہی ٹریفک جام ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں کسی آدمی کو قتل کر دینے سے زیادہ بھیانک جرم ٹریفک کے قانون کی خلاف ورزی کرنا سمجھا جاتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر، سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تینوں چونکہ ایکریمین میک اپ میں تھے اس لئے ظاہر ہے وہ ناراک کے مقامی افراد میں شامل تھے۔ جولیا، صفدر اور تنویر تینوں الباما میں لارڈ ڈکسن کا خاتمہ کرنے کے بعد چارٹرڈ طیارے سے سفر کرتے ہوئے سیدھے ناراک پہنچے تھے اور پھر ایک پبلک فون کے ذریعے جولیا نے ناراک سے

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کلارک سے رابطہ کیا اور
کلارک کی مدد سے وہ ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے
جس میں کار کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے لباس اور میک اپ کا سامان
اور ضرور اسلحہ بھی موجود تھا۔ جولیا نے کوٹھی میں پہنچ کر چیف سے
رابطہ کیا اور اسے لارڈ ڈکسن کی ہلاکت اور اس سے ملنے والی معلومات
کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ اس وقت ناراک میں موجود ہیں تو
چیف نے انہیں بتایا کہ چونکہ ابھی عمران اپنے ساتھیوں سمیت
اسرائیل میں مصروف ہے اس لئے اس کی واپسی تک وہ مزید کوئی
اقدام نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ چیف نے انہیں ہدایت کی کہ وہ یہاں
لارڈ انتھونی کو ٹریس کریں تاکہ اس سے لارڈ ڈکسن سے ملنے والی
معلومات کو بھی کنفرم کیا جا سکے اور بورڈ آف گورنرز کے اس چیئرمین
کا خاتمہ کر کے سارج کو ایسا جھٹکا دیا جا سکے جس سے اسے پاکیشیا
سیکرٹ سروس کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہو سکے اور پھر کلارک کی
مدد سے ہی انہوں نے لارڈ انتھونی کو آسانی سے ٹریس کر لیا۔ لارڈ
انتھونی کی رہائش گاہ ناراک کے شمالی مضافات میں واقع ایک جدید
رہائشی کالونی کلاسکا ویو میں تھی۔ لارڈ انتھونی کا وڈز فرنیچر کا بزنس تھا
اور وہ اس بزنس کو انتہائی اعلیٰ سطح پر لے گیا تھا۔ اس کے فرنیچر کے
باقاعدہ کارخانے اور ایکریمیا کے بڑے بڑے شہروں میں شوروم تھے۔
لیکن لارڈ انتھونی خود اس بزنس سے براہ راست متعلق نہ تھا۔ سارا
کام اس کے مینجرز سرانجام دیتے تھے۔ البتہ لارڈ انتھونی بے شمار فلاحی

اداروں کا چیئرمین اور سرپرست تھا اور ویسے بھی کسی بھی ایمرجنسی کی
صورت میں وہ دل کھول کر لوگوں اور اداروں کی امداد کرتا تھا اس
لئے پورے ایکریمیا میں اس کی بے حد عزت کی جاتی تھی۔ اس کی
انہی خدمات کے عوض اسے ایکریمین کانگرس کا اعزازی ممبر بھی بنایا
گیا تھا اور گریٹ لینڈ نے اس کی انہی خدمات کے عوض اسے لارڈ کا
خطاب دیا ہوا تھا جبکہ وہ موروثی طور پر لارڈ نہ تھا لیکن اس کی یہ
عادت بے حد مشہور تھی کہ وہ کسی چھوٹے یا بڑے فنکشن میں
شریک نہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی چھوٹے یا بڑے سے ملاقات کرتا تھا
البتہ چند غیر معمولی مواقع پر وہ پبلک میڈیا کے سامنے آتا تھا۔ گو اس
کا نام خاصا مشہور تھا لیکن اس کی ذات کے بارے میں بہت کم لوگ
واقف تھے۔ کلاسکا ویو کالونی میں اس کی محل نما شاندار کوٹھی کا نام
لارڈ انتھونی پیلس تھا اور وہ کوٹھی خاصے وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی
تھی۔

"مس جولیا۔ کیا لارڈ انتھونی ہم سے ملنے پر تیار ہو جائے گا"۔
اچانک صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کے متعلق بتایا تو یہی گیا ہے کہ وہ کسی سے نہیں ملتا"۔
جولیا نے جواب دیا۔

"تو پھر ہم وہاں کس لئے جا رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم اس کی رہائش گاہ کا اچھی طرح جائزہ لے
لیں اور پھر اس جائزے کو مدنظر رکھ کر اس کے اندر داخل ہونے اور

اس تک پہنچنے کا کوئی پلان مرتب کریں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پلان بنانے کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ لارڈ ڈکسن کی موت کے بعد پوری سارج تنظیم ہمیں ٹریس کرنے میں لگی ہوئی ہو گی اور یہ بات وہ آسانی سے معلوم کر لیں گے کہ ہم الباما سے ناراک پہنچ چکے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے یہاں آکر میک اپ تبدیل کر لئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں ٹریس کیا جا سکتا ہے اس لئے اگر کام کرنا ہے تو پھر کام کرنا ہے۔ پلاننگ بنانے کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس"...... تنویر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تنویر درست کہہ رہا ہے مس جولیا۔ ہمارے پاس واقعی وقت نہیں ہے اور سارج انتہائی منظم اور باوسائل تنظیم ہے"...... صفدر نے فوراً ہی تنویر کی حمایت کر دی۔

" تمہارا مطلب ہے کہ ہم میزائل فائر کرتے ہوئے عمارت میں گھس جائیں۔ اس صورت میں تو یہاں کی پولیس ہمیں چند قدم بھی نہ اٹھانے دے گی۔ ناراک کی پولیس کے بارے میں تو جانتے ہی ہو تم۔ پلاننگ تو بہرحال بنانا ہی پڑے گی ورنہ یہ تو صریحاً خودکشی ہو گی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرا یہ مقصد نہیں ہے جو تم نے سمجھا ہے۔ ہمیں بہرحال جلد از جلد اپنا کام مکمل کرنا ہے اور بس"...... تنویر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کلاسکاویو کالونی کی حدود میں داخل ہو گئے۔ یہ امراء

کی کالونی تھی۔ یہاں ہر کوٹھی کا رقبہ ایکڑوں پر مشتمل تھا اور ہر کوٹھی کی جدید طرز تعمیر اور اس کی شان و شوکت دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لارڈ انتھونی پیلس کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور لارڈ انتھونی پیلس واقعی انتہائی شاندار محل تھا اور اس کے چاروں طرف چوڑی سڑکیں تھیں۔ محل کی چار دیواری کسی قلعے کی فصیل کی طرح بہت اونچی تھی اور چار دیواری پر ایسی حفاظتی تار نظر آ رہی تھی جس میں سے بجلی کی طاقتور رو گزر رہی تھی۔ تنویر نے لارڈ انتھونی پیلس سے کچھ فاصلے پر بنی ہوئی ایک پارکنگ میں کار روک دی اور پھر وہ تینوں ہی کار سے نیچے اتر آئے۔ ان کی نظریں مسلسل کوٹھی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

" یہ تو پورا قلعہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

" اور یقیناً اس کی گرڈ لائن میں بھی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

" اندر مسلح افراد کی پوری فوج ہو گی لیکن سوائے پھاٹک کے ذریعے اندر جانے کے اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

" اور محافظوں کی فوج کسی صورت بھی ہمیں لارڈ انتھونی تک نہیں پہنچنے دے گی"...... صفدر نے کہا۔

" جو کچھ بھی ہو بہرحال ہم نے اندر جانا تو ہے۔ میں جا رہا ہوں ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھہرو تنویر۔ میرے ذہن میں ایک پلان آ رہا ہے۔ اوکے۔ ٹھیک ہے آؤ"...... جولیا نے کہا۔

"اسلحہ تو کار میں ہے۔ وہ تو لے لیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم اسلحہ کار میں ہی رہنے دیں گے۔ اور سنو۔ میں اٹالین پرنسز سوسن ہوں۔ تنویر میرا باڈی گارڈ اور صفدر تم میرے سیکرٹری ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ پرنسز سوسن کون ہے"...... تنویر اور صفدر دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک فرضی نام ہے آؤ۔ ہم کم از کم اندر تو داخل ہو جائیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن پرنسز پیدل تو چل کر وہاں نہیں جا سکتیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم کار میں جائیں گے۔ آؤ"...... جولیا نے کہا اور دوبارہ کار میں بیٹھ گئی تو تنویر اور صفدر بھی کار میں بیٹھ گئے اور پھر چند لمحوں بعد کار لارڈ انتھونی پیلس کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی اور صفدر جو اب سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ جولیا اب عقبی سیٹ پر موجود تھی۔

"جو دل میں آئے بول دینا"...... جولیا نے صفدر سے کہا جو کال بیل کا بٹن پریس کرنے جا رہا تھا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کون ہے باہر"...... صفدر کے کال بیل کا بٹن پریس کرتے ہی

کال بیل کے بٹن کے نیچے موجود گیٹ فون کے سپیکر سے ایک تیز اور سخت آواز سنائی دی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ کون ہو تم جو معزز مہمانوں سے اس انداز میں پوچھ رہے ہو نانسنس۔ میرا نام پیٹر ہے اور میں اٹالین پرنسز سوسن کا سیکرٹری ہوں۔ پرنسز سوسن جو لارڈ صاحب کی معزز مہمان ہیں"...... صفدر نے دوسری طرف سے بولنے والے آدمی سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"میں سیکرٹری ٹو لارڈ کو اطلاع دیتا ہوں"...... اس بار دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں مرفی سیکرٹری ٹو لارڈ بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیا مجھے دوبارہ تعارف کرانا پڑے گا۔ میں پیٹر ہوں۔ اٹالین پرنسز سوسن کا سیکرٹری۔ پرنسز سوسن کی لارڈ صاحب سے ملاقات طے ہے اور ہم اس طے شدہ ملاقات کی بنا پر آئے ہیں اور آپ ہیں کہ باہر آنے اور پرنسز کا استقبال کرنے کی بجائے اندر بیٹھے بار بار تعارف پوچھ رہے ہیں"...... صفدر کا لہجہ سخت ہوتا چلا گیا۔

"سوری۔ لارڈ صاحب سے آپ کی یا آپ کی پرنسز کی کوئی ملاقات طے نہیں ہے۔ آپ جا سکتے ہیں"...... اس بار دوسری طرف سے بھی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی اور صفدر اس کا مطلب سمجھ گیا کہ رابطہ ختم کر دیا گیا ہے۔

"میں بات کرتا ہوں"...... تنویر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے کار کی ڈگی کھولی اور اس میں موجود ایک باکس کو کھول کر اس میں سے ایک مشین گن اٹھالی اور ساتھ ہی ایک میزائل گن نکال کر باکس بند کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈگی بھی ایک جھٹکے سے بند کر دی۔

"کیا کرنا چاہتے ہو تم۔ اس طرح تو ہم پھنس سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کتے کی دم آسانی سے سیدھی نہیں ہوا کرتی"...... تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے میزائل گن کا رخ جہازی سائز کے پھاٹک کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ ٹھہرو"...... صفدر نے اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جہازی سائز کے پھاٹک کا ایک حصہ غائب ہو گیا۔ پھر تو صفدر بھی بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔

"میں اندر جا رہا ہوں۔ تم کار لے کر آجاؤ"...... تنویر نے دوسرا میزائل فائر کرتے ہوئے کہا اور پھر تو جیسے پھاٹک پر قیامت ٹوٹ پڑی اور اس کے پرخچے اڑتے چلے گئے اور تنویر نے میزائل گن بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے لٹکائی اور دوسرے لمحے وہ مشین گن ہاتھ میں لئے دوڑتا ہوا اندر داخل ہو گیا اور پھر تو جیسے اندر قیامت ٹوٹ پڑی۔

صفدر بھی اس دوران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"اب ناراک پولیس ہماری جان کو آجائے گی"...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تنویر نے درست اقدام کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی نہ تھی"...... جولیا نے جواب دیا اور پھر کار ایک سائیڈ پر روک کر وہ کار کے اندر پڑی ہوئی مشین گنیں اٹھا کر بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلے اور پھر وہ تنویر کو عقب سے کور دیتے ہوئے آگے بڑھے مگر تنویر تو پارے کی طرح حرکت میں تھا۔ پھاٹک کے قریب گارڈ روم تھا جس کے باہر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ سامنے برآمدے میں دو آدمی فرش پر پڑے پھڑک رہے تھے جبکہ تنویر اندر عمارت میں غائب ہو چکا تھا اور اندر سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"آپ یہیں رکیں۔ میں اندر جاتا ہوں"...... صفدر نے جولیا سے کہا اور دوسرے لمحے وہ مشین گن اٹھائے اندر کی طرف دوڑتا چلا گیا جبکہ جولیا وہیں ایک ستون کی اوٹ میں رک گئی۔ اسے سب سے زیادہ پریشانی پولیس کی طرف سے تھی کیونکہ لازماً کسی نے فائرنگ اور میزائلوں کے دھماکے سن کر پولیس کو فون کر دیا ہو گا اور پولیس چند لمحوں میں یہاں پہنچ سکتی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی کہ عمارت کے اندر سے تنویر کسی کو کاندھے

پر لادے دوڑتا ہوا باہر آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے صفدر تھا اور پھر ان دونوں نے مل کر انتہائی تیز رفتاری سے اس بے ہوش آدمی کو کار کی عقبی سیٹ کے سامنے کار کے فرش پر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اچھل کر خود بھی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا بھی سچوئیشن کو سمجھتی ہوئی تیزی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جبکہ تنویر نے دوسری طرف کا عقبی دروازہ بند کیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر اچھل کر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو کر کسی لٹو کی طرح تیزی سے گھومی اور پھر ٹوٹے ہوئے پھاٹک سے نکل کر تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"حیرت ہے کہ ابھی تک پولیس نہیں پہنچی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے چیختے ہوئے سائرن سنائی دینے لگے اور تنویر نے تیزی سے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی اور پھر ابھی وہ کچھ ہی آگے بڑھے تھے کہ انہیں اپنے عقب میں سائرن بجاتی دو پولیس کاریں گزرتی سنائی دیں۔ تنویر نے ایک لمبا چکر کاٹ کر کار کا رخ موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کالونی سے نکل کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ اپنی رہائش گاہ کی طرف تھا۔

"واقعی بال بال بچے ہیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پولیس کی گاڑیاں اس کالونی سے کافی دور

تھیں۔ اس لئے انہیں آنے میں دیر لگ گئی۔ لیکن تنویر نے بھی حیرت انگیز پھرتی دکھائی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف چھ افراد تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ نجانے اندر کتنی فوج موجود ہو گی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہی ہے لارڈ انتھونی۔ اس کے سیکرٹری کو تو نہیں اٹھا لائے"۔ جولیا نے کہا تو تنویر ہنس پڑا۔

"ایسے لارڈوں کو میں ان کی شکلوں سے پہچان لیتا ہوں۔ میں نے جب اس کے سیکرٹری پر فائر کھولا تو یہ خود ہی اپنے کمرے سے برآمد ہو گیا اور پھر کنپٹی پر ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی"...... تنویر نے جواب دیا۔

"ویل ڈن تنویر۔ واقعی ویل ڈن"...... جولیا نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر اڑتا ہوا تیزی سے تمالا شہر کو کراس کر کے صحرا کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا اور پھر صحرا کے قریب لے جا کر عمران نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کافی کم کر دی۔ اب یہ بلندی اتنی تھی کہ نیچے عمارتیں صاف اور واضح نظر آنے لگ گئی تھیں۔ پھر عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں معلق کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈی چارجر نکالا اور اسے صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو۔ لیبارٹری ہمارے چیف کے ہاتھوں سے ہی تباہ ہونی چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ مجھے چیف کہہ کر شرمندہ کر دیتے ہیں"۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تم کیوں شرمندہ ہوتے ہو۔ بطور چیف ایک چیک دے کر

شرمندگی کا خاتمہ کر دیا کرو"...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے کرنل اسمتھ کے منہ سے ہلکی سی کراہ سنائی دی۔ اس کے ہاتھ عقب میں کر کے بیلٹ سے جکڑے ہوئے تھے۔

"خاور۔ تم اس کی تلاشی وغیرہ لے لو اور پھر اسے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کے قریب بٹھا دو"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس کی ہدایات پر عملدرآمد شروع کر دیا گیا۔

"یہ۔ یہ۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ یہ ہیلی کاپٹر تو میرا ہے۔ تم۔ تم کون ہو"...... کرنل اسمتھ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھری نظروں سے ہیلی کاپٹر، عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کرنل اسمتھ ہے اور تم سارج ایجنسی کے ایجنٹ ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم کون ہو"...... کرنل اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو سیٹ پر بیٹھے ہوئے کرنل اسمتھ نے اس طرح جھٹکا کھایا جیسے عمران نے اپنا تعارف کرانے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"تم۔ تم۔ مم۔ مگر۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم ہمارے ہیڈ کوارٹر میں

کیسے پہنچ گئے اور اندر کیسے داخل ہو گئے ۔ کیا مطلب ۔ کیا ۔ کیا تم
جن ہو ۔ بھوت ہو ۔ مافوق الفطرت ہو"...... کرنل اسمتھ نے انتہائی
پریشان کن لہجے میں کہا۔
" تم لوگ سائنسی ایجادات پر زیادہ انحصار کرتے ہو۔ انسانی
عقل پر انحصار نہیں کرتے ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر
میں کوئی مچھر یا مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی لیکن دیکھو کہ نہ صرف
ہم داخل ہو گئے بلکہ وہاں تمہارے آٹھ مسلح افراد کو ہلاک کر کے
تمہیں بھی وہاں سے اٹھا لائے ہیں"...... عمران نے کہا۔
" مم ۔ مم ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں
ہو سکتا"...... کرنل اسمتھ نے رک رک کر کہا۔
" ہم گٹر لائن سے اندر داخل ہوئے تھے "...... عمران نے کہا تو
کرنل اسمتھ نے ایک بار پھر ویسا ہی جھٹکا کھایا جیسا پہلے عمران کا
نام سن کر اسے لگا تھا۔
" اوہ ۔ اوہ ویری بیڈ ۔ ویری بیڈ ۔ میرے ذہن میں بھی نہیں آیا کہ
گٹر لائن کو بھی نظروں میں رکھا جائے "...... کرنل اسمتھ نے انتہائی
مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑ گیا تھا۔
" ہمارے پاس زیرو فکسر تھا۔ اس لئے اگر تم نے حفاظتی
انتظامات بھی کر رکھے ہوتے تب بھی کوئی فائدہ نہ ہوتا"...... عمران
نے جواب دیا۔
" ہونہہ ۔ ٹھیک ہے میں واقعی شکست کھا گیا ہوں ۔ لیکن تم

لیبارٹری میں تو کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے ۔ وہاں تو کوئی گٹر
لائن نہیں ہے ۔ جو گٹر لائن ہے وہ لیبارٹری سے ہٹ کر ہے"۔
کرنل اسمتھ نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
" تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سوائے گٹر لائن
کے اور کسی طرح بھی لیبارٹری میں یا کسی عمارت میں داخل نہیں
ہو سکتی"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
" تم مجھے اس لئے اس انداز میں لے آئے ہو کہ تم مجھ سے
لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے کوئی راستہ پوچھنا چاہتے ہو لیکن
تم یقین کرو کہ مجھے خود کسی راستے کا علم نہیں ہے "...... کرنل
اسمتھ نے کہا۔
" بہرحال تم میرے اس سوال کا جواب تو دے سکتے ہو کہ تمہارا
نام کرنل اسمتھ ہے اور تمہارا تعلق سارج ایجنسی سے ہے"۔ عمران
نے کہا۔
" ہاں ۔ اب اس سے انکار کا کوئی فائدہ نہیں ہے "...... کرنل
اسمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
" کیا تمہیں نیچے لیبارٹری کی عمارت نظر آ رہی ہے "...... عمران
نے کہا۔
" اوہ ۔ تو تم مجھے اس لئے لے آئے ہو تاکہ میں تمہیں لیبارٹری
کے بارے میں بتا سکوں ۔ مجھے تو خود معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری
کہاں ہے اور کیسی ہے "...... کرنل اسمتھ نے چونک کر کہا۔

"صدیقی۔ تمہارے ہاتھ میں ڈی چارجر موجود ہے۔ اسے آن کر دو تاکہ کرنل اسمتھ اپنی آنکھوں سے اسرائیل کی اس لیبارٹری کی تباہی کا تماشہ دیکھ سکے جس کی حفاظت سارج ایجنسی نے اپنے ذمے لی تھی"...... عمران نے کہا تو صدیقی نے ہاتھ آگے کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈی چارجر موجود تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم لیبارٹری میں بم نصب کر چکے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اندر کیسے جا سکتے تھے۔ نہیں۔ یہ سب ڈرامہ ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"جب اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو کرنل اسمتھ تو ہر ناممکن خود بخود ممکن بن جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے صدیقی نے ڈی چارجر کا بٹن پریس کر دیا اور ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ دوسرے لمحے صدیقی نے ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا اور بٹن پریس ہوتے ہی زرد رنگ کی بجائے سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا اور اسی لمحے نیچے ہولناک اور تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی خوفناک شعلے آسمان کی طرف اٹھنے لگے۔ بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اچانک کوئی سویا ہوا آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ۔ اوہ یہ تو لیبارٹری ہے۔ اوہ۔ اوہ"...... کرنل اسمتھ نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"بڑا کمزور دل ہے اس کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے معلق ہیلی کاپٹر کو آگے صحرا کی طرف بڑھانا شروع کر دیا اور پھر تمالا سے کچھ فاصلے پر صحرا کے اندر اس نے ہیلی کاپٹر اتار دیا۔ چونکہ اس ہیلی کاپٹر کے نیچے تختے لگے ہوئے تھے اس لئے وہ ریت پر اتنی ہی آسانی سے اتر سکتا تھا جتنی آسانی سے وہ عام سطح زمین پر اتر سکتا تھا۔

"اس کے ہاتھ کھول دو اور اسے اٹھا کر نیچے ریت پر لٹا دو"۔ عمران نے صدیقی سے کہا تو صدیقی اور خاور نے مل کر عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔

"اب آجاؤ چلیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ ایسے ہی پڑا رہے گا"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ جب اسے ہوش آئے گا تو پھر اگر اس کی زندگی ہوئی تو اس صحرا سے بچ کر نکل جائے گا۔ ورنہ یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ میں ملک دشمنوں کے ساتھ کوئی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں"...... صدیقی نے سرد لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور ریت پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل اسمتھ کے جسم میں پے در پے کئی گولیاں اتار دیں۔ جب اس نے اچھی طرح تسلی کر لی کہ کرنل اسمتھ ہلاک ہو گیا ہے تو اس نے مشین پسٹل کو واپس جیب میں ڈالا اور مڑ

کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ خاور پہلے ہی ہیلی کاپٹر میں بیٹھ چکا تھا۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب۔ لیکن یہ ضروری تھا ورنہ پھر کبھی کرنل اسمتھ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا تھا"...... صدیقی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ بھی ہماری طرح ایجنٹ تھا اور ڈیوٹی دے رہا تھا"۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ایجنٹ ہوتا تو اس انداز میں اور اس حالت میں نہ مارا جاتا۔ سارج کسی ملک کی سرکاری تنظیم نہیں ہے اور نہ ہی کرنل اسمتھ کسی ملک کے لئے کام کر رہا تھا۔ سارج تو بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے اس لئے کرنل اسمتھ ایجنٹ نہیں مجرم تھا"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"تم تو واقعی اب چیف بن چکے ہو۔ ہر بات کا جواب تمہارے پاس موجود ہوتا ہے۔ اس لئے اب کیا کیا جا سکتا ہے سوائے صبر کرنے کے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے"۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب آپ کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"قاصر اور پھر وہاں سے عاکیہ اور پھر واپس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کرنل اسمتھ سے آپ نے سارج کے اصل ہیڈ کوارٹر کے

بارے میں معلومات حاصل کی تھیں کیا"...... صدیقی نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اسے ابھی یہ خیال آیا ہو۔

"پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ اس کے آفس کی الماری کے خفیہ خانے سے مجھے ایسی فائل مل گئی ہے جس میں اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل درج ہے۔ کیونکہ کرنل اسمتھ کا تعلق براہ راست ہیڈ کوارٹر سے تھا اور وہ فائل میری جیب میں موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ وہی ہیڈ کوارٹر ہے جسے تباہ کرنے مس جولیا، صفدر اور تنویر گئے ہوئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"میں صرف سرسری طور پر دیکھ سکا ہوں۔ اس کے مطابق ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے شمالی پہاڑی علاقے میرانا میں ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو مس جولیا اور اس کے ساتھی اپنے مشن میں ناکام رہیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"ان کے ساتھ تنویر ہے جو ناکامی کے لفظ سے ہی واقف نہیں ہے۔ ورنہ اب تک پیچھے ہٹ چکا ہوتا۔ میرا مطلب ہے کہ ناکام ہو چکا ہوتا اور بینڈ باجے کا کوئی سکوپ پیدا ہو چکا ہوتا"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر پہلے فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھالیا۔

"یس" ...... صدر صاحب نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" سر۔ اطالیہ سے لارڈ براؤن بات کرنا چاہتے ہیں" ...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" لارڈ براؤن۔ اوہ اچھا۔ کراؤ بات" ...... صدر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا تاکہ اس فون سے ہونے والی گفتگو درمیان میں کوئی نہ سن سکے اور نہ ہی اسے کسی صورت ٹیپ کیا جاسکے۔

" لارڈ براؤن چیف آف سارج ایجنسی بول رہا ہوں سر" ...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" کوئی خاص بات لارڈ براؤن۔ جو آپ کو براہ راست بات کرنا پڑی ہے۔ اس سے پہلے تو لارڈ انتھونی ناراک سے بات کیا کرتے تھے" ...... اسرائیل کے صدر نے دھیمے اور پروقار سے لہجے میں کہا۔

" لارڈ انتھونی کو ناراک میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کی رہائش گاہ پر انتہائی خوفناک حملہ کیا گیا اور ان کی رہائش گاہ کے فولادی پھاٹک کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اندر موجود مسلح افراد کا قتل عام کر دیا گیا ہے اور لارڈ انتھونی کو حملہ آور اغوا کر کے ساتھ لے گئے پولیس کو فائرنگ ہوتے ہی اطلاع مل گئی اور پولیس فوراً ہی موقع پر پہنچ گئی لیکن حملہ آور شاید پارے کے بنے ہوئے تھے یا چھلاوے تھے کہ وہ اس دوران سب کچھ ختم کر کے لارڈ انتھونی کو بھی لے اڑے اور پھر لارڈ انتھونی کی لاش ایک پارک کے اجاڑ کونے میں پڑی مل گئی۔ ان کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے ہیں اور ان کا چہرہ بتا رہا ہے کہ ان پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے" ...... لارڈ براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ نتھنے کٹے ہوئے ملے ہیں"۔ اسرائیل کے صدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں۔ آپ نے خصوصی طور پر پوچھا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے" ...... لارڈ براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اب میں سمجھ گیا ہوں کہ لارڈ انتھونی پر حملہ کس نے کیا ہے۔ وہ واقعی ایسے ہی لوگ ہیں۔ پارے کے بنے ہوئے اور چھلاوے"۔

اسرائیل کے صدر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون ہیں یہ لوگ جناب"...... لارڈ براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کام ہے۔ یہ نتھنے کاٹ کر معلومات حاصل کرنا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کی خاص نشانی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ایسی ہی سروس ہے جس کے لئے آپ چھلاوے کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں"۔ اسرائیل کے صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو اسرائیل میں لیبارٹری پر ریڈ کرنے والے تھے۔ لارڈ ڈکسن نے وہاں ایک اہم ترین سیکشن کرنل اسمتھ کی سرکردگی میں تعینات کیا تھا۔ پھر یہ لوگ اسرائیل اور بیک وقت کارسانا اور پھر ناراک کیسے پہنچ گئے"۔ لارڈ براؤن نے کہا۔

"کارسانا۔ کیا مطلب۔ وہاں کیا ہوا ہے"...... اسرائیلی صدر نے چونک کر پوچھا۔

"وہاں سارج نے ایک عمارت کو ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے۔ وہاں ریڈ ہوا اور پھر لارڈ ڈکسن کو جو نمبر فور چیف تھے، ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد ناراک میں لارڈ انتھونی کو ہلاک کر دیا گیا"...... لارڈ براؤن نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپس

بن گئے ہیں۔ ایک گروپ اسرائیل میں کام کر رہا ہے جبکہ دوسرا گروپ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ویسے آپ نے سارج کی طرف سے پاکیشیا میں کارروائی کر کے سارج کے لئے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ اب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج ایجنسی اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرے گی اور اس وقت تک پیچھے نہ ہٹے گی جب تک اصل ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ نہیں کر دیتی"۔ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ صرف لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی کو ہلاک کر دینے سے تو سارج ایجنسی ختم نہیں ہو جاتی۔ سارج ایجنسی کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ہم پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ ابھی تک ہمارے پاس اسرائیل میں سارج ایجنسی کی کارکردگی کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں پہنچی۔ کیونکہ رپورٹ لارڈ ڈکسن کے ذریعے لارڈ انتھونی اور لارڈ انتھونی کے ذریعے ہیڈ کوارٹر میں مجھ تک پہنچنی تھی"...... لارڈ براؤن نے کہا۔

"مجھے بھی ابھی تک اس سلسلے میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ ویسے میں نے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ تمالا میں جہاں لیبارٹری ہے اور سارج کا سیکشن بھی موجود ہے مداخلت نہ کرے تاکہ سارج اپنے طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں سے نمٹ سکے۔ میں بہرحال معلومات حاصل کرتا ہوں"...... صدر نے

کہا۔

" آپ کی مہربانی ہو گی سر۔ اگر آپ مجھے بھی معلومات میں شیئر کرنے کی اجازت دیں"...... لارڈ براؤن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اگر وہ بین الاقوامی تنظیم کا سربراہ تھا تو مخاطب اسرائیل جیسے ملک کا صدر تھا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ سے بات ہو گی"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر تشویش اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ سارج کو اسرائیلی یہودیوں کے ساتھ ساتھ ایکریمین یہودیوں نے مل کر قائم کیا تھا اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ محنت اس پر کی گئی تھی کہ سارج کا دائرہ کار نہ صرف پوری دنیا میں پھیلایا جائے بلکہ اسے اس انداز میں خفیہ رکھا جائے کہ جب تک سارج عالم اسلام پر مکمل غلبے کی طاقت حاصل نہ کر لے اس وقت تک اس کے وجود کو کسی صورت سامنے نہ آنے دیا جائے اور اس مقصد کے لئے ابابا میں جعلی ہیڈ کوارٹر بھی بنایا گیا تھا اور اس کے جعلی ہونے کا خود سارج کے سیکشن چیفس کو بھی علم نہ تھا۔ لیکن اب لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی کی اس انداز میں ہلاکت بتا رہی تھی کہ وقت سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے اور وہ اس کے خلاف حرکت میں بھی آ چکی ہے ۔ تمالا میں بھی سارج کے ایک سیکشن کی تعیناتی اس لئے صدر اسرائیل نے قبول کر لی تھی کہ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس اقدام کا

علم نہ ہو سکے گا کیونکہ سارج تو خفیہ ہے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جی پی فائیو کے بارے میں جانتی ہے ۔ اس لئے وہ جی پی فائیو کے پیچھے بھاگتی رہے گی اور اس اسرائیلی لیبارٹری میں آسانی سے وہ کام مکمل ہو جائے گا۔ جس کی اسرائیل اور ایکریمیا کو بے حد ضرورت تھی لیکن اب لارڈ براؤن کی کال کے بعد اسرائیل کے صدر کو اس لیبارٹری کے بارے میں بھی خدشات پیدا ہو گئے تھے لیکن ابھی تک اس بارے میں ان تک کوئی اطلاع نہیں پہنچی تھی جبکہ تمالا میں انہوں نے خصوصی طور پر پریذیڈنٹ سیکورٹی کے چند افراد کو کرنل لارسن کی سرکردگی میں بھجوایا تھا کہ وہ لیبارٹری اور سارج کی سرگرمیوں کی مشینی نگرانی کرتے ہوئے کوئی اہم اطلاع ان تک پہنچائیں۔ لیکن کرنل لارسن کی طرف سے بھی کوئی اطلاع ابھی تک نہ آئی تھی اسی لمحے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر صاحب نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" تمالا سے کرنل لارسن بات کرنے کے خواہشمند ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کراؤ بات"...... صدر نے چونک کر کہا۔ ان کے چہرے پر موجود تشویش مزید بڑھ گئی تھی۔

" سر۔ میں کرنل لارسن عرض کر رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ہمارے ساتھ ساتھ سارج کے ایجنٹ بھی لیبارٹری کی حفاظت کر رہے تھے کہ اچانک لیبارٹری اس طرح تباہ ہو گئی کہ اس کے شعلے آسمان تک بلند ہو گئے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لیبارٹری کے اندر موجود اسلحہ خانہ کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا ہو جبکہ کوئی آدمی لیبارٹری کے اندر جانا تو کیا قریب بھی نہ گیا تھا۔ سارج کے لوگ جو لیبارٹری کے سامنے عمارتوں میں موجود تھے، حیران پریشان رہ گئے۔ انہوں نے جب سارج کے مقامی ہیڈ کوارٹر میں کرنل اسمتھ کو اس کی اطلاع دینی چاہی تو وہاں سے کال ہی اٹنڈ نہ کی گئی اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال اٹنڈ کی جا رہی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ مقامی ہیڈ کوارٹر گئے تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ ہر طرف سارج کے ایجنٹوں کی لاشیں بکھری نظر آ رہی تھیں لیکن کرنل اسمتھ غائب تھے اور ان کا مخصوص ہیلی کاپٹر بھی موجود نہ تھا۔ ہم نے جب ایئر فورس کے مخصوص سپاٹ سے رابطہ کیا تاکہ ہیلی کاپٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں تو ہمیں بتایا گیا کہ ایئر فورس سپاٹ نے ہیلی کاپٹر کو سارج کے مقامی ہیڈ کوارٹر سے فضا میں بلند ہو کر صحرا کی طرف جاتے ہوئے مارک کیا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر صحرا میں ہی اتر گیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ دوبارہ فضا میں بلند ہوا اور پھر قاصر کی طرف پرواز کر گیا۔ چونکہ اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں ایئر فورس سپاٹ کو یہ

احکامات اعلیٰ حکام سے مل چکے تھے کہ اس ہیلی کاپٹر کی پرواز میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اسے چیک کیا جائے۔ اس لئے انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ اس اطلاع کے بعد ہم نے صحرا کو چیک کیا تو وہاں کرنل اسمتھ کی لاش پڑی مل گئی۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور ان کے دونوں ہاتھ ان کے عقب میں بیلٹ سے بندھے ہوئے تھے"...... کرنل لارسن نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو صدر صاحب نے بے اختیار پہلے ایک طویل سانس لیا اور پھر ان کے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سکڑے اور انہوں نے اس طرح سانس کو سیٹی کے انداز میں باہر نکالا جیسے جلتی ہوئی موم بتی کو پھونک مار کر بجھانا چاہتے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"یہ لوگ ناقابل تسخیر ہیں۔ یہودی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔ اسرائیل کے صدر نے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ لارڈ براؤن کو اس بارے میں اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ انہیں کہہ سکیں کہ وہ سارج ایجنسی کے اصل ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کریں کیونکہ اسرائیل کے صدر کو اپنے تجربے کی رو سے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب ہر صورت میں سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تم اس طرح خالی ہاتھ استقبال کر کے مجھے شرمندہ نہ کیا کرو۔ بس بیٹھے بیٹھے بھاری مالیت کا ایک چیک دے دیا کرو۔ مجھے تمہارے موجودہ استقبال کے انداز سے یہ انداز زیادہ پسند آئے گا"۔ عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" بغیر دستخطوں کے چیک لے لیا کیجئے ۔مجھے کیا اعتراض ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چلو اب اگر مجبوری ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ان پڑھ ہے دستخط نہیں کر سکتا تو انگوٹھے کا نشان ثبت کر دیا کرو"۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" عمران صاحب۔ اس بار جولیا اور اس کے ساتھیوں نے واقعی بے حد حوصلے سے کام کیا ہے"...... بلیک زیرو نے شاید موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" اور میں اور میرے ساتھیوں نے کچھ نہیں کیا۔ کیوں۔ ہم اسرائیل میں صرف دعوتیں کھانے اور پریس کانفرنسیں کر کے واپس آ گئے ہیں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ان کی جدوجہد پر آپ کے حوالے سے خراج تحسین ادا کر دیا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرے حوالے سے ۔کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" یہی کہ آپ نے جو رپورٹ دی ہے اس میں اپنے ساتھیوں کی جدوجہد کو بے حد سراہا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اور مجھے خراج تحسین کون پیش کرے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ کو خراج تحسین سر داور پیش کریں گے جن کے لئے آپ وہ فارمولا لائے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران کا چہرہ

بے اختیار کھل اٹھا۔

"چلو ایسا کوئی تو ہے جو ہماری جدوجہد کو سمجھتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ سارج ایجنسی کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس سے مجھے خدشہ ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف انتقامی کارروائی ضرور کرے گی"...... بلیک زیرو نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کرے گی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی نہ کوئی ایسی واردات۔ جس سے پاکیشیا کے مفادات پر کاری ضرب لگ سکے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ تم چاہتے ہو کہ ہم سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری طور پر کارروائی کریں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی میرا یہی مقصد ہے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اصل ہیڈ کوارٹر کا کھوج لگا لیا ہے۔ اس لئے اب اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے تو لارڈ انتھونی کی ہلاکت کے بعد مجھ سے درخواست کی تھی کہ انہیں خاموشی سے ہی اطالیہ جا کر سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی اجازت دی جائے لیکن میں نے انہیں اس لئے واپس پاکیشیا بلا لیا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ سارج کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنا آسان نہیں ہو گا اس لئے اس ٹیم میں آپ کی موجودگی انتہائی ضرورت ہے"...... بلیک زیرو نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے طور پر اس طرح کام نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں۔ اگر سارج نے پاکیشیا کے خلاف اب کوئی مزید قدم اٹھایا تو پھر دیکھ لیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آخر آپ اسے کیوں چھوڑنا چاہتے ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے پاکیشیا پر کوئی خوفناک اقدام کر سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھو بلیک زیرو۔ دنیا میں مجرم تنظیمیں وجود میں آتی رہتی ہیں اور کام کرتی رہتی ہیں۔ اس وقت بھی لاکھوں نہ سہی ہزاروں ایسی تنظیمیں دنیا میں کام کر رہی ہوں گی۔ اب کیا یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم عام تنظیموں کے خلاف لڑتے رہیں۔ ہمارا مقصد صرف پاکیشیا اور عالم اسلام کی سلامتی اور تحفظ سے ہے۔ سارج نے ایک کام کیا ہم نے اس کے خلاف اقدامات کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کامیاب ہوئے۔ اب یہ تنظیم اگر کچھ اور اقدام کرے گی تو پھر اس کا جواب بھی دے دیں گے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن میں نے تو ممبروں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں آپ کی واپسی کے بعد فوراً سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے لئے ٹیم بھیجوں گا۔ پھر اب میں کیا کروں"...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ بڑا مشہور قول ہے کہ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ اگر آپ سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری طور پر کام نہیں کرنا چاہتے تو پھر مجھے اجازت دیجئے۔ میں اکیلا ہی جا کر اس کو تباہ کر دوں گا۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ پہلے پاکیشیا کو نقصان پہنچائیں اور پھر ہم ان کے پیچھے بھاگتے رہیں۔ عقلمند کہتے ہیں کہ برائی کو اس کے پھلنے پھولنے سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہئے اور اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو پھر میں استعفیٰ صدر مملکت کو بھجوا کر خود چلا جاؤں گا"...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن صدر مملکت تمہارا استعفیٰ بغیر سر سلطان کے مشورے کے قبول نہیں کر سکتے اور سر سلطان مجھ حقیر فقیر ہیچ مدان کے مشورے کے بغیر صدر مملکت کو گرین سگنل نہیں دے سکتے۔ اب بولو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ آپ اس وقت پاکیشیا کا وہ گھنٹہ گھر بن چکے ہیں جس کی طرف تمام راستے جاتے ہیں اور آپ مانتے ہی نہیں بات"...... بلیک زیرو نے بے بسی کے انداز میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے زیادہ بے بس ہوں۔ لاکھ پیٹتا رہتا ہوں کہ آغا سلیمان پاشا کی اشک شوئی کے لئے کوئی بڑی مالیت کا چیک دے

دو۔ لیکن اب کیا کہوں۔ بے بسی سی کوئی بے بسی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں جناب۔ کیا عمران صاحب یہاں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں یہاں کال کی ہے"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ سخت تھا۔

"ناراک سے گوکنگ کی کال آئی ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ نے اس کے ذمے کوئی اہم کام لگایا تھا۔ اس سلسلے میں رپورٹ دینی ہے۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے"...... سلیمان نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"کوئی نمبر دیا ہے اس نے"...... عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں"...... سلیمان نے جواب دیا اور پھر نمبر بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ اسے ایکریمیا اور ناراک کے رابطہ نمبر یاد تھے اس لئے اس نے انکوائری سے معلوم کرنے کی بجائے براہ راست نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گوکنگ بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ میں نے آپ کے فلیٹ پر کال کیا تھا لیکن آپ موجود نہ تھے۔ میں نے آپ کی ہدایات پر کام کرتے ہوئے ایک اہم بات کا پتہ چلالیا ہے کہ سارج ایجنسی کے سرچیف لارڈ براؤن نے سارج کے تمام چیفس کی ہنگامی میٹنگ ولنگٹن کے شوبرا ہال میں کال کی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو براہ راست نہیں بلکہ شوگران سیکشن کے ذریعے تباہ کیا جائے اور اس سلسلے میں سارج کا شوگران سیکشن کام کرے گا اور شوگران سیکشن کو جو کہ تمام تر شوگرانیوں پر ہی مشتمل ہے کو اس مشن پر کام کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ شوگران چونکہ پاکیشیا کا دوست ملک ہے اس لئے ان پر شک نہیں کیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا اس سیکشن کے بارے میں کچھ مزید معلومات حاصل ہوئی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں کومبو کلب کا مالک اور جنرل مینجر کومبو جو شوگرانی ہے اس گروپ کے پاکیشیا پہنچنے پر ان کے لئے تمام ضروری اقدامات کرے گا"۔

گوکنگ نے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ تمہیں تمہارا ڈبل معاوضہ پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ گوکنگ کون ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ناراک میں ایک مخبری کے بڑے اور وسیع نیٹ ورک کا چیف ہے۔ میں نے یہاں پہنچ کر اسے فون پر کہا تھا کہ وہ سارج کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بتائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب اس سارج کو جڑ سے ختم کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ واقعی پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچا سکتی ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس گروپ کا کیا ہو گا۔ پہلے تو اسے روکنا ضروری ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"گوکنگ نے کومبو کلب کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد اس گروپ کا خاتمہ آسان ہو جائے گا۔ ٹائیگر اس کا کھوج لگا لے گا اور صدیقی اور اس کے ساتھی ان کا خاتمہ کریں گے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"میں نے سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف فوری کارروائی کا فیصلہ کیا ہے۔ تم صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو آگاہ کر دو۔ انہوں نے تمہارے ساتھ عمران کی سربراہی میں اس اہم مشن پر روانہ ہونا ہے عمران کسی بھی وقت تم سے رابطہ کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کو اپنے قریب کر کے اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یہاں دارالحکومت میں کوئی کومبو کلب بھی ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ مرکز روڈ پر مشہور کلب ہے۔ شوگران سے آنے والے ایک شوگرانی نے اسے چار سال پہلے کھولا تھا۔ ویسے زیادہ تر شوگرانی ہی اس کلب میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے مالک اور جنرل مینجر کا کیا نام ہے۔ اوور"...... عمران

نے پوچھا۔

"کومبو ہے باس۔ وہ ادھیڑ عمر ہے اور ہر قسم کے جرائم سے دور رہتا ہے۔ صرف کلب بزنس پر ہی توجہ دیتا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم سارج پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کی تباہی کے لئے شوگران سیکشن کو یہاں بھجوا رہی ہے۔ یہ سیکشن بھی شوگرانیوں پر ہی مشتمل ہے۔ اس بارے میں اطلاعات حاصل کی گئی ہیں۔ اس گروپ کو یہاں پاکیشیا میں کومبو ہی تمام ضروری سہولیات مہیا کرے گا۔ میں ٹیم کے ساتھ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے چیف سے تمہاری سفارش کی ہے کہ تم یہاں اس گروپ کے خلاف کام کرو گے۔ یہاں صدیقی اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ تم نے صدیقی کے تحت کام کرنا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ یہ میرے لئے اعزاز ہو گا باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں احساس تو ہو گا کہ پاکیشیا کے لئے اس کی ایٹمی تنصیبات کی کیا اہمیت ہے اور یہ تنصیبات دشمن ملکوں کی نظروں میں کتنا کھٹکتی ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم اس معاملے میں کوئی معمولی سی کوتاہی بھی نہیں کرو گے۔ اوور"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

"باس۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میرے کام کے بارے میں آپ کو کوئی شکایت نہیں ملے گی۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ تم کام شروع کر دو لیکن خیال رکھنا کہ کومبو یا اس کے آدمیوں کو قطعاً یہ احساس نہ ہو کہ اسے مارک کر لیا گیا ہے اور تم خود کوئی ایکشن کرنے کی بجائے صدیقی کو رپورٹ دو گے اور صدیقی کے احکامات کی تعمیل کرو گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ٹائیگر بے حد ذمہ دار آدمی ہے عمران صاحب۔ وہ کوتاہی ویسے بھی نہیں کرے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر بھی یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... صدیقی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سارج کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اس نے پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات کی تباہی کے لئے اپنے شوگرانی گروپ کو ٹاسک دیا ہے کیونکہ شوگرانیوں کو یہاں مشکوک نہیں سمجھا جاتا اور یہ بھی اطلاع

ملی ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت میں کومبو کلب کا مالک اور جنرل مینجر کومبو جو شوگرانی نژاد ہے ان کے لئے یہاں کام کرے گا۔ اس اطلاع کے بعد عمران یہاں رک کر ان کے خلاف کام کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے فوری طور پر سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ کیونکہ جب تک اس تنظیم کو جڑ سے نہیں اکھاڑا جائے گا یہ مسلسل اور پے درپے پاکیشیا کے لئے خطرہ بنی رہے گی اور یہاں اس شوگرانی گروپ کے خلاف کام کرنے کے لئے میں نے تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے عمران کو کہہ دیا ہے کہ وہ ٹائیگر کو اس کومبو کے خلاف کام کرنے کے احکامات دے دے اور ٹائیگر براہ راست تمہارے تحت کام کرے گا۔ وہ چونکہ انڈرورلڈ میں کام کرتا رہتا ہے اس لئے وہ اس کومبو اور سارج کے شوگرانی گروپ کے خلاف زیادہ اچھے انداز میں کام کر سکتا ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے سر"...... دوسری طرف سے صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کی فریکوئنسی کا علم تمہیں ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"میرے پاس اس کی مخصوص فریکوئنسی ہے جناب"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ اب تم خود ہی اس سے رابطہ رکھو گے اور ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دیتے رہو گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے صدیقی نے جواب دیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"شکر ہے آپ سارج کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرنے پر تیار ہوگئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم نے تو شکر ادا کرنا ہی ہے ۔ پہلا چیک دیا نہیں اور دوسرا مشن میرے سر پر رکھ دیا کہ چڑھ جا بیٹا سولی، رام بھلی کرے گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں قہقہوں سے بھرپور ایک منفرد ناول

مکمل ناول

بانکے مجرم

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

حکیم بڈھن اور نواب پیارے میاں۔ لکھنؤ سے تعلق رکھنے والے دو شرفا۔ جنہیں عمران جبراً مجرم بنانے پر تلا ہوا تھا ——— کیا واقعی وہ مجرم تھے ———؟

بانکے مجرم اپنی نوعیت کے منفرد اور دلچسپ مجرم جن کے سامنے عمران بھی زانوئے ادب تہہ کرکے بیٹھنے پر مجبور ہو گیا۔

بانکے مجرم جنہوں نے بغیر گولی چلائے پاکیشیا کا ایک ایسا راز حاصل کر لیا جس کا افشا ملک کو تباہ و برباد کر سکتا تھا۔ کیسے ———؟

بانکے مجرم جن کی خاطر سر عبدالرحمان عمران کو گولی مارنے کیلئے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ کیوں ———؟

بانکے مجرم جن کو دعوت کھلانے کا فخر حاصل کرنے کے لئے عمران کو ان کی منتیں کرنا پڑیں۔ عمران انہیں کیوں دعوت کھلانا چاہتا تھا ———؟

بانکے مجرم جن کے لئے جوزف اور بلیک زیرو لکھنوی لباس پہننے پر مجبور ہو گئے۔

انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا خوبصورت ناول

شائع ہو گیا ہے

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
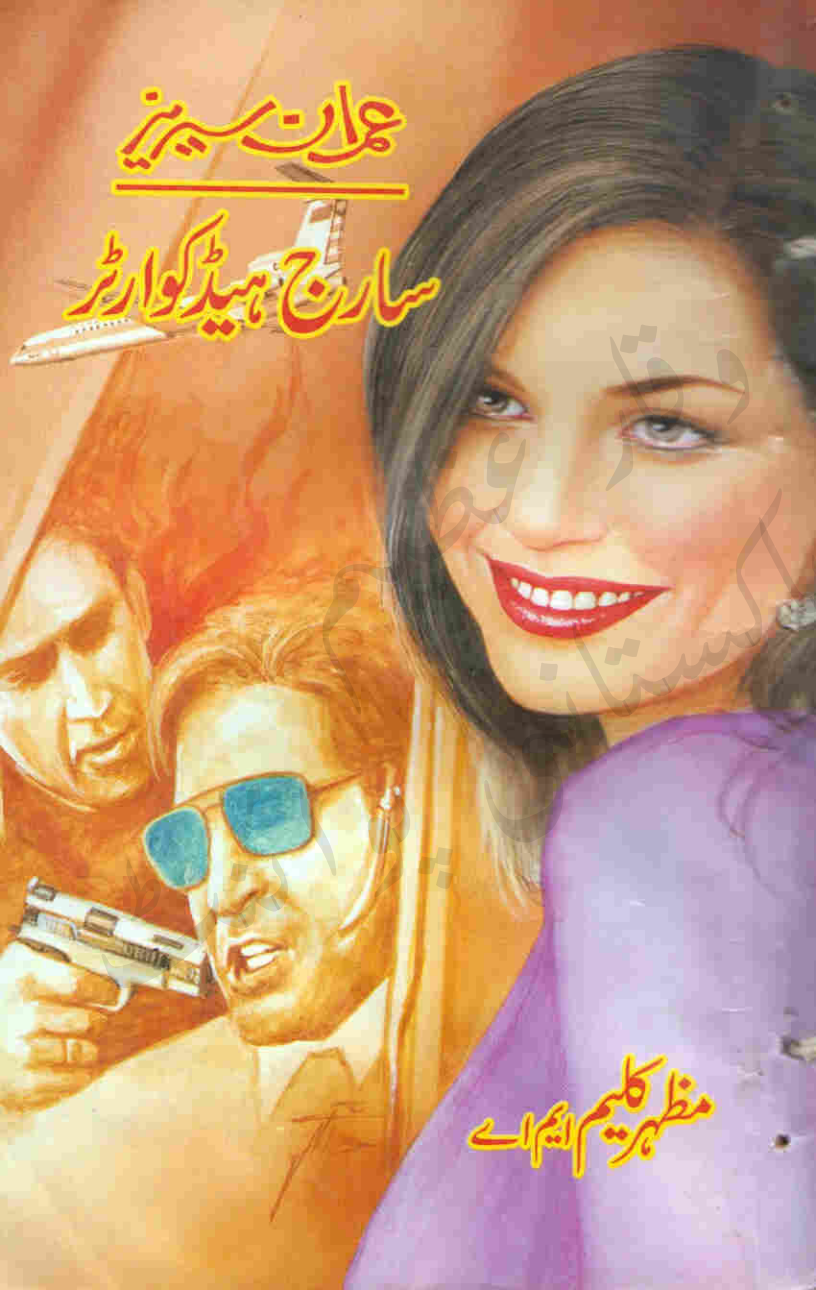
عمران سیریز
سارنج ہیڈ کوارٹر
مظہر کلیم ایم اے

باقی ان کی تمام خواہشیں انشاء اللہ جلد از جلد پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے وہ آئندہ خط میں اپنا نام اور اپنے شہر کا نام لکھنا نہیں بھولیں گے"۔

راولپنڈی سے محمد اسلم شاہد لکھتے ہیں۔ "گزشتہ دس سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کے ناول بار بار نجانے کتنی بار پڑھے ہیں۔ اس کے باوجود بار بار مزید پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ آپ کی تحریریں واقعی بے پناہ دلکش ہیں۔ آپ کے روحانی ناول بھی بے حد پسند آتے ہیں۔ خاص طور پر "سفلی دنیا" تو اس سلسلے کا بہترین ناول تھا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی اس موضوع پر ناول لکھتے رہیں گے"۔

محترم محمد اسلم شاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ چونکہ میں جو کچھ لکھتا ہوں وہ آپ کے خطوط اور آراء کی روشنی میں ہی لکھتا ہوں اس لئے آپ کو اس قدر پسند آتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے تاکہ میں آپ کی آراء کی روشنی میں مزید ناول لکھ سکوں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazhar kaleem.ma@gmail.com

یورپی ملک اسٹاریکا کے شہر لازن کی ایک عمارت کے ہال نما کمرے میں ایک مستطیل شکل کی میز کی دونوں طویل اطراف میں چار اونچی پشت کی کرسیاں موجود تھیں جبکہ ایک کرسی میز کی چوڑائی کی طرف رکھی گئی تھی۔ کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ چھت پر ایک بڑا سا فانوس روشن تھا جس کی تیز روشنی میز اور کرسیوں پر اس طرح پڑ رہی تھی کہ میز اور کرسیاں چمک رہی تھیں۔ اس ہال نما کمرے کے دو دروازے تھے جو ایک دوسرے کی مخالف سمت میں تھے ایک دروازہ بائیں طرف کی دیوار میں تھا جبکہ دوسرا دروازہ دائیں طرف کی دیوار میں۔ دونوں دروازے بند تھے۔ اچانک ایک دروازہ کھلا اور ایک آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ایک بڑی سی چوکور مشین موجود تھی جس پر سرخ رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ ٹرالی میز کے قریب لا کر اس آدمی نے

کپڑا ہٹا کر اسے اپنے کاندھے پر ڈالا اور پھر مشین کی ایک سائیڈ سے ایک تار جس کے آخری سرے پر ایک موٹا سا ربڑ کا ٹکڑا منسلک تھا اس ٹکڑے کو اس نے میز پر رکھا تو وہ میز سے چپک گیا اور اس آدمی نے مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین میں سے ہلکی سی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور پھر چند لمحوں بعد مشین پر سبز رنگ کا ایک بلب جل اٹھا تو اس آدمی نے ربڑ کے ٹکڑے کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر میز کی سطح سے علیحدہ کیا اور اسے ایک کرسی پر رکھ کر وہ دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس بار جیسے ہی سبز رنگ کا بلب جلا اس نے مشین آف کی اور پھر اسی انداز میں اس نے چاروں کرسیوں کو چیک کیا اور پھر چوڑائی والی سائیڈ پر موجود کرسی کو چیک کرنے کے بعد اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر اس پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بٹن کو دوبارہ پریس کیا اور اس آلے کو واپس جیب میں رکھا اور مشین پر دوبارہ سرخ رنگ کا کپڑا ڈال کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کراس کر چکا تھا اور پھر جیسے ہی اس کے عقب میں دروازہ بند ہوا دوسری سمت کا دروازہ کھلا اور چار افراد ایک قطار کی صورت میں اندر داخل ہوئے۔ چاروں نے نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ان چاروں کے سینوں پر باقاعدہ بیجز موجود تھے جن پر ایک سے چار تک نمبرز موجود تھے۔ وہ چاروں میز کی دونوں اطراف میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے تو وہ

دروازہ کھلا جس میں سے ٹرالی والا اندر داخل ہوا تھا۔ اس دروازے سے ایک بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا میز کے قریب آیا تو وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔ بھاری جسامت کا وہ آدمی ایک طرف علیحدہ پڑی ہوئی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ بیٹھ جائیں پلیز"...... اس آدمی نے کہا۔ اس کی آواز خاصی بھاری تھی۔

"تھینک یو سر چیف"...... ان چاروں نے بیک آواز ہو کر کہا اور پھر وہ چاروں بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"یہ خصوصی میٹنگ سارج کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ ہونے سے بچانے اور اس کے سب سے بڑے دشمن کے خاتمہ کے لئے کال کی گئی ہے"...... سر چیف نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا تو ان چاروں افراد کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ چاروں افراد درمیانی عمر کے تھے۔

"سر چیف۔ کیا آپ ہمیں تفصیل بتائیں گے"...... ایک نے درخواست کرنے والے انداز میں کہا۔

"اسی لئے تو میٹنگ کال کی گئی ہے۔ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں ان کا کوئی ایجنٹ اس میٹنگ کی کارروائی کو چیک نہ کر رہا ہو اس لئے میں نے یہاں کی سپیشل چیکنگ کرائی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ کمرہ ہر قسم کے آلات سے محفوظ ہے اس لئے اب کھل کر بات ہو سکتی

ہے ۔ جیسا کہ پہلے آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ سارج کے لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی کو ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ سارج کے ایک اہم سیکشن جس کا انچارج کرنل اسمتھ تھا، کو اسرائیل میں ہلاک کر دیا گیا اور جس لیبارٹری میں سارج کے لئے انتہائی اہم فارمولے پر کام ہو رہا تھا اور جس لیبارٹری کی حفاظت اسرائیل کی کسی ایجنسی کی بجائے سارج کا سیکشن کر رہا تھا وہ اس میں ناکام رہا ہے ۔ لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے ۔ کرنل اسمتھ اپنے سیکشن سمیت ہلاک کر دیا گیا اور یہ سب کچھ کس نے کیا ہے آپ کو شاید یہ سن کر حیرت ہو کہ یہ سب کچھ کسی ترقی یافتہ اور باوسائل ملک کی سیکرٹ سروس نے نہیں بلکہ پاکیشیا جیسے پسماندہ ایشیائی ملک کی سیکرٹ سروس نے کیا ہے ۔ ہم نے اس کا فوری انتقام لینے کے لئے ایک مشن تیار کیا ہے ۔ اس مشن کے تحت پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کر دیا جائے گا اور اس کے لئے پاکیشیا کے دوست ملک شوگران کے ایک شوگرانی سارج سیکشن کو آگے بڑھایا گیا ہے اور اگر پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات تباہ ہو گئیں تو پاکیشیا کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا اور اس کا سب سے بڑا دشمن کافرستان آسانی سے اس پر قبضہ کر لے گا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جس کا لیڈر عمران نامی آدمی ہے سارج ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا سے روانہ ہو گیا ہے"...... سر چیف نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

" سر چیف ۔ سارج کے اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو سوائے چند لوگوں کے اور کوئی نہیں جانتا ۔ زیادہ سے زیادہ وہ البامانا جا کر اس نقلی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیں گے ۔ اس سے سارج پر کیا فرق پڑے گا"...... ایک آدمی نے کہا۔

" ہم نے یہ نقلی ہیڈ کوارٹر بنایا ہی اسی لئے تھا کہ اصل ہیڈ کوارٹر کو خفیہ رکھا جائے اور واقعی چند افراد کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہ تھا لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ اس بارے میں لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی دونوں کو معلوم تھا ۔ اس کے علاوہ کرنل اسمتھ جو کہ براہ راست ہیڈ کوارٹر سے منسلک تھا ۔ اسے بھی یہاں کے بارے میں علم تھا اور یہی تینوں افراد ان کے قابو میں آ گئے ۔ اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ انہیں یہ علم ہو چکا ہے کہ سارج کا اصل ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے پہاڑی علاقے میرانا میں ہے اور وہ سیدھے یہاں آئیں گے"...... سر چیف نے کہا۔

" سر چیف ۔ کیا ان کی مانیٹرنگ نہیں ہو سکتی"...... ایک اور آدمی نے کہا۔

" مانیٹرنگ کی جا رہی ہے اور اسی مانیٹرنگ کی وجہ سے ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہ گروپ جس میں دو عورتیں اور چار مرد شامل ہیں پاکیشیا سے تارکی اور پھر تارکی سے پاگو پہنچے ہیں اور اس وقت یہ گروپ پاگو میں موجود ہے"...... سر چیف نے کہا۔

" پاگو میں ہمارا سیکشن تو موجود ہو گا"...... ایک آدمی نے کہا۔

" ہاں ہے ۔ میرے تحت گروپ ہے"...... ایک اور آدمی نے سر چیف سے پہلے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاگو تک تو اس گروپ کو مانیٹر کیا گیا لیکن پھر اچانک پاگو میں یہ گروپ غائب ہو گیا اور ہماری بے حد کوشش کے باوجود اس گروپ کو دوبارہ ٹریس نہیں کیا جا سکا"...... سر چیف نے کہا۔

" سر چیف ۔ پاگو سے یہ گروپ اگر اطالیہ پہنچ بھی جائے تو تب بھی یہ ہیڈ کوارٹر کو نہ ٹریس کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ آپ سب کے ذہنوں میں یہ بات ہے کہ ہمارا ہیڈ کوارٹر اپنے محل وقوع اور ساخت کے لحاظ سے کسی طرح بھی تسخیر نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس تک کوئی غیر متعلق آدمی کسی بھی طرح پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس کی سیکورٹی خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے کی جاتی ہے اور جیسے ہی کوئی آدمی میرانا کے اس سپیشل ایریا میں داخل ہوتا ہے اسے فوری طور پر ختم کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں وہ انتہائی تشویشناک ہیں ۔ ہمیں پہلے سے موجود تمام حفاظتی انتظامات کے ساتھ ساتھ انسانی حفاظتی سرکٹ بھی قائم کرنا ہو گا تاکہ جیسے ہی یہ گروپ پاگو سے اطالیہ میں داخل ہو اسے ہر قدم پر روکا جا سکے تاکہ کسی قسم کا کوئی رسک باقی نہ رہے"...... سر چیف نے کہا۔

" یس سر چیف ۔ آپ کی سوچ درست ہے ۔ آپ کے خصوصی سیل نے یقیناً کوئی خاص پلاننگ کی ہو گی ۔ ہم اس کے منتظر ہیں"...... ایک آدمی نے کہا۔

" ہاں ۔ اس پلاننگ کے تحت پہلا قدم یہ ہو گا کہ مجھ سمیت آپ چاروں اب واپس اس وقت تک ہیڈ کوارٹر نہیں جا سکیں گے جب تک یہ لوگ ہلاک نہیں ہو جاتے ۔ ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر کلوز کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی رسک باقی نہ رہے ۔ اس کے علاوہ یہ لوگ لازماً اطالیہ سے بحیرہ ایڈریاٹک کے راستے اطالیہ میں داخل ہو سکتے ہیں یا ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ پاگو سے بذریعہ ہوائی جہاز اطالیہ پہنچیں ۔ اس صورت میں انہیں لامحالہ ریگبو گھاٹ پر پہنچنا ہو گا اور دوسری صورت میں وہ فارکون ایئر پورٹ پر پہنچیں گے اور تیسری اور آخری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ پاگو سے یہاں استاریہ پہنچیں اور پھر استاریہ سے بذریعہ سڑک اطالیہ میں داخل ہوں یا بذریعہ فلائٹ فارکون پہنچیں ۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے ہم نے ان تمام راستوں پر مانیٹرنگ کے انتظامات اور میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی نصب کر دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میرانا، ریگبو اور سڑک کے ذریعے داخلے کے لئے ہرونگ چیک پوسٹ پر ایسے لوگ بٹھا دیئے گئے ہیں جو انہیں چیک کرتے ہی گولیوں سے اڑا دیں گے ۔ اس کے باوجود بھی اگر یہ لوگ میرانا پہنچ جاتے ہیں تو پھر میرانا میں داخلے کے لئے انہیں ہر صورت

میں میرانا شہر پہنچتا ہو گا اور میرانا شہر میں سپیشل سٹار گروپ کو ان کے خلاف کام کرنے کا ٹاسک دے دیا گیا ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ سپیشل سٹار گروپ کس قدر تیز، فعال اور کام کرنے والا گروپ ہے۔ اس کے پاس جدید ترین آلات بھی ہیں اور اسلحہ بھی۔ اس گروپ کا انچارج کرنل گورش بذات خود وہاں پہنچ چکا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ اس پلان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"۔ سر چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" سر چیف۔ یہ ایسا بھرپور پلان ہے کہ اس میں مزید کسی اضافے یا ترمیم کی ضرورت ہی نہیں۔ البتہ ایک گزارش ہے کہ اگر ان لوگوں کو ٹریس کر کے سیٹلائٹ مانیٹرنگ شروع کر دی جائے تو ان کی موت یقینی ہو جائے گی"...... ایک آدمی نے کہا۔

" یہ لوگ ٹریس ہو گئے تو پھر انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی جائے گی بلکہ ٹریس ہوتے ہی انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ میں نے اس کے لئے آرڈرز دے دیئے ہیں اور اس پلاننگ میں اور بہت سے حفاظتی سرکٹ موجود ہیں جن کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جو ضروری انتظامات تھے وہ میں نے تمہیں بتا دیئے ہیں"۔ سر چیف نے کہا۔

" یس سر چیف۔ یہ پلان ہر لحاظ سے اوکے ہے"...... سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

" تو پھر آپ لوگ اسے پاس کرتے ہیں"...... سر چیف نے کہا۔

" یس سر چیف"...... ان چاروں نے ہاتھ اٹھا کر حلف کے انداز میں کہا۔

" اوکے۔ لیکن جب تک یہ لوگ ہلاک نہیں ہو جاتے آپ چاروں کو ولنگٹن میں ہی رہنا ہے۔ میں بھی وہیں رہوں گا۔ جب یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو آپ لوگوں کو اطلاع دے دی جائے گی اور اس کے بعد آپ آزاد ہوں گے"...... سر چیف نے کہا۔

" لیکن سر چیف۔ ہمارے پراجیکٹ جن پر کام ہو رہے ہیں ان کا کیا ہو گا"...... چاروں نے حیران ہو کر پوچھا۔

" انہیں فوری طور پر سٹاپ کر دیا گیا ہے۔ بعد میں مکمل ہو جائیں گے۔ پہلی ترجیح سارج ہیڈ کوارٹر کی بقاء اور تحفظ ہے"۔ سر چیف نے کہا۔

" یس سر چیف"...... چاروں نے کہا۔

" اوکے۔ میٹنگ از اوور"...... سر چیف نے کہا اور اٹھ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ اس ہال نما کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے باہر جانے کے بعد وہ چاروں بھی قطار کی صورت میں دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے وہ اندر آئے تھے۔

پاگو کے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کے ایک کمرے میں اس وقت جولیا اور صالحہ کے ساتھ ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے جبکہ عمران انہیں یہاں چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا اور دو گھنٹے گزرنے کے باوجود ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی ۔ جولیا سمیت یہ سب یورپی میک اپ میں تھے اور اسی لحاظ سے مقامی افراد لگ رہے تھے ۔ وہ پاکیشیا سے تارکی اور پھر تارکی سے پاگو پہنچے تھے ۔ پاگو تک وہ اصل چہروں میں تھے لیکن پھر اچانک عمران نے اپنے سمیت ان سب کے خود سپیشل میک اپ کئے اور پھر وہ عمران کی ہدایت کے مطابق ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ اس ہوٹل سے نکل گئے تھے اور پھر اس کی ہدایت کے مطابق وہ اس درمیانے درجے کے ہوٹل میں پہنچ گئے تھے جہاں ان کے فرضی ناموں سے کمرے پہلے سے بک تھے ۔ اس وقت وہ جس کمرے میں موجود تھے یہ کمرہ مارگریٹ

کے نام سے بک تھا اور یہ فرضی نام جولیا کا تھا جبکہ صالحہ کا فرضی نام [illegible] تھا رکھا گیا تھا اور ان فرضی ناموں کے تحت ہی ان کے پاس ایسے کاغذات تھے جن پر ان کی تصویروں کی بجائے ایسے خصوصی کمپیوٹرائزڈ شناختی نشانات تھے جنہیں تبدیل نہ کیا جا سکتا تھا ۔ ایسے کاغذات ان دنوں پوری دنیا میں تیزی سے تیار کئے جا رہے تھے کیونکہ ان کاغذات کی وجہ سے دنیا کے کسی بھی ملک میں ان کے پہنچتے ہی ان کا مکمل ڈیٹا سامنے آجاتا تھا اور اس طرح غلط آدمی کو آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا لیکن ظاہر ہے عمران جیسے آدمی کے لئے ایسے کاغذات سہولت کا باعث تھے کیونکہ پہلے انہیں ہر بار نیا میک اپ کرنے کے بعد نئے کاغذات تیار کرانے پڑتے تھے لیکن اب ایسا نہ تھا اب وہ جو چاہیں میک اپ کر سکتے تھے ۔ البتہ انہیں وہ مخصوص شناختی نشانات ویسے ہی رکھنے پڑتے تھے جبکہ عمران انہیں ہدایت دینے کے بعد خود بھی میک اپ تبدیل کر کے پہلے والے ہوٹل سے نکل گیا تھا لیکن پھر انہیں یہاں پہنچے ہوئے بھی دو گھنٹے ہو گئے تھے لیکن ابھی تک عمران کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

"عمران کی اب عادت بن گئی ہے کہ وہ ساتھیوں کو کمرے میں بٹھا کر خود کام کرتا رہتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"جو کام عمران صاحب کرتے ہیں وہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا"...... صفدر نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں کر سکتے ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ ہمیں معلوم تو ہو

کہ کیا کام کرنا ہے۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب کو دراصل سوائے اپنے آپ کے اور کسی پر بھروسہ نہیں ہے کہ وہ درست کام کرے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"ہمارے لئے تو یہ شخص عذاب بن گیا ہے۔ چیف بھی اسے ہی لیڈر بنا دیتا ہے اور ہم سوائے مکھیاں مارنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر صاحب۔ غصے میں حقائق نہ بدل دیا کریں۔ عمران صاحب پاکیشیا کا ایسا سرمایہ ہیں کہ جس پر فخر کیا جا سکتا ہے"۔ صالحہ نے کہا۔

"تم کرتی رہو فخر اس پر۔ ہمارے لئے تو یہ عذاب ہے۔ اب یہاں بیٹھے ہم کیا کر رہے ہیں۔ عذاب ہی بھگت رہے ہیں نا"۔ تنویر نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر۔ ہر وقت غصے میں رہنے کی بجائے تھوڑا کول ڈاؤن رکھا کرو اپنے ذہن کو۔ عمران صاحب تفریح نہیں کرتے پھر رہے ہوں گے۔ لامحالہ وہ مشن کے سلسلے میں ہی کام کر رہے ہوں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"مشن کیا اکیلے اس کے ذمے ہے۔ ہم فالتو لوگ ہیں"...... تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہاں رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہاں ہمیں کون فون کر سکتا ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ہوٹل سروس والوں کا فون بھی ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مارگریٹ بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔ چونکہ کمرہ اس کے نام بک تھا اس لئے کال بھی اس نے ہی اٹنڈ کی تھی۔

"ہمارے ہاں گریٹ بڑی کو کہتے ہیں اور مار تو بہرحال مار ہے۔ مطلب ہے کہ تم اپنا تعارف کرا رہی ہو کہ تمہیں بڑی مار پڑی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں"...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو۔ تنویر کو تم پر بہت غصہ آ رہا ہے کہ تم خود اکیلے کام کر رہے اور اسے تم نے یہاں کمرے میں فالتو بٹھایا ہوا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی شگفتہ اور چہکتی ہوئی آواز اور لہجے نے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تمام بوریت دور کر دی تھی۔

"میں تو اپنے کمرے میں پڑا سو رہا تھا۔ اب اٹھا ہوں تو سوچا کہ معلوم کر لوں کہ تم لوگ مشن میں کہاں تک بڑھ چکے ہو تاکہ چیف کو رپورٹ دے کر اس سے بڑی مالیت کا چیک وصول کر سکوں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں میرے کمرے میں آ جاؤ۔ پھر بات ہو گی"...... جولیا

نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جولیا کی باتوں سے سب کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ فون کرنے والا عمران ہے لیکن عمران نے کیا کہا ہے یہ بات کسی کو معلوم نہ ہو سکی تھی کیونکہ جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہ کیا تھا۔

" عمران کہہ رہا ہے کہ وہ تو اپنے کمرے میں پڑا سو رہا تھا"۔ جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر سب مسکرا دیئے کیونکہ یہ بات وہ سب جانتے تھے کہ عمران ایسے حالات میں اس طرح نہیں کر سکتا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تو صفدر نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو عمران مائیکل کے میک اپ میں دروازے پر کھڑا اس طرح آنکھیں جھپکا رہا تھا جیسے واقعی گہری نیند سے اٹھ کر آ رہا ہو۔

" آیئے مسٹر مائیکل ۔ آپ کی ہی کمی تھی"...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" مطلب ہے کہ جب تک میں نہ آؤں دلہن مکمل دلہن نہیں بن سکتی ۔ واہ"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" بس تم اسی طرح خواب ہی دیکھتے رہنا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نیک لوگوں کے خواب سچے بھی ہو جاتے ہیں جس طرح صفدر کے خواب سچے ہونے لگ گئے ہیں"...... عمران نے اندر آتے ہوئے کہا۔

" میرے خواب ۔ کیا مطلب عمران صاحب"...... صفدر نے

دروازہ بند کر کے پلٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" صالحہ اب تمہیں ایسی نظروں سے دیکھنے لگ گئی ہے جیسے بے رنگ تصویر میں رنگ بھر رہی ہو ۔ کیوں صالحہ"...... عمران نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ نے خوامخواہ مجھے اس معاملے میں گھسیٹ لیا ہے"۔ صالحہ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ کیا ہماری نگرانی ہو رہی تھی"...... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے اچانک بولتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

" تمہیں کیسے اندازہ ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" یہ تو صاف ظاہر ہے عمران صاحب ۔ نگرانی چیک ہونے پر ہی تو آپ نے اپنا اور ہم سب کے میک اپ کئے ہیں اور اس انداز میں اس بڑے ہوٹل سے نکل کر اس درمیانے درجے کے ہوٹل میں آئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہم نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی ہے کہ پاکیشیا سے یہاں اصل چہروں میں آئے ہیں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" گڈ ۔ ویری گڈ ۔ یہ ہوئی نا بات ۔ واہ ۔ کیا عقل دی ہے اللہ تعالیٰ نے ۔ واہ ۔ رشک آ رہا ہے مجھے"...... عمران نے کہا۔

" کیا مطلب ۔ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو "...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ۔ ارے ۔ میں تو تمہاری عقل اور سمجھ کو خراج تحسین پیش کر رہا ہوں ۔ آخر چیف نے خواہ مخواہ تو تمہیں ڈپٹی چیف نہیں بنایا ہو گا ۔ کچھ دیکھ کر ہی بنایا ہو گا "...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب پلیز ۔ آپ واقعی ہم سب سے زیادہ عقل مند ہیں لیکن اس طرح کسی کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے "...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کمال ہے ۔ یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے ۔ میں تعریف کر رہا ہوں اور آپ سب ناراض ہو رہے ہیں ۔ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور تم جو بات نہیں سوچ سکے وہ جولیا نے سوچ لی ہے ۔ گو اس کا اظہار اس انداز میں نہیں کیا جس پر اس کے سو میں سے دو تین نمبر تو کم کئے جا سکتے ہیں ۔ ویسے اس نے ٹاپ فرسٹ کلاس مارکس لئے ہیں "...... عمران کی زبان رواں تھی۔

" سیدھی طرح اور کھل کر بات کرو ورنہ "...... جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمران دراصل اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

" تم نے یہ بات کر کے بتا دیا ہے کہ تم اس نتیجے پر پہنچ گئی ہو کہ ہمارا پاکیشیا میں یہاں تک اصل چہروں میں سفر کرنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ اگر ہماری نگرانی ہو رہی ہو تو اس نگرانی کا مرکز

کہاں ہے اور کون کرا رہا ہے اور ہمارا یہ مقصد پورا ہو گیا اور ہم نے میک اپ کر کے وہ ہوٹل خاموشی سے چھوڑ دیا "...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا سمیت سب کے چہروں پر حیرت اور الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا تمہارا مطلب ہے کہ تم نے دانستہ نگرانی کرنے والوں کو اپنے پیچھے لگایا تھا "...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں "...... عمران نے کہا۔

" کیوں ۔ اس کا فائدہ ۔ اب تو اور زیادہ ہوشیار ہو جائیں گے وہ "...... جولیا نے کہا جبکہ باقی سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

" سارج کے بڑے جو بھی ہیں وہ دوسروں کو ڈاج دینے اور اندھیرے میں رکھنے کے کامیاب گر جانتے ہیں ۔ انہوں نے ابابا میں فرضی ہیڈ کوارٹر بنا کر اس کا ثبوت دیا ہے ۔ اب تم لوگوں نے لارڈ ڈکسن اور لارڈ انتھونی سے معلومات حاصل کیں اور مجھے کرنل اسمتھ کی فائل سے معلوم ہوا ہے کہ اصل ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے علاقے میرانا میں ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ بھی ڈاجنگ ہیڈ کوارٹر ہو تو پھر ۔ اس لئے اس کا حل یہی تھا کہ نگرانی کرنے والوں کو چیک کیا جائے اور پھر ان کے ذریعے آگے بڑھ کر پہلے کنفرم کیا جائے کہ واقعی ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے علاقے میرانا میں ہے یا نہیں ورنہ اس کے علاوہ چیکنگ کی اور کوئی صورت ہی نہ تھی "...... عمران نے کہا۔

" تو پھر معلوم ہوا ہے کچھ "...... جولیا نے کہا۔

"ہاں ۔ اسی لئے تو مجھے تم لوگوں کی پرلطف صحبت سے محروم رہنا پڑا ہے ۔ میں نے ایک نگرانی کرنے والے کو گھیر کر اس سے معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ پاگو کے ایک موشاگا نامی کلب کے مینجر نے ہماری نگرانی کرائی ہے ۔ میں نے جا کر اس مینجر کو گھیر لیا ۔ اس مینجر نے بتایا کہ اس کا تعلق استاریا کی ایک تنظیم رونالڈو سے ہے ۔ رونالڈو مخبری اور نگرانی کا کام کرتی ہے ۔ چنانچہ اب ہم نے یہاں سے استاریا جانا ہے ۔ وہاں سے ہم آگے بڑھیں گے"....... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرح کیا ہمیں اصلیت معلوم ہو جائے گی ۔ نگرانی کرنے والے تو کرائے کے ہوں گے جنہیں رقم دے کر کام کرایا جا سکتا ہے"....... جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"یہاں موشاگا نامی کلب کا مینجر واقعی کرائے کا آدمی ہے جبکہ استاریا کی تنظیم رونالڈو بھی کمرشل تنظیم ہے لیکن اس کا مستقل کنٹریکٹ سارج کے ساتھ ہے اور رونالڈو کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں وہ انتہائی حیرت انگیز ہیں کہ رونالڈو استاریا میں ایک خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے نگرانی کراتی ہے ۔ اس سیٹلائٹ میں نگرانی کرنے والے کی چند خاص نشانیاں فیڈ کر دی جاتی ہیں اور پھر وہ آدمی چوبیس گھنٹے نگرانی میں رہتا ہے اور اس کی تمام حرکات کی باقاعدہ فلم بنتی رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی آواز تک بھی ٹیپ ہو جاتی ہے ۔ استاریا اور اطالیہ کی سرحدیں ملتی ہیں"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ استاریا کے راستے ہی اطالیہ میں داخل ہوا جائے اور بھی تو راستے ہو سکتے ہیں"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں ۔ اور بھی راستے ہیں ۔ مثلاً یہاں پاگو سے ہی لانچ کے ذریعے بحیرہ ایڈریاٹک کراس کر کے وہاں پہنچا جا سکتا ہے یا یہاں سے یونان اور پھر وہاں سے بحیرہ روم کے ذریعے بھی اطالیہ میں داخل ہوا جا سکتا ہے لیکن پھر ہمارا یہاں آنا ضروری نہیں تھا ۔ پھر ہم پاکیشیا سے براہ راست کرانس اور پھر کرانس سے بھی اطالیہ میں داخل ہو سکتے تھے لیکن پھر ہم چیکنگ کرنے والوں کو چیک نہ کر سکتے تھے اور اگر تمام تر اقدامات کے بعد ہمارے سامنے یہ بات آتی کہ ہم ڈاج کھا گئے ہیں تو پھر کیا ہوتا اس لئے ہم اصل چہروں میں تارکی اور پھر تارکی سے پاگو آئے ہیں"....... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اتنی گہرائی میں کیسے سوچ لیتے ہو ۔ جب بھی تم اپنے کسی ایسے کام کی وضاحت کرتے ہو تو لگتا ہے کہ ہم واقعی بے وقوف لوگ ہیں"....... تنویر نے اپنی مخصوص فطرت کے مطابق صاف اور کھری بات کرتے ہوئے کہا اور سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب ۔ سیٹلائٹ نگرانی کے لئے کیا نشانات سیٹلائٹ میں فیڈ کرائے جاتے ہیں ۔ وہ کس قسم کے نشانات ہیں جو میک اپ کے باوجود بھی تبدیل نہیں ہوتے"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دونوں آنکھوں کے درمیان فاصلہ ۔ دونوں کانوں کا ایک

دوسرے سے اونچا نیچا ہوتا۔ منہ جیسے دہن کہا جاتا ہے اس کی چوڑائی یہ ایسی چیزیں ہیں جو کسی طرح بھی میک اپ کے ذریعے تبدیل نہیں کی جا سکتیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن یہ کس طرح فیڈ کرائی جاتی ہیں"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ایک تصویر ریز کی مدد سے تیار کی جاتی ہے اور اس تصویر میں سے یہ خاص نشانیاں خود بخود سیٹلائٹ میں فیڈ ہو جاتی ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ قدرت کا کمال ہے کہ یہ سب چیزیں ہر شخص کی منفرد ہوتی ہیں جس طرح انگلیوں کے نشانات آپس میں نہیں ملتے اسی طرح یہ نشانیاں بھی نہیں ملتیں"...... عمران نے کہا۔

" کمال ہے۔ یہ بالکل نئی بات سامنے آئی ہے۔ کم از کم میں تو اس بارے میں سوچ بھی نہ سکتی تھی"...... صالحہ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" تمہاری عمر کچھ اور سوچنے کی ہے۔ یہ باتیں سوچنا تمہارا کام نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صالحہ اس کا مطلب سمجھ کر کہ اسے صفدر کے بارے میں سوچنا چاہئے بے اختیار ہنس پڑی۔

" آپ گھما پھرا کر بہرحال بات کر دیتے ہیں لیکن عمران صاحب یہ آپ نے کیسے کہہ دیا کہ ایک کان دوسرے کان سے اونچا یا نیچا ہوتا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

" ایسا ہونا قدرتی بات ہے۔ وجہ کیا ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے کوئی نہ کوئی وجہ بہرحال ہو گی"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ یہ نشانیاں تو سیٹلائٹ میں پہنچ چکی ہوں گی۔ پھر ہم اسٹاریا کیسے چھپ کر کام کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

" اس کا ایک ہی حل ہے کہ رونالڈو کی چیکنگ مشینری کو تباہ کر دیا جائے اور پھر آگے بڑھا جائے اور تو کوئی حل نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں عمران صاحب۔ ایسا ہونا ضروری ہے اور یہ کام ہم کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

" ہم سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ تم اور صالحہ یا کوئی اور بھی ہم میں شامل ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب ہنس پڑے۔

" ہم سے میری مراد آپ کے علاوہ پوری ٹیم ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ تم جا کر اسٹاریا میں رونالڈو کا مشین سنٹر تباہ کرو۔ تب تک میں یہاں ہوٹل میں پڑا سوتا ہوں۔ چلو ایسا ہو سکتا ہے کہ جولیا کو تم یہاں چھوڑ جاؤ اور تنویر کو ساتھ لے جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

" میں ٹیم کے ساتھ جاؤں گی۔ یہ بات سن لو اور آئندہ اس انداز میں میرے بارے میں بات نہ کرنا"...... جولیا نے آنکھیں نکالتے

ہوئے کہا اور اس کے جواب سے ہی تنویر کا کوئی بات کرنے کے لئے کھلا ہوا منہ بند ہو گیا اور اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" چلو پھر صالحہ کو چھوڑ جاؤ۔ ہم دونوں بہن بھائی سیر سپاٹا کریں گے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں تیار ہوں "...... صالحہ نے فوراً کہا۔

" نہیں۔ تم بھی ساتھ جاؤ گی اور عمران بھی۔ ہمیں اکیلے جا کر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے واپس یہاں نہیں آنا۔ آگے اطالیہ جانا ہے "...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" تم خود کہتی ہو کہ عمران ہمیں کام نہیں کرنے دیتا اور جب کام کرنے کا موقع آتا ہے تو تم خود راستہ روک دیتی ہو "...... تنویر نے غصیلے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا مطلب۔ عمران کے ساتھ جانے سے کیا کام نہیں ہو گا "۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

" یہ سب کچھ خود کرے گا اور پھر کسی ہوٹل کے کمرے میں آ کر کہہ دے گا کہ کام ہو گیا اور بس "...... تنویر نے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" تنویر درست کہہ رہا ہے "...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب کا ٹارگٹ یہ مشینری نہیں ہو سکتی۔ ان کا ٹارگٹ لامحالہ رونالڈو کا چیف ہو گا جس سے یہ اصل بات معلوم

کریں گے کہ کیا واقعی سارج کا ہیڈ کوارٹر اطالیہ کے علاقے میرانا میں ہے یا نہیں اس لئے میں عمران کے ساتھ مل کر اس چیف کو گھیریں گے جبکہ آپ مشینری روم کو تباہ کریں تاکہ ہم اطالیہ میں کھل کر نقل و حرکت کر سکیں "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کمال ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو اب عالموں فاضلوں میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔ پہلے جولیا اصل بات کی گہرائی تک پہنچ گئی تھی اور اب کیپٹن شکیل نے وہ سوچ لیا جو ابھی میں نے سوچا بھی نہ تھا "...... عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

" عمران صاحب۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں نے آپ کی سوچ پڑھی ہے۔ میں نے تو اپنے طور پر آئندہ حالات کا تجزیہ کیا ہے "۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسی بات پر تو میں حیران ہو رہا ہوں کہ اب تم مجھ سے بھی دو قدم آگے چلنے لگ گئے ہو۔ میں نے ابھی سوچا بھی نہیں اور تم نے پہلے ہی سوچ لیا۔ بہرحال اصل بات یہی تھی اور اب ہمیں سنجیدگی سے آئندہ کے معاملات طے کر لینے چاہئیں کیونکہ جہاں تک میں نے معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق سارج انتہائی منظم، باوسائل اور جدید ترین سائنسی آلات بے دریغ استعمال کرتی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اب آئندہ ہمیں سانس لینے کا بھی موقع نہ ملے "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کی تہہ چڑھتی چلی

گئی۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کھل کر بتاؤ۔ ہم کھل کر بات کرنا چاہتے ہیں"...... جولیا نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔

"یہ دیکھو۔ یہ ہے پاگو اور یہ ہے اطالیہ اور یہ ہے اس کا علاقہ میرانا۔ میرانا مکمل بنجر پہاڑی علاقہ ہے۔ اس علاقے میں داخل ہونے کا زمینی راستہ ایک ہی ہے جسے میرانا کہتے ہیں۔یہاں ایک ایئر فورس سپاٹ ہے اور اس کی چیک پوسٹ ہے۔ میرانا کے ارد گرد سلیٹ کی طرح سیدھی اور اونچی پہاڑیوں کا دائرہ ہے اور ان پہاڑیوں پر یقیناً چیکنگ آلات بھی نصب ہوں گے جہاں سے نیچے وادی میں چیکنگ ہوتی رہتی ہو گی اور چیکنگ باقاعدہ سکرین پر دیکھی جاتی ہو گی۔ اس دائرے کے اندر ایک زیر زمین عمارت ہے جسے ہیڈ کوارٹر کہا جاتا ہے اور ہم نے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ ہیڈ کوارٹر اصل ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بات تو وہاں جا کر ہی معلوم ہو گی۔ پہلے معلوم نہیں ہو سکتی"...... عمران نے جواب دیا۔

"اب ہم نے پہلے استاریا جانا ہے یا براہ راست اطالیہ پہنچنا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہم نے استاریا لازماً جانا ہے کیونکہ استاریا میں رونالڈو کی

مشینری تباہ کرنا ضروری ہے ورنہ ہماری فیڈنگ ہمیں ایک قدم بھی آگے نہ چلنے دے گی اور ہم ختم کر دیئے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ہم پاگو سے فلائٹ کے ذریعے جائیں گے لیکن دو گروپوں کی صورت میں۔ ایک گروپ میں میرے ساتھ صالحہ اور کیپٹن شکیل ہوں گے اور دوسرے گروپ میں جولیا کے ساتھ تنویر اور صفدر ہوں گے۔ استاریا پہنچ کر تم لوگوں نے رونالڈو کا مشینری روم تباہ کرنا ہے جبکہ میں رونالڈو کے چیف کو چیک کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ مرکز کیسے چیک کیا جائے گا"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہاں جا کر اخبار میں اشتہار دے دینا اور ساتھ ہی انعام کا اعلان بھی کر دینا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم اسے ٹریس کر لیں گے"۔ صفدر نے جولیا کا منہ بگڑتے دیکھ کر کہا۔

"لیکن تم سیدھی طرح جواب نہیں دے سکتے تھے"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بچوں کی طرح سوال مت کیا کرو۔ کام کرنے کا شوق ہو تو پھر کام کیا کرو"...... عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس میں بھی قصور تمہارا ہے۔ تم نے ہمیں انگلی پکڑ کر چلنے پر

مجبور کر دیا ہے"...... اس بار تنویر نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"تو پھر خاموشی سے انگلی پکڑ کر چلتے رہا کرو"...... عمران کا موڈ کسی طرح بھی درست نہیں ہو رہا تھا۔

"اٹھو اور جاؤ اپنے کمرے میں۔ اپنے گروپ کو بھی لے جاؤ۔ ہم خود ہی سب کچھ کر لیں گے۔ جاؤ"...... جولیا نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ آؤ کیپٹن شکیل"...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس موقع پر ہمارا آپس میں اس طرح الجھنا الٹا ہمارے خلاف جائے گا۔ اگر مس جولیا نے بچگانہ سوال کر ہی دیا تھا تو اس میں اتنا ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میں نے اس لئے یہ سوال کیا تھا کہ اسے پہلے سے ہر بات معلوم ہوتی ہے"...... جولیا نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"معلوم تو ہوتی ہے لیکن اگر آسانی سے بتا دیا جائے تو اس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ چلو اب بتا دیتا ہوں۔ امید ہے اب اس کو پوری پوری اہمیت دی جائے گی۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ مرکز کہاں ہے لیکن اس کو ٹریس کرنے کا ایک آسان طریقہ ہے کہ جس عمارت کی چھت پر بظاہر کراس میڈیا ایریل لگا نظر آئے لیکن اس

ایریل پر ایک سرخ رنگ کی تھالی لگی نظر آئے تو یہی سیٹلائٹ چیکنگ مرکز ہے کیونکہ اس سرخ تھالی کے ذریعے ہی ریز اور ویوز دونوں سیٹلائٹ اور گراؤنڈ مشینری کے درمیان رابطے میں رہتی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ اب استاریا جیسے بڑے شہر میں لاکھوں کروڑوں میڈیا ایریل لگے ہوں گے۔ ان میں سے سرخ تھالی کیسے ٹریس کی جائے گی"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کا ایک اور آسان طریقہ ہے۔ وہ یہ کہ سرخ رنگ کے پلاسٹک شیشوں والی عینک پہن لو۔ تمہیں آسمان کی طرف جاتی ہوئی ریز کا دھارا صاف دکھائی دینے لگ جائے گا اور یہ عینک بچوں کے کھلونے بیچنے والی دکان سے عام مل جاتی ہے اور اگر تمہیں اس میں بھی کوئی پریشانی ہو تو چلو میں دے دیتا ہوں یہ عینک"۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے ایک بچگانہ عینک نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دی۔

"اوہ۔ تم اسے خرید بھی لائے ہو۔ تم واقعی کام کرنا جانتے ہو"...... جولیا نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب تو بہرحال تم یہ مرکز تلاش کر لو گی لیکن یہ بتا دوں کہ اس مرکز کی حفاظت انتہائی سختی سے کی جا رہی ہو گی اس لئے انتہائی محتاط رہنا"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" عمران صاحب ۔ اس مرکز کی تباہی کے بعد آپ سے ملاقات کہاں اور کیسے ہو گی"...... صفدر نے پوچھا۔

" دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اس لئے فکر مت کرو ۔ راہ نکل آئے گی ۔ میرے پاس زیرو فائیو ٹرانسمیٹر موجود ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا کیونکہ یہ بات اسے بھی معلوم تھی کہ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر سب کے پاس موجود ہیں۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ مارشل اٹنڈنگ یو"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

" پاگو سے روبرٹ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بات کراؤ"...... مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

" سر۔ میں روبرٹ بول رہا ہوں پاگو سے ۔یہاں ایک گروپ کو چیک کیا گیا ہے ۔ یہ گروپ ایک عورت اور دو مردوں پر مشتمل ہے اور یہ گروپ اسٹاریا جانے کے لئے بس ٹرمینل پر موجود ہے"۔ روبرٹ نے کہا۔

" شک کی وجہ"...... مارشل نے پوچھا۔

"باس۔ ان دونوں مردوں میں سے ایک نے دوسرے سے ایشیائی زبان میں بات کی ہے اور دوسرے کو صفدر کے نام سے پکارا ہے جس پر اس کی ساتھی عورت نے انہیں سختی سے ایشیائی زبان میں بات کرنے سے روک دیا ہے"...... روبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے حلیوں کی تفصیل بتاؤ اور حلیوں کے ساتھ ساتھ ان کے قدوقامت اور لباس وغیرہ کی تفصیل بھی بتا دو"...... مارشل نے کہا تو روبرٹ نے حلیوں، قدوقامت اور لباس کی تفصیل بتا دی۔

"یہ جس بس پر سوار ہو کر استاریا کے لئے روانہ ہوں اس بس کی تفصیل بھی بتا دینا"...... مارشل نے کہا۔

"یس سر۔ یہ بس میں بیٹھ چکے ہیں اور بس روانہ ہونے والی ہے"...... روبرٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ اس نے بس کے بارے میں ضروری تفصیلات بھی بتا دیں۔

"یہ بس کتنی دیر میں استاریا پہنچے گی"...... مارشل نے پوچھا۔

"سر۔ چار گھنٹے کا سفر ہے۔ چار گھنٹے بعد بس استاریا کے پہلے سٹاپ کارگون پہنچ جائے گی"...... روبرٹ نے جواب دیا۔

"یہ گروپ تو دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل تھا۔ اب جس گروپ کے بارے میں تم بتا رہے ہو یہ ایک عورت اور دو مردوں پر مشتمل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ گروپ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے اس لئے دوسرے گروپ کی تلاش جاری رکھو"۔ مارشل نے تیز

لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہم کام کر رہے ہیں اور جلد ہی اسے بھی ٹریس کر لیں گے"...... روبرٹ نے جواب دیا۔

"اوکے"...... مارشل نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"روبرٹ کی کال ٹیپ کر لی گئی ہے یا نہیں"...... مارشل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ کر لی گئی ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سٹونز کو میرے آفس بھیجو"...... مارشل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو سٹونز"...... مارشل نے کہا تو آنے والا نوجوان میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کر رہی ہے اور اس کے ایک گروپ کو تارکی سے پاگو پہنچنے پر چیک کیا گیا ہے اور پھر اچانک یہ گروپ غائب ہو گیا۔ ان کی ریز پکچرز حاصل کر لی گئی تھیں جو یہاں سیٹلائٹ میں فیڈ کر دی گئی ہیں تاکہ یہ گروپ چاہے جس میک اپ میں بھی ہو استاریا میں داخل ہوتے ہی چیک ہو جائے اور پھر اس کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن

اس کے ساتھ ساتھ پاگو میں بھی اس کی تلاش جاری رکھی گئی تھی۔ ابھی پاگو سے روبرٹ کی کال آئی تھی"...... مارشل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے روبرٹ کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"یس سر۔اب انہیں کارگون میں ہلاک کر دیا جائے"...... سٹونز نے کہا۔

"یہ تمام معاملات انتہائی احتیاط طلب ہیں۔چونکہ ہیڈ کوارٹر داؤ پر لگا ہوا ہے اس لئے ہمیں ایک ایک قدم انتہائی احتیاط سے اٹھانا ہے۔اتفاق سے یہ گروپ تو ہماری نظروں میں آگیا ہے لیکن دوسرا گروپ غائب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ گروپ بھی استاریا آئے۔ہو سکتا ہے وہ استاریا کے ذریعے اطالیہ پہنچنے کی بجائے کسی اور راستے سے وہاں پہنچے اس لئے اگر ہم نے اس گروپ کا خاتمہ کر دیا تو پھر ہم دوسرے گروپ کو ٹریس کرنے کا موقع ضائع کر دیں گے اس لئے اس گروپ کو ہم نے بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر اس وقت تک قید رکھنا ہے جب تک دوسرا گروپ سامنے نہیں آجاتا۔پھر ہم دونوں گروپس کو ہلاک کر دیں گے اور اگر دوسرا گروپ ٹریس نہ ہو سکا تو پھر اس گروپ سے دوسرے گروپ کے بارے میں معلوم کیا جا سکے گا۔ان کی ہلاکت تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے"...... مارشل نے کہا۔

"یس سر"...... سٹونز نے جواب دیا۔

"تفصیل ایک بار پھر سن لو۔اس کے بعد کارگون پہنچ جاؤ۔ان تینوں کو تم بے ہوش کر کے یہاں لے آنا اور سپیشل پوائنٹ پر قید کر کے مجھے اطلاع دینی ہے لیکن یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اس لئے تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے۔تمہاری معمولی سی کوتاہی سے بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے"...... مارشل نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ہم بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں گے اور پھر ان تینوں کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دیا جائے گا اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ کارگون پر بہت بڑا بس ٹرمینل ہے اور وہاں پولیس کی تعداد بھی کافی ہوتی ہے اس لئے وہاں کی بجائے اس پہلے سٹاپ پر کام کرنا زیادہ محفوظ رہے گا"...... سٹونز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ان کے پاس کوئی سامان وغیرہ ہو تو اسے بھی ساتھ لے آنا ضروری ہے"...... مارشل نے کہا۔

"یس باس"...... سٹونز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہاں کی پولیس کے بارے میں کیا انتظام کرو گے ورنہ وہ ہیلی کاپٹر کے بارے میں اطلاعات ملنے پر یہاں کی پولیس سے رابطہ کر لیں گے"...... مارشل نے کہا۔

"سر۔اس کا انتظام بھی ہو جائے گا۔یہ میرا کام ہے"...... سٹونز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔جاؤ اور پھر کام ہونے پر مجھے اطلاع دینا"...... مارشل

نے کہا اور سٹونز نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اٹھ کر سلام کر کے واپس مڑ گیا ۔ اس کے باہر جانے کے بعد مارشل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیٹلائٹ چیکنگ سنٹر کے انچارج ڈیوڈ سے بات کراؤ"۔ مارشل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... مارشل نے کہا۔

"ڈیوڈ لائن پر ہے باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"...... مارشل نے کہا۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیوڈ۔ جن چھ افراد کی ریز پکچرز تمہیں بھجوائی گئی تھیں انہیں تم نے سیٹلائٹ میں فیڈ کر دیا ہے"...... مارشل نے کہا۔

"یس چیف"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ چھ افراد تین تین کے دو گروپوں میں تقسیم ہو چکے ہیں ۔ ایک گروپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے ۔ وہ بس کے ذریعے پاگو سے استاریا پہنچ رہا ہے اور انہیں استاریا کے پہلے سٹاپ کارگون سے پہلے ہی اغوا کر کے بذریعہ ہیلی کاپٹر یہاں لایا جائے گا ۔ البتہ

دوسرے گروپ کے بارے میں ابھی تک پتہ نہیں چل سکا ۔ اس دوسرے گروپ کو تم نے چیک کرنا ہے"...... مارشل نے کہا۔

"یس چیف ۔ ہم انہیں چیک کر لیں گے"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"محتاط رہنا اور جیسے ہی ان کے بارے میں کوئی اطلاع ملے تم نے مجھے فوری تفصیلی رپورٹ دینی ہے تاکہ اس گروپ کو کور کیا جا سکے"...... مارشل نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارشل نے رسیور رکھ دیا ۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... مارشل نے کہا۔

"سر چیف کی کال ہے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ اچھا ۔ ہیلو سر چیف ۔ میں مارشل عرض کر رہا ہوں"۔ مارشل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی"...... دوسری طرف سے بھاری لہجے میں کہا گیا تو مارشل نے اب تک ملنے والی معلومات اور کئے گئے اقدامات کی تفصیل بتا دی۔

"تمام اقدامات انتہائی احتیاط سے کرنے ہیں اور ان دونوں گروپوں کا ہر صورت اور ہر قیمت پر استاریا میں ہی خاتمہ کرنا ہے"۔

دوسری طرف سے بھاری لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر چیف"...... مارشل نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور مارشل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا پھر تقریباً تین گھنٹوں کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سٹونز لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ یس۔ کراؤ بات"...... مارشل نے چونک کر کہا۔

"ہیلو سر۔ میں سٹونز بول رہا ہوں سپیشل پوائنٹ سے"۔ سٹونز کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... مارشل نے پوچھا۔

"سر۔ جس طرح طے ہوا تھا ویسے ہی عمل کیا گیا اور یہ تینوں افراد اس وقت بے ہوشی کے عالم میں سپیشل پوائنٹ کے زیرو روم میں موجود ہیں"...... سٹونز نے جواب دیا۔

"کوئی پرابلم"...... مارشل نے پوچھا۔

"نو سر۔ سب اوکے ہو گیا ہے۔ پولیس کو پہلے سے کور کر لیا گیا تھا اس لئے آل از اوکے"...... سٹونز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی انہیں زیرو روم میں رہنے دو اور زیرو روم کو لاکڈ رکھنا جب تک دوسرے گروپ کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل جاتی۔ اگر اطلاع مل گئی تو انہیں زیرو روم میں سائنائیڈ گیس پھیلا کر ختم کر دیا جائے گا اور اگر دوسرے گروپ کے بارے

میں کوئی اطلاع نہ ملی تو پھر ان سے پوچھ گچھ کی جائے گی"۔ مارشل نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... مارشل نے کہا اور اطمینان بھرا طویل سانس لے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تین افراد تو قابو میں آ گئے تھے۔ اب تین رہ گئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ زیرو روم سے ان کی اجازت کے بغیر کوئی آدمی بھی نہیں نکل سکتا کیونکہ زیرو روم کو سائنسی قید خانے کے طور پر بنایا گیا تھا۔ اب اسے ڈیوڈ کی طرف سے کال کا انتظار تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ دوسرا گروپ بھی ہاتھ آ جائے تو وہ ان چھ افراد کا خاتمہ کر کے سرچیف کی نگاہوں میں سرخرو ہو سکے۔

"کیا ہمارا استاریا جانا ضروری ہے مسٹر مائیکل ۔ ہم براہ راست بھی تو اطالیہ جا سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا ۔ عمران، کیپٹن شکیل اور صالحہ تینوں بس کے ذریعے استاریا جا رہے تھے ۔ بس میں مسافروں کی تعداد خاصی کم تھی اس لئے صالحہ علیحدہ سیٹ پر اکیلی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عمران اور کیپٹن شکیل اکٹھے ہی علیحدہ سیٹوں پر موجود تھے ۔ جب سے بس پاگو سے روانہ ہوئی تھی عمران نے سیٹ کے ساتھ سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لی تھیں ۔ کیپٹن شکیل کافی دیر تک ایک رسالہ جو وہیں بس کے ریک میں پڑا تھا، اٹھا کر پڑھتا رہا تھا ۔ پھر اس نے رسالہ بند کر کے واپس ریک میں رکھا اور عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے بات کر دی ۔

"مسٹر گراہم ۔ ہم نے اصلیت بھی تو معلوم کرنی ہے ۔ بغیر استاریا جائے اصلیت کیسے معلوم ہو سکے گی"...... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے آہستہ سے جواب دیا ۔

"وہ چیکنگ ۔ اس کا کیا ہو گا ۔ جیسے ہی ہم استاریا میں داخل ہوں گے وہ ہمیں چیک کر لیں گے ۔ پھر"...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ جب مجھے اس بارے میں معلوم ہوا تھا تو میں نے ایکریمیا میں ایک بڑے سائنس دان کو فون کر کے اس سے اس بارے میں تفصیلی ڈسکشن کر لی تھی کیونکہ یہ میرے لئے بھی نئی بات تھی ۔ بہرحال یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر میک اپ میں سیسے کی خاص تناسب سے مقدار شامل کر دی جائے تو سیٹلائٹ چیکنگ ریز چیک نہیں کر سکتیں اور جو میک اپ مجھ سمیت سب نے کیا ہوا ہے اس میں سیسے کی مطلوبہ مقدار موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔

"آپ نے سب کو پہلے ہی بتا دینا تھا ۔ سب اس سلسلے میں پریشان تھے"...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"ہاں ۔ مجھے اس کا خیال ہی نہیں رہا"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

"عمران صاحب ۔ یہ رونالڈو کیا کسی آدمی کا نام ہے یا کسی کلب"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا ۔

"کلب کا نام ہے لیکن خفیہ کلب ۔ ایسا کلب جس کے بارے میں عام لوگ نہیں جانتے ۔ صرف مخصوص افراد ہی اس بارے میں جانتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کو کس طرح چیک کیا جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اخبار میں اشتہار دے کر"...... عمران نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ پہلے سے معلوم کر چکے ہیں"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"مسٹر گراہم ۔ ہماری تمام توجہ اور جدوجہد نامعلوم سے معلوم کی طرف ہوتی ہے اور نامعلوم سے معلوم تک کا یہ سفر بے حد کٹھن ہوتا ہے ۔ مجھ سے پوچھنے کی بجائے اگر تم خود اپنے ذہن پر زور ڈالو کہ ہم کیسے معلوم کر سکیں گے تو تم بھی نامعلوم سے معلوم تک پہنچ سکتے ہو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ہم نے ہی سب کچھ سوچنا ہے تو آپ کا کیا فائدہ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہی آپ لوگوں کی مہربانی ہے کہ آپ مجھ پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ تمہیں بھی سوچنا ہو گا ۔ میں تو فانی انسان ہوں ۔ کسی بھی وقت فنا ہو سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اگر میری بجائے یہاں جولیا ہوتی تو آپ کو اس بات کا درست انداز میں جواب دیتی ۔ آپ کی بات سن کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ابھی آپ خود بھی اس معاملے میں سوچنے کے مرحلے میں ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے بہرحال سوچنا شروع کر دیا ہے ۔ یہ نیک فال ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ اس طرح منہ اٹھا کر نہیں چل دیتے اور نہ ہی تنویر کی طرح سوچتے ہیں کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا ۔ آپ شطرنج کے کھلاڑی کی طرح تمام خانوں کو نظر میں رکھ کر چال چلتے ہیں اس لئے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ آپ سوچے بغیر اسٹاریا روانہ ہو گئے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں تمہارے بارے میں کہہ رہا ہوں کہ تم سوچو ۔ فرض کرو اگر تم اکیلے ہوتے تو اس سچوئیشن میں کیا کرتے"...... عمران نے کہا۔

"میں سیسے کا میک اپ کئے بغیر وہاں جاتا جس کے نتیجے میں وہ مجھ پر ہاتھ ڈال دیتے اور اس طرح ان کی شناخت ہو جاتی ۔ اس کے بعد آگے بڑھنے کا راستہ بن جاتا ۔ دوسری صورت یہ ہوتی کہ وہاں انڈر ورلڈ کے کسی بھی کلب کے کسی بھی فرد سے رونالڈو کلب کے بارے میں پوچھ گچھ کی جا سکتی تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پہلا راستہ رسکی ہے جبکہ دوسرا راستہ رسکی نہیں ہے اس لئے

دوسرا راستہ درست ہے۔ پہلے راستے میں اگر ہم ٹریس ہو جاتے ہیں تو پھر یہ ضروری نہیں کہ ہم ہی کامیاب ہوں۔ دوسرے بھی کامیاب ہو سکتے ہیں اور ہمارا خاتمہ بالخیر بھی ہو سکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ عمل کی بھاگ دوڑ ہماری بجائے دوسروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ وہ اگر غلطی نہ کریں تو ہمارے پاس بچ نکلنے کا کوئی سکوپ نہ ہو گا جبکہ دوسرے راستے میں عمل کی بھاگ دوڑ ہمارے ہاتھوں میں ہو گی اور اگر ہم کوئی غلطی نہ کریں تو کامیابی ہمارے ساتھ ہو گی"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو فلاسفروں کا سا انداز اپنا لیا ہے۔ بہرحال میری بات کا جواب یہ ہے کہ آپ اس دوسرے راستے سے روناللڈو کلب تک پہنچیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اور کیپٹن شکیل نے دوبارہ رسالہ اٹھا کر کھول لیا لیکن دوسرے لمحے اس کے کان میں صالحہ کی آواز پڑی تو اس نے چونک کر اس طرف دیکھا جدھر صالحہ اکیلی سیٹ پر موجود تھی۔ صالحہ نے اسے سیٹ پر آنے کا اشارہ کیا تو کیپٹن شکیل نے رسالہ واپس ریک میں رکھا اور اٹھ کر صالحہ کے ساتھ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے"...... کیپٹن شکیل نے صالحہ سے پوچھا۔

"یہاں سے آگے ایک چھوٹا سا اڈا آرہا ہے جہاں بس رکتی ہے۔ وہاں ایک عجیب واردات آج ہی ہو چکی ہے اور میرے خیال میں

چھو لیا اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کیا گیا ہے"...... صالحہ نے آہستہ سے کہا تو کیپٹن شکیل چونک پڑا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ کس طرح معلوم ہوا ہے آپ کو"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے عقب میں جو لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا ہے یہ اپنے ساتھی کو بتا رہا تھا اور میں نے سن لیا"...... صالحہ نے جواب دیا۔

"کیا بتا رہا تھا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہ اپنے ساتھی کو بتا رہا تھا کہ وہ اس بس سے پہلے والی بس میں سوار ہو کر اسٹاریا جا رہا تھا کہ اس اڈے پر اچانک وہ بے ہوش ہو گیا پھر جب اسے ہوش آیا تو اس وقت بس کے لوگوں کو بھی ہوش آ رہا تھا۔ وہ نیچے اترا تو اڈے پر موجود ہر آدمی اس کیفیت میں مبتلا تھا۔ پھر جب سب کو ہوش آیا تو سب حیران رہ گئے اور پھر پتہ چلا کہ بس میں سوار ایک عورت اور دو مرد غائب ہیں اور پھر ایک شہادت بھی مل گئی کہ ایسی کارروائی ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے کی گئی ہے۔ پھر پولیس آ گئی تو یہ آدمی پولیس کے سامنے بیان دینے کی بجائے واپس جاتی ہوئی ایک جیپ سے لفٹ لے کر وہاں سے پچھلے اڈے لاساگو چلا گیا۔ اس کے ساتھی نے پوچھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تو اس آدمی نے اسے بتایا کہ اس کے پاس اسمگلنگ کے ایسے آئیٹمز تھے جنہیں وہ کسی صورت بھی پولیس کے سامنے نہ لا سکتا تھا اور اس کے

خیال کے مطابق پولیس نے سب کی تلاشی لینی تھی اس لئے وہ خاموشی سے سلپ ہو گیا اور اب اس بس کے ذریعے پچھلے اڈے سے سوار ہو کر دوبارہ اسٹاریا جا رہا ہے ۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی پچھلی بس سے ہی اسٹاریا گئے ہیں اور ایک عورت اور دو مردوں سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ جولیا اور اس کے ساتھی تھے اور پھر یہ واردات اس انداز میں کی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کام سارج کا ہی ہو سکتا ہے ۔ یہ کوئی عام واردات نہیں ہو سکتی"۔ صالحہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی بس کی رفتار آہستہ ہونے لگی اور پھر وہ سڑک سے ہٹ کر ایک سائیڈ پر ہوتی ہوئی چھوٹے سے لیکن خاصے گنجان اڈے میں داخل ہو کر رک گئی تو کیپٹن شکیل تیزی سے اٹھا اور بس سے نیچے اتر گیا جبکہ صالحہ اٹھ کر عمران کے ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی اور اس نے عمران کو بھی وہ ساری تفصیل بتا دی جو اس نے پہلے کیپٹن شکیل کو بتائی تھی ۔ عمران کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو تو سارج والے چیک ہی نہیں کر سکتے"....... عمران نے کہا تو صالحہ چونک پڑی۔

" کیوں ۔ جبکہ آپ نے خود ہی بتایا ہے کہ ہماری ریز تصویریں انہوں نے سیٹلائٹ میں فیڈ کر رکھی ہیں"....... صالحہ نے کہا تو

عمران نے اسے میک اپ میں سیسے کی مقدار شامل کرنے کے بارے میں بتا دیا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ واردات جولیا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نہیں ہو سکتی ۔ وہ عورت اور دو مرد کوئی اور تھے"....... صالحہ نے کہا۔

" نہیں ۔ تمہارا اندازہ درست ہے ۔ کارروائی جولیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ہی ہوئی ہے کیونکہ ایسی کارروائی عام لوگوں کے ساتھ نہیں ہو سکتی لیکن میں دو باتیں سوچ رہا ہوں ۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے اتنا بڑا ڈرامہ کر کے ان کو اغوا کرنے کی بجائے سیدھے سادھے انداز میں کارروائی کیوں نہیں کی اور دوسری بات یہ کہ وہ انہیں ہلاک کرنے کی بجائے اغوا کر کے کیوں لے گئے ہیں"۔ عمران نے کہا ۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل واپس آ گیا اور پھر اس نے بتایا کہ واقعی ایسی کارروائی ہوئی ہے اور اغوا ہونے والے جولیا اور اس کے ساتھی تھے ۔ پھر پولیس کوئی کارروائی کئے بغیر واپس چلی گئی۔

" لیکن عمران صاحب ۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں تو سیسے کی مقدار شامل تھی ۔ پھر وہ کیسے چیک ہو گئے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔ وہ آگے والی خالی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور مڑ کر سیٹ پر موجود صالحہ اور عمران سے بات کر رہا تھا۔

" میرا خیال ہے کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے آپس میں کوئی ایسی بات پاگو میں کی ہے ۔ شاید ان میں سے کسی نے پاکیشیائی

زبان استعمال کی ہو یا کوئی اور ایسی بات کی ہو کہ سارج کو ان کے بارے میں پیشگی اطلاع مل گئی اور انہوں نے استاریا میں داخل ہونے سے پہلے ہی واردات کر دی کیونکہ استاریا میں خاصا بڑا ٹریننل ہو گا۔ وہاں اس انداز کی کارروائی تقریباً ناممکن ہے اور انہیں اس لئے اغوا کیا گیا ہے تاکہ ان سے ہمارے بارے میں پوچھ گچھ کی جا سکے کیونکہ پاگو میں ہمارے میک اپ کرنے سے پہلے مخبروں نے انہیں ہماری تعداد کے بارے میں تفصیل بتا دی ہو گی کہ دو عورتیں اور چار مرد۔ اگر سیٹلائٹ چیکنگ ہوتی تو وہ استاریا میں داخل ہونے کے بعد ہوتی۔ استاریا سے پہلے ممکن نہیں تھی کیونکہ ایسی چیکنگ ریز کی رینج بہت محدود ہوتی ہے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیا تو صالحہ اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اب ہمیں پہلے انہیں چھڑانا ہو گا"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ لوگ اپنا بچاؤ خود کر سکتے ہیں۔ ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اپنا مشن پورا کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب"...... صالحہ نے شاید احتجاجاً کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرنا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ جولیا اور اس کے ساتھی تر نوالہ نہیں ہیں۔ وہ اپنا تحفظ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ان کے ذہنوں میں بھی یہ بات ہو سکتی ہے کہ اس

[illegible] کی کارروائی کا اس علاقے میں بھی چرچا ہو گا اور جب ہمیں معلوم ہو گا کہ ہمارے ساتھی پکڑے گئے ہیں تو لامحالہ ہم انہیں چھڑانے کی کوشش کریں گے اور اس طرح آسانی سے ان کے ہاتھوں ٹریپ ہو جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب"...... صالحہ نے کہا اور اٹھ کر دوبارہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی تو کیپٹن شکیل بھی اس سیٹ سے اٹھ کر عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بس دوبارہ چل پڑی اور عمران نے ایک بار پھر سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں اس کے چہرے پر ایسا سکون اور اطمینان تھا کہ کیپٹن شکیل کو بے حد حیرت ہو رہی تھی جبکہ خود اس کے اپنے دل میں اس وقت سے شدید بے چینی اور اضطراب موجود تھا جب سے اس نے صالحہ سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سنا تھا لیکن ظاہر ہے وہ عمران کو تو کچھ نہ کہہ سکتا تھا اس لئے اس نے اپنے طور پر اس ساری سچوئیشن کے بارے میں غور کرنا شروع کر دیا جبکہ بس اب تیزی سے استاریا کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

صفدر کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کا ذہن جیسے دھند میں لپٹا رہا پھر جس طرح ریشمی پردہ کسی چکنی سطح سے سرکتا ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند بھی چھٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر پھیل گئے۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت بس میں سوار تھا اور بس اسٹاریا سے پہلے ایک چھوٹے سے اڈے میں داخل ہو کر جیسے ہی رکی یکلخت ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا اور اس کے بعد اس کا ذہن تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے یہ محسوس کر کے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا کہ اس کے جسم کی حرکت بے حد سست اور معمولی تھی۔

"یہ سب کیا ہو گیا ہے"...... صفدر نے سوچا اور ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار گو اس کے جسم نے پہلے سے زیادہ تیز

حرکت کی تھی لیکن پھر بھی وہ پوری طرح اٹھ نہ سکا تھا۔ صفدر نے گردن گھمائی تو اس نے اپنے ساتھ ہی فرش پر جولیا اور تنویر کو بھی پڑے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں کے جسموں میں بھی معمولی سی حرکت کے تاثرات موجود تھے لیکن ابھی وہ پوری طرح ہوش میں نہیں آئے تھے۔ صفدر نے ایک بار پھر اپنے جسم میں موجود تمام قوت کو بروئے کارلاتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا لیکن اتنی کوشش سے ہی اس کا سانس یکلخت اس طرح پھول گیا تھا جیسے وہ میلوں سے تیز دوڑتا ہوا یہاں پہنچا ہو لیکن اسے یہ خوشی تھی کہ وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ چند لمحوں بعد جب اس کا سانس معمول پر آگیا تو اس نے پیچھے دیوار کی طرف کھسکنا شروع کر دیا اور پھر کافی دیر کی مسلسل جدوجہد کے بعد وہ آخر کار دیوار سے پشت لگا کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب اس نے غور سے اس کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ کمرہ تمام تر گہرے سبز رنگ کے موٹے شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اس میں بظاہر کوئی دروازہ یا کھڑکی موجود نہ تھی۔ فرش پر گہرے سبز رنگ کا موٹا سا قالین بچھا ہوا تھا۔ چھت بھی سبز رنگ کے شیشے کی تھی جس میں سے تیز روشنی نکل کر اس پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں اور کچھ موجود نہ تھا۔ ابھی صفدر اس کمرے کا جائزہ لے رہا تھا کہ اس نے جولیا کی کراہ سنی تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جولیا آہستہ آہستہ آنکھیں جھپک رہی تھی جبکہ تنویر صرف کسمسا رہا تھا۔

"مس جولیا۔ مس جولیا۔ میں صفدر ہوں"...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا تو جولیا کے جسم نے جھٹکا کھا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طرح نہ اٹھ سکی جبکہ اسی وقت تنویر کے منہ سے بھی کراہ نکلی اور پھر صفدر ان دونوں کو پوری طرح ہوش میں آنے اور اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھتا رہا اور ساتھ ساتھ ان کی ہمت بھی بڑھاتا رہا اور پھر کافی دیر بعد صفدر کی طرح وہ دونوں بھی نہ صرف اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گئے بلکہ دونوں پیچھے کھسک کر دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔

"یہ کون سی جگہ ہے۔ یہاں تو کافی سردی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی خنکی کا احساس ہو رہا ہے۔ بہرحال ہم کسی کی قید میں ہیں اور ہمارے جسموں کو بے حس کر دیا گیا تھا اور شاید اسی لئے انہوں نے ہمیں باندھنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی"...... صفدر نے جواب دیا۔

"یہاں کوئی دروازہ بھی نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"دروازہ بظاہر تو نہیں ہے لیکن ہماری اندر موجودگی بتا رہی ہے کہ آمد و رفت کے لئے کوئی نہ کوئی دروازہ ہو گا"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کر دی کافی کوشش کے بعد وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے لئے اسے اپنی پشت پر موجود گہرے سبز رنگ کے شیشے کی دیوار کا

سہارا لینا پڑا تھا جبکہ جولیا اور تنویر ابھی اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ صفدر نے اپنے جسم کو پوری طرح حرکت میں لانے کے لئے ہلکی ورزش شروع کر دی اور پھر جب جولیا اور تنویر دونوں اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے تو صفدر اب پوری طرح حرکت میں آ چکا تھا۔ صفدر نے اپنے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کے لباس کی تمام جیبیں ہر قسم کے سامان سے خالی تھیں حتیٰ کہ کلائی پر موجود ٹرانسمیٹر گھڑی بھی غائب تھی۔ صفدر نے آگے بڑھ کر شیشے کی دیواروں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی درز نظر آ جائے جس کے ذریعے وہ دروازے کو کھول سکے لیکن ایسے لگتا تھا جیسے تمام دیواریں ایک ہی شیشے کی بنی ہوئی ہوں۔ اس نے فرش پر پیر مار کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ شاید فرش کسی جگہ سے کھوکھلا ہو لیکن ایسی کوئی جگہ اسے محسوس نہ ہوئی۔ پورے کمرے کا فرش ہر لحاظ سے ٹھوس تھا جبکہ اس دوران تنویر اور جولیا بھی ورزشیں کر کے اب پوری طرح حرکت میں آ چکے تھے۔

"اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ شیشے کو توڑا جائے"...... صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اس نے خود ہی آگے بڑھ کر پوری قوت سے شیشے پر مکا مار دیا۔ شیشے پر تو معمولی سا اثر بھی نہیں ہوا البتہ صفدر کو اپنا ہاتھ کئی بار جھٹکنا پڑا۔

"اتنی آسانی سے اگر ہم یہاں سے نکل سکتے تو وہ لازماً ہمیں باندھ کر رکھتے۔ یہ بلٹ پروف شیشہ ہو گا۔ البتہ عمران ایسے شیشے کا مرکز تلاش کر کے اسے توڑ لینے کا ماہر ہے"...... جولیا نے کہا۔

"عمران تمہارے اعصاب پر سوار ہے۔ ہر کام کا ماہر عمران ہے۔ اسی وجہ سے اس کے نخرے بڑھ گئے ہیں۔ میں توڑتا ہوں اسے"۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پوری قورت سے شیشے پر لات ماری لیکن سوائے اس کے کہ جھٹکا کھا کر وہ اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا اور کچھ نہ ہوا تھا۔

"تم ہر کام جسمانی طاقت کی بناء پر کرنے کا سوچتے ہو اس لئے ناکام رہتے ہو"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بہرحال یہاں سے نجات تو حاصل کرنی ہے۔ اب ہم اطمینان سے یہاں بیٹھے تو نہیں رہ سکتے"...... صفدر نے کہا۔

"میرے خیال میں تمہارے مکے اور تنویر کی لات ابھی کام دکھائے گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔ تنویر بھی نیچے گر کر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ بھی جولیا کی بات سن کر اس کی طرف مڑ گیا تھا۔

"ان لوگوں کے خیال کے مطابق ہم حرکت نہ کر سکیں گے۔ یہاں مخصوص انداز کی خنکی بتا رہی تھی کہ یہاں کوئی ایسی گیس پھیلائی گئی ہے جو اعصاب کو شل کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ

اپنی جگہ پر مطمئن ہوں گے لیکن ہم نے اپنی ہمت اور قوت ارادی سے نہ صرف اپنے آپ کو چست کر لیا ہے بلکہ مخصوص ورزشوں سے اپنے اعصاب کو بھی دوبارہ طاقتور کر دیا ہے اس لئے وہ اس بات کی توقع ہی نہ کر رہے ہوں گے کہ اس طرح شیشے پر مکا اور لاتیں ماری جا سکتی ہیں اور یقیناً یہ آوازیں ان تک پہنچ جائیں گی اور وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم ان کی توقع کے خلاف دوبارہ حرکت میں آ چکے ہیں۔ اس کے بعد وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے"...... جولیا نے تفصیل سے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں یہاں اس انداز میں کیوں رکھا گیا ہے۔ اگر وہ لوگ ہماری شناخت کر چکے ہیں تو وہ تو ہمیں وہیں بس میں ہی گولیوں سے اڑا سکتے تھے۔ پوری بس کو میزائل فائر کر کے تباہ کر سکتے تھے۔ اس طرح ہمیں یہاں لے آنے اور پھر قید رکھنے کا اصل مقصد کیا ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر جیسے ہی صفدر کی بات ختم ہوئی۔ اچانک چھت پر کٹک کی آواز سنائی دی اور یہ تینوں بے اختیار چھت کی طرف دیکھنے لگے۔

"تم تینوں نہ صرف ہوش میں آ گئے ہو بلکہ حرکت میں بھی ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ایک مردانہ آواز کمرے میں سنائی دی۔ آواز چھت کی طرف سے آ رہی تھی۔ بولنے والے کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ یقیناً اس کٹک کی

آواز کے بعد انہیں کسی سکرین پر دیکھا جا رہا تھا۔

" تم کون ہو ۔ ہم کہاں ہیں اور ہمیں یہاں کیوں قید کیا گیا ہے ۔ ہم تو سیاح ہیں اور اسٹاریا جا رہے تھے "...... صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

" میں گریگ بول رہا ہوں ۔ میرا تعلق سارج سے ہے ۔ تم اس وقت اسٹاریا میں سارج کے ایک سپیشل پوائنٹ پر موجود ہو ۔ تم تینوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے "...... اسی آواز نے کہا جس نے اپنا نام گریگ بتایا تھا۔

" پاکیشیائی ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو ۔ ہم تو ایکریمین ہیں "...... صفدر نے کہا۔

" تمہارے میک اپ واش کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن میک اپ واش نہیں ہو سکے ۔ اس کے باوجود ہمیں مکمل یقین ہے کہ تم تینوں پاکیشیائی ہو اور تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے "...... گریگ نے جواب دیا۔

" کیسے تمہیں یقین آ گیا ۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو گی "...... صفدر نے کہا۔

" ہاں ۔ تم نے پاگو کے بس ٹرمینل پر پاکیشیائی زبان میں باتیں کی تھیں ۔ تمہیں صفدر کے نام سے پکارا گیا تھا اور ابھی کچھ دیر پہلے تم نے عمران کا نام لیا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ عمران تمہارا لیڈر ہے "...... گریگ نے جواب دیا تو ان تینوں نے بیک وقت ہی

طویل سانس لئے کیونکہ انہیں یاد آ گیا تھا کہ واقعی تنویر نے پاگو بس ٹرمینل پر صفدر کو مخاطب کر کے پاکیشیائی زبان میں بات کی تھی جس میں اس نے صفدر کا نام بھی لیا تھا اور جولیا نے اسے پاکیشیائی زبان میں بات کرنے سے روکا تھا اور پھر کچھ دیر پہلے جولیا نے بھی بے ساختہ انداز میں عمران کا نام لیا تھا۔

" سیاح تو کئی زبانیں بول سکتے ہیں ۔ یہ کون سی وجہ ہوئی ۔ ہمیں چار زبانیں آتی ہیں "...... صفدر نے کہا۔

" ہم نے تمہیں اب تک موت کے گھاٹ اس لئے نہیں اتارا کہ اگر تمہارے باقی ساتھی ایک عورت اور دو مرد دستیاب نہ ہو سکے تو پھر تم سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم اب زیادہ دیر انتظار نہیں کریں گے ۔ باس کسی بھی لمحے یہاں آ سکتا ہے اور پھر تم تینوں ٹیپ ریکارڈر کی طرح بجنے لگ جاؤ گے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس کمرے سے رہائی ناممکن ہے ۔ ان شیشوں پر توپ کا گولہ بھی اثر نہیں کر سکتا اس لئے ابھی موت کا انتظار کرو "...... گریگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہماری یہاں ہونے والی باتیں کہیں سنی جا رہی ہیں "...... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

" ہاں "...... صفدر نے مختصر سا جواب دیا۔

" ہمیں ہر صورت میں یہاں سے نکلنا ہے "...... تنویر نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن کیسے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ۔ ظاہر ہے کیسے کا جواب اس کے پاس نہ تھا ۔

" میرے خیال میں ہمیں بہرحال انتظار کرنا ہو گا ۔ پوچھ گچھ کے لئے انہیں بہرحال ہمیں کہیں لے جانا ہو گا"...... صفدر نے کہا ۔

" ضروری نہیں ہے کیونکہ اس کمرے کی مخصوص ساخت بتا رہی ہے کہ یہاں کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ ویسے بھی سارج بین الاقوامی تنظیم ہے"...... جولیا نے کہا ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ایک منٹ ۔ میں اب اسے توڑ سکتا ہوں" ۔ خاموش کھڑے تنویر نے یکلخت پرجوش لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اپنے ایک بوٹ کا لمبا سا تسمہ کھولنا شروع کر دیا ۔ تسمہ ہاتھ میں لے کر وہ شیشے کی دیوار کی طرف بڑھا ۔ جولیا اور صفدر دونوں حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں بظاہر کوئی ایسی بات نظر نہیں آ رہی تھی جس سے وہ سمجھ سکتے کہ تنویر شیشہ توڑنے میں کامیاب ہو جائے گا ۔ تنویر شیشے کی دیوار کے قریب پہنچ کر جھکا اور اس نے وہاں موجود فرش پر بچھے ہوئے قالین کو ہاتھ سے پیچھے کی طرف کیا اور پھر بوٹ کے تسمے کے ایک سرے کو فرش اور شیشے کی دیوار کے درمیان موجود معمولی سی درز کے ذریعے باہر نکال دیا ۔ جب تسمہ آدھے سے زیادہ باہر چلا گیا تو تنویر سیدھا ہوا اور اس نے وہ بوٹ اتارا جس کا تسمہ وہ پہلے ہی نکال چکا تھا ۔ جولیا اور

صفدر ابھی تک حیرت بھری نظروں سے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے ۔ تنویر نے بوٹ کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا تو اس کی ٹو کے نیچے سے ایک تیز پھل والی باریک سی چھری باہر نکل آئی ۔ تنویر نے اس چھری کو شیشے کے عین اس جگہ رکھا جہاں سے تسمہ باہر نکل رہا تھا اور پھر پوری قوت سے اس تیز چھری کی مدد سے دباؤ ڈال کر شیشے پر ایک باریک سی لکیر ڈال دی ۔ پھر اس نے بوٹ کو ایک طرف رکھا اور تسمہ کھینچ کر اس نے اسے دوبارہ بوٹ کے مخصوص سوراخوں میں ڈال کر بوٹ پہنا اور تسمہ کس دیا ۔ بوٹ کی ایڑی کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں فرش پر مارا تو چھری غائب ہو گئی اور تنویر پیچھے ہٹ کر جولیا اور صفدر کے ساتھ کھڑا ہو گیا ۔

" کیا کیا ہے تم نے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" ابھی نتیجہ سامنے آ جائے گا ۔ انتظار کرو"...... تنویر نے سنجیدہ لہجے کے سے انداز میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک کڑکڑ کی تیز آواز کے ساتھ ہی شیشے کے درمیان چھت تک ایک درز سی پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی تنویر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پوری قوت سے اس جگہ پر لات ماری جہاں یہ درز سا لکیر بنی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی ایک زوردار چھناکا ہوا اور شیشہ ٹوٹ کر دوسری طرف جا گرا اور اتنی جگہ بہرحال بن گئی کہ ایک آدمی آسانی سے باہر جا سکتا تھا ۔ باہر ایک راہداری نظر آ رہی تھی ۔ تنویر اچھل کر اس جگہ کو کراس کر کے باہر نکل گیا تو اس کے

پیچھے حیرت سے بت بنے کھڑے جولیا اور صفدر بھی تیزی سے حرکت
میں آئے اور چند لمحوں بعد وہ بھی اس شیشے والے کمرے سے باہر آ چکے
تھے۔ باہر ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ اس راہداری کے آخر میں
ایک دروازہ تھا جو بند تھا جبکہ سائیڈ میں موجود ایک دروازہ تھوڑا سا
کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے اسے مزید کھولا اور اندر جھانکا تو وہ چونک پڑا
کیونکہ یہاں ایک بڑی سی سکرین موجود تھی لیکن سکرین آف تھی اور
اس کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ جولیا اور تنویر سامنے موجود
دروازے کو کھولنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ دوسری طرف
سے کئی آدمیوں کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"ادھر کمرے میں آ جاؤ۔ جلدی"...... صفدر نے کہا تو جولیا اور
تنویر تیزی سے اس سائیڈ روم میں داخل ہو گئے۔ صفدر نے پہلے کی
طرح دروازے کو تھوڑا سا کھول دیا اور پھر تینوں ہی دروازے کے
ساتھ ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے پاس اسلحہ نام
کی کوئی چیز نہ تھی اس لئے وہ اس انداز میں کھڑے تھے کہ جیسے ہی
کوئی اندر داخل ہو وہ اس پر حملہ کر کے اس سے اسلحہ چھین سکیں۔

"ارے۔ یہ کیا۔ یہ شیشہ تو ٹوٹ گیا۔ یہ کیا"...... ایک چیختی
ہوئی آواز سنائی دی۔

"زیرو روم تو خالی ہے اور یہ دروازہ بھی بند تھا۔ اوہ۔ تو وہ یہاں
سکرین روم میں ہیں"...... ایک اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی
صفدر یکلخت تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے دروازے کی دوسری سائیڈ

کھڑا ہوا آدمی چیختا ہوا اچھل کر اپنے پیچھے کھڑے دوسرے آدمی سے
ٹکرا کر نیچے گرا۔ اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور صفدر اچھل کر
دروازے کی سائیڈ سے جا ٹکرایا لیکن گرنے سے پہلے اس کا جسم کسی
سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس کی ایک ٹانگ نے سائیڈ پر موجود
آدمی کے ہاتھ میں موجود پسٹل کو ہوا میں اڑا دیا لیکن اس نے پسٹل
ہاتھ سے نکلنے سے پہلے ہی گولی چلا دی تھی جو صفدر کے بازو میں لگی
تھی لیکن اگر صفدر اس حیرت انگیز انداز میں اس کے ہاتھ پر ضرب لگا
کر پسٹل نہ نکالتا تو دوسری گولی لامحالہ اس کے دل میں اتر جاتی۔ اسی
لمحے تنویر نے اس آدمی کے سینے پر ہاتھ سے ایسی بھرپور ضرب لگائی کہ
وہ آدمی کسی گیند کی مانند اڑتا ہوا راہداری کی دوسری دیوار سے جا
ٹکرایا۔ اسی لمحے جولیا ہوا میں اڑتی ہوئی ان اٹھنے والے دونوں
آدمیوں سے آ ٹکرائی جنہیں صفدر نے پہلی ہی ضرب لگا کر گرا دیا تھا
اور پھر اس تنگ سی راہداری میں خوفناک فائٹ شروع ہو گئی۔
مقابل تین افراد تھے جبکہ ان کے مقابل جولیا اور تنویر تھے۔ صفدر
نیچے گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ اٹھ نہ پا رہا تھا
کیونکہ اسے زخمی بازو سے دروازے کو پکڑنا پڑ رہا تھا اور زخمی ہونے
کی وجہ سے اس کی گرفت مضبوط نہ پڑ رہی تھی لیکن پھر وہ تیزی سے
گھوما اور اس نے دوسرے بازو سے دروازہ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنے
آپ کو اٹھا کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ ایک آدمی توپ کے گولے کی طرح
اس سے آ ٹکرایا اور صفدر اچھل کر پشت کے بل دروازے کے

درمیان ہی گر گیا۔ اس سے ٹکرانے والا آدمی اس کے اوپر ہی گر
لیکن وہ دوسرے لمحے وہ جیسے ہی کھڑا ہونے کی کوشش میں اچھلا
کے دونوں گھٹنے بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور پلک جھپکنے میں
آدمی جھٹکا ہوا ایک بار پھر دروازے سے باہر فرش پر ایک دھماکے
سے جا گرا۔

"اسے زندہ رہنے دو"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے جولیا کی
چیختی آواز سنی اور وہ سمجھ گیا کہ وہ تنویر سے مخاطب ہو کر کہہ رہی
اور اس کے ساتھ ہی صفدر ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے
ایک ہاتھ سے تنویر کا بازو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے ایک طرف
کرتے ہوئے دیکھا۔ جولیا نے اس قدر غصیلے انداز میں جھٹکا دیا تھا
تنویر جیسا آدمی بھی کئی قدم ہٹتا ہوا جا کر دیوار کے پاس جا رکا تھا

"میں کہہ رہی ہوں کہ اسے زندہ رہنے دو۔ تم پھر بھی اس
خاتمہ کر رہے ہو"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تنویر۔ اسلحہ لو اور میرے ساتھ چلو اور مس جولیا۔ آپ
آدمی کو اندر کرسی پر باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کریں"......
نے آگے بڑھ کر کہا کیونکہ اس نے تنویر کے چہرے پر ابھر آنے
خونخواری دیکھ لی تھی جو جولیا کے زبردستی اسے روکنے سے ابھری
وہ جانتا تھا کہ تنویر ایسا ہی مشتعل مزاج آدمی ہے۔ جب وہ
ہو جائے تو پھر وہ کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتا۔

"میں جاؤں گی تنویر کے ساتھ۔ تمہیں یہیں رہو گے کیونکہ

ہو"...... جولیا نے فوراً ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
طرف پڑا ہوا مشین پسٹل جھپٹا اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔
نے بھی سر کو جھٹکا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ختم ہو
گئے اور پھر وہ بھی جولیا کے پیچھے دروازے سے باہر نکل گیا تو
میں موجود افراد کی طرف بڑھا۔ دو آدمیوں کی گردنیں ٹوٹی
تھیں جبکہ ایک جسے صفدر نے اچھالا تھا وہ فرش پر بے ہوش پڑا
تھا۔ البتہ اس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا اور صفدر
گیا کہ تنویر نے اس کے دل پر پیر رکھ کر جھٹکا دیا ہو گا اور وہ
جھٹکا دینا چاہتا ہو گا کہ جولیا نے اسے دیکھ لیا تھا ورنہ اب تک
بھی ختم ہو چکا ہوتا۔ ویسے اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ
نہیں رہا کہ کچھ بتاتا تو ایک طرف ہوش میں بھی آ سکے۔
نے جھک کر اس آدمی کی تلاشی لی لیکن اس کی جیبیں خالی
۔ صفدر نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اسے ایک کونے میں
تیرا مشین پسٹل نظر آ گیا۔ وہ اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ
آدمی کے کراہنے کی آواز سنائی دی جس کے بارے میں اس
تھا کہ وہ ہوش میں بھی نہ آ سکے گا۔ صفدر تیزی سے پلٹا اور
پر جھک گیا۔

"میں آفس کہاں ہے۔ کہاں ہے۔ بولو"...... صفدر نے
سے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

بلاؤ۔ کرسی روڈ"...... اس آدمی کے منہ سے آہستہ سے

نکلا اور پھر اس نے ایک جھٹکا کھایا اور ساکت ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر دوبارہ اس مشین پسٹل کی طرف بڑھ گیا۔ اس آدمی کا شعور صرف چند لمحوں کے لئے ہوشیار ہوا تھا اس لئے وہ کراہا تھا اور اس نے صفدر کے سوال کا جواب بھی دے دیا تھا جو شاید شعوری طور پر وہ کبھی نہ دیتا اور اس کے بعد وہ ہلاک ہو گیا۔ صفدر نے مشین پسٹل اٹھایا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے بازو میں گولی ضرور لگی تھی لیکن یہ گولی صرف زخم لگاتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔ بازو سے خون ضرور بہا تھا لیکن پھر رک گیا تھا۔ البتہ صفدر یہ احتیاط ضرور کر رہا تھا کہ زخمی بازو کو زیادہ زور سے حرکت نہ دے رہا تھا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ دوسری طرف سے اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا لیکن دوسرے لمحے مطمئن ہو گیا کیونکہ قدموں کی آواز سے ہی وہ پہچان گیا تھا کہ آنے والا تنویر ہے۔

"میں تنویر ہوں"...... دروازے کے قریب ہی دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"آ جاؤ۔ میں تمہارے قدموں کی آواز پہچان گیا تھا"...... صفدر نے کہا تو تنویر دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔

"یہ مر گیا"...... تنویر نے چونک کر اس آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جسے مارنے سے جولیا نے اسے روکا تھا۔

"ظاہر ہے تمہارے ہتھے چڑھنے کے بعد زندہ کیسے رہ جاتا۔ باہر

ہوا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"یہ ویران علاقے میں واقع ایک چھوٹی سی عمارت ہے۔ البتہ اس عمارت کے عقب میں ہیلی پیڈ بھی موجود ہے لیکن وہاں ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہے اور نہ ہی یہاں کوئی کار ہے۔ بلڈنگ میں چار کمرے ہیں جن میں سے ایک میں اسلحہ موجود ہے۔ باقی بیڈ روم ہیں اوپر والی منزل خالی پڑی ہوئی ہے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہارے شکار سے معلوم کر لیا ہے۔ ان کا مین آفس ایملی ہاؤس کرسٹی روڈ پر ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے اس مشینری کے مرکز کو تباہ کرنا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ مین آفس میں نصب ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ ایملی ہاؤس ہی مشینری کا مرکز ہو"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ باہر جا کر سوچتے ہیں"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں اس دروازے سے گزر کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئے۔ وہاں جولیا بھی موجود تھی۔ اسی لمحے تیسرے کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو صفدر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ میٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ میز پر فون موجود تھا جس کی گھنٹی بج رہی تھی۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ گریگ بول رہا ہوں"...... صفدر نے حتی الوسع گریگ

کی آواز اور لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

"پاس کر اقتن بول رہا ہوں ۔۔ یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے"۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

"نزلہ سا محسوس ہو رہا ہے پاس"...... صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی کیا پوزیشن ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ٹریننگ روم میں بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں پاس ۔ اب جیسے آپ حکم دیں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹریننگ روم سے یہ لوگ کسی صورت بھی نہیں نکل سکتے ۔ ہم کل تک دیکھیں گے ۔ اگر ان کے ساتھی مل گئے تو ٹھیک ورنہ پھر انہیں ہلاک کرنا ہو گا ۔ اوکے ۔ خیال رکھنا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

"صفدر ۔ ادھر میڈیکل باکس موجود ہے ۔ آؤ تمہارے زخم کی بینڈیج کر دوں"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ اب اسے بازو میں اکڑن کا احساس ہو رہا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اگر اکڑن مزید بڑھ گئی تو پھر اسے بازو کو حرکت دینا بھی مشکل ہو جائے گا ۔ تنویر وہیں رکا رہا جبکہ جولیا نے اس کمرے میں جا کر اس کے بازو کو دھو کر اس کی بینڈیج کر دی۔

"میں تو حیران ہوں کہ تنویر نے شیشہ کیسے توڑ دیا"...... باہر

آتے ہی جولیا نے کہا۔

"وہ دراصل ہوا کے دباؤ کا کھیل تھا ۔ پہلے تو میں بھی بے حد حیران ہوا تھا لیکن پھر مجھے یاد آ گیا کہ ایک مشن کے دوران عمران نے ایسا ہی کیا تھا اور پھر اس کی تفصیل بھی بتائی تھی جو شاید تنویر کو یاد رہ گئی تھی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر ۔ تم نے کیسے شیشہ توڑا تھا ۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... جولیا نے باہر آ کر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ایک معمولی سی بات تھی ۔ عمران نے ایک مشن میں ایسا کیا تھا اور میں اس کی شعبدہ بازی پر حیران ہوا تھا اور پھر جب عمران نے تفصیل بتائی تو مجھے حیرت ہوئی کہ اس قدر آسان سی بات میرے ذہن میں کیوں نہیں آئی"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ ہوا کیسے ۔ عمران نے کیا بتایا تھا ۔ یہ تو واقعی شعبدہ ہے ۔ تمہارا پہلے تسمہ نکالنا اور پھر شیشے پر ٹکریں ڈال کر پیچھے ہٹ جانا ۔ پھر شیشے میں دراڑ پڑ جانا یہ سب آخر کیسے ہوا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ہوا کے دباؤ کا سائنسی کھیل ہے ۔ میں نے یہ چیک کرنے کے لئے ہوا کا دباؤ باہر سے کمرے کے اندر کی طرف ہے یا اندر کمرے سے باہر کی طرف ہے ۔ اسے چیک کرنے کے لئے میں نے اندر سے باہر کی طرف تسمہ استعمال کیا ۔ تسمہ چونکہ باہر سیدھا چلا گیا تھا اس لئے یہ بات طے ہو گئی کہ کمرے کے اندر موجود ہوا یا گیس وغیرہ

موجود ہے اور اس کا دباؤ اندر سے باہر کی طرف ہے ورنہ تسمہ کبھی سیدھا باہر نہ جاتا بلکہ وہیں گھوم جاتا۔ ہوا کا دباؤ اسے کسی صورت سیدھا باہر نہ جانے دیتا۔ جب یہ بات سامنے آگئی تو میں نے شیشے پر لکیر ڈال دی اور قالین کو تھوڑا سا اوپر اٹھا دیا۔ اس طرح ہوا کا دباؤ بڑھ گیا اور جہاں لکیر ڈالی گئی تھی وہاں چونکہ شیشے کا نیچے کا آخری سرا تھا اس لئے وہ کمزور ہو گیا تھا اور پھر ہوا کا دباؤ پڑتے ہی وہ ٹوٹ گیا اور اس میں اوپر تک اس لکیر کی سیدھ میں دراڑ پڑتی چلی گئی اور شیشہ ٹوٹ گیا"...... تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ بظاہر تو یہ واقعی جادوگری ہی لگتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا ایسا ہی ہے۔ مجھے بھی اچانک یاد آگیا تھا۔ چنانچہ میں نے عمل کر ڈالا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین تھا کہ ایسا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ میں دو بار اپنے طور پر اس کا تجربہ کر چکا ہوں۔ جب عمران نے تفصیل بتائی تھی تو مجھے یقین نہ آیا تھا اس لئے میں نے اپنے طور پر دو بار اس کا تجربہ کیا اور تجربہ واقعی کامیاب رہا تھا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ کیا اب ایملی ہاؤس چلیں"...... صفدر نے کہا۔

"ایملی ہاؤس کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور ہم جا بھی

کہاں سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھہرو۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں کہ ایملی ہاؤس کی کیا پوزیشن ہے"...... جولیا نے کہا اور مڑ کر اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جدھر فون موجود تھا۔ صفدر اس کے پیچھے تھا جبکہ تنویر وہیں کھڑا ہوا تھا کیونکہ وہ اکیلا جولیا کے ساتھ کسی کمرے میں جانے سے گریز کیا کرتا تھا۔

"اس فون میں میموری ہے۔ اس سے آخری نمبر چیک کرو اور پھر ایکس چینج سے معلوم کرو کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور اس نے میموری کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک نمبر سکرین پر آگیا تو صفدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف کمشنر آفس سے کمانڈر رونالڈ بول رہا ہوں"...... صفدر نے لہجے کو رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک فون نمبر چیک کریں اور مجھے بتائیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام ہے لیکن یہ سن لیں کہ اٹ از سٹیٹ سیکرٹ۔

اسے کسی صورت بھی کسی دوسرے پر اوپن نہیں ہونا چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"یس۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے اسے نمبر بتا دیا جس پر کراؤن نے اس سے بات کی تھی۔

"ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔ صفدر سمجھ گیا کہ اب وہ کمپیوٹر سے ساری معلومات حاصل کر کے بتائے گی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں جناب"...... تھوڑی دیر بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... صفدر نے کہا۔

"نوٹ کریں جناب۔ یہ نمبر اسٹیچا روڈ پر واقع کوٹھی نمبر اٹھارہ میں نصب ہے۔ مسٹر ڈیوڈ کے نام پر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آپ نے اچھی طرح چیک کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے دوبارہ کنفرم کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب دوبارہ یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از سٹیٹ سیکرٹ"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صفدر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو نیا ایڈریس بتا دیا اس نے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ اس آدمی نے اسٹل پیلس بتایا تھا"...... جولیا نے کہا جو لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے ساتھ کھڑی سب باتیں سن رہی تھی۔

"یہ چیف کراؤن اس کوٹھی میں رہتا ہو گا جبکہ اسٹل پیلس میں اس کے ماتحت رہتے ہوں گے"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر باہر آ کر صفدر نے تنویر کو سب کچھ بتا دیا۔

"پہلے اس کوٹھی کو چیک کیا جائے تاکہ اگر ان کا چیف ہاتھ لگ جائے تو آسانی ہو جائے گی"...... تنویر نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

استاریا کے شہر لازق کے بس ٹرمینل سے باہر آنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی پیدل چلتے ہوئے قریب ہی ایک خاصے بڑے سے ہوٹل کی طرف بڑھنے لگے۔ بس ٹرمینل کے اطراف میں ایسے کئی چھوٹے بڑے ہوٹل موجود تھے جہاں کافی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔

"مسٹر مائیکل۔ ہمیں کس ہوٹل میں جانا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہاں انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہو گی اس لئے سب کام نارمل انداز میں کرنے ہوں گے تاکہ شبہ نہ پڑ سکے اور اصل نام اور اپنی زبان کا بھی کوئی لفظ ہماری زبان پر نہیں آنا چاہئے"...... عمران نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل اور صالحہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ہوٹل میں پہنچ گئے۔ یہ ہوٹل درمیانے درجے کا تھا اور یہاں مقامی افراد سے زیادہ غیر ملکی موجود تھے۔ انہیں

تین کمرے آسانی سے مل گئے اور پھر وہ سب اپنے اپنے کمرے کا چکر لگا کر عمران کے کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے یہاں آتے ہی جیب سے ایک جدید قسم کا گائیکر نکال کر کمرے کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا کہ یہاں کوئی ڈکٹا فون یا چیکنگ ڈیوائس تو موجود نہیں ہے۔ اپنے ساتھیوں کے آنے پر اس نے ہوٹل سروس کو فون کر کے سب کے لئے ہاٹ کافی منگوا لی اور تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے۔

"مسٹر مائیکل۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام میں کر آؤں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس وقت ہم آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ اس پورے علاقے میں ہماری زبردست تلاش جاری ہو گی اس لئے ہم نے ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہے۔ اگر انہیں ہم پر معمولی سا شبہ بھی پڑ گیا تو ہمیں آگے بڑھنے سے روک دیا جائے گا اور ہم یہیں استاریا میں ہی پھنس کر رہ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی"...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

"کمال ہے۔ اب خواتین بھی یہ کہنے لگ گئی ہیں کہ انہیں سمجھ نہیں آئی حالانکہ پہلے تو ان کا دعویٰ تھا کہ دنیا کا ہر مسئلہ صرف انہیں ہی سمجھ آتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں جو بات پوچھ رہی ہوں وہ خاصی اہم ہے"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"آپ یہاں اسٹاریا میں سارج کے یہاں موجود گروپ کو ختم کرنا چاہتے تھے کہ وہ سیٹلائٹ سے ہماری چیکنگ نہ کر سکیں لیکن اب جبکہ آپ نے خود بتایا ہے کہ میک اپ میں سپے کی مخصوص مقدار شامل ہونے سے وہ چیکنگ نہ کر سکیں گے تو اب یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارا اصل مشن یہاں اسٹاریا میں تو نہیں ہے۔ ہمیں تو الطالیہ جانا ہے"...... صالحہ نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"تمہیں میری پوری بات یاد نہیں رہی۔ یہاں اسٹاریا میں رونالڈو سے ہم نے یہ کنفرم کرنا ہے کہ کیا واقعی الطالیہ کے علاوہ میراتا میں سارج کا ہیڈ کوارٹر موجود بھی ہے یا وہاں بھی انہوں نے ڈاجنگ ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے"...... عمران نے کہا تو صالحہ کے چہرے پر قدرے شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں۔ واقعی یہ بات آپ نے کی تھی۔ ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں لیکن کیا تم نے یہاں بیٹھے رہنا ہے یا کہیں جا کر کام بھی کرنا ہے"...... صالحہ نے شاید شرمندگی مٹانے کے لئے لمبی بات کر دی تھی۔

"ہم نے بات کافی پی لی ہے۔ اب ہم یہاں کے بازاروں کی رونق دیکھنے نکلیں گے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس

کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"اپنا ضروری سامان اٹھا لو۔ ہو سکتا ہے کہ ہم واپس نہ آ سکیں"...... عمران نے کہا۔

"سامان ہے ہی کیا۔ جو کچھ ہے ہمارے پاس ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صالحہ نے بھی اثبات میں سر ہلا کر کیپٹن شکیل کی بات کی تائید کر دی تو عمران بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں فٹ پاتھ پر چلنے والے افراد میں شامل ہو کر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران تھوڑا سا آگے جانے کے بعد ایک سائیڈ سڑک پر مڑ گیا۔ اس سڑک کے کنارے ایک کافی بڑا بورڈ موجود تھا جس پر فلازی کلب کا نام بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا تھا اور نیچے تیر کا نشان موجود تھا جو اس سڑک کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ کیپٹن شکیل اور صالحہ سمجھ گئے کہ عمران اس کلب میں جا رہا ہے۔ سائیڈ روڈ پر کچھ آگے بڑھتے ہی ایک دو منزلہ شاندار عمارت آ گئی جس کے باہر فلازی کلب کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ کلب کی سائیڈ میں وسیع پارکنگ تھی جس میں رنگ برنگی کاریں خاصی تعداد میں موجود تھیں۔ کلب کے مین گیٹ کے باہر دو باوردی دربان بڑے مستعدانہ انداز میں موجود تھے۔ البتہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ کلب میں آنے جانے والے امرا۔ یا اعلیٰ اور متوسط طبقے کے افراد تھے۔ ان میں ایک بھی ایسا آدمی نہ تھا جسے انڈر ورلڈ کا آدمی کہا جا سکتا ہو۔

" مسٹر مائیکل ۔یہاں کے لوگوں کو تو شاید اس خفیہ کلب کے بارے میں معلوم نہ ہو"...... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اس کلب کے بورڈ پر گلاب کے پھول کی تصویر بنی ہوئی ہے اور اس پھول کی صرف دو پتیاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔لیکن"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس پھول کو پوری دنیا میں انڈر ورلڈ کا سلوگن سمجھا جاتا ہے ۔ اسے انڈر روز کہا جاتا ہے ۔یقیناً اوپر یہ امراء کا کلب ہو گا لیکن انڈر گراؤنڈ یہاں اور بھی بہت سے کام ہوتے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ایسی صورت میں انہیں اس پھول کی تصویر بورڈ پر نہیں دینا چاہئے تھی"...... کیپٹن شکیل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" اس بارے میں صرف خاص لوگوں کو علم ہے ۔ بہرحال دیکھو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں مین گیٹ پر پہنچ گئے ۔ دربان نے سر جھکاتے ہوئے مؤدبانہ انداز میں گیٹ کھول دیا تو عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے ۔ہال خاصا وسیع تھا اور وہاں موجود افراد کی تعداد بھی خاصی تھی لیکن وہاں کا ماحول بے حد شریفانہ تھا۔ سرگوشیوں میں باتیں ہو رہی تھیں ۔ایک طرف خاصا وسیع کاؤنٹر تھا جس پر چار لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے تین سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی

تھی ۔ سامنے کاؤنٹر پر سرخ رنگ کا فون سیٹ پڑا ہوا تھا اور وہ لڑکی رسیور کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھی ۔ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ کاؤنٹر پر جا کر اس فون سننے والی لڑکی کے سامنے رک گیا تو لڑکی نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"یس"...... اس لڑکی نے خالصتاً کاروباری لہجے میں کہا۔

" کیا یہاں سپیشل رومز ہیں"...... عمران نے کہا تو ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل اور صالحہ دونوں چونک پڑے ۔ان کی تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران سپیشل رومز کے بارے میں پوچھے گا۔

" یس سر۔ کتنے رومز چاہئیں آپ کو"...... لڑکی نے صالحہ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" صرف ایک ۔ کیونکہ میں نے کسی سے ملاقات کرنی ہے جبکہ میرے ساتھی اس دوران ہال میں رہیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا ۔ ایک گھنٹے کے سو ڈالرز ہیں"...... لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر کی دراز سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ عمران نے سو ڈالر کا نوٹ جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی نے کارڈ پر اندراجات کئے اور پھر دستخط کر کے اس نے کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" روم نمبر الیون ہے ۔ ادھر بائیں ہاتھ پر راہداری جاتی ہے

سپیشل رومز کی طرف"...... اس لڑکی نے کہا۔

" اوکے ۔ شکریہ"...... عمران نے کہا۔

" آپ ہال میں بیٹھیں"...... عمران نے مڑ کر کیپٹن شکیل اور صالحہ سے کہا اور خود وہ اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف کاؤنٹر گرل نے اشارہ کیا تھا ۔ راہداری کے آخر میں سڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں ۔ سڑھیوں کے اختتام پر ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں دو قطاروں کی صورت میں سپیشل رومز بنے ہوئے تھے ۔ وہاں ادھیڑ عمر ویٹرز تیزی سے آجا رہے تھے ۔ ان ویٹرز کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے ۔ وہ آگے بڑھا تو ایک ادھیڑ عمر ویٹر جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا آگے بڑھا۔

" کارڈ سر"...... ویٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

" یس سر ۔ لیکن آپ کے پارٹنر کہاں ہیں"...... ویٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام سوبرز ہے سر"...... ادھیڑ عمر ویٹر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو تم میرے پارٹنر بن جاؤ ۔ اپنے لئے جو شراب چاہو لے آؤ اور میرے لئے ایک ہاٹ کافی"...... عمران نے کہا ۔ اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں

جن کا تمہیں باقاعدہ معاوضہ دیا جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کس قسم کی معلومات سر"...... سوبرز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ شاید اس کی طویل پیشہ وارانہ زندگی میں عمران پہلا آدمی تھا جس نے اسے اس قسم کی آفر کی تھی۔

" عام کلبوں کے بارے میں معلومات ۔ میرا تعلق اطالیہ سے ہے اور ہم وہاں کلب بنانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ اچھا ۔ ٹھیک ہے ۔ آئیے میں آپ کو سپیشل روم میں چھوڑ آؤں"...... سوبرز نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ کارڈ کے مطابق ایک کمرے میں عمران کو چھوڑ کر واپس چلا گیا ۔ عمران کرسی پر بیٹھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد سوبرز واپس آیا تو اس نے اپنے لئے قیمتی شراب کی ایک بوتل اور عمران کے لئے ہاٹ کافی کے برتن ایک ٹرے میں اٹھائے ہوئے تھے ۔ اس نے شراب کی بوتل میز پر رکھی اور پھر کافی کے برتن عمران کے سامنے رکھ کر اس نے ٹرے ایک طرف رکھی اور مڑ کر دروازہ بند کر کے اس نے سائیڈ پر موجود سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا ۔ عمران یہ سارا سسٹم جانتا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی اب یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو چکا ہے ۔ اب یہاں ہونے والی بات چیت کسی صورت بھی باہر سے سنی نہیں جا سکتی ۔ ویٹر سوبرز نے بوتل کھولی اور پھر بوتل کو منہ سے لگا کر اس نے ایک لمبا

گھونٹ لیا اور بوتل میز پر رکھ دی۔

"جی صاحب۔ اب بتائیں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ سوبرز نے کہا۔

"تمہیں کتنا عرصہ ہوا ہے یہ کام کرتے ہوئے"...... عمران نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔

"پچیس سال ہو گئے ہیں جناب"...... سوبرز نے جواب دیا۔

"تم اس شہر کے رہنے والے ہو یا کہیں باہر سے آئے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی میرے آباؤ اجداد یہیں کے رہنے والے ہیں"...... سوبرز نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوتل اٹھا کر منہ سے لگا لی اور پھر ایک لمبا گھونٹ لے کر اس نے بوتل واپس میز پر رکھ دی اور جیب سے رومال نکال کر اس نے اپنا منہ صاف کیا۔ عمران نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا۔ سوبرز کی آنکھوں میں نوٹ دیکھ کر چمک ابھر آئی۔

"دیکھو سوبرز۔ ہم اطالیہ میں ایک خفیہ کلب قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے ہمارے سامنے ایک مثال موجود ہے۔ یہاں ایک خفیہ کلب ہے جس کا نام رونالڈو ہے۔ ہم اس کلب کا نظام دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کو سمجھنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں اس کلب کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ اگر تم اس بارے میں کچھ جانتے ہو تو بتا دو یہ نوٹ تمہارا ہو گا لیکن یہ سن لو کہ دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا

ورنہ اگر ہم نوٹ دے سکتے ہیں تو تمہاری اور تمہارے گھر والوں کی جان بھی لے سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سوبرز بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

"آپ۔ آپ کون ہیں۔ آپ کیوں یہ پوچھ رہے ہیں"...... سوبرز کی حالت یکلخت خراب ہو گئی تھی۔

"تو تمہیں اس بارے میں معلوم ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بڑی مالیت کا نوٹ سوبرز کی طرف بڑھا دیا۔

"لل۔ لیکن۔ وہ۔ وہ تو مجھے مار دیں گے۔ میں نے وہاں دو سال تک کام کیا ہے۔ میں نے انہیں حلف دیا ہے کہ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا"...... سوبرز نے نوٹ لے لینے کے باوجود کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں حلف دیتا ہوں کہ نہ تمہارا نام سامنے آئے گا اور نہ ہی ہم اس کلب کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم تو اس انداز کا کلب اطالیہ میں چلانا چاہتے ہیں اس لئے بے فکر رہو اور سب کچھ بتا دو"...... عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا تو سوبرز کا رنگ بحال ہونے لگ گیا اور اس نے نوٹ جیب میں ڈال لیا۔

"یہ کلب لیونارڈ روڈ پر ہے۔ لیونارڈ روڈ پر ایک بہت بڑا سیڈ فارم ہے۔ اس سیڈ فارم کے نیچے یہ کلب ہے۔ اس کا راستہ اس سیڈ فارم سے نہیں بلکہ سیڈ فارم سے ایک عمارت چھوڑ کر دوسری عمارت میں

ایک کلب قائم ہے جس کا نام لیونارڈ کلب ہے اس کلب سے راستہ جاتا ہے لیکن اس راستے کا علم صرف خاص خاص لوگوں کو ہے اور وہی لوگ جا سکتے ہیں"...... سوبرز نے کہا۔

" کیوں ۔اس قدر خفیہ کلب میں کیا ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" وہاں دنیا بھر کے ایسے لوگ آتے ہیں جو بہت بڑے مجرم ہوتے ہیں ۔وہ ہدایات اور نئے احکامات لینے آتے ہیں ۔وہاں باقاعدہ جدید مشینری ہے جس کے ذریعے پوری دنیا کے گروپس اور تنظیموں سے رابطے کئے جاتے ہیں"...... سوبرز نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا اس کلب کا تعلق کسی بین الاقوامی تنظیم سے ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

" میں بھی پہلے یہی سمجھتا رہا تھا لیکن پھر ایک روز وہاں آنے والے دو آدمیوں کے درمیان باتیں سنیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اس بین الاقوامی تنظیم کے اس جیسے چار اور اڈے ہیں لیکن یہ ہیڈ کوارٹر نہیں ہے بلکہ چیف نمبر تھری کا اڈا ہے"...... سوبرز نے کہا۔

" کون ہے چیف نمبر تھری"...... عمران نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔میں دو سال وہاں رہا ہوں لیکن مجھے تو کوئی چیف نظر نہیں آیا ۔شاید وہ خفیہ رہتا ہو گا اور کسی خفیہ راستے سے آتا جاتا ہو گا"...... سوبرز نے جواب دیا۔

" کون سی تنظیم ہے ۔کوئی نام"...... عمران نے کہا۔

" میں نے سنا تھا کہ سارج نام کی کوئی تنظیم ہے ۔یہودیوں کی"...... سوبرز نے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

" اندر جانے کا کوئی خاص انتظام ہے ۔آخر تم اور دوسرے لوگ بھی تو آتے جاتے رہتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

" ہم سب کو کارڈ ملے ہوئے تھے جو ہم وہاں مشین میں ڈالتے تھے تو دیوار کھل جاتی تھی اور ہم اندر چلے جاتے تھے ۔واپسی بھی اسی طرح ہوتی تھی البتہ دوسرا راستہ الگ تھا ۔باقی لوگ دوسرے راستے سے آتے تھے ۔وہاں کیا انتظامات ہوتے تھے مجھے معلوم نہیں ۔بہرحال چیکنگ ضرور ہوتی تھی ۔وہاں مشینیں لگی ہوئی تھیں"۔ سوبرز نے جواب دیا اور پھر میز پر موجود شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لی۔

" تم نے وہاں سے نوکری کیوں چھوڑ دی ۔وہاں تو بھاری معاوضہ ملتا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔لیکن وہاں کا ایک ویٹر میرا دشمن بن گیا تھا ۔اس کی گرل فرینڈ میری گرل فرینڈ بن گئی تھی اس لئے میں نے جان کے خوف سے نوکری چھوڑ دی اور حلف دیا کہ اس بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا تو مجھے اجازت مل گئی ورنہ شاید وہ مجھے مار ڈالتے"۔ سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا لیونارڈ کلب سے کوئی سرنگ اس کلب تک جاتی ہے"۔

عمران نے کہا۔

" ایک طویل راہداری ہے ۔اس میں سے گزر کر جانا پڑتا ہے"
سوبرز نے کہا اور پھر عمران نے اس سے مختلف سوالات کر کے اپنی
مرضی کی تمام تفصیلات معلوم کر لیں۔

" اوکے ۔اب یہ سب کچھ بھول جاؤ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے
کہا۔

" تھینک یو سر۔آپ نے اپنا نام نہیں بتایا سر"...... سوبرز نے
کہا ۔وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

" میرا نام مائیکل ہے"...... عمران نے کہا تو سوبرز نے سوئچ بورڈ
پر موجود بٹن ایک بار پھر پریس کر کے دروازہ کھول دیا تو عمران باہر
آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال میں پہنچ گیا ۔ہال میں کیپٹن شکیل
اور صالحہ دونوں موجود تھے ۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر انہیں آنے کا
اشارہ کیا اور پھر خود بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ ایک پارک کے کونے میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ عمران نے سوبرز سے
معلوم ہونے والی تمام تفصیل دوہرا دی۔

" تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اس چیف تھری کو ٹریس کرنا ہے ۔اس سے ہی ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں معلومات حاصل ہوں گی"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تو پھر چلیں اس لیونارڈ کلب میں"...... کیپٹن
شکیل نے کہا۔

" جو کچھ اس ویٹر سوبرز نے بتایا ہے اس کے مطابق تو وہاں خاصی
رکاوٹیں موجود ہیں لیکن وہاں گئے بغیر ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ بھی نہ
ملے گا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم اسی راستے سے جائیں
جس راستے سے دوسرے لوگ جاتے ہیں ۔ بقول آپ کے اس ویٹر
نے کہا ہے کہ چیف خود کسی اور راستے سے آتا جاتا ہے ۔اس راستے
کو کیوں نہ تلاش کیا جائے"...... صالحہ نے کہا۔

" ہاں ۔ تمہاری بات درست ہے ۔ لیکن سوبرز اس راستے سے
واقف نہ تھا اور اسے تلاش کرنا خاصا دیر طلب کام ہے"...... عمران
نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا آپ تلاش کر لیں گے "...... کیپٹن شکیل نے چونک کر
کہا۔

" تلاش کرنے سے کیا نہیں مل جاتا"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" آپ کا کیا خیال ہے ۔ کتنا وقت لگ جائے گا"...... صالحہ نے

" ٹریس ہونے کو تو دس منٹ میں ٹریس ہو جائے اور نہ ہو تو
ہفتہ بھی لگ سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے

" پھر یہ رسک نہیں لیا جا سکتا ۔ہماری انتہائی سختی سے تلاش ہو

رہی ہے اس لئے ہمیں فوری یہ کام نمٹا کر آگے بڑھنا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... اس بار صالحہ نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چلو۔ اسلحہ ہماری جیبوں میں موجود ہے اور لیونارڈ کلب اسی شہر میں ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں میز کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر جس پر سیاہ رنگ کا کور چڑھا ہوا تھا، پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سر کے بال پیچھے کی طرف کئے ہوئے تھے۔ چہرہ بڑا اور آنکھیں سوجی ہوئی سی لگ رہی تھیں۔ چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات جیسے منجمد ہوئے نظر آ رہے تھے۔ جسمانی طور پر وہ خاصا لحیم شحیم آدمی تھا لیکن اس کے بیٹھنے اور حرکت کرنے کے انداز سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خاصا چست اور مستعد آدمی ہے۔ چہرے پر زخموں کے مندمل شدہ کئی نشانات تھے اور اس کے چہرے کی مخصوص ساخت بتا رہی تھی کہ وہ مشتعل مزاج اور محدود سوچ کا مالک ہے۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی اور وہ اس فائل کے صفحات بار بار پلٹ کر انہیں اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کسی مخصوص صفحے کا انتخاب نہ کر پا رہا ہو۔ فائل چھ

پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں تھی ۔ ان کی مخصوص ریز سے حاصل کی گئی تصویریں بھی تھیں ۔ ان کے قدوقامت کے بارے میں بھی تفصیلات موجود تھیں ۔ ان میں سے دو عورتیں اور چار مرد تھے ۔

" یہ تین افراد آخر کہاں غائب ہو گئے "...... اس آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ہی تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا ۔

" یس "...... اس نے حلق کے بل بولتے ہوئے کہا ۔

" چیف ۔ ایملی ہاؤس سے کال ہے "...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا ۔

" اوہ ۔ بات کراؤ ۔ جلدی "...... چیف نے ایک بار پھر حلق کے بل بولتے ہوئے کہا ۔ شاید یہ اس کے بولنے کا مخصوص انداز تھا ۔

" ہیلو چیف ۔ میں ایملی ہاؤس سے کراؤن بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا ۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے "...... چیف نے اسی طرح حلق کے بل بولتے ہوئے کہا ۔

" چیف ۔ سیٹلائٹ نے تو نشاندہی نہیں کی لیکن ایک گروپ پر ہمیں شک پڑ گیا ہے "...... کراؤن نے کہا تو چیف چونک پڑا ۔

" کس پر اور کیا "...... چیف نے پوچھا ۔

" چیف ۔ ایک عورت اور دو مردوں کا گروپ ہے ۔ ان کے چہرے تو مختلف ہیں لیکن ان کے قدوقامت ہماری رپورٹ کے

مطابق ہیں ۔ انہیں فلازی کلب میں مارک کیا گیا ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" کیوں مارک کیا گیا ہے ۔ یہ بات بتاؤ ۔ اصل اہمیت اس کی ہے "...... چیف نے چیخ کر کہا ۔

" وہاں ایک عجیب حرکت ہوئی ہے ۔ ان میں سے ایک آدمی اکیلا سپیشل روم میں گیا جبکہ اس کے ساتھی ایک عورت اور ایک مرد ہال میں بیٹھے رہے ۔ جو سپیشل روم میں گیا وہاں اس نے ایک ادھیڑ عمر ویٹر سوبرز سے سپیشل روم میں کافی دیر تک ملاقات کی اور اس کے بعد وہ وہاں سے نکل کر کلب سے باہر چلا گیا ۔ اس کے ساتھی بھی جو ہال میں موجود تھے وہ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے باہر آگئے ۔ میں نے کلب میں اپنے ایک آدمی سے کہا کہ وہ اس ویٹر سوبرز سے پوچھ گچھ کرے جبکہ میرے دوسرے آدمی ان کی نگرانی کر رہے تھے ۔ یہ تینوں کلب سے نکل کر قریبی پارک کے ایک دور دراز کونے میں جا بیٹھے گئے ہیں اور اس وقت تک وہیں موجود ہیں ۔ ان کی پوزیشن یہی ہے کہ جس آدمی نے سپیشل روم میں ویٹر سوبرز سے ملاقات کی ہے وہ اپنے ساتھیوں کو اس کے بارے میں تفصیل بتا رہا ہے ۔ ہم انہیں چیک کر رہے ہیں ۔ وہی آدمی جس نے ملاقات کی مسلسل بول رہا ہے اور باقی دونوں خاموش بیٹھے سن رہے ہیں "...... کراؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" مزید کیا رپورٹ ہے "...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے

کہا۔

" مجھے ابھی اس کلب سے رپورٹ ملی ہے کہ سپیشل روم میں سوبرز نامی ویٹر کو سو ڈالر دے کر اس سے ملنے والے نے خفیہ کلب رونالڈو کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

" رونالڈو کے بارے میں ۔ اس ویٹر کا کیا تعلق اس سے "۔ چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ ویٹر وہاں کام کر چکا ہے "...... کراؤن نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ وہ گروپ کہاں ہے اس وقت "...... چیف نے چیخ کر کہا۔

" وہ پارک میں موجود ہے چیف "...... کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" انہیں فوری طور پر بے ہوش کر کے اٹھاؤ اور سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دو ۔ پھر مجھے اطلاع دو ۔ جلدی ۔ فوراً ۔ جس قیمت پر بھی ممکن ہو "...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

" انہیں گولیوں سے کیوں نہ اڑا دیا جائے چیف "...... کراؤن نے کہا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ۔ ان کے تین ساتھی پہلے ہی وہاں زیرو روم میں موجود ہیں ۔ انہیں بھی زیرو روم میں پہنچا دو ۔ پھر وہاں ان کی اصلیت سامنے آ جائے گی کیونکہ پہلے تین کا میک اپ واش

کرنے کی کوشش کی گئی لیکن میک اپ واش نہیں ہو سکا اس لئے اب ان کی اصلیت جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ان چھ کے گروپ کو وہاں زیرو روم میں اکٹھا کر دیا جائے ۔ جلدی کرو ۔ اس سے پہلے کہ وہ رونالڈو کلب میں داخل ہو جائیں "...... چیف نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چیف نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

" یہ ۔ یہ آخر کس قسم کے لوگ ہیں ۔ انہیں رونالڈو کلب کے بارے میں بھی علم ہو گیا ہے اور انہوں نے اس ویٹر کو بھی تلاش کر لیا ہے جو رونالڈو کلب میں کام کرتا رہا ہے ۔ ویری بیڈ ۔ اب ان کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے ۔ میں صرف اطمینان کرنا چاہتا ہوں کہ اصل آدمی ہی ہلاک ہوئے ہیں "...... چیف نے رسیور رکھ کر خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... چیف نے حلق کے بل بولتے ہوئے کہا۔

" کراؤن کا فون ہے سپیشل پوائنٹ سے "...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کراؤ بات "...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ میں کراؤن بول رہا ہوں "...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کراؤن کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"....... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے چیف ۔ ان تینوں کو بے ہوش کر کے زیرو روم میں پہنچا دیا گیا ہے"....... کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل پوائنٹ انچارج گریگ کہاں ہے"....... چیف نے پوچھا۔

"موجود ہے جناب"....... کراؤن نے کہا۔

"اسے رسیور دو"....... چیف نے کہا۔

"یس چیف ۔ میں گریگ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد گریگ کی آواز سنائی دی۔

"زیرو روم میں جو پہلے تین افراد تھے ان کی کیا پوزیشن ہے"۔ چیف نے کہا۔

"وہ بدستور بے ہوش پڑے ہیں چیف"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف چونک پڑا۔

"ابھی تک وہ ہوش میں نہیں آئے ۔ کیوں ۔ انہیں تو کافی دیر پہلے ہوش میں آجانا چاہئے تھا"....... چیف نے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ ہوش میں آنے لگے تھے لیکن میں نے انہیں دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا تاکہ ان کے ساتھی پکڑے جائیں تو اس کے بعد انہیں ہوش میں لایا جائے"....... گریگ نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔ اسی لئے تم نے اب تک ان کے بارے میں رپورٹ

نہیں دی تھی ۔ ٹھیک ہے ۔ نئے آنے والوں کو بھی زیرو روم میں بھیج دو اور پھر ان سب کو ہوش میں لا کر ان کو چیک کرو"۔ چیف نے کہا۔

"چیف ۔ چیک کرنے کے بعد ان کا کیا کرنا ہے"....... گریگ نے پوچھا۔

"ان سے مکمل تفصیلات معلوم کرنی ہیں ۔ ٹھیک ہے ۔ میں خود آ رہا ہوں ۔ یہ اہم ایجنٹ ہیں ان سے تفصیلی معلومات میں خود حاصل کروں گا"....... چیف نے اچانک فیصلہ کرتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ بہرحال چھ کے چھ خطرناک ایجنٹ ان کے ہاتھ آچکے تھے۔

کرسٹی روڈ کافی معروف سڑک تھی۔یہاں بے شمار بزنس پلازہ تھے اور ان پلازوں میں آنے جانے والوں کا خاصا رش تھا۔ صفدر، تنویر اور جولیا تینوں فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تے۔ان تینوں کی نظریں ایملی ہاؤس کو تلاش کر رہی تھیں اور پھر دو بڑے پلازوں کے درمیان ایک منزلہ ایک چھوٹی سی عمارت انہیں نظر آ گئی جس پر ایملی ہاؤس کا بڑا سا کمرشل بورڈ لگا ہوا تھا۔ اس عمارت کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور مختلف لوگ جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی اندر آ جا رہے تھے۔یہ سب لوگ اپنے لباسوں اور انداز سے بزنس کلاس کے لوگ دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا یہ کوئی ہوٹل ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی رہائشی کوٹھی ہو گی"...... تنویر

کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"بورڈ کے نچلے حصے میں درج ہے کہ یہاں دوپہر اور سہ پہر کا کھانا تازہ اور گھر جیسا ملتا ہے اس لئے انہوں نے اسے ہوٹل کا نام دینے کی بجائے ہاؤس کا نام دے دیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ہم بھی پڑھ چکے ہیں یہ تحریر۔لیکن ہم نے تو اس مشینری کو چیک کرنا ہے لیکن اس ہوٹل میں وہ مشینری تو نصب نہیں ہو سکتی۔البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں وہ چیف رہتا ہو"...... تنویر نے کہا۔

"اس گریگ نے بتایا تھا کہ یہ ان کا مین آفس ہے۔ایسا ہو سکتا ہے کہ اس ہوٹل کے نیچے تہہ خانوں میں کارروائی نہ ڈالی جا رہی ہو"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔یقیناً ایسا ہی ہو گا۔لیکن اب اس کا راستہ کیسے تلاش کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اندر چلتے ہیں۔کسی نہ کسی کی گردن ناپ کر معلوم کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہمیں تنویر کی بات پر عمل کرنا ہو گا ورنہ ہمارے فرار کا علم سارج کو ہو چکا ہو گا اور ان کی مشینری ہمیں تلاش کر رہی ہو گی اور اس بار انہوں نے ہمیں بے ہوش نہیں کرنا بلکہ گولی مار دینی ہے

اس لئے ہمیں فوری اور ڈائریکٹ ایکشن لینا ہو گا"...... جولیا نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا تو تنویر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" ٹھیک ہے ۔ لیکن ہمیں کسی ویٹر کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس ہوٹل کے مینجر کو پکڑنا چاہئے"...... صفدر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تینوں پیدل چلنے والوں کے لئے سڑک عبور کرنے والے مخصوص نشان تک آئے اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے دوسری طرف فٹ پاتھ پر پہنچ گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ ہوٹل میں داخل ہو چکے تھے ۔ ہوٹل کا بڑا ہال تھا جس میں لوگ کھانا کھانے میں مصروف تھے ۔

" مینجر صاحب کہاں بیٹھتے ہیں"...... صفدر نے کاؤنٹر کے قریب جا کر کہا۔

" ادھر راہداری میں"...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں مڑے اور اس راہداری کی طرف بڑھ گئے لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کسی نے بھی ان کے راہداری کی طرف جانے کا کوئی نوٹس نہ لیا تھا جبکہ اتنی بڑی تنظیم کے مین آفس کی یہاں موجودگی کی وجہ سے تو یہاں انتہائی سخت انتظامات ہونے چاہئیں تھے لیکن یہاں تو عام سے حالات تھے ۔ راہداری بھی خالی پڑی ہوئی تھی ۔ وہاں کوئی دربان

موجود نہ تھا البتہ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ موجود تھا جس کے باہر مینجر کی نیم پلیٹ دیوار میں نصب تھی ۔ دروازہ بند تھا ۔ صفدر نے آگے بڑھ کر دروازے کو پریس کیا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور صفدر اور اس کے ساتھی اندر داخل ہو گئے ۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر کا بھاری آدمی موجود تھا ۔ اس نے دروازہ کھلنے اور صفدر اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر چونک کر ہاتھ میں موجود رسیور کو کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" تشریف رکھیں ۔ میں مینجر برائن ہوں"...... ادھیڑ عمر نے کاروباری انداز میں کہا اور ساتھ ہی انہیں میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے کہا۔

" ہم بیٹھنے کے لئے نہیں آئے مسٹر"...... تنویر نے یکلخت آگے بڑھ کر جیب سے مشین پسٹل نکال کر مینجر کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا تو مینجر کا چہرہ تیزی سے تبدیل ہوتا چلا گیا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے لیکن خوف کے تاثرات موجود نہ تھے۔

" میرے پاس تو کوئی کیش نہیں ہوتا"...... مینجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مسٹر برائن ۔ آپ ادھر آجائیں ۔ ہمیں کیش سے کوئی مطلب نہیں ہے ۔ ہم نے آپ سے صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں"۔ صفدر نے مینجر سے مخاطب ہو کر تنویر کے برعکس مہذبانہ لہجے میں

کہا۔

" لیکن ۔ لیکن یہ کیا طریقہ ہے ۔ کیسی معلومات "...... مینجر نے اس بار فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ فون تک پہنچتا تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹا اور مینجر یکلخت چیختا ہوا اچھل کر میز کے اوپر اس انداز میں اوندھا گر گیا کہ اس کا سر اور گردن میز کی دوسری طرف اور ٹانگیں کرسی کی طرف نیچے لٹکی ہوئی تھیں ۔ پھر اس سے پہلے کہ مینجر سنبھلتا صفدر نے اس کی گردن کی پشت پر مخصوص انداز میں ضرب لگائی تو میز پر موجود مینجر کے جسم نے پہلے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور پھر ہلکے سے کپکپایا اور پھر ساکت ہو گیا جبکہ جولیا اس دوران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور تنویر نے فوری طور پر رسیور اٹھا کر اسے ایک طرف میز پر رکھ دیا ۔ صفدر نے ساکت مینجر کی گردن کے عقبی طرف درمیان میں انگلی رکھ کر اسے دبایا تو مینجر کے جسم میں اس طرح کپکپاہٹ پیدا ہوئی جیسے اسے سردی لگ رہی ہو ۔

" کیا نام ہے تمہارا ۔ بولو "...... صفدر نے انگلی کو دبا کر آہستہ سے گھماتے ہوئے کہا۔

" بب ۔ بب ۔ برائن "...... اوندھے منہ پڑے ہوئے مینجر کے منہ سے رک رک کر نکلا ۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کا جسم کانپ رہا تھا ۔ ویسے ہی اس کی زبان بھی بولتے ہوئے کانپ رہی

تھی۔

" سارج کا ہیڈ آفس کہاں ہے ۔ بولو "...... صفدر نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی انگلی کو گھما دیا۔

" ایم ۔ ایم ۔ ایملی ہاؤس کے نیچے "...... مینجر نے پہلے کی طرح رُک رُک کر کہا۔

" اس کا راستہ کس طرف سے ہے ۔ تفصیل بتاؤ "...... صفدر نے اپنی انگلی کو گھماتے ہوئے کہا۔

" اسٹو جاروز کی طرف ۔ اسٹو جاروز کی طرف "...... برائن نے پہلے کی طرح رک رک کر کہا۔

" اسٹو جاروز کہاں ہے ۔ بولو "...... صفدر نے انگلی کو مزید گھماتے ہوئے کہا۔

" اس ایملی ہاؤس کے عقب میں ہے ۔ وہاں ایک کوٹھی نمبر اٹھارہ ہے ۔ اس میں سے راستہ جاتا ہے لیکن وہاں کوئی آدمی نہیں جا سکتا ۔ وہاں سخت پہرہ ہے "...... مینجر برائن نے جواب دیا اور صفدر نے انگلی ہٹا لی۔

" آؤ نکل چلیں ورنہ ابھی کوئی آ گیا تو مسئلہ بن جائے گا " ۔ صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے جس طرح یکلخت سپرنگ کھلتا ہے اس طرح میز پر پڑے ہوئے مینجر کا جسم یکلخت اچھلا اور اس کی مڑی ہوئی ٹانگیں دروازے کی طرف مڑتے ہوئے صفدر کے سر سے زور سے ٹکرائیں کہ صفدر جو مڑ رہا تھا اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور

وہ اچھل کر عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ مینجر برائن نیچے گر کر ایک بار پھر تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ تنویر کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اٹھتا ہوا مینجر برائن ایک بار پھر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ صفدر اس دوران اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"یہ اتنی جلدی کیسے حرکت میں آگیا۔ اس کے اعصاب تو کم از کم دو گھنٹوں تک منجمد رہنے تھے"...... صفدر نے حیرت بھری نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے دائیں طرف نہیں گھمایا اس لئے انگلی اٹھتے ہی اس کے اعصاب انتہائی تیز رفتاری سے حرکت میں آگئے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا تم دونوں اس طرح کی مشقیں کرتے رہتے ہو"۔ صفدر کے قریب کھڑی جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تنویر، کیپٹن شکیل اور میں نے ایک کلب بنایا ہوا ہے۔ سپر یوگا کلب"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھول دیا اور ان تینوں کے باہر آتے ہی صفدر نے نہ صرف دروازہ بند کیا بلکہ اندر دروازے کے ہک سے لٹکا ہوا ایک کارڈ اتار کر اس نے اسے باہر ہینڈل سے لٹکا دیا جس پر "ڈوناٹ ڈسٹرب می" کی تحریر تھی اور پھر وہ تینوں اطمینان سے چلتے ہوئے ہال میں پہنچے اور تھوڑی دیر بعد وہ باہر سڑک پر پہنچ گئے۔ آگے

بڑھنے کے بعد وہ کافی آگے جا کر سائیڈ روڈ پر مڑ گئے اور پھر جب وہ عقبی سڑک پر پہنچے تو ایک جگہ موجود بورڈ پڑھ کر ان کے چہروں پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ بورڈ پر اسٹو جاروز کے الفاظ درج تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی نمبر اٹھارہ کو بھی چیک کر چکے تھے۔ یہ ایک قدیم طرز کی بنی ہوئی کوٹھی تھی۔

"اس مینجر نے اس حالت میں بھی سچ بات کی ہے"...... جولیا نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا شعور اعصابی طور پر میں نے منجمد کر دیا تھا اور لاشعور پر دباؤ تھا اس لئے وہ سچ ہی بول سکتا تھا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے بالکل نئی تکنیک استعمال کی ہے اور وہ بھی پہلی بار"...... جولیا نے کہا۔

"بس وہ تنویر کے کھینچنے سے اچانک اس انداز میں آگرا تو میں نے موقع سے فائدہ اٹھا لیا ورنہ پھر عمران صاحب والی شہ رگ پر دباؤ والی ترکیب استعمال کی جاتی"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب اٹھارہ نمبر کوٹھی سے آگے نکل آئے تھے۔ اس کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔

"ہمیں پھاٹک پر چڑھ کر اندر جانا ہو گا اور کوئی طریقہ نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ پھاٹک پر سنسرز لگے ہوئے ہیں۔ میں نے چیک کیا

ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر اندر کیسے جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہم کال بیل دیں گے اور پھاٹک کھلتے ہی اندر گھس جائیں گے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ بھی بتا دوں کہ جو کچھ کرنا ہے فوری کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا ایسے ہی ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اندھا دھند قتل و غارت کی بجائے اگر ہم کسی کو پکڑ کر اس سے مشینری کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"تم آؤ تو سہی۔ سب کچھ خود بخود معلوم ہو جائے گا"...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی تنویر نے از خود آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... گیٹ پر موجود فون سے ایک بھاری اور سخت مردانہ آواز سنائی دی۔

"پولیس"...... تنویر نے بھی انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"پولیس۔ مگر کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... اس بار دوسری طرف سے بات کرنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پھاٹک کھولو۔ باتیں مت کرو"...... تنویر نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری۔ پھاٹک نہیں کھل سکتا۔ جاؤ دفع ہو جاؤ"...... دوسری

طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تنویر کا چہرہ غصے سے یکلخت دہکتے ہوئے تنور کی طرح سرخ ہو گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا اور دوسرے ہی لمحے اس کی جیب میں موجود ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور فولادی پھاٹک کا ایک حصہ ٹوٹ کر اندر جا گرا۔ تنویر نے پلک جھپکنے میں پھاٹک پر ہینڈ گرنیڈ مار دیا تھا۔ پھاٹک ٹوٹتے ہی تنویر دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اب پہلے ہاتھ میں آ گیا تھا اور پھر اندر فائرنگ کی تیز آوازیں اور انسانی چیخیں سنائی دینے لگیں اور یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ جولیا اور صفدر صرف پلکیں جھپکاتے ہی رہ گئے لیکن فائرنگ شروع ہوتے ہی وہ دونوں بھی بے اختیار دوڑتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

"اب پولیس آ جائے گی"...... صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جولیا نے ہونٹ بھینچ کر صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ اندر چار مسلح افراد پڑے تڑپ رہے تھے جبکہ ان کی مشین گنیں ایک طرف پڑی تھیں لیکن ان میں سے ایک مشین گن غائب تھی اور تنویر بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ صفدر اور جولیا نے بھی جھک کر ایک ایک مشین گن اٹھائی اور پھر وہ اندر جانے والی راہداری میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اسی لمحے انہیں فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں نیچے سے سنائی دینے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے نیچے تہہ خانوں میں

خوفناک جنگ ہو رہی ہو۔ان دونوں نے اپنی رفتار بڑھا دی اور پھر وہ ایک موڑ مڑتے ہی نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں کے کنارے پر پہنچ گئے اسی لمحے نیچے سے ایک انتہائی خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک انسانی چیخ بھی ساتھ ہی سنائی دینے لگی ۔وہ دونوں سیڑھیاں اترنے ہی لگے تھے کہ انہیں بائیں ہاتھ سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔وہ تیزی سے سائیڈ پر ہوئے ۔اسی لمحے تین مسلح افراد دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے دکھائی دیئے تو صفدر نے مشین گن کا فائر کھول دیا اور وہ تینوں اچانک چلنے والی گولیوں سے نہ بچ سکے اور اچھل کر نیچے گرے جبکہ جولیا ان کے گرتے ہی بیک وقت کئی کئی سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی نیچے اتری اور صفدر کی نظروں سے غائب ہو گئی ۔نیچے سے فائرنگ اور خوفناک دھماکوں کی آوازیں بدستور اور مسلسل سنائی دے رہی تھیں ۔صفدر نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے وہ دوسری طرف دوڑ پڑا جہاں سے یہ تینوں آدمی آئے تھے ۔چند لمحوں بعد وہ ایک مختلف سے ایریا میں پہنچ گیا اور اسی لمحے اسے محسوس ہوا کہ سامنے موجود الماری کے پیچھے کوئی موجود ہے تو اس کا جسم پارے کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ پر ہو گیا۔

" باہر آجاؤ ورنہ بم مار دوں گا"...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا تو دوسرے لمحے ایک کانپتی ہوئی لڑکی الماری کے پیچھے سے باہر آ گئی ۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوف تھا ۔اس کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور

آنکھوں میں ایسی دہشت تھی جیسے کسی بھی لمحے اس کا دل دھڑکنے سے رک جائے گا۔

" گھبراؤ نہیں ۔اگر تم تعاون کرو گی تو تمہیں زندہ رہنے دیا جائے گا"...... صفدر نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا تو اس لڑکی کا تیزی سے زرد پڑتا ہوا چہرہ تبدیل ہونے لگ گیا۔

" مم ۔مم ۔مجھے مت مارو ۔مم ۔مم ۔میں تعاون کروں گی"۔ اس لڑکی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا نام ہے تمہارا اور یہاں تمہاری کیا حیثیت ہے ۔جلدی بولو"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" میرا نام لوتیزا ہے اور میں چیف کی پرسنل سیکرٹری ہوں"۔ لڑکی نے جواب دیا۔

" کہاں ہے تمہارا چیف ۔کیا نام ہے اس کا"...... صفدر نے آنکھیں گھما کر سائیڈوں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

" چیف سپیشل پوائنٹ پر گیا ہے ۔وہاں پہلے تین پاکیشیائی ایجنٹ پکڑے گئے تھے اور انہیں وہاں رکھا گیا تھا ۔اب تین اور پاکیشیائی پکڑے گئے ہیں اور انہیں بھی وہیں رکھا گیا ہے ۔چیف خود ان سے پوچھ گچھ کرنے گیا ہے ۔تم کون ہو اور یہاں کیسے آ گئے ہو"...... لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" نیچے تہہ خانوں میں کیا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

" نیچے مشینری ہے"...... لڑکی نے جواب دیا ۔اسی لمحے صفدر کو

اپنے عقب میں آہٹ محسوس ہوئی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ اب اس کی نظریں بیک وقت اس لڑکی اور اپنے عقب میں تھی اور چند لمحوں بعد اس نے اطمینان بھرا سانس لیا کیونکہ آنے والے تنویر اور جولیا تھے۔

" یہ لڑکی کون ہے۔ اسے ختم کرو اور جلدی سے یہاں سے نکلو۔ پولیس کی گاڑیاں پہنچ گئی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

" نہیں۔ یہ لڑکی ہماری ساتھی ہے۔ ہمیں خفیہ راستے سے باہر لے جائے گی۔ اسے زندہ رکھا جائے گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ چلو لوٹیزا"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" خفیہ۔ خفیہ راستہ۔ مم۔ مم۔ مگر"...... لوٹیزا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" جلدی کرو۔ زندہ رہنا ہے تو خفیہ راستے سے ہمیں باہر لے چلو جلدی کرو"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ ہاں۔ ایک راستہ ہے جہاں سے چیف آتا جاتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ "...... لوٹیزا نے یکلخت فیصلہ کن لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی سے کافی فاصلے پر ایک چوڑی سی گلی میں موجود دروازے سے باہر آئے تو صفدر کا بازو گھوما اور لڑکی کنپٹی پر پڑنے والی ضرب سے چیختی ہوئی نیچے جا گری اور چند لمحوں تک پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گئی تو صفدر نے اسے اٹھا کر ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے کوڑے کے ایک بڑے کنٹینر کے پیچھے ڈال دیا۔

" آؤ جلدی"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ تینوں ہی جب گلی سے سڑک پر پہنچے تو انہیں بائیں ہاتھ پر پولیس کاروں کا ایک ہجوم سا دکھائی دیا اور وہ دائیں طرف مڑ کر آگے بڑھ گئے۔

" مشینری تو تباہ ہو گئی ہے۔ اب کیا کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

" عمران صاحب اور اس کے ساتھی سارج کے ہاتھ لگ گئے ہیں اور انہیں بھی وہیں لے جایا گیا ہے جہاں ہمیں رکھا گیا تھا۔ اب ہمیں وہاں جانا ہے۔ یہاں کا چیف بھی وہیں گیا ہوا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تو پھر یہاں پارکنگ سے کوئی کار حاصل کی جائے"۔ تنویر نے کہا تو صفدر اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن فوری طور پر اس سے اٹھا تو نہیں گیا البتہ اس کے جسم نے معمولی سی حرکت ضرور کی تھی اور اس کے ساتھ ہی اسے واضح طور پر محسوس ہو گیا کہ وہ کسی اسٹیشن ویگن نما گاڑی کے عقبی حصے میں اپنے ساتھیوں سمیت پڑا ہوا ہے اور یہ گاڑی ہجوم سے پر سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت پارک سے اٹھ کر باہر آنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی ناک سے انتہائی تیز ناگوار بو ٹکرائی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اس کا ذہن تاریک پڑ گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تھا تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک گاڑی کے عقبی حصے میں موجود تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے قریب ہی تھے اور کیپٹن شکیل اور صالحہ دونوں کے جسم ڈھیلے پڑے تھے اور آنکھیں بند تھیں۔ عمران سمجھ گیا

کہ اس کی ذہنی ورزشوں کے ردعمل کی وجہ سے اس کا ذہن وقت سے پہلے بیدار ہو گیا ہے جبکہ اس گیس میں شامل بے حس کرنے والی خاصیت بھی موجود تھی اس لئے عمران کا جسم پوری طرح حرکت میں نہ آ رہا تھا۔ اس نے جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دینا شروع کر دی اور پھر جیسے ہی گاڑی ایک کوٹھی کے گیٹ پر رکی عمران کا جسم اس وقت تک کافی حد تک حرکت میں آ چکا تھا۔ ڈرائیور کی سائیڈ سے ایک آدمی نیچے اترا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران خاموشی سے پڑا رہا کیونکہ ڈرائیور کے سامنے عقبی آئینہ موجود تھا اور عمران کے حرکت میں آتے ہی اسے یہ منظر نظر آ جاتا لیکن دوسرے لمحے ڈرائیور بھی دروازہ کھول کر اتر گیا تو عمران بھی تیزی سے اٹھا اور عقبی دروازہ آہستہ سے کھول کر اس نے باہر چھلانگ لگا دی اور پھر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس نے بڑا پھاٹک کھلتے ہوئے دیکھا تو وہ تیزی سے اچھل کر پھاٹک کی سائیڈ میں ہو گیا۔ اسی لمحے ڈرائیور بجلی کی سی تیزی سے واپس آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے گاڑی کو ایک جھٹکے سے سٹارٹ کر کے اسے اندرونی طرف لے گیا۔ عمران نے اس ڈرائیور کے چہرے پر ابھرے ہوئے متوحش تاثرات دیکھ لئے تھے اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ کوٹھی کے اندر کا ماحول اس ڈرائیور کی توقع کے برعکس ہے گاڑی کے اندر جاتے ہی بڑا پھاٹک بند ہونے لگا اور چند لمحوں میں بند ہو گیا لیکن چھوٹا پھاٹک ابھی تک کھلا تھا۔ عمران تیزی سے اس

چھوٹے پھاٹک کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اس پھاٹک سے اندر جھانکا تو اس نے سامنے ہی گاڑی کھڑی دیکھی ۔ گاڑی کے ساتھ ہی ڈرائیور کھڑا تھا اور اس کا رخ اندر کی طرف تھا جبکہ دوسرا آدمی تیزی سے اندر عمارت کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

" میں بھی آجاؤں باس "...... ڈرائیور نے اچانک کہا۔

" نہیں ۔ تم یہیں ٹھہرو ۔ اندر موجود سکون اور کھلا ہوا پھاٹک بتا رہے ہیں کہ معاملات درست نہیں ہیں ۔ تم یہاں کا خیال رکھو"...... اندر جانے والے نے جسے باس کہہ کر پکارا گیا تھا، کہا اور پھر وہ تیزی سے اندر عمارت میں غائب ہو گیا۔ عمران آہستہ سے اندر داخل ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈرائیور سنبھلتا عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد ہی وہ اسے بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔ عمران نے اسے اٹھا کر گاڑی کی عقبی سائیڈ پر ڈال دیا تاکہ عمارت سے باہر آتے ہوئے باس کو وہ نظر نہ آ سکے ۔ البتہ اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اس نے سنبھال لیا تھا اور پھر وہ پنجوں کے بل دوڑتا ہوا برآمدے سے ہو کر اندر داخل ہوا اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ یہ ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں تھیں ۔ عمران تیزی سے سائیڈ میں ہوا اور پھر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی وہ آدمی جو اندر گیا تھا اس کے قریب سے گزرا تو عمران یکلخت اس پر جھپٹ پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی کوئی جدوجہد کرتا

عمران اس کو بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔ عمران نے اسے وہیں ڈالا اور پھر اس نے اس پوری کوٹھی کا چکر لگایا ۔ کوٹھی میں جگہ جگہ لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور زندہ آدمی کوئی نہ تھا ۔ ایک سٹور نما کمرے سے اس نے رسی کا ایک بڑا بنڈل اٹھایا اور پھر واپس آ کر اس نے سب سے پہلے اس رسی کی مدد سے ایک کمرے میں موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر اس نے اس آدمی کو ڈال کر باندھ دیا جو عمارت کے اندر سے باہر آیا تھا اور جسے عمران نے بے ہوش کیا تھا ۔ یہ وہی آدمی تھا جو گاڑی کی سائیڈ سیٹ پر موجود تھا ۔ اسے باندھنے کے بعد عمران واپس مڑا اور اس نے ایک نظر گاڑی کی عقبی طرف ڈالی تو صالحہ اور کیپٹن شکیل دونوں ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ عمران نے گاڑی کے ڈرائیور کو اٹھایا اور اسے بھی لے جا کر وہیں ایک اور کرسی پر ڈال کر رسی کی مدد سے باندھ دیا۔ پھر وہ ایک واش روم میں گیا ۔ وہاں پانی موجود تھا ۔ اس نے ایک الماری میں موجود ایک خالی جگ اٹھایا اور اسے پانی سے بھر کر واپس گاڑی کے قریب آ گیا اور پھر جیسے ہی صالحہ اور کیپٹن شکیل کے حلق سے پانی نیچے اترا ان کی بے ہوشی اور بے حسی کا سرکٹ ٹوٹ گیا اور وہ دونوں کسمسا کر ہوش میں آنے لگے ۔ عمران گاڑی سے نیچے اتر آیا اور اس نے پھاٹک کو اچھی طرح بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

" یہ ۔ یہ کیا مطلب "...... چند لمحوں بعد گاڑی کے اندر سے صالحہ کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔ وہ شاید ہوش میں آ گئی تھی۔

" صالحہ ۔ میں عمران ہوں ۔ باہر آؤ"...... عمران نے کہا۔
" اوہ ۔ عمران صاحب آپ ۔ یہ سب کیا ہے ۔ ہم کہاں ہیں"۔
صالحہ نے باہر آکر حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا
اسی لمحے گاڑی کے اندر کیپٹن شکیل کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔
" تم بھی باہر آ جاؤ کیپٹن شکیل ۔ بہت آرام کر لیا ہے تم
نے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بھی گاڑی
سے نیچے اتر آیا۔ عمران نے انہیں مختصر طور پر اب تک ہونے والی
ساری کارروائی بتا دی۔
" لیکن یہ کون ہو سکتے ہیں اور ان کا ہمیں بے ہوش کر کے یہاں
لے آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔
" کیپٹن شکیل ۔ تم یہیں رکو ۔ صالحہ میرے ساتھ آئے گی ۔ اب
اس ڈرائیور اور اس کے ساتھی سے معلومات حاصل کرنا پڑیں
گی"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ
صالحہ سمیت عمارت کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔
" یہاں بلٹ پروف شیشے کا ایک کمرہ بھی ہے جس کا شیشہ اس
انداز میں ٹوٹا ہوا ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ جیسے اسے میں نے توڑا
ہو"...... عمران نے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا ۔ اس
کمرے میں ڈرائیور اور اس کا ساتھی رسیوں سے بندھے بے ہوشی کے
عالم میں موجود تھے۔
" آپ نے ۔ لیکن آپ تو ہمارے ساتھ ہی یہاں آئے ہیں"۔ صالحہ

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" میرا مطلب تھا کہ یہ میرا مخصوص طریقہ ہے اور یہ طریقہ ایک
ر تنویر نے مجھ سے تفصیل سے پوچھا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس
رے میں تنویر، صفدر اور جولیا کو رکھا گیا ہو اور تنویر نے مخصوص
از میں شیشے کو توڑ دیا ہو اور پھر وہ نکل گئے ہوں"...... عمران نے
گے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈرائیور کے ساتھی کا منہ اور
ک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی
کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران
نے ہاتھ ہٹا لئے۔
" بیٹھ جاؤ صالحہ"...... عمران نے مڑ کر صالحہ سے کہا جو ابھی تک
نٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔
" آپ ان سے پوچھ گچھ کریں ۔ میں باہر تازہ ہوا میں ٹھہرتی ہوں
ں کچھ گھٹن سی محسوس ہو رہی ہے"...... صالحہ نے کہا اور پھر
ن کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے سے
چلی گئی۔
" یہ ۔ یہ کیا ۔ کیا مطلب ۔ تم ۔ تم تو بے ہوش تھے"۔ ڈرائیور
ے ساتھی نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش
تے ہوئے رک رک کر کہا۔
" تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے اس کے سوال کا جواب
کے بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"کراؤن ۔ میرا نام کراؤن ہے ۔ اوہ ۔ تم نے جیگر کو بھی بے ہوش کر کے باندھ رکھا ہے"...... کراؤن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم اس کوٹھی میں کیوں آئے تھے ۔ یہاں تو شیشے کا بنا ہوا کمرہ ٹوٹا پڑا ہے اور ادھر ادھر لاشیں پڑی ہوئی ہیں"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ تمہارے ساتھی نکل گئے ہیں ۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ زیرو روم کا شیشہ بھی توڑا جا سکتا ہے ۔ یہ گریگ اور اس کے ساتھی سب بے حد بہادر اور تجربہ کار تھے ۔ نجانے تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں کیسے ہلاک ہو گئے"...... کراؤن نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ تم کس کو ہمارے ساتھی ٹھہرا رہے ہو ۔ ہم تینوں کے علاوہ تو ہمارا اور کوئی ساتھی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تینوں تو بہرحال پاکیشیائی ہیں ۔ انہوں نے بس ٹرمینل پر کسی ایشیائی زبان میں باتیں کیں اور ان میں سے ایک کو صفدر کے نام سے بھی پکارا گیا تھا اس لئے وہ تو پاکیشیائی ایجنٹ تھے لیکن چیف نے انہیں اس لئے فوری طور پر ہلاک نہیں کیا تھا کہ اگر ان کے ساتھی نہ ملے تو پھر ان سے معلوم کیا جائے گا لیکن پھر تم پر ہمیں شک ہوا ۔ پھر تم کلب میں بوڑھے ویٹر سوبرز سے ملے اور تم نے اس

سے سارج کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور پھر تم تینوں پارک میں جا کر بیٹھ گئے ۔ میں نے چیف کو اطلاع دی تو چیف نے تمہیں بے ہوش کر کے تمہارے ساتھیوں کے ساتھ زیرو روم میں ڈالنے کے لئے کہا لیکن یہاں تو حالات ہی الٹ چکے ہیں ۔ گریگ بھی ہلاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھی بھی اور وہ تینوں پاکیشیائی بھی غائب ہیں"...... کراؤن بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا۔

"چیف کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مارشل چیف فور"...... کراؤن نے جواب دیا۔

"تم کیا ہو سارج میں"...... عمران عمران نے پوچھا۔

"میں یہاں کا باس ہوں"...... کراؤن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے ساتھ جو ڈرائیور ہے اس کا نام جیگر ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ گریگ کا بھائی ہے اس لئے میں نے اسے اندر نہ آنے دیا تھا کیونکہ میں نے گریگ کی لاش دیکھ لی تھی ۔ بے چارہ جیگر اپنے بھائی سے بے حد محبت کرتا تھا ۔ دونوں بھائی نہ صرف قدوقامت میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے بلکہ ان کی آوازیں بھی اس قدر ملتی تھیں کہ جیگر کسی کمرے میں بولے تو لگتا تھا گریگ بول رہا ہے اور گریگ بولے تو لگتا تھا جیگر بول رہا ہے"...... کراؤن نے جواب

دیا ۔ وہ واقعی کوئی باتونی آدمی تھا کہ ماحول اور حالات کو دیکھے بغیر اس طرح بولے چلے جا رہا تھا جیسے وہ کسی محفل میں گپ شپ کر رہا ہو ۔ پھر عمران نے اٹھ کر ڈرائیور کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات ابھرے تو عمران نے ہاتھ ہٹالئے اور پھر اس سے پہلے کہ ساتھ موجود کراؤن کچھ سمجھتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ کراؤن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا ۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کا ہک مار کر پہلی ہی ضرب میں اسے دنیا و مافیہا سے آزاد کر دیا تھا ۔ عمران واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا ۔ اس نے جیگر کو ہوش میں لاتے ہوئے کراؤن کو اس لئے بے ہوش کر دیا تھا تاکہ جو کچھ اس کراؤن نے بتایا تھا اس کی تصدیق اس جیگر سے کرا سکے ۔ اسے خطرہ تھا کہ کراؤن زیادہ بولنے والا ہے اس لئے وہ جیگر کو لقمہ بھی دے سکتا ہے ۔ چند لمحوں بعد جیگر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی بھی کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ بندھا ہونے کی وجہ سے اپنی اس لاشعوری کوشش میں ناکام رہا تھا۔

" یہ ۔ یہ سب کیا ہے ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیا ہے ۔ تم اور اس حالت میں "...... جیگر نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام جیگر ہے اور تمہارے ساتھی کا نام کراؤن ہے "۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ ہاں ۔ مگر تم ۔ تم تو بے ہوش تھے ۔ پھر یہ کیسے ہو گیا"۔ جیگر نے کہا۔

" کراؤن کا سارج میں کیا عہدہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" کراؤن باس ہے ۔ ہمارا باس"...... جیگر نے کہا۔

" تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ باس کو معلوم ہو گا ۔ میں تو ڈرائیور ہوں"۔ جیگر نے کہا۔

" باس کے اوپر کوئی اور بھی ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں ۔ چیف ہے"...... جیگر نے جواب دیا۔

" وہ کہاں رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم"...... جیگر نے جواب دیا تو عمران اٹھا اور اس نے کراؤن کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے ایک بار پھر بند کر کے اسے ہوش میں لے آنے کی کوشش کی اور چند لمحوں بعد جب کراؤن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یہ تم سب کیا کر رہے ہو ۔ ہمیں چھوڑ دو ۔ ہم خاموشی سے چلے جائیں گے"...... کراؤن نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی کہا۔

" تمہارے چیف کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم"...... کراؤن نے جواب دیا اور عمران چند لمحے

اسے ایسی نظروں سے دیکھتا رہا جیسے اس کے ذہن کے اندر جھانک رہا ہو ۔ ویسے کراؤن بے ہوش ہونے سے پہلے جس طرح روانی سے بول رہا تھا اب اس سے یکسر مختلف نظر آ رہا تھا ۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بے ہوشی نے اس کے ذہن پر کوئی پردہ تان دیا ہو ۔

" آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ فون نمبر بتا دو لیکن یہ سوچ کر بتانا کہ میں نے تمہاری بات تمہارے چیف سے کرانی ہے "...... عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا ۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں "...... کراؤن نے جواب دیا ۔

" جیگر ۔ تم کہہ رہے تھے کہ کراؤن کو معلوم ہو گا ۔ اب بولو ۔ " عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا ۔

" مم ۔ مم ۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ میں تو ڈرائیور ہوں "۔ جیگر نے رک رک کر کہا ۔

" تو پھر تم ہمارے لئے بے کار ہو "...... عمران نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی جیگر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا ۔ عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں سیدھی جیگر کے سینے میں پیوست ہو گئی تھیں اور وہ دو تین لمحوں میں ہی اسی حالت میں دم توڑ گیا ۔

" دیکھا تم نے ۔ جو ہمارے لئے بے کار ثابت ہو ہم اس کے ساتھ

کیا سلوک کرتے ہیں "...... عمران نے پسٹل کا رخ کراؤن کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔

" تم ۔ تم مجھے مار دو گے ۔ مجھے ۔ مم ۔ مگر کیوں "...... کراؤن نے رک رک کر کہا ۔

" کیونکہ تم مجھے فون نمبر نہیں بتا رہے اور جیگر کی موت تمہارے سامنے ہے ۔ اب آخری بار پوچھ رہا ہوں "...... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا اور پھر کراؤن نے اس طرح تیزی سے فون نمبر بتانا شروع کر دیئے جیسے ایک لمحے کی تاخیر اس کے لئے ناقابل برداشت ہو ۔

" تم نے اپنے چیف سے بات کرنی ہے ۔ بولو کیا بات کرو گے "...... عمران نے کہا ۔

" مم ۔ مم ۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ چیف تو رپورٹ کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے ۔ تم نے مجھے کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا "...... کراؤن نے کہا ۔

" تم یہی رپورٹ دیتے کہ تم نے حکم کی تعمیل کر دی ہے اور کیا رپورٹ دینی ہے تم نے "...... عمران نے کہا ۔

" زیرو روم میں موجود تینوں پاکیشیائی فرار ہو گئے ہیں ۔ زیرو روم ٹوٹا پڑا ہے ۔ گریگ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ۔ یہ رپورٹ دینا ہو گی "...... کراؤن نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ جب چیف تمہارے پاس پہنچ جائے گا تو تم بے شک رپورٹ دے دینا "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور دوسرے

لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا اور ایک بار پھر کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور کراؤن کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مشین پسٹل واپس جیب میں رکھا اور پھر جیسے ہی کراؤن ہلاک ہوا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... باہر موجود کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ان دونوں کا میں نے اس لئے خاتمہ کر دیا ہے کہ ہم یہاں نہ انہیں زندہ چھوڑ سکتے تھے اور نہ ہی اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے۔ ان سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ انہوں نے جولیا، صفدر اور تنویر کو پکڑ کر یہاں پہنچا دیا تھا۔ ان کے مطابق ان تینوں نے بس ٹرمینل پر ایشیائی زبان میں باتیں کی تھیں اور ایک ایشیائی نام صفدر بھی لیا گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ان تینوں کو بے ہوش کر کے اغوا کرا لیا لیکن انہیں ہلاک اس لئے نہیں کیا گیا کہ اگر ہم تینوں انہیں نہ مل سکے تو وہ ان سے ہمارے بارے میں پوچھ گچھ کر سکیں۔ ان تینوں کو شیشے والے کمرے میں بند کیا گیا تھا جسے یہ زیرو روم کہہ رہے تھے۔ ہمارے بارے میں انہیں شک اس ویٹر سوبرز سے ہونے والی ملاقات سے پڑا۔ انہوں نے اس ویٹر سے معلومات حاصل کر لیں اور پھر ہمیں بھی پارک سے نکلتے ہوئے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا اور یہاں لے آئے تاکہ ہم چھ کو اکٹھے زیرو روم میں رکھا جائے لیکن یہاں آ کر ہمیں لے آنے والے اس لئے پریشان ہو گئے کہ جولیا اور

اس کے ساتھی یہاں موجود افراد کو ہلاک کر کے یہاں سے نکل چکے تھے۔ میرا خیال ہے کہ شیشہ تنویر نے توڑا ہو گا۔ بہرحال اب صورت حال یہ ہے کہ جولیا، صفدر اور تنویر ان کی گرفت سے تو آزاد ہو چکے ہیں لیکن ان کا ٹارگٹ ابھی تک ہٹ نہیں ہو سکا۔ ان کو ٹارگٹ اس مشینری کی تباہی کا دیا گیا تھا جس سے سیٹلائٹ کے ذریعے چیکنگ کی جا سکتی ہے اور ہم نے بھی ابھی اپنا ٹارگٹ ہٹ نہیں کیا اور ہمارا ٹارگٹ تھا چیف مارشل سے یہ کنفرم کرنا کہ سارج کا ہیڈ کوارٹر میرانا میں ہے بھی ہی یا نہیں۔ اگر نہیں تو کہاں ہے لیکن ہم بھی ابھی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے پورا پس منظر اور موجودہ حالات کی تصویر کشی کر دی۔

"عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ چیف کو یہاں بلوایا جائے"...... صالحہ نے کہا۔

"وہ یہاں کیوں آئے گا"...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہمیں وہاں جانا ہو گا اس خفیہ کلب میں"...... صالحہ نے کہا۔

"کامیابی کی امید تو کم ہے لیکن بہرحال کوشش کی جا سکتی ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"کون سی کوشش عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"چیف کو یہاں بلوانے کی۔ وہاں خفیہ کلب کی نسبت یہاں اس سے بات چیت کرنے میں خاصی آسانی رہے گی۔ تم یہاں ٹھہرو میں کوشش کرتا ہوں لیکن تم چوکنا رہنا۔ کسی بھی وقت سارج کی کوئی اور ٹیم یہاں پہنچ سکتی ہے کیونکہ یہ ان کا سپیشل پوائنٹ ہے"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اندرونی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ سائیڈ روم میں فون موجود تھا۔ عمران اسے پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور پھر کراؤن کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چیف سپیشل ایریا"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کراؤن بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ"...... عمران نے کراؤن کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد چیف سے رابطہ قائم ہو گیا اور عمران نے کراؤن بن کر اسے بتایا کہ اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور باقی تینوں پاکیشیائیوں کو بھی زیرو روم میں پہنچا دیا گیا ہے جس پر چیف نے گریگ سے بات کرنے کے لئے کہا تو عمران نے جیگر کی آواز اور لہجے میں بات کی کیونکہ کراؤن خود اسے بتا چکا تھا کہ جیگر اور گریگ دونوں بھائی ہیں اور ان دونوں کی آوازیں حیرت انگیز طور پر ملتی ہیں۔ گریگ تو عمران کے آنے سے پہلے ہی ہلاک ہو چکا تھا اس لئے عمران نے جیگر

کی آواز اور لہجے میں بات کی تو چیف نے خود آکر پاکیشیائی ایجنٹوں سے معلومات حاصل کرنے کا خود ہی کہہ دیا تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے رسیور رکھا اور مڑ کر واپس آ گیا۔

"آپ کا چہرہ بتا رہا ہے عمران صاحب کہ آپ چیف کو یہاں بلوانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ہاں۔ وہ آ رہا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر جو بات چیت ہوئی وہ بھی بتا دی۔

"عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ کئی آدمی بھی لے آئے"...... صالحہ نے کہا۔

"ہمیں بہرحال ہر طرح کے حالات سے نمٹنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو صالحہ اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بے رنگ اور مکمل طور پر بنجر پہاڑوں میں واقع ایک چھوٹی سی وادی میں اس وقت دس افراد قطار بنائے کھڑے تھے ۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے سوٹ تھے اور کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں ۔ وہ سب بلند قامت اور ورزشی جسموں کے مالک تھے ۔ یہ دس افراد مختلف یورپی اور ایکریمی قومیتوں کے تھے ۔ ان دس افراد کے سامنے ایک چوڑے جسم اور لمبے قد کا آدمی سیاہ رنگ کا سوٹ پہنے کھڑا تھا لیکن اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا ۔ یہ دس افراد سارج کے خصوصی سیکشن جسے سپیشل سیکشن کہا جاتا تھا، کے ممبرز تھے جبکہ ان سے آگے موجود آدمی ان کا باس کرنل گورش تھا ۔ یہ پہاڑی علاقہ میرانا کہلاتا تھا اور اس علاقے میں سارج کا خفیہ ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا سارج ہیڈ کوارٹر پہاڑی کے اندر زیر زمین ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس میں دو بڑے ہال اور چار آفس نما کمرے تھے ۔ ایک ہال میں

مشینری نصب تھی اور اس مشینری کے ذریعے پوری دنیا میں سارج کے سیکشنز اور ان کی کارکردگی کو مارک کیا جاتا تھا ۔ میرانا کے اس پورے پہاڑی علاقے میں اور اوپر تک پہاڑوں کی چوٹیوں پر مخصوص خفیہ آلات نصب تھے جن کی چیکنگ بھی مشینری کے ذریعے مسلسل کی جاتی تھی ۔ میرانا میں داخل ہونا تو ایک طرف میرانا کے چاروں طرف ملحقہ علاقے میں اڑنے والی مکھی بھی ہیڈ کوارٹر کی نظروں میں رہتی تھی ۔ مشینری کا انچارج جوہن تھا جو ہیڈ کوارٹر کا اہم ترین فرد تھا ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل بارگ تھا ۔ کرنل بارگ ادھیڑ عمر آدمی تھا کٹر یہودی ہونے کے ساتھ ساتھ ایکریمیا کی سب سے اہم سیکرٹ ایجنسی کا طویل عرصہ تک چیف بھی رہا تھا ۔ انتہائی تجربہ کار ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی سخت مزاج اور سفاک آدمی تھا ۔ قطعی بے لچک آدمی جو اپنے معمولی قصور پر اپنے آپ کو بھی گولی مارنے سے دریغ نہ کر سکتا تھا ۔ کرنل گورش ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی انچارج تھا ۔ اسے اپنے سیکشن سمیت یہاں پہنچے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا ۔ اس سے پہلے وہ اور اس کا سیکشن ایکریمیا کی ایک ریاست میں کام کرتا تھا لیکن پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرے سے نمٹنے کے لئے سارج کے بڑوں نے کرنل گورش اور اس کے سیکشن کا انتخاب کیا تھا اور اس کی توثیق کرنل بارگ نے بھی کر دی تھی کیونکہ وہ بھی کرنل گورش سے بہت اچھی طرح واقف تھا ۔ کرنل گورش اس کی ایجنسی میں بھی بطور چیف ایجنٹ طویل عرصے تک کام کرتا رہا تھا ۔

کرنل بارگ جیسا آدمی بھی اس کی صلاحیتوں کا معترف تھا۔ سارج
ایجنسی کا ورکنگ سیٹ اپ علیحدہ تھا جس کے چار چیف تھے اور ان
کے اوپر سپر چیف تھا اور پھر بورڈ آف گورنرز تھا جس کا چیئرمین تھا۔
یہ سارے چیفس پالیسیاں بنانے اور یہودیوں کے لئے خصوصی
منصوبہ جات بناتے اور ان پر عمل درآمد کراتے تھے۔ ہیڈ کوارٹر کا
کام اس ساری کارکردگی کو چیک کرنا اور ان کی کارکردگی کو درست
سمتوں میں رکھنے کے لئے انہیں احکامات جاری کرنا تھا۔ اس مشینری
کے ذریعے خلاء میں موجود بہت سے مخصوص سیٹلائٹس کے ذریعے
دنیا بھر میں بروئے کار آنے والے جنگی منصوبوں، بڑی بڑی دفاعی
لیبارٹریوں کی کارکردگی اور ان میں مکمل کئے جانے والے منصوبوں
کی چیکنگ کرنا تھا اور یہ کام ہیڈ کوارٹر بخوبی کر لیتا تھا۔ سارج
ایجنسی یہودیوں اور ایکریمیوں کا مشترکہ منصوبہ تھا لیکن یہودیوں
نے صرف اس لئے ایکریمین حکومت کو اس میں شامل کیا ہوا تھا کہ
اس طرح ایکریمیا کی مخالفت سے بچا جا سکتا تھا اور اسے یہودی اپنے
حق میں استعمال کر رہے تھے لیکن یہودیوں نے سارج ایجنسی اور
سارج ہیڈ کوارٹر میں اس تعداد میں یہودی بھرتی کر رکھے تھے کہ وہ
جس وقت بھی چاہتے ایکریمیا سے گلو خلاصی کر سکتے تھے لیکن سارج کا
مطمع نظر پوری دنیا پر یہودیوں کی حکومت کا قیام تھا اور وہ گزشتہ کئی
سالوں سے اس کی بھرپور تیاری کر رہے تھے۔ سارج ایجنسی کے
تحت بے شمار ایسی خفیہ لیبارٹریاں دنیا بھر میں کام کر رہی تھیں جو

انتہائی ایڈوانس ہتھیار تیار کرنے کی جدوجہد کر رہی تھیں۔ سارج
ایجنسی کا اصل آدمی سب کی نظروں سے خفیہ رہتا تھا۔ اس کا کوڈ نام
بلیک ہیڈ تھا۔ اس کی صرف آواز سے سارج ایجنسی کے چیفس اور
سارج ہیڈ کوارٹر کا چیف کرنل بارگ آشنا تھے۔ آج تک اسے کسی
نے دیکھا نہیں تھا۔ البتہ یہ بات اسرائیل کے صدر سے لے کر
سارج ایجنسی کے تمام چیفس اور سارج ہیڈ کوارٹر کا چیف کرنل
بارگ بھی جانتا تھا کہ بلیک ہیڈ دنیا میں کسی خفیہ جگہ ایک ایسا
ہتھیار بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہے جسے بلیک ہیڈ کا ہی نام دیا
گیا ہے۔ اس بلیک ہیڈ کا جو مختصر سا آئیڈیا انہیں معلوم تھا اس کے
مطابق خلاء میں ایک ایسا خلائی اسٹیشن قائم کر دیا گیا تھا جس میں
انتہائی ایڈواس مشینری نصب کی گئی تھی اور بلیک ہیڈ نامی ہتھیار
تیار ہونے کے بعد اس ہتھیار کو اس خلائی اسٹیشن میں پہنچا دیا گیا
جائے گا اور پھر اس بلیک ہیڈ سے ایسی ریز پوری دنیا میں موجود
اٹیمک اسلحہ کے سٹورز، ایٹمی لیبارٹریوں اور ایسے تمام ہتھیار تیار
کرنے والی فیکٹریوں، لیبارٹریوں میں پھیلا دی جائیں گی کہ بلیک
ہیڈ کی مدد سے یہودی جب چاہیں اور جس ملک کا بھی چاہیں دفاع
زیرو کر سکتے تھے۔ بلیک ہیڈ کے ذریعے مشینری اور اٹیمک وار ہیڈ اور
اٹیمک لیبارٹریوں کو مکمل طور پر اور وقتی طور پر جام کیا جا سکتا تھا
اور اگر سارج چاہے تو پوری دنیا کے ہتھیاروں کو بیک وقت جام کر
سکتی تھی۔ اس طرح انتہائی آسانی سے پوری دنیا کے دفاع کو جام کر

کے پوری دنیا پر یہودی سلطنت قائم کی جا سکتی تھی جسے جیوش
کنگڈم کا نام دیا گیا تھا۔ یہ ہتھیار جہاں تیار کیا جا رہا تھا اور جہاں
اس پر ریسرچ کی جا رہی تھی اس کا انچارج بلیک ہیڈ تھا اور اسے اس
قدر خفیہ رکھا گیا تھا کہ سارج ایجنسی کے چیفس، بورڈ آف گورنرز
حتیٰ کہ اسرائیل کے صدر کو بھی اس بارے میں معلومات حاصل نہ
تھیں۔ اس بارے میں صرف ایک آدمی جانتا تھا اور وہ بلیک ہیڈ تھا
اس وقت بلیک ہیڈ کا نمائندہ خصوصی کرنل سٹارک جو بلیک ہیڈ
لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج بھی تھا، سارج ہیڈ کوارٹر آ رہا تھا۔ وہ
کرنل بارگ کو بلیک ہیڈ کا کوئی خصوصی پیغام پہنچانا چاہتا تھا۔
کرنل سٹارک اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ اس کی یہاں ہیڈ کوارٹر میں آمد
ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہوتی تھی۔ اس طویل و عریض
پہاڑی علاقے سے ملحقہ میرانا شہر تھا جو خاصا بڑا شہر تھا۔ وہاں ایئر
پورٹ بھی تھا اور ہوٹل اور کلب بھی اس لئے وہاں پورے ایکریمیا
سے سیاح آتے جاتے رہتے تھے۔ کرنل سٹارک میرانا شہر پہنچ کر
سارج ہیڈ کوارٹر کے خصوصی سیٹلائٹ نمبرز پر جس کا علم صرف
اسے ہی تھا، فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دیتا اور پھر یہاں سے ایک
خصوصی ہیلی کاپٹر میرانا شہر بھجوایا جاتا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے
کرنل سٹارک یہاں پہنچ جاتا اور پھر کرنل بارگ سے گفتگو کے بعد
اسے اسی انداز میں واپس میرانا شہر پہنچا دیا جاتا تھا جہاں سے وہ واپس
چلا جاتا تھا۔ کہاں جاتا تھا اور کس طرح جاتا تھا اس کا علم کسی کو نہ

تھا۔ اس وقت کرنل گورش اپنے ساتھیوں سمیت کرنل سٹارک
کے استقبال کے لئے یہاں موجود تھا۔ چونکہ وہ ابھی حال ہی میں
یہاں آیا تھا اس لئے کرنل سٹارک سے بھی اس کی پہلی ملاقات تھی
اور آج پہلی بار کرنل بارگ نے اسے اپنے آفس میں بلا کر بلیک ہیڈ
اور کرنل سٹارک کے بارے میں بتایا تھا ورنہ آج سے پہلے وہ بھی
اس بلیک ہیڈ کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ کرنل گورش کی
نظریں سامنے آسمان پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے ذہن میں بلیک ہیڈ
اور کرنل سٹارک کے بارے میں مختلف خیالات آ رہے تھے۔ اس
کے لاشعور میں کرنل سٹارک کے نام سے ہی خاصی ہلچل مچی ہوئی
تھی کیونکہ اس کے لاشعور میں یہ نام موجود تھا اور اسے بار بار یہی
خیال آ رہا تھا کہ جب وہ ایکریمین ایجنسی میں شامل ہوا تو اس کے
ساتھ ایک نوجوان سٹارک بھی شامل ہوا تھا اور پھر طویل عرصے تک
سٹارک کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات رہے تھے۔ بعض مشنز
میں بھی ان دونوں نے اکٹھے کام کیا تھا اور پھر سٹارک اچانک غائب
ہو گیا۔ سرکاری طور پر یہی بتایا گیا کہ اسے مستقل اسرائیل شفٹ
کر دیا گیا ہے لیکن اس کے بعد نہ ہی سٹارک سے اس کی ملاقات ہوئی
تھی اور نہ ہی فون پر بات ہوئی تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار یہی
خیال آ رہا تھا کہ بلیک ہیڈ کا یہ نمائندہ خصوصی کرنل سٹارک کہیں
وہی سٹارک نہ ہو۔ لیکن ظاہر ہے جب تک وہ اسے دیکھ نہ لیتا تب
تک وہ کسی نتیجے یا فیصلے پر نہ پہنچ سکتا تھا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا

کیونکہ دور آسمان پر ایک دھبہ سا نظر آنے لگ گیا تھا اور دھبے کی ساخت سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دھبہ واضح ہو گیا۔ وہ واقعی ہیلی کاپٹر تھا جو کرنل سٹارک کو لینے کے لئے بھجوایا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر قریب آتا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کھلی جگہ پر اتر گیا تو کرنل گورش آگے بڑھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر میں سے ایک لمبا تڑنگا ورزشی جسم اور چوڑے چہرے کا مالک آدمی نیچے اترا تو کرنل گورش نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ وہی سٹارک ہے جو اس کا دوست تھا اور بڑے طویل عرصے بعد وہ اس سے مل رہا تھا۔

"ہیلو کرنل سٹارک۔ میں سیکورٹی انچارج کرنل گورش ہوں۔ خوش آمدید"...... کرنل گورش نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ بھی یہاں پہنچ چکے ہیں۔ ویری گڈ۔ کرنل بارگ کے بعد آپ سے تفصیلی بات چیت ہو گی"...... کرنل سٹارک نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں کرنل گورش سے مصافحہ بھی کیا۔ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی مخصوص چمک موجود تھی۔

"تھینک یو"...... کرنل گورش نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹر میں کرنل بارگ کے آفس کے دروازے تک پہنچ گیا۔

"تشریف لے جائیے۔ کرنل بارگ آپ کے منتظر ہیں"۔ کرنل

گورش نے رکتے ہوئے کہا۔

"آپ کہاں رہیں گے"...... کرنل سٹارک نے پوچھا۔

"میں اور میرے ساتھی اس وقت تک یہیں رہیں گے جب تک آپ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں"...... کرنل گورش نے جواب دیا تو کرنل سٹارک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کرنل بارگ کے آفس کا دروازہ کھول کر وہ اندر چلا گیا۔ جب دروازہ بند ہو گیا تو کرنل گورش نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ساتھی بھی یہاں موجود تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی جیب میں موجود مخصوص فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جلدی سے اسے جیب سے نکال لیا۔ یہ مخصوص فون تھا جو عام فون کی طرح استعمال ہوتا تھا اور اسے ہیڈ کوارٹر کے اندر بات چیت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر یہ کام نہ کرتا تھا۔ اس نے فون کی سکرین پر دیکھا تو وہاں کرنل بارگ کا مخصوص نمبر موجود تھا۔

"یس سر۔ کرنل گورش بول رہا ہوں"...... کرنل گورش نے بٹن دبا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ میرے آفس میں آ جائیں"...... دوسری طرف سے کرنل بارگ کی سرد آواز سنائی دی۔

"یس سر"...... کرنل گورش نے کہا اور فون بند کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا اور پھر کرنل بارگ کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور پھر دروازے پر دباؤ ڈالا تو

دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ اندر داخل ہوا۔

"کم ان کرنل"...... کرنل بارگ نے کہا اور پھر ایک طرف موجود خالی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ سائیڈ پر موجود دوسری کرسی پر کرنل سٹارک بیٹھا ہوا تھا جبکہ وسیع آفس ٹیبل کے پیچھے کرنل بارگ موجود تھا۔

"تھینک یو سر"...... کرنل گورش نے کہا۔

"ہم نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ بلیک ہیڈ تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سارج ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے یہاں کسی بھی لمحے پہنچنے والی ہے کیونکہ یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ چیف مارشل اور اس کے نائب کراؤن سب کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب یہ لوگ کسی بھی لمحے میرانا شہر پہنچ سکتے ہیں اور پھر میرانا سے وہ یہاں بھی آ سکتے ہیں کیونکہ چیف مارشل ایک بار یہاں آ چکے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ چیف مارشل کو ہلاک کرنے سے پہلے انہوں نے چیف مارشل سے یہاں کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہو"...... کرنل بارگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ مجھے اور میرے سیکشن کو یہاں کال ہی اسی لئے کیا گیا ہے کہ ہم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کریں۔ آپ کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرانا شہر سے نکل کر سپیشل ایریا میں داخل ہوتے ہی نہ صرف وہ ہماری نظروں میں آ جائیں گے بلکہ ہم انہیں کسی بھی جگہ ایک بٹن پریس کر کے ہلاک کر سکتے ہیں اس لئے اس

بارے میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے"...... کرنل گورش نے سرد لیکن یقینی لہجے میں کہا۔

"مجھے تفصیل بتا دی گئی ہے اور میں یہ تفصیل بلیک ہیڈ تک پہنچا دوں گا لیکن اس کے باوجود میں یہ بات کرنے پر مجبور ہوں کہ یہ ایجنٹ دنیا کے انتہائی خطرناک انسان ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ انہوں نے سارج ایجنسی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جعلی ہیڈ کوارٹر ایسے ہی لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ وہ بھی تباہ کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین کو بھی ہلاک کر دیا اور اب آخر میں چیف فور مارشل بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اس لئے یہ عام ایجنٹ نہیں ہیں اور سب سے زیادہ فکر اور تشویش بلیک ہیڈ کو اس بات پر ہے کہ اگر بلیک ہیڈ کے منصوبے کے بارے میں ان کے کانوں میں بھنک بھی پڑ گئی تو یہ سب کے لئے انتہائی خطرناک ہو گا یہ ہیڈ کوارٹر تو دوبارہ بنایا جا سکتا ہے لیکن بلیک ہیڈ کی وسیع و عریض لیبارٹری دوبارہ نہیں بنائی جا سکتی اور نہ ہی ہلاک ہونے والے سائنس دانوں اور ان کے معاونین کو دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے اس لئے ہمیں ہر صورت میں ان لوگوں کا خاتمہ کرنا ہے"۔ کرنل سٹارک نے کہا۔

"جناب۔ جب کوئی جانتا ہی نہیں کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے تو پھر انہیں کیسے اطلاع مل جائے گی۔ کرنل بارگ بھی نہیں جانتے۔ میں بھی نہیں جانتا۔ پھر آپ کو کیا پریشانی ہے"...... کرنل گورش نے

تیز لہجے میں کہا۔

" بہرحال آپ انہیں یقینی طور پر ہلاک کر دیں ۔ یہ انتہائی ضروری ہے"...... کرنل سٹارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ایسے ہی ہو گا"...... کرنل گورش نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ آپ جا سکتے ہیں"...... کرنل بارگ نے کہا تو کرنل گورش اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور واپس مڑ اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا جہاں اس کے ساتھی بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کرنل سٹارک باہر آ گیا۔

" آؤ کرنل ۔ کہیں بیٹھتے ہیں ۔ بڑے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے پھر شاید ہو نہ ہو"...... کرنل سٹارک نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" ہاں آؤ"...... کرنل گورش نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے ساتھ لے کر اپنے آفس میں آ گیا۔

" تم نے کب سے بلیک ہیڈ جائن کیا ہے"...... کرنل گورش نے شراب کی بوتل کھول کر دو گلاسوں میں شراب انڈیلتے ہوئے کہا۔

" جب تمہارے ساتھ تھا"...... کرنل سٹارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تمہارا وہاں کیا کام ہے"۔

ل گورش نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" کیا مطلب"...... کرنل سٹارک نے چونک کر پوچھا۔

" جب دنیا میں کسی کو بلیک ہیڈ کے بارے میں معلوم ہی نہیں ے تو پھر اس کی سکیورٹی کا کیا فائدہ"...... کرنل گورش نے کہا تو ل سٹارک بے اختیار ہنس پڑا۔

" وہاں سپلائی جاتی ہے ۔ مشینری، سائنسی سامان، کھانا پینا ۔ ں عورتیں بھی لے جائی جاتی ہیں سائنس دانوں کے لئے ، ان کے نین کے لئے ، وہاں سے سائنس دان چھٹیوں پر جاتے ہیں ۔ وہ ب کچھ ہوتا ہے جو عام لیبارٹریوں میں ہوتا ہے اس لئے لیکج کا خطرہ ہر حال رہتا ہے"...... کرنل سٹارک نے شراب پیتے ہوئے کہا۔

" تو آپ لوگوں نے اسے عام سی لیبارٹری کا روپ دے رکھا ہے ی پوری دنیا میں لیبارٹریاں ہوتی ہیں"...... کرنل گورش نے

" نہیں ۔ ایسی بات نہیں ہے ۔ اصل میں بلیک ہیڈ کے دو حصے ۔ ایک کو فرنٹ لیبارٹری کہا جاتا ہے ۔ یہ عام سی لیبارٹری ہے ہاں وہی سب کچھ ہوتا ہے جو عام سی لیبارٹریوں میں ہوتا ہے وسرا حصہ بیک لیبارٹری کہلاتا ہے ۔ یہ خفیہ اور زیر زمین ہے تا جنگل ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں ۔ چاروں طرف گہرا ہے اور لیبارٹری کے گرد چاروں طرف بڑی بڑی اور گھنی یں ہیں ۔ انتہائی کانٹے دار اور خطرناک جھاڑیاں ۔ ان جھاڑیوں

میں انتہائی خوفناک زہریلے سانپ اور اژدھے کثیر تعداد میں رہتے
ہیں اس لئے کوئی انہیں کراس نہیں کر سکتا"...... کرنل سٹارک
نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ دونوں لیبارٹریاں ایک ہی جگہ موجود ہیں
اوپر فرنٹ لیبارٹری اور نیچے بیک لیبارٹری"...... کرنل گورش نے
کہا۔

" نہیں ایسا نہیں ہے ۔ فرنٹ لیبارٹری اس جگہ ہے جہاں سے
جزیرے کا آغاز ہوتا ہے جبکہ بیک لیبارٹری سمندر کے اندر اس
چھوٹے سے ٹاپو نما جزیرے میں زیر زمین ہے"...... کرنل سٹارک
نے جواب دیا۔

" تم کہاں ہوتے ہو ۔ فرنٹ لیبارٹری میں یا بیک لیبارٹری
میں"...... کرنل گورش نے پوچھا۔

" میں فرنٹ لیبارٹری میں ہوتا ہوں ۔ بیک لیبارٹری قطعی محفوظ
ہے ۔ نہ آسمان سے اور نہ ہی زمین سے اس تک پہنچا جا سکتا
ہے"...... کرنل سٹارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن کوئی نہ کوئی تو وہاں آتا جاتا ہو گا"...... کرنل گورش نے
کہا۔

" ہاں ۔ فرنٹ لیبارٹری کا وہاں مستقل رابطہ رہتا ہے ۔
مخصوص افراد آبدوز کے ذریعے وہاں آتے جاتے رہتے ہیں ۔ نیز
وہاں ایک چھوٹا سا ہیلی پیڈ بھی ہے اس لئے خصوصی ہیلی کاپٹر

وہاں اترتے اور چڑھتے رہتے ہیں ۔ وہاں ڈاج دینے کے لئے اس ٹاپو پر
موسم کو چیک کرنے والا اور سمندر میں آنے والے طوفانوں کا پیشگی
پتہ چلانے کے لئے جدید ترین راڈار بھی موجود ہے لیکن وہاں کام
کرنے والوں کو بھی اس کا علم نہیں ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے
کیا ہو رہا ہے"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

" لیکن اس کی کیا ضرورت تھی ۔ وہاں اس اڈے کی موجودگی تو
رسکی ہے"...... کرنل گورش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ضرورت ہے کیونکہ یہ علاقہ جنوبی بحراوقیانوس میں خط استوا پر
واقع ہے اس لئے وہاں انتہائی خوفناک طوفان آتے رہتے ہیں اور
بلیک ہیڈ لیبارٹری میں جو کام ہو رہا ہے اس میں معمولی سی نمی کی
زیادتی بھی کام کو خراب کر سکتی ہے اور خوفناک سمندری طوفان نمی
کو بڑھا دیتے ہیں اس لئے ان طوفانوں کے درمیان ہمیں مشینری بند
رکھنی پڑتی ہے"...... کرنل سٹارک نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب میں سمجھ گیا ہوں ۔ بہرحال تم وہاں خوش تو
ہو گے"...... کرنل گورش نے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے وہاں ہر خوشی اور سہولت میسر ہے ۔ اب مجھے اجازت
دو ۔ یہ خطرہ ختم ہو جائے تو میں کوشش کروں گا کہ تمہیں وہاں
فرنٹ لیبارٹری میں لے جاؤں ۔ اب مجھے اجازت"...... کرنل
سٹارک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر کرنل سٹارک ۔ بڑے طویل

عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے ۔ اب ایسا جلد از جلد ہوتا رہے گا"۔ کرنل گورش نے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر ہیلی پیڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

" ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے ہوشیار بھی رہنا کرنل گورش اور انہیں ہر صورت میں ہلاک بھی کر دینا کیونکہ ان سے اصل خطرہ بلیک ہیڈ کو ہے ۔ یہ ہیڈ کوارٹر سارج کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔ اس جیسے ہزاروں ہیڈ کوارٹر اور بنائے جا سکتے ہیں لیکن بلیک ہیڈ دوبارہ نہیں بن سکتا اور یہ لوگ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں"...... ہاتھ ملاتے ہوئے کرنل سٹارک نے کہا۔

" تم بے فکر رہو کرنل ۔ ان کی موت میرے ہاتھوں ہی مقدر ہے"...... کرنل گورش نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" وش یو گڈ لک"...... کرنل سٹارک نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا ۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو کرنل گورش نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" ڈیوڈ تم میرے آفس میں آؤ ۔ باقی ساتھی یہیں رہیں گے اور ہر طرف سے چوکنا رہیں گے"...... کرنل گورش نے اپنے ایک ساتھی سے کہا اور پھر واپس ہیڈ کوارٹر کی طرف آ گیا ۔ ڈیوڈ اس کے پیچھے تھا جبکہ باقی ساتھی وہیں کھڑے رہ گئے تھے۔

" بیٹھو ڈیوڈ"...... کرنل گورش نے اپنے آفس پہنچ کر میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ میز کی دوسری سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ڈیوڈ ۔ یہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے چیف مارشل کو ہلاک کر دیا ہے اور چیف مارشل یہاں آ چکے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے چیف مارشل سے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں"...... کرنل گورش نے کہا۔

" اگر ایسا ہے باس تو پھر ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ منصوبہ بندی کرنی چاہئے ۔ یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے ۔ یہ لوگ یہاں آنے سے پہلے لامحالہ میرانا شہر پہنچیں گے ۔ اطلاع کے مطابق ان کی تعداد چھ ہے جن میں دو عورتیں اور چار مرد شامل ہیں جبکہ میرانا میں ہمارا کوئی آدمی موجود نہیں ہے ۔ تم اپنے دو ساتھیوں کو لے کر میرانا پہنچ جاؤ اور وہاں انہیں چیک کر کے ان کے بارے میں معلومات مجھے مہیا کرتے رہو تاکہ یہ لوگ یہاں آنے کا جو طریقہ بھی اختیار کریں ہمیں اس بارے میں معلومات پہلے سے مل جائیں"...... کرنل گورش نے کہا۔

" باس ۔ اصل بات یہ سوچنے کی ہے کہ وہ ان پہاڑیوں میں داخل ہونے کا کیا طریقہ اختیار کریں گے ۔ لازمی بات ہے کہ وہ یہاں

پیدل تو کسی صورت نہیں پہنچ سکتے کیونکہ جیسے ہی وہ سپیشل ایر
میں داخل ہوں گے انہیں سکرین پر چیک کر لیا جائے گا اور آسانی
سے انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ دوسری صورت میں اگر وہ کسی ہیلی
کاپٹر پر آئیں گے تو انہیں ہیلی کاپٹر سمیت فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے
گا۔ تیسری کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ ان پہاڑیوں کی ساخت
ایسی ہے کہ ان میں جیپ کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے"۔ ڈیوڈ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسی بات پر تو میں پریشان ہوں اور تمہیں وہاں بھجوانا چاہتا
ہوں کہ وہ یہاں کس طرح آنے کی منصوبہ بندی کریں گے۔ ان
کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سب سے الگ اور انوکھا منصوبہ
بناتے ہیں"...... کرنل گورش نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ میں جانے کے لئے تیار ہوں"...... ڈیوڈ نے
کہا۔

" اوکے۔ جا کر اپنے دو ساتھیوں کو تیار کرو۔ میں مشین روم
میں اطلاع دیتا ہوں کہ تمہارے لئے چھوٹا ہیلی کاپٹر بھجوا دیا جائے اور
چیکنگ آف کر دی جائے۔ نمبر فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا"۔ کرنل
گورش نے کہا اور ڈیوڈ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سلام کیا اور
واپس مڑ گیا۔

میرانا خاصا بڑا شہر تھا۔ شہر کی شمالی طرف ویران اور بنجر پہاڑی
علاقہ تھا جسے میرانا کہا جاتا تھا۔ پہلے یہ ایک عام سا چھوٹا پہاڑی قصبہ
تھا لیکن اس کے جنوب مشرق میں کسی قدیم تہذیب کے آثار مل
گئے اور پھر ان آثار اور اس قدیم تہذیب کی پوری دنیا میں اس قدر
شہرت ہوئی کہ دنیا کے ہر کونے سے لوگ اس تہذیب کے آثار
دیکھنے کے لئے جوق در جوق آنا شروع ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ
شہر بھی بڑا ہونے لگ گیا اور اب یہاں ایک چھوٹا ایئر پورٹ بھی
موجود تھا اور بے شمار کلب اور ہوٹل بھی موجود تھے۔ یہاں رہنے
والوں سے زیادہ سیاحوں کی کثرت تھی۔ ان میں باچانی سیاح سب
سے زیادہ تھے۔ عمران بھی اپنے تمام ساتھیوں سمیت اس وقت
میرانا کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ چیف مارشل کو
انہوں نے سپیشل پوائنٹ پر آنے کے بعد گھیر لیا تھا۔ چیف مارشل

اکیلا ہی آیا تھا اس لئے اسے آسانی سے بے ہوش کر کے عمران نے اسے کرسی سے باندھ کر ہوش دلایا اور پھر عمران نے اس کے نتھنے کاٹ کر اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضربیں لگا کر اس کے لاشعور سے سب کچھ اگلوا لیا۔ اس دوران صفدر، تنویر اور جولیا بھی سارج کے مشین روم کو تباہ کر کے سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گئے تھے۔ چونکہ چیف مارشل نے کنفرم کر دیا تھا کہ سارج کا ہیڈ کوارٹر میرانا کے پہاڑی علاقوں میں ہے اور اس کے حفاظتی اقدامات کے بارے میں بھی بتا دیا تھا اس لئے وہ اس سلسلے میں بات چیت میں مصروف تھے۔ کمرے کو عمران نے پہلے ہی خصوصی گائیگر سے چیک کر لیا تھا کمرے میں کوئی ایسی ڈیوائس موجود نہیں تھی جس سے بات چیت سنے جانے کا خدشہ ہو سکتا تھا اور ویسے بھی کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے وہ سب کھل کر باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

" عمران صاحب۔ اب ہم اصل مشن کی حدود میں داخل ہو رہے ہیں اس لئے پلیز آپ تفصیل سے ہمیں بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" تفصیل تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ سارج ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جو کچھ میں نے چیف مارشل سے معلوم کیا ہے اس کے مطابق میرانا شہر کے شمال میں جو وسیع پہاڑی علاقہ میرانا ہے وہاں یہ ہیڈ کوارٹر زیر زمین بنایا گیا ہے اور ان تمام بنجر پہاڑیوں پر ہر جگہ ایسے آلات نصب ہیں جو سیٹلائٹ سے منسلک ہیں اور سیٹلائٹ کے

ذریعے وسیع پیمانے پر چیکنگ کی جاتی ہے۔ اس سپیشل ایریا میں جو کوئی بھی داخل ہوتا ہے اسے ریز اٹیک کے ذریعے فوری طور پر ہلاک کر دیا جاتا ہے اور فضائی طور پر بھی اس علاقے کو ڈینجر زون قرار دیا جا چکا ہے۔ اس پہاڑی علاقے کے اوپر سے کوئی جہاز یا کوئی ہیلی کاپٹر کراس نہیں کر سکتا ورنہ اسے بغیر کسی نوٹس کے فضا میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے اور ہم نے وہاں یقیناً پہنچنا بھی ہے اور اسے تباہ بھی کرنا ہے"...... عمران نے اپنے معمول کے خلاف تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" یہ سب کچھ جاننے کے بعد آپ نے کیا پلان بنایا ہے"...... صالحہ نے ہی کہا۔ باقی سب ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

" پلان کیا بنانا ہے۔ بس چل پڑیں گے پھر جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا وہی ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صالحہ کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا۔

" میرا خیال ہے کہ مجھے آپ سب کو چھوڑ کر واپس چلا جانا چاہئے۔ آپ شاید مجھ پر اعتماد نہیں کرتے اس لئے کچھ نہیں بتاتے"۔ صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب نے ابھی سب کچھ بتایا تو ہے۔ اب تم لوگ بچوں کی طرح پوچھنے بیٹھ جاؤ تو وہ کیا بتائیں"...... اس بار صفدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" ارے۔ ارے۔ آپس میں مت لڑو۔ ابھی یہ لڑائی قبل از وقت

ہے ۔ میں بتا دیتا ہوں ۔ ظاہر ہے کہ چیف مارشل کی ہلاکت کی
اطلاع میرانا پہنچ چکی ہو گی ۔یہاں خصوصی طور پر کسی کرنل گورش
کو ہمارے خلاف تعینات کیا گیا ہے اور چونکہ یہ میرانا شہر ہی اس
تمام پہاڑی علاقے سے ملحقہ واحد شہری آبادی ہے اس لئے لامحالہ
کرنل گورش نے ہماری یہاں آمد کو چیک کرنے کے لئے یہاں اپنے
آدمی تعینات کئے ہوئے ہوں گے تاکہ اسے پیشگی اطلاعات مل سکیں
اگر یہ آدمی ہمارے ہاتھ لگ جائے تو اس سے محفوظ راستہ معلوم کیا
جا سکتا ہے جس راستے سے وہ چل کر یہاں آیا ہو گا"...... عمران نے
کہا۔

" عمران صاحب ۔ایک دو آدمیوں کو ہم کیسے پہچان سکتے ہیں اور
ہمارے لئے تو ان کے پاس صرف تعداد کی ہی نشانی ہو گی"۔ صفدر
نے کہا۔

" ہم تو انہیں کسی صورت نہیں پہچان سکتے کیونکہ وہ انتہائی
تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ان کے سروں پر سینگ تو بہرحال نہیں
ہوں گے لیکن یہاں ایک گروپ ایسا ہے جس کا یہاں اس شہر پر
ہولڈ ہے ۔ اس گروپ کے پاس ایسی مشینری ہے کہ یہ کسی بھی
چیکنگ کرنے والی مشینری کو سیٹلائٹ کے ذریعے چیک کر لیتی ہے
اس کے ذمے میں نے لگا دیا ہے ۔جیسے ہی وہ انہیں چیک کریں گے
ہمیں یہاں اطلاع مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" آپ نے کب رابطہ کیا ہے ۔آپ تو ہمارے ساتھ ہی رہے

ہیں"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

" میں تمہیں یہاں چھوڑ کر خود میک اپ کا خصوصی سامان لینے
گیا تھا"...... عمران نے کہا تو صالحہ نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا
دیا۔

" عمران صاحب ۔آپ تو شاید یہاں پہلی بار آئے ہیں ۔آپ کو
اس گروپ کا علم کیسے ہو گیا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" میں نے چیف مارشل کے لباس کی تلاشی لی تھی ۔اس کی جیبوں
میں سے اور سامان کے علاوہ ایک ڈائری بھی ملی تھی ۔اس ڈائری میں
اس گروپ کے بارے میں ایک فون نمبر درج تھا ۔ شاید چیف
مارشل نے کبھی کسی کام کے لئے اس گروپ کی خدمات حاصل کی
تھیں اور اس کام کی کامیابی پر اس نے ڈائری میں اس گروپ کے
بارے میں نہ صرف تفصیل لکھی تھی بلکہ اس کی تعریف بھی کی تھی ۔
چنانچہ میں نے یہاں پہنچ کر ان سے رابطہ کیا اور چونکہ یہ پروفیشنل
لوگ ہیں اس لئے انہوں نے نہ سارج کی پرواہ کی اور نہ ہی کرنل
گورش کی ۔ صرف رقم کی بات کی ۔ وہ میں نے انہیں ادا کر
دی"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔اسی لمحے
پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے

میں کہا۔

" راسٹر فرام بلیک ایرو کلب"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے ۔ کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں یا نہیں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب سمجھ گئے کہ یہ اسی گروپ کی کال ہے جس کا ذکر ابھی عمران نے کیا تھا۔

" یس سر۔ تین آدمی ٹریس کئے گئے ہیں جن کے پاس انتہائی جدید ترین نگرانی کے آلات ہیں ۔ خاص طور پر کراس ڈیجیٹل ایلون بھی ان میں سے ایک آدمی کے پاس موجود ہے ۔ اس سے یہ لوگ وسیع ایریئے میں مخصوص الفاظ بولنے والوں کو چیک کر سکتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کہاں ہیں یہ لوگ اور ان کی تفصیل کیا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

" یہ تین افراد ہیں اور اس وقت یہ تینوں کارٹی کلب کے سپیشل ہال میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" مزید تفصیل ہے ان کے بارے میں"...... عمران نے پوچھا۔

" آپ کارٹی کلب کے سامنے پہنچ جائیں ۔ ہمارا آدمی آپ کو وہاں ان تینوں کی سیٹلائٹ تصاویر مہیا کر دے گا ۔ اس وقت آپ جس ہوٹل میں موجود ہیں وہاں سے مغرب کی طرف تقریباً دس منٹ کی

پیدل واک پر کارٹی کلب موجود ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

" لیکن کیا ہمارے وہاں پہنچنے تک یہ لوگ وہیں رہیں گے"۔ عمران نے کہا۔

" انہوں نے کارٹی کلب کے جنرل مینجر کارٹی سے ملنا ہے اور کارٹی ہائی پاور اسلحے کی اسمگلنگ کا سب سے بڑا نام ہے ۔ وہ کسی پارٹی سے معاہدہ کرنے گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی دو گھنٹے بعد ہو گی ۔ اس وقت تک یہ تینوں کارٹی کلب میں ہی رہیں گے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا ۔ چونکہ راسٹر کا نام سنتے ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کے ساتھی بھی آسانی سے سن رہے تھے۔

" عمران ۔ یہ کوئی ٹریپ لگتا ہے"...... عمران کے رسیور رکھتے ہی جولیا نے بے ساختہ کہا تو عمران کے ساتھ باقی ساتھی بھی جولیا کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

" ٹریپ ۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ۔

" جس انداز میں یہ راسٹر بات کر رہا تھا اور جو کہانی اس نے سنائی ہے مجھے تو یہ سب مصنوعی لگا ہے اور تم نے انہیں پروفیشنل کہا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں سے تم سے بھی زیادہ رقم لے لی

ہو اور سارج کو بھی بتا دیا ہو ۔ اس طرح یہ دونوں طرف سے سچے ہو جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

" لیکن اگر ایسا ہوتا تو یہ ہمیں ان کے بارے میں اطلاع ہی نہ کرتے بلکہ الٹا انہیں ہمارے بارے میں بتا دیتے "...... عمران نے کہا۔

" وہ اپنی ساکھ نہ گنوانا چاہتے ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ مس جولیا درست کہہ رہی ہیں ہمیں بہرحال محتاط اور چوکنا رہنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں ۔ جولیا کی بات سن کر میرے ذہن میں بھی خطرے کی گھنٹی بج اٹھی ہے اور اگر جولیا یہ بات نہ کرتی تو ہو سکتا تھا کہ ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے"...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" اگر جولیا کا آئیڈیا درست ہے تو پھر جس طرح ان کی تعداد ہمیں بتائی گئی ہے اسی طرح ہماری تعداد بھی انہیں بتائی گئی ہو گی ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری سیٹلائٹ سے لی گئی تصویریں بھی انہیں پہنچائی جا رہی ہوں اس لئے پہلے ہم سب نے ماسک میک اپ کرنے ہیں ۔ پھر ہم وہاں پہنچیں گے"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ان سے آپ نے تفصیلی بات چیت کرنی ہے ۔ سیف راستہ معلوم کرنا ہے اور نہ صرف راستہ معلوم کرنا ہے بلکہ

اس کی تفصیلات بھی معلوم کرنی ہیں اور یہ کام وہاں کلب میں نہیں ہو سکتا اور ہم انہیں یہاں ہوٹل میں بھی نہیں لا سکتے اس لئے ہمیں پہلے کسی رہائش گاہ کا بندوبست کرنا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" رہائش گاہ حاصل کرنے میں بہت دیر ہو سکتی ہے اور ہم نے یہ کام فوری کرنا ہے ۔ ان تین میں سے ان کا جو انچارج ہو گا اسے اغوا کر کے کسی سنسان علاقے میں لے جانا ہو گا جبکہ باقی دو آدمیوں کا خاتمہ کرنا ہو گا اس لئے کسی بھی پارکنگ سے ایک کار حاصل کرنا ہو گی اور یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ ہر کلب کا کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ اس کے عقبی سمت لازماً ہوتا ہے اس لئے میں اور جولیا پہلے کلب کے اندر جائیں گے ۔ ہم سے کچھ دیر بعد کیپٹن شکیل اور صالحہ ہمارے پیچھے اندر جائیں گے اور ہماری نگرانی کریں گے جبکہ صفدر اور تنویر پہلے عقبی راستہ تلاش کریں گے ۔ پھر تنویر کسی قریبی پارکنگ سے کار اڑا کر اس عقبی راستے پر لے آئے گا اور یہ بھی سن لو کہ سب نے اس کار میں سوار نہیں ہونا ۔ صرف میں اور تنویر اس کار میں کسی ویران علاقے میں جائیں گے جبکہ باقی سب وہاں سے سٹی پارک پہنچ جائیں گے ۔ ہم بھی اس آدمی سے معلومات حاصل کر کے سٹی پارک پہنچ جائیں گے"...... عمران نے باقاعدہ سپہ سالار کی طرح ہدایات دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" اوکے ۔ اٹھو جولیا ۔ ہم تو چلیں ۔ ہم نے کلب کے پاس پہنچ کر

وہاں سے ان تینوں کی تصاویر حاصل کرنی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تو جولیا بھی سرہلاتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کلب سے باہر نکل کر پیدل ہی مغرب کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فٹ پاتھ پر کافی لوگ تھے۔ وہ دونوں اطمینان سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کے عقب میں کیپٹن شکیل اور صالحہ بھی آ رہے ہوں گے اور پھر واقعی دس منٹ کے بعد انہوں نے سامنے دو منزلہ عمارت پر موجود جہازی سائز کے بورڈ پر کارٹی کلب کا نام پڑھ لیا وہ دونوں اس کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ایک ستون کی اوٹ میں موجود ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

"آپ کا نام مائیکل ہے"...... اس آدمی نے قریب آکر عمران سے کہا۔

"یس۔ آپ کون ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے راسٹر نے بھیجا ہے۔ یہ لیجئے تین تصویریں۔ یہ تینوں سپیشل ہال میں موجود ہیں"...... اس آدمی نے ہاتھ میں موجود ایک لفافہ عمران کی طرف بڑھایا اور پھر عمران نے جیسے ہی لفافہ اس کے ہاتھ سے لیا وہ آدمی اس انداز میں آگے بڑھ گیا جیسے وہ ان سے واقف ہی نہ ہو۔ عمران نے لفافہ جیب میں رکھا اور مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ وہاں آنے جانے والوں کا خاصا رش تھا۔ ہال میں داخل ہو کر عمران نے ایک ویٹر کو روک کر اس سے سپیشل ہال کے بارے

میں پوچھا۔

"نیچے ادھر سیڑھیاں ہیں"...... ویٹر نے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"آؤ"...... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر وہ کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے راہداری آگے جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ جولیا نے گردن موڑ کر اپنے عقب میں کیپٹن شکیل اور صالحہ کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے نظر نہ آئے۔ راہداری کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا تھا۔ وہاں ایک مسلح آدمی موجود تھا لیکن اس نے عمران اور جولیا سے کوئی بات نہ کی۔ نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے اور لوگ بھی آزادانہ آ جا رہے تھے۔ چکر کاٹتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر وہ دونوں نیچے ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے جہاں چار بڑی میزوں پر بڑے پیمانے پر جوا ہو رہا تھا جبکہ باقی میزوں پر عورتیں اور مرد بیٹھے شراب پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ ایک ویٹر نے ان کی رہنمائی ایک خالی میز کی طرف کی اور عمران اور جولیا اس میز پر جا کر بیٹھ گئے۔ عمران نے جیب سے وہ لفافہ نکالا جس میں تصویریں تھیں۔ اس نے لفافہ کھول کر اس میں سے تصویریں نکالیں۔ یہ مدھم سی تصویریں تھیں جو تین افراد کی تھیں۔ چہرے بھی پوری طرح واضح نظر نہیں آ رہے تھے لیکن بہرحال یہ تینوں پہچانے جا سکتے ہیں۔ عمران نے چند لمحے غور سے ان تصویروں کو دیکھا اور پھر انہیں واپس لفافے میں ڈال کر اس نے جیب میں ڈال لیا۔

" کیپٹن شکیل اور صالحہ ابھی تک نہیں آئے"...... جولیا نے آہستہ سے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ وہ اوپر والے ہال میں ہی رک گئے ہوں"۔ عمران نے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا لیکن اسے ہال میں ان تصویروں کے مطابق کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ اس دوران ویٹر ان کے لئے ایپل جوس کے دو بڑے گلاس رکھ گیا تھا کیونکہ ایپل جوس یہاں شراب سے زیادہ پسند کیا اور پیا جاتا تھا اس لئے عمران نے بھی بیٹھتے ہی ویٹر کو ایپل جوس کا آرڈر دے دیا تھا۔

"یہاں تو ان تینوں میں سے ایک بھی موجود نہیں ہے"۔ عمران نے ایپل جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اس کا طلب ہے کہ ہمیں ڈاج کیا جارہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ڈاج کا فائدہ۔ وہ ہم پر فائر بھی کھول سکتے ہیں۔ ہمیں زندہ رکھ کر انہوں نے ہم سے کیا فائدہ اٹھانا ہے"...... عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

" بہر حال میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات درست نہیں ہیں"...... جولیا نے بھی جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

" جو ہو گا بہر حال سامنے آجائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر جوس پی کر اس نے خالی گلاس میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا نے بھی گلاس خالی کر کے میز پر رکھ اور ٹشو پیپر سے منہ صاف کرنا شروع کر دیا۔

" ارے۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... اچانک عمران نے چونک کر کہا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سر تیزی سے بھاری ہوتا جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کے کانوں میں جولیا کی بڑبڑاہٹ کی آوازیں پڑیں لیکن اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا کہ وہ جولیا کی آوازوں کے مفہوم کو بھی نہ سمجھ سکا تھا۔ البتہ بے ہوش ہونے سے پہلے یہ بات وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ ان کے ساتھ واقعی ڈرامہ کھیلا گیا ہے۔

کوٹھی نما عمارت میرانا شہر کے شمال مغربی علاقے میں واقع ایک کالونی کے اندر واقع تھی۔ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں ڈیوڈ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر فون موجود تھا۔ اس کے دونوں ساتھی میرانا شہر میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش کرتے پھر رہے تھے لیکن ڈیوڈ جانتا تھا کہ اتنے بڑے شہر میں جہاں سیاحوں کی بھی اکثریت موجود ہے چند تربیت یافتہ افراد کو صرف نظروں سے چیک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کچھ نہ ہونے سے بہرحال کچھ ہونا چونکہ بہتر ہوتا ہے اس لئے اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو شہر میں گھومنے پھرنے اور مشکوک افراد کو چیک کرنے کے احکامات دے دیئے تھے اور وہ خود اس عمارت میں آگیا تھا۔ یہ عمارت اس نے ایک رئیل اسٹیٹ کی مدد سے حاصل کی تھی۔ چونکہ وہ میرانا شہر اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اس کے لئے فوری طور پر عمارت حاصل کرنا کوئی مشکل

نہ تھا اور اس نے یہ بڑی عمارت اس لئے حاصل کی تھی کہ مشکوک افراد کی نشاندہی ہوتے ہی وہ انہیں بے ہوش کر کے یہاں لے آئے گا اور پھر ان کی اصلیت معلوم کر کے انہیں یہاں آسانی سے ہلاک کر سکے گا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر شہر کی کسی کھلی جگہ، آبادی یا سڑک پر فائرنگ کی گئی تو یہاں کی انتہائی الرٹ پولیس انہیں فوراً گھیر لے گی اور پھر ان کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا جبکہ یہاں عمارت میں وہ یہ سارا کام آسانی سے کر کے واپس جا سکتے تھے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں اس کی انہیں پرواہ نہ ہو گی اور پھر یہاں پہنچتے ہی اسے بلیک ایرو کلب کے راسٹر کا خیال آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک ایرو کلب کے مالک اور جنرل مینجر راسٹر نے یہاں مخبری کا ایسا وسیع اور جدید نیٹ ورک پھیلایا ہوا ہے کہ کوئی آدمی اور کوئی تنظیم اور اس کی کوئی کارروائی ان کی نظروں سے نہیں بچ سکتی۔ راسٹر اس کا دوست بھی تھا اور وہ سوائے اس بار کے پہلے جب بھی میرانا آتا تھا وہ راسٹر سے ضرور ملتا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ ان لوگوں کو ٹریس کرنے کے لئے راسٹر کی خدمات حاصل کرے لیکن پھر وہ اس لئے رک گیا تھا کہ راسٹر کے آدمی سارا کام جدید ترین مشینری اور سیٹلائٹ سے پورے میرانا میں پھیلی ہوئی خصوصی ویوز کے ذریعے کرتے تھے لیکن ان مشکوک افراد کے پاس تو ظاہر ہے کوئی ایسی مشینری نہیں ہو گی جن سے انہیں چیک کیا جا سکے لیکن پھر اسے خیال آگیا کہ یہ گروپ لازماً میک اپ میں ہو گا اور راسٹر میک

اپ کو سیٹلائٹ کے ذریعے آسانی سے چیک کر سکتا ہے اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" یس ۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" بلیک ایرو کلب کا نمبر دیں"...... ڈیوڈ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ڈیوڈ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" بلیک ایرو کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" میں رابرٹ ڈیوڈ بول رہا ہوں راسٹر کا دوست ۔ راسٹر سے بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے اپنا پورا نام بتاتے ہوئے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ راسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ سخت اور بھاری تھا۔

" رابرٹ ڈیوڈ بول رہا ہوں راسٹر"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" اوہ تم ۔ کہاں سے فون کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

" یہیں میرانا میں ہی ہوں ۔ تم سے ایک خاص کام ہے"۔ ڈیوڈ نے کہا۔

" کیسا کام"...... راسٹر نے چونک کر پوچھا۔

" چھ افراد کا ایک گروپ یہاں پہنچا ہوا ہے یا پہنچنے والا ہے ۔ ان میں دو عورتیں اور چار مرد ہیں ۔ اصل میں یہ لوگ پاکیشیائی ہیں لیکن ظاہر ہے اس وقت یہ مقامی میک اپ میں ہوں گے ۔ انہیں تم نے ٹریس کرنا ہے ۔ جو معاوضہ کہو گے وہ دوں گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" صرف ٹریس کرنا ہے یا کچھ اور بھی کرنا ہے"...... راسٹر نے کہا۔

" تم ٹریس کر لو ۔ باقی کام ہم کر لیں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یہ لوگ اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو پھر لامحالہ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہوں گے کیونکہ اتنی دور عام لوگوں کو تو نہیں بھیجا جاتا"۔ راسٹر نے کہا۔

" ہاں ۔ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ان کے خاتمے کے لئے میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ یہاں موجود ہوں لیکن ہمارے لئے اتنے بڑے شہر میں ان کو ٹریس کرنا مشکل ثابت ہو رہا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کام کرو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" تم انہیں ہلاک کرنا چاہتے ہو تو یہ انتظام بھی ہو جائے گا"۔ راسٹر نے کہا۔

" میں انہیں ہلاک کرنے سے پہلے انہیں بے ہوش کر کے ان کے میک اپ چیک کرنا چاہتا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" کہاں یہ کام کرو گے"...... راسٹر نے پوچھا۔

" شمال مغربی علاقے میں کالونی ہے ۔ پیراڈائز کالونی ۔ اس کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں نے حاصل کی ہے ۔ میں وہیں موجود ہوں اور وہیں سے میں تم سے بات کر رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" کیا یہ سارج کا مشن ہے یا تمہارا اپنا کوئی سلسلہ ہے"۔ راسٹر نے پوچھا۔

" سارج کا سلسلہ ہے ۔ میرا نہیں اور براعظم ایشیا سے میرا کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ پھر یہ کام کیا جا سکتا ہے کہ انہیں بے ہوش کر کے تمہاری رہائش گاہ پر پہنچا دیا جائے ۔ بولو ۔ تیار ہو تم"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آخر مسئلہ کیا ہے کہ تم صرف ٹریسنگ تک محدود نہیں رہنا چاہتے ۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" ہاں ۔ دراصل جن لوگوں کو تم ٹریس کرانا چاہتے ہو انہوں نے تمہیں ٹریس کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کی ہیں اور چونکہ یہ مسئلہ سارج کا ہے اور سارج سے ہم بگاڑنا نہیں چاہتے اور اب معاہدہ ہو جانے کے بعد واپس نہیں ہو سکتے ورنہ ہماری ساکھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی اس لئے ہم انہیں تمہارے آدمیوں کے بارے میں بتا کر ایک خاص جگہ پر لے جائیں گے اور پھر وہاں سے انہیں بے ہوش کر کے تمہاری رہائش گاہ پر پہنچا دیا جائے گا اور ہم تو چاہتے تھے کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ وہ کسی کو یہ نہ بتا سکیں کہ ان کے

ساتھ راسٹر نے زیادتی کی ہے لیکن چونکہ تم انہیں بے ہوش کرنے پر بضد ہو اس لئے ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... راسٹر نے کہا تو ڈیوڈ کا چہرہ دیکھے والا ہو گیا۔

" کیا ۔ کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔ انہوں نے تمہیں ہمارے خلاف ہائر کیا ہے ۔ وہ ہمارے بارے میں کیسے جانتے ہیں"...... ڈیوڈ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" انہوں نے خاص طور پر تمہارے بارے میں کوئی بات نہیں کی انہوں نے کہا کہ چند لوگ ہماری نگرانی کریں گے یا کر رہے ہوں گے ۔ ان کے پاس جدید ترین نگرانی کرنے والے آلات ہوں گے اور چونکہ ہم ایسی مشینری کو سیٹلائٹ سے چیک کرتے ہیں اس لئے ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ میں نے ان سے سودا کر لیا اور پھر تمہارے دو ساتھی ہماری نظروں میں آ گئے ۔ ان کے پاس نگرانی کرنے والے جدید ترین آلات تھے ۔ پھر ان میں سے ایک آدمی نے تمہیں فون کیا اور اس طرح تم بھی ہماری نظروں میں آ گئے لیکن اس سے پہلے کہ ہم تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نشاندہی انہیں کرتے تم نے ہم سے رابطہ کر لیا"...... راسٹر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا لیکن اس کے باوجود ہم انہیں بے ہوشی کے عالم میں یہاں چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کے اصل چہرے سامنے لے آئیں اور پھر انہیں ہلاک کریں ۔ اس کے

بعد چیف کو کال کر کے اس کی تسلی کرا دیں کیونکہ ویسے اس نے قطعاً ہماری بات پر یقین نہیں کرنا کیونکہ یہ پاکیشیائی انتہائی خطرناک ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" تم بے فکر رہو۔ ہم ان کے لئے ایسا ٹریپ بچھائیں گے کہ وہ ادھر ادھر قدم بھی نہ اٹھا سکیں گے لیکن انہیں بے ہوش کر کے تمہاری رہائش گاہ پر پہنچانے کے لئے تمہیں ہمیں دس لاکھ ڈالر دینے ہوں گے اور وہ بھی پیشگی"...... راسٹر نے کہا۔

" گارینٹڈ چیک مل سکتا ہے۔ نقد تو نہیں ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" اوکے۔ تم چیک تیار رکھو۔ ہمارے آدمی جو ان لوگوں کو لے کر آئیں گے ان کا انچارج کارل ہو گا۔ تم چیک اسے دے دینا وہ تمہیں رسید دے دے گا"...... راسٹر نے کہا۔

" اس کی کوئی نشانی۔ اتنی بڑی مالیت کا چیک میں رسک میں نہیں ڈالنا چاہتا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" اوکے۔ کلب کے کارڈ پر میرے دستخط ہوں گے اور یہی رسید ہو گی"...... راسٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے چھ کے چھ افراد چاہئیں ورنہ گڑبڑ بھی ہو سکتی ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا۔ انتظار کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے

ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" ویری بیڈ۔ اگر میں راسٹر سے رابطہ نہ کرتا تو الٹا ہم پھنس چکے ہوتے۔ ویری بیڈ"...... ڈیوڈ نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور ایک بار پھر اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔

" یس باس"...... اس کے پرسنل اسسٹنٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ یہ پرنسل اسسٹنٹ اس کے دو ساتھیوں کے علاوہ تھا۔ یہ صرف ڈیوڈ کے لئے ڈیوٹی دیتا تھا اور اس کا نام کراگ تھا اور یہ مقامی آدمی تھا۔

" ہیلو کراگ۔ میرے آفس میں آؤ"...... ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

" یس باس"...... نوجوان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

" بیٹھو"...... ڈیوڈ نے کہا تو کراگ مؤدبانہ انداز میں ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" ہمارے دشمن جن کی تعداد چھ ہے بے ہوش کر کے یہاں لائے جا رہے ہیں۔ ہم نے ان کے میک اپ واش کرنے ہیں اور پھر یہاں انہیں ہلاک کرنا ہے لیکن ہمارے پاس میک اپ واشر نہیں ہے۔ تم سپیشل مارکیٹ سے جدید ترین میک اپ واشر لے آؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس ۔ لیکن کیا آپ انہیں ہوش میں لے آئیں گے"۔ کراگ نے نے پوچھا۔

" نہیں ۔ ہم نے صرف میک اپ واش کرنے ہیں اور پھر انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولی مار دینی ہے"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن باس ۔ میک اپ واش کرنے کے عمل کے دوران وہ از خود بھی ہوش میں آسکتے ہیں"...... کراگ نے کہا تو ڈیوڈ چونک پڑا۔

" اوہ ہاں ۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا ۔ لیکن یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں ۔ ہوش میں آنے کے بعد تو یہ کسی بھی طرح سچوئیشن بدل سکتے ہیں"...... ڈیوڈ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ ان کا میک اپ واش کرنے سے پہلے انہیں کرسیوں پر بٹھا کر ان کے جسم رسیوں سے باندھ دیئے جائیں تو پھر یہ کیا کر سکیں گے"...... کراگ نے کہا۔

" اوہ نہیں ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ۔ رسیاں ان کا راستہ نہ روک سکیں گی ۔ ٹھیک ہے ۔ تم سپیشل مارکیٹ سے میک اپ واشر کے ساتھ ساتھ کراس زیرو کے چھ انجکشن بھی لے آؤ ۔ ہم پہلے انہیں انجکشن لگا دیں گے اس طرح یہ طویل عرصے تک بے ہوش رہیں گے ۔ اس کے بعد میک اپ واش کریں گے اور پھر اسی بے ہوشی کے دوران ہی ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے باس ۔ یہ تجویز بہتر ہے"...... کراگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" باہر کار موجود ہے وہ لے جاؤ اور جلد از جلد واپس آنا ۔ میں جیکسن اور کالوج کو بھی واپس بلا رہا ہوں ۔ اب ان کی شہر میں ضرورت نہیں رہی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... کراگ نے کہا۔

" چھوٹا پھاٹک لاک نہ کرنا تاکہ جب جیکسن اور کالوج آئیں تو مجھے پھاٹک کھولنے کے لئے نہ جانا پڑے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... کراگ نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو ڈیوڈ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا لیکن جدید ترین ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ ڈیوڈ کالنگ ۔ اوور"...... ڈیوڈ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ جیکسن اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" کہاں ہو تم اس وقت ۔ اوور"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

" ایئرپورٹ پر باس ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میں نے دشمنوں کو بے ہوشی کے عالم میں کوٹھی پر لے آنے کا بندوبست کر لیا ہے اب شہر میں چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے اس

لئے تم فوری طور پر کوٹھی پر واپس آجاؤ۔ اوور"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کالوج کہاں ہے۔ اوور"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"وہ سٹی بس ٹرمینل پر ہے باس۔ اوور"...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے بھی بلا رہا ہوں۔ تم بھی فوراً آجاؤ۔ ہری اپ۔ اوور اینڈ آل"...... ڈیوڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر دوسری فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"...... ڈیوڈ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ کالوج بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"کالوج۔ فوراً کوٹھی واپس آجاؤ۔ اب چیکنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ میں نے دشمنوں کو ٹریس کر کے اور بے ہوش کرا کر کوٹھی پر منگوا لیا ہے۔ وہ کسی بھی وقت کوٹھی پہنچنے والے ہیں۔ میں نے جیکسن کو بھی واپس بلا لیا ہے۔ تم بھی فوراً آجاؤ۔ اوور"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ میں آرہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سیدھے کوٹھی ہی آنا۔ اوور اینڈ آل"...... ڈیوڈ نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد پہلے جیکسن اور پھر کالوج کمرے میں داخل ہوئے اور انہوں نے سلام کیا۔

"بیٹھو"...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر ان دونوں کے بیٹھنے پر اس نے بلیک ایرو کلب کے راسٹر سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے کراگ کو مارکیٹ سے جدید ترین میک اپ واشر اور طویل بے ہوشی کے انجکشن لینے کے لئے بھجوایا ہے۔

"باس۔ یہ تو حیرت انگیز انداز میں کامیابی ہوئی ہے ورنہ ہم تو بڑے پریشان تھے کہ اتنے بڑے شہر میں کیسے انہیں تلاش کریں"۔ جیکسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ جب قدرت مدد کرے تو ایسے ہی غیر معمولی واقعات ہو جاتے ہیں۔ اب تم ایسا کرو کہ بڑے ہال میں چھ کرسیاں ان کے لئے اور ایک کرسی میرے لئے لگا دو تاکہ ان کے میک اپ واش کرائے جا سکیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"باس۔ میک اپ واش ہونے کے بعد آپ انہیں ہلاک کر دیں گے"...... جیکسن نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں"...... ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ یا تو ان کی فلم بندی کر لی جائے تاکہ چیف کرنل گورش کو دکھائی جا سکے یا پھر ان چھ لاشوں کو وہاں پہنچانے کے لئے

انتظامات کئے جائیں ورنہ چیف کو شاید یقین نہ آئے کہ ہم نے اتنی آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیا ہے"...... جیکسن نے کہا۔

" اوہ ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔ لیکن چھ لاشیں تو وہاں لے جانا ناممکن ہے ۔ البتہ فلم بندی کی جا سکتی ہے ۔ تمہارے پاس کیمرہ ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... جیکسن نے کہا۔

" اوکے ۔ اسے تیار کر لو اور کرسیاں لگوا دو ۔ جب یہ لوگ یہاں پہنچ جائیں تو پھر مجھے اطلاع دینا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... جیکسن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا کالوج بھی کھڑا ہو گیا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر میز کے کنارے پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ سے لگا لیا ۔ ایک لمبا سا گھونٹ لے کر اس نے بوتل کو واپس میز پر رکھا اور میز پر موجود ٹشو پیپر کے ڈبے سے ایک ٹشو کھینچ کر اس نے اپنے ہونٹ صاف کرنے شروع کر دیئے ۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور کراگ اندر داخل ہوا ۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں ڈیوڈ کو سلام کیا۔

" کیا ہوا"...... ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" جدید ترین میک اپ واشر بھی لے آیا ہوں اور کراس زیرو انجکشن بھی"...... کراگ نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ جب بے ہوش افراد ہال میں پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع دینا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

" یس باس"...... کراگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

" کہیں راسٹر ناکام نہ ہو جائے"...... چند لمحوں بعد ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس خیال کے آتے ہی اس پر بے چینی اور اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی ۔ وہ بار بار فون کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن فون خاموش تھا ۔ اس نے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے تیزی سے پینا شروع کر دیا ۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔ اس کا انداز کسی بھوکے عقاب جیسا تھا۔

" یس ۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" راسٹر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے راسٹر کی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔ کیا ہوا ۔ کام ہو گیا یا نہیں"...... ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

" ہاں ۔ ہو گیا ہے ۔ گو ہمیں لمبا کھیل کھیلنا پڑا ہے تاکہ اگر یہ لوگ تم سے بچ بھی جائیں تو انہیں ہم پر کسی قسم کا شک نہ ہو اور ہماری ساکھ خراب نہ ہو ۔ بہرحال یہ گروپ اب تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہو گا ۔ تم نے چیک کارل کو دینا ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"چیک تو میں نے لکھ لیا ہے۔ وہ تو دے دوں گا لیکن یہ سب کیسے ہوا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے ان کے ہوٹل فون کر کے انہیں کہہ دیا کہ تم تینوں کارٹی کلب کے سپیشل ہال میں موجود ہو۔ تمہاری تصویریں بھی انہیں کلب کے گیٹ پر مل جائیں گے۔ فون بند کرنے کے بعد میں نے سیٹلائٹ کے ذریعے ان کے ہوٹل کے اس کمرے کو چیک کرنا شروع کر دیا جہاں وہ موجود تھے اور مجھے ان کی پلاننگ معلوم ہو گئی ایک عورت اور ایک مرد نے کارٹی کلب جانا تھا اور تصویریں حاصل کرنا تھیں۔ ایک مرد اور ایک عورت نے ان کے عقب میں ان کی نگرانی کرنی تھی جبکہ دو مردوں میں سے ایک نے کارٹی کلب کے عقب میں خفیہ راستہ تلاش کرنا تھا جبکہ دوسرے مرد نے نزدیکی پارکنگ سے کار اڑا کر کارٹی کلب کی عقبی گلی میں لے آنی تھی۔ ان کا پروگرام تھا کہ وہ تم تینوں میں سے ایک کو اغوا کر کے لے جائیں گے اور باقی دو کو وہیں گولیوں سے اڑا دیں گے اور پھر ایک آدمی سے وہ کسی ویران علاقے میں معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیں گے۔ اس پلاننگ کے بعد میں نے پلاننگ کی۔ ایک مرد کا نام مائیکل تھا جو اس گروپ کا انچارج تھا۔ اس کے ساتھ ایک عورت تھی۔ ان دونوں کو میں نے چھوٹ دے دی۔ وہ کارٹی کلب پہنچے۔ وہاں انہوں نے ایپل جوس منگوایا۔ تمہیں معلوم ہے کہ کارٹی کلب بھی میرا ذاتی کلب ہے۔ چنانچہ وہاں پہلے ہی تمام انتظامات کر لئے گئے

تھے۔ ان دونوں کو ایپل جوس میں بے ہوش کرنے والی زود اثر دوا کر دے دی گئی جس کا کوئی ذائقہ ایپل جوس میں محسوس نہیں ہوتا۔ اس طرح ان دونوں کو بے ہوش کر کے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا۔ ان کے عقب میں آنے والے ایک مرد اور ایک عورت کو راہداری میں ہی اچانک بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے بے ہوش کر دیا گیا اور انہیں بھی اس کمرے میں پہنچا دیا گیا جس میں پہلے دونوں موجود تھے۔ عقبی گلی میں موجود ایک مرد کو بھی اچانک سر پر چوٹ لگا کر بے ہوش کر دیا گیا اور پھر آخری آدمی جو کار لے کر وہاں پہنچا تھا اس کی ناک پر گیس فائر کر کے اسے بھی بے ہوش کر دیا گیا اور اب ان چھ افراد کو خصوصی اسٹیشن ویگن میں ڈال کر تمہارے پاس بھجوایا جا رہا ہے"...... راسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تمہارے آدمی کو چیک مل جائے گا۔ بے حد شکریہ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے"...... ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ویسے تمہیں کہنا تو نہیں چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں اس لئے انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ختم کر دینا۔ اگر یہ ہوش میں آ گئے تو پھر تمہارے لئے مسئلہ بن سکتے ہیں"...... راسٹر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں نے ان کے لئے کراس زیرو انجکشن منگوا لئے ہیں۔ جیسے ہی وہ یہاں پہنچیں گے انہیں فوری طور پر انجکشن لگا دیئے جائیں گے اور ان انجکشنوں کے بعد ان کے ہوش میں آنے کا

کوئی سکوپ بھی باقی نہ رہے گا"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی۔

کیپٹن شکیل کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی آہستہ آہستہ ہلکی پڑنے لگ گئی اور اس کے ساتھ ہی روشنی کی لکیریں اس کے ذہن میں تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں خود بخود کھل گئیں اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اسے اپنے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات یاد آنے لگ گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ صالحہ کے ساتھ عمران اور جولیا کے پیچھے چلتے ہوئے کلب کے ہال کی سائیڈ میں موجود راہداری میں داخل ہو کر چند قدم ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ دوسری طرف سے آنے والے ایک آدمی نے ہاتھ گھمایا اور پٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی کوئی چیز صالحہ اور کیپٹن شکیل کے قدموں میں گر کر پھٹی اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا

ذہن کسی تاریک کنویں میں اترتا چلا گیا ہو اور اب اسے ہوش آیا تھا
اس نے گردن گھما کر دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس کے سارے ساتھی
عمران سمیت وہاں موجود تھے۔ وہ سب کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے
لیکن انہیں باندھا نہیں گیا تھا۔ کیپٹن شکیل سب سے پہلی کرسی پر
تھا۔ اس کے بعد تنویر اور پھر عمران اور صفدر کے ساتھ جولیا اور
صالحہ بھی کرسیوں پر موجود تھیں لیکن ان سب کے جسم ڈھلکے ہوئے
تھے اور گردنیں ایک سائیڈ پر تھیں۔ ایک آدمی ہاتھ میں ایک ڈبہ
پکڑے ہوئے تھا جس میں سے سرنج نکال کر وہ باری باری اس کے
ساتھیوں کے بازوؤں میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس وقت وہ صفدر کو
انجکشن لگا رہا تھا۔

" یہ میرے جسم کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیوں حرکت نہیں کر
رہا"...... کیپٹن شکیل نے سوچا۔ پھر اسے خیال آیا کہ جو انجکشن
لگائے جا رہے ہیں ایسا انجکشن اسے بھی لگایا گیا ہو گا اور شاید یہ جسم
کو بے حس کرنے والا انجکشن ہے اس لئے اسے ہوش تو آ گیا ہے
لیکن اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی
اسے خیال آیا تھا کہ ایک بار ایک کتاب میں اس نے پڑھا تھا کہ اگر
ذہنی قوت کو اس نکتے پر مرتکز کر لیا جائے کہ ذہنی طاقت سے
اعصاب کو تحریک دی جا سکتی ہے اور بے حس جسم کو حرکت میں
لایا جا سکتا ہے۔ کیپٹن شکیل نے اس آئیڈیئے کو عمران سے بھی
ڈسکس کیا تھا اور عمران نے بھی اس بات کی تائید کی تھی اس لئے

کیپٹن شکیل نے اس پر تجربات شروع کر دیئے تھے اور وہ کسی حد
تک اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہا تھا لیکن پھر کوئی ایسا کیس
شروع ہو گیا کہ کیپٹن شکیل کو یہ تجربات ادھورے چھوڑنا پڑے اور
پھر وہ اسے بھول گیا تھا۔ اب اسے خیال آیا تو اس نے بے اختیار
آنکھیں بند کر لیں اور اپنے ذہن کے اعصاب کو حرکت دینے پر مرتکز
کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ چونکہ اعصاب کو تحریک بھی
ذہن سے جاری ہونے والے سگنلز سے ہی ملتی ہے اس لئے کسی
گیس یا دوا کی وجہ سے منجمد اعصاب کو بھرپور ذہنی قوت سے تحریک
دی جا سکتی ہے اور اگر ایک بار منجمد اعصاب میں تحریک اور حرکت
پیدا ہو جائے تو پھر یہ حرکت تیزی سے بڑھتی چلی جاتی ہے اور کیپٹن
شکیل نے کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ ذہنی طور پر اس
انداز میں مصروف ہو گیا کہ اس کا دنیا وما فیہا سے کوئی تعلق نہ رہا
اور پھر اچانک اسے دوبارہ سب کچھ محسوس ہونے لگ گیا۔ پوری
طرح ہوشیار ہوتے ہی اس کے دل میں بے اختیار مسرت کی
پھلجھڑیاں سی چھوٹنے لگیں کہ اس کا پورا جسم اس طرح کانپ رہا تھا
جیسے اسے لرزے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ اس نے اپنے جسم کو حرکت
دینے کی ایک بار پھر کوشش کی لیکن اس کے جسم نے پہلے کی طرح
معمولی سی حرکت کرنے سے پھر انکار کر دیا تو وہ سمجھ گیا کہ اعصاب کا
جمود خاصی گہرائی تک چلا گیا ہے اور اتنی جلدی یہ کیفیت دور نہ ہو
گی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ایک بار پھر اپنے ذہن کی پوری

قوت سے اعصاب کو خاص تحریک دینے میں مصروف ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کا ذہن جیسے بند ہوتا چلا گیا کیونکہ اس نے اسے ایک نکتے پر مرکوز کر دیا تھا اس لئے شعور اور لاشعور دونوں ایک لحاظ سے بند ہو گئے تھے اور ذہن کی تمام طاقت صرف اعصاب کو تحریک دینے میں خرچ ہونے لگ گئی۔ پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس کا ذہن خود بخود دوبارہ کھلنے لگا اور پھر جب اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو اسے احساس ہوا کہ اس کا چہرہ کسی انتہائی گرم تنور میں جل رہا ہے۔ اس کی آنکھیں باوجود کوشش کے نہیں کھل رہی تھیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم میں ابھی تک کوئی حرکت محسوس نہ ہوئی تو اس کے دل میں مایوسی کی لہر سی دوڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے منہ پر پڑنے والی تیز گرمی کی لہر بھی غائب ہو گئی۔

" یہ آدمی میک اپ میں نہیں ہے باس"...... کیپٹن شکیل کے کانوں میں قریب ہی کسی کی آواز سنائی دی۔

" ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اب اس کے ساتھ والے کا میک اپ چیک کرو"...... ایک اور آواز ابھری اور کیپٹن شکیل جو لاشعوری طور پر آنکھیں کھولنے ہی والا تھا اس نے دانستہ آنکھیں پوری طرح نہ کھولیں البتہ اس نے آہستہ سے آنکھوں میں معمولی سی جھری پیدا کی اور پھر اس جھری کے ذریعے اس نے جو کچھ دیکھا وہ واقعی حیران کن تھا۔ سامنے موجود کرسی پر ایک آدمی بڑے اطمینان بھرے

انداز میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک مسلح آدمی اس کی کرسی کی پشت پر کھڑا تھا اور اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ کیپٹن شکیل نے آہستہ سے کن انکھیوں سے سائیڈ پر دیکھا تو اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کے چہرے اور سر پر میک اپ واشر کا مخصوص ہیلمٹ چڑھایا جا رہا تھا اور یہ کام ایک آدمی کر رہا تھا جس کی پشت کیپٹن شکیل کی طرف تھی۔ اس کے کاندھوں پر بھی مشین گن لٹک رہی تھی۔ کیپٹن شکیل نے نظریں سیدھی کیں تو اس نے دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی اور اس کے پیچھے کھڑے مسلح آدمی کی نظریں اب تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے ایک بار پھر آنکھیں بند کیں اور ایک بار پھر اپنے ذہن کو ایک نکتے پر مرتکز کر کے اس نے اعصاب کو تحریک دینے کے لئے ذہن کی مکمل طاقت استعمال کر دی اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بند ہوتا چلا گیا۔ اسے اب اپنے ارد گرد موجود افراد کی کسی بات کا علم نہ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور ایک بار پھر جاگنا شروع ہو گیا اور اس بار جب اس نے لاشعوری طور پر اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی تو اس کا دل بے اختیار کھل اٹھا کیونکہ اس کے جسم نے ہلکی سی حرکت کی تھی۔ ذہنی جھٹکا منجمد اعصاب میں تحریک پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

" ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے تو پھر انہیں ہلاک کر دو۔ اس کا مطلب ہے کہ راسٹر نے ہم سے دھوکہ کیا ہے"...... ایک آواز کیپٹن شکیل کے کانوں میں پڑی۔

" تو کیا باس مزید لوگوں کی چیکنگ نہ کی جائے "...... ایک دوسری آواز سنائی دی۔

" نہیں ۔چیکنگ تو سب کی کرو لیکن مجھے نجانے کیوں یہ یقین ہو رہا ہے کہ یہ اصل لوگ نہیں ہیں ۔میں اس راسٹر کا حشر کر دوں گا۔ اس نے دس لاکھ ڈالر حاصل کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ڈرامہ کھیلا ہے "...... پہلی آواز نے خاصے کرخت لہجے میں کہا۔

" یس باس "...... دوسری آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے ایک بار پھر کن انکھیوں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو اس نے میک اپ چیک کرنے والے آدمی کو اب آخر میں موجود جولیا کے چہرے اور سر پر میک اپ واشر کا ہیلمٹ چڑھاتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ عمران سمیت اس کے سارے ساتھیوں کے جسم مکمل طور پر ڈھلکے ہوئے تھے اور سر سائیڈوں پر لٹکے ہوئے تھے ۔وہ سب مکمل طور پر بے ہوش اور بے حس نظر آ رہے تھے۔

" میں کیسے ہوش میں آ گیا جبکہ عمران صاحب بھی ابھی ہوش میں نہیں آئے "...... کیپٹن شکیل نے دل ہی دل میں سوچا لیکن ظاہر ہے اس کے پاس اپنے اس سوال کا فی الحال کوئی جواب نہ تھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ شاید قدرت نے اسے اور اس کے ساتھیوں کی زندگیاں بچانے کے لئے اس بار اس کا انتخاب کیا ہے لیکن اس کے جسم میں پوری طرح حرکت نہ ہو رہی

تھی اور سامنے ہی باس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے مسلح آدمی موجود تھا لیکن بہرحال اب مزید انتظار کی گنجائش قطعاً موجود نہ تھی ۔ کیپٹن شکیل اور اس کے سب ساتھی میک اپ میں ہی تھے کیونکہ ان کے میک اپ واش نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ہو سکتے تھے ۔ عمران نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جو میک اپ وہ ان کا مستقل کرنے جا رہا ہے وہ کسی طرح بھی واش نہ ہو گا اور ایسا میک اپ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایک لحاظ سے زندگی کی ضمانت بن چکا تھا بے شمار بار میک اپ واش نہ ہونے کی وجہ سے وہ صاف بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکے تھے لیکن کیپٹن شکیل کے لئے اب حرکت کرنا مسئلہ تھا۔ اس کے جسم میں حرکت موجود تھی لیکن اتنی نہیں تھی کہ وہ تیزی سے حرکت کر سکے اور اس ہال نما کمرے میں اس وقت تین افراد موجود تھے جن میں سے دو مشین گنوں سے مسلح تھے اور جو باس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ظاہر ہے اس کے پاس بھی مشین پسٹل لازمی ہو گا جبکہ ان کی جیبیں یقیناً خالی ہوں گی کیونکہ یہ تجربہ کار لوگ نظر آ رہے تھے اس لئے لازماً انہوں نے پہلے ان سب کی تلاشی لی ہو گی لیکن حرکت میں آنا بھی ضروری تھا ورنہ کسی بھی لمحے ان پر فائر کھولا جا سکتا تھا اور اس وقت چونکہ ہوش میں اور قدرے حرکت میں صرف کیپٹن شکیل ہی تھا اس لئے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری اب اس پر آ گئی تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی انہوں نے انہیں فوری ہلاک کرنے

کی کوشش کرنی ہے اور اسے یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر وہ
کسی طرح فوری حرکت میں نہ آسکا تو پھر اس کی اور اس کے
ساتھیوں کی موت بھی یقینی ہو سکتی ہے اور یہ بھی اسے اچھی طرح
معلوم تھا کہ ذہنی طاقت کی مدد سے اس نے اپنے اعصاب میں
تحریک پیدا تو کر لی ہے لیکن اب اس تحریک کو پوری طرح حرکت
میں لانے کے لئے اسے کافی دیر تک ورزش کرنا پڑے گی لیکن ظاہر
ہے موجودہ حالات میں اس بارے میں سوچنا بھی حماقت تھی لیکن
بغیر اس حرکت کے اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔

" یہ سب میک اپ میں نہیں ہیں باس"...... اچانک میک اپ
واش کرنے والے کی آواز کیپٹن شکیل کے کانوں میں پڑی۔

" ٹھیک ہے۔ اب میں راسٹر سے تو خود ہی سمجھ لوں گا۔ ان کا
خاتمہ کر دو"...... باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے
عقب میں کھڑے آدمی نے کاندھے سے مشین گن اتارنے کی
کوشش شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے حرکت
میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

" ٹھہرو۔ میری بات سنو"...... کیپٹن شکیل نے رک رک کر
بولتے ہوئے کہا۔ اس کی زبان بھی پوری طرح حرکت نہ کر رہی تھی
اور اچانک اس کی آواز سن کر باس اور اس کے دونوں ساتھی بے
اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات
ابھر آئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ حرکت میں آتے کیپٹن شکیل

ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اٹھتے ہی اس کا جسم بری طرح
لڑکھڑایا اور وہ منہ کے بل زمین پر گرنے لگا لیکن جیسے ہی اس کے
دونوں ہاتھ زمین پر لگے اس کا نچلا جسم یکلخت فضا میں اس طرح اٹھتا
چلا گیا جیسے فلم کو سلوموشن میں چلایا جاتا ہے اور دوسرے لمحے اس
کی دونوں مڑی ہوئی ٹانگیں سامنے کھڑے باس کے سینے پر زور سے
پڑیں اور وہ چیختا ہوا کرسی سمیت پیچھے کی طرف گرا اور اس کا جو ساتھی
مشین گن کاندھے سے اتارتے اتارتے رک گیا تھا۔ وہ بھی اپنے
باس اور کرسی کی ٹکر کی وجہ سے پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ باس کا
دوسرا ساتھی جو میک اپ واشر اٹھائے کونے کی طرف جاتے ہوئے
کیپٹن شکیل کی آواز سن کر مڑ کر رک گیا تھا اپنے باس اور دوسرے
ساتھی کے اس طرح گرتے ہی یکلخت حرکت میں آیا اور وہ ہاتھ میں
پکڑے ہوئے میک اپ واشر کو جھک کر نیچے زمین پر رکھنے ہی لگا تھا
کہ کیپٹن شکیل جس نے باس کے سینے پر دونوں پیروں کی ضرب
لگائی تھی اس بار پہلے سے نسبتاً زیادہ تیزی سے اٹھا لیکن اس سے پہلے
کہ وہ پوری طرح اٹھ کر کھڑا ہوتا اچانک نیچے گرنے والے باس نے
یکلخت اچھل کر کیپٹن شکیل کے پیٹ میں سر کی زوردار ٹکر ماری اور
اٹھتا ہوا کیپٹن شکیل زوردار ٹکر کھا کر کسی گیند کی طرح اچھل کر
اس میک اپ واشر رکھنے والے آدمی سے ٹکرایا اور اسے ساتھ لیتا ہوا
فرش پر پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل یا دوسرا آدمی
اٹھتا باس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا لیکن

اس سے پہلے کہ وہ اس مشین پسٹل سے کیپٹن شکیل کو نشانہ بناتا کیپٹن شکیل نے اسی اٹھتے ہوئے دوسرے آدمی کو اس کے باس کی طرف اچھال دیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ باس کی فائرنگ کی زد میں اس کا اپنا آدمی آ گیا تھا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی گولیاں کھا کر دھماکے سے نیچے گرا کمرہ مشین گن کی فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ کیپٹن شکیل نے کی تھی۔ وہ آدمی جس کو کیپٹن شکیل نے اچھالا تھا اٹھتے ہوئے کاندھے سے پھسل کر فرش پر گرنے والی مشین گن پوری طرح اٹھا نہ سکا تھا اس لئے وہ خود تو باس کے مشین پسٹل کی گولیوں کا نشانہ بن گیا لیکن کیپٹن شکیل کے لئے اتنا وقفہ ہی کافی تھی۔ مشین گن اس کے سامنے پڑی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر مشین گن اٹھائی اور دوسرے ہی لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس مشین گن کی گولیوں کی زد میں پہلے باس آیا جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور پھر باس کا دوسرا ساتھی جو اپنی مشین گن کندھے سے اتار کر ہاتھ میں پکڑ چکا تھا اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے نیچے گرے تھے۔ کیپٹن شکیل مشین گن اٹھا کر کھڑا ہو چکا تھا۔ باس نیچے گر کر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ گولیاں اس کے دونوں بازوؤں میں لگی تھیں جبکہ اس کے دوسرے ساتھی کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔ یہ کارنامہ کیپٹن شکیل نے سرانجام دیا تھا۔ اس نے دانستہ اس کے دونوں بازو بے کار کئے تاکہ وہ مزید

وجہد نہ کر سکے لیکن وہ زندہ رہ جائے کیونکہ وہ بہرحال باس تھا اور سکتا تھا کہ عمران اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہے۔ باس اٹھ کر کھڑا نے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ واقعی خاصا جی دار اور حوصلہ مند آدمی لیکن اسی لمحے کیپٹن شکیل نے مشین گن کو نال سے پکڑ کر اس ے دستے کی ضرب باس کے سر پر قوت سے لگائی اور باس چیختا ہوا ک بار پھر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کیپٹن یں چند لمحے ہاتھ میں مشین گن کی نال پکڑے کھڑا اسے دیکھتا ن جب اسے یقین ہو گیا کہ باس واقعی بے ہوش ہو گیا ہے تو اس ے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن کو فرش پر پھینک کر اس نے دونوں بازوؤں کو ہوا میں انے کے ساتھ ساتھ اس طرح اچھلنا شروع کر دیا جیسے وہ یوگا کی ی مخصوص مشق کر رہا ہو۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ اسے کہتے ہیں رقص زندگی"...... اچانک ران کی آواز سنائی دی تو کیپٹن شکیل اس قدر تیزی سے گھوما کہ نیچے تے گرتے بچا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ ہوش میں آ گئے"...... کیپٹن شکیل ے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن حرکت نہیں کر سکتا۔ تم نے نجانے کیسے حرکت کر ۔ لیکن اس کمرے سے باہر جا کر چیکنگ کر لو تاکہ کوئی اچانک ور نہ آ جائے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ میں ابھی آتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور جھک کر اس نے باس کے ہاتھ سے نکلا ہوا مشین پسٹل اٹھایا اور قدم بڑھاتا ہوا ہال کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن پھر اچانک ایک خیال کے تحت وہ رک گیا ۔ اسے خیال آیا تھا کہ باس تو بے ہوش پڑا ہے وہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتا ہے اور فرش پر دو مشین گنیں بھی پڑی ہیں اس لئے اگر باس کو ہوش آ گیا تو وہ سب ساتھیوں کے لئے مسئلہ بن سکتا ہے ۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور پھر اس نے بیلٹ کھول کر باس کو منہ کے بل لٹا کر اس کے دونوں ہاتھوں کو بیلٹ کی مدد سے اچھی طرح باندھ دیا جبکہ اس دوران عمران آہستہ آہستہ کرسی سے اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ کیپٹن شکیل نے بیلٹ کی مدد سے باس کے ہاتھ باندھنے کے بعد ایک نظر عمران اور دوسرے ساتھیوں پر ڈالی اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی میں گھوم پھر رہا تھا ۔ ایک کمرے میں اسے کسی کے فون پر باتیں کرنے کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا اور پھر محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا ۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے پشت لگا دی ۔

" میں باس کو آپ کا پیغام دے دوں گا ۔ آپ بے فکر رہیں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور پھر کچھ دیر بعد او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا ۔

" باس کو بہت دیر ہو گئی تہہ خانے میں گئے ہوئے"...... اس کی بڑبڑاہٹ سنائی دی اور پھر کرسی کھسکنے کی آواز سنائی دی جیسے کوئی کرسی سے اٹھ رہا ہو ۔ کیپٹن شکیل تیزی سے آگے بڑھا اور کھلے دروازے کے سامنے آ گیا ۔

" کیا ۔ کیا مطلب ۔ تت ۔ تم"...... وہ آدمی جو میز کے پیچھے سے کرسی سے اٹھ کر سیدھا ہو رہا تھا ، نے سامنے دروازے کے باہر کھڑے کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہی ایک جھٹکے سے سیدھا ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر گرا اور پھر نیچے گر کر سائیڈ پر گر گیا ۔ کیپٹن شکیل آگے بڑھا اور اس نے اسے ہلا کر چیک کیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ آدمی ہلاک ہو چکا ہے تو وہ سیدھا ہوا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا ۔ وہ دراصل کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا اس لئے اس نے تسلی کرنا ضروری سمجھا تھا ۔ وہ واپس پلٹا اور پھر جب وہ اس تہہ خانے میں داخل ہوا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے تو اس کے تمام ساتھی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے تھے جبکہ عمران بالکل اسی طرح یوگا کی مشق کرنے میں مصروف تھا جیسے اس سے پہلے کیپٹن شکیل نے کی تھی ۔

" ایک آدمی باہر موجود تھا ۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" کوئی رسی بھی تلاش کرو۔ اس آدمی کو باندھنا ضروری ہے"
عمران نے یوگا کی مشق کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا
واپس مڑ گیا۔ وہ ایک سٹور میں رسی کا بنڈل دیکھ چکا تھا لیکن
وقت اسے اٹھانے کا خیال نہ آیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل
دوبارہ تہہ خانے میں داخل ہوا تو عمران فرش پر پڑے ہوئے
ہوش باس کو اٹھا کر اس کی کرسی پر ڈال چکا تھا جس کرسی پر
کیپٹن شکیل بیٹھا تھا جبکہ باقی ساتھی کرسیوں سے اٹھ کر اب آہستہ
آہستہ ورزش کر کے اپنے جسم میں موجود حرکت کو تیز کرنے
مصروف تھے۔

" یہ سب کیا ہو گیا ہے کیپٹن شکیل۔ عمران صاحب بتا رہے ہیں
کہ پہلے تم ہوش میں آئے ہو اور تم نے یہ ساری کارروائی
ڈالی"...... صفدر نے ورزش کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ نجانے کیوں مجھے پہلے ہوش آ گیا"...... کیپٹن شکیل نے
رسی کی مدد سے کرسی پر پڑے باس کو اچھی طرح باندھتے ہوئے کہا
پھر اس نے ہوش میں آنے سے لے کر جسم میں تحریک پیدا کرنے
کے لئے تین چار بار ذہنی طاقت کے استعمال سے لے کر سلو موشن
میں باس اور اس کے ساتھیوں سے ہونے والی لڑائی کی تفصیل
دی۔

" حیرت انگیز۔ بے حد حیرت انگیز۔ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا
جسم تیزی سے حرکت ہی نہ کر رہا ہو اور آدمی ایک نہیں تین مسلح

تربیت یافتہ افراد سے لڑ سکے"...... صفدر نے کہا۔

" بس یوں سمجھ لو کہ قدرت نے خود ہی میری مدد کر دی"۔
کیپٹن شکیل نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں گیس اور دوا سے بے ہوش کرنے کے
بعد انہوں نے بے حس کرنے والی دوا کے انجکشن لگا دیئے جس کی
وجہ سے ہوش میں آجانے کے باوجود ہم حرکت نہ کر سکتے تھے۔ صالحہ
نے مجھے بتایا ہے کہ اسے اور کیپٹن شکیل دونوں کو راہداری میں
گیس کیپسول فرش پر مار کر بے ہوش کیا گیا۔ کھلی جگہ کی وجہ سے
گیس کے اثرات کم طاقتور تھے اس لئے کیپٹن شکیل کو مجھ سے پہلے
ہوش آ گیا کیونکہ مجھے اور جولیا کو تو ایپل جوس میں کوئی خاص دوا
شامل کر کے دی گئی تھی اس لئے ہماری بے ہوشی نسبتاً زیادہ گہری
رہی ہے۔ بہرحال کیپٹن شکیل نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ
میرا خیال ہے کہ جب جولیا اسے اپنی رپورٹ میں شامل کرے گی تو
چیف بھی اپنے ممبر کی اس جدوجہد کو سیلوٹ کرنے پر مجبور ہو جائے
گا۔ اب یہ اور بات ہے کہ اس کا سیلوٹ دانش منزل کی دیواریں ہی
دیکھ سکیں گی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
تھوڑی دیر بعد جب سارے ساتھی پوری طرح حرکت میں آ گئے تو وہ
سب ہی مشین گنیں اٹھا کر باہر جانے لگے۔ مشین گنیں چونکہ
صرف دو تھیں اس لئے کیپٹن شکیل نے انہیں بتایا کہ یہاں ایک
کمرے کی الماریاں اسلحے سے بھری پڑی ہیں اور وہ وہاں سے اپنے

مطلب کا اسلحہ حاصل کر سکتے ہیں تو وہ سب سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ عمران اس باس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے باس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر رکھا تھا اور پھر جب باس کے جسم میں حرکت کے تاثرات ابھرنے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن شکیل نے دوسری خالی کرسی اٹھائی اور اسے لا کر عمران کی کرسی کے ساتھ رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد باس نے آنکھیں کھول دیں اور چند لمحوں تک وہ حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور کیپٹن شکیل کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

" تم۔ تم۔ اس سلوموشن انداز میں لڑ کر بھی اکیلے ہم تینوں پر بھاری پڑے ہو۔ تم مافوق الفطرت ہو۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ میں اور میرے ساتھی جو لڑائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اس طرح ایک ڈھیلے ڈھالے اور آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے ایک آدمی سے مار کھا جائیں گے۔ تم۔ تم انسان نہیں ہو"...... باس نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

" میری مدد قدرت نے کی ہے۔ اس میں میرا اپنا کوئی کمال نہیں تھا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم باس ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے باس سے سوال کرتے ہوئے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ باس نے

چونک کر عمران کی طرف اس انداز میں دیکھا جیسے پہلے وہ اسے نظر ہی نہ آ رہا تھا اور اب پہلی بار اس کی نظریں اس پر پڑی ہوں۔

" تم۔ تم۔ کیا تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ مگر تمہارے میک اپ کیوں واش نہیں ہوئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس قدر جدید ترین میک اپ واشر سے تمہارے میک اپ واش ہی نہ ہوں"۔ باس نے رک رک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ میک اپ واشر کسی مرد کی ایجاد ہو گی۔ عورتوں کا ایجاد کردہ میک اپ واشر لے آؤ۔ اسے دیکھتے ہی مردوں کے میک اپ خود بخود واش ہو جاتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مردوں کا میک اپ واشر۔ عورتوں کا۔ کیا مطلب"...... باس نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس کی جو ذہنی کیفیت اس وقت ہو رہی تھی اس کیفیت میں وہ عمران کا اتنا گہرا مذاق کہاں سمجھ سکتا تھا۔

" میں نے تمہارا نام پوچھا تھا"...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

" ڈیوڈ۔ میرا نام ڈیوڈ ہے"...... باس نے بے ساختہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ہی مین ہیڈ کوارٹر سے یہاں آئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

" نن ۔ نن ۔ نہیں ۔ نہیں "...... ڈیوڈ نے رک رک کر کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

" ہمارے بارے میں تمہیں کس نے اطلاع دی تھی "۔ عمران نے پہلے سے مختلف سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

" کسی نے نہیں ۔ میرے آدمیوں نے ازخود تمہیں چیک کیا تھا "...... ڈیوڈ نے کہا۔

" میں بتاتا ہوں ۔ جب میں اس کے خیال کے مطابق بے ہوش تھا لیکن میں ہوش میں آچکا تھا اور ہمارا میک اپ واش نہ ہو رہا تھا تو اس نے خود ہی کہا تھا کہ راسٹر نے اس سے دھوکہ کیا ہے ۔ وہ اس سے نمٹ لے گا اور پھر جب میں باہر گیا تو اس کا ایک آدمی جو زندہ تھا وہ فون پر بات کر رہا تھا ۔ وہ کسی راسٹر سے بات کر رہا تھا اور راسٹر یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا کہ ہمیں ہلاک کیا گیا ہے یا نہیں "...... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرا پہلے ہی یہی خیال تھا ۔ ٹھیک ہے ۔ اس سے بھی نمٹ لیں گے "...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر ڈیوڈ سے مخاطب ہو گیا۔

" سنو ۔ ہم نے ہر قیمت پر میرانا کے اس علاقے میں موجود سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا ہے ۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہاں زمینی اور آسمانی چیکنگ اور ہلاکت کے انتہائی سخت سائنسی انتظامات کئے گئے ہیں لیکن بہرحال کوئی ایسا محفوظ راستہ موجود ہے جس راستے سے تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں ہماری چیکنگ کے لئے آئے ہو ۔

اگر تم اس محفوظ راستے کے بارے میں بتا دو تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے "...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" محفوظ راستہ کوئی نہیں ہے ۔ ہم تو شروع سے ہی یہاں میرانا میں رہتے ہیں "...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن ۔ اسلحہ خانے یا کچن سے خنجر یا چھری لے آؤ "...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

" مجھے تو خنجر یا چھری کہیں نظر نہیں آئی ۔ آپ اپنے ناخنوں میں موجود بلیڈوں سے کام لیں "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اب کچھ اور سوچنا ہو گا ۔ اٹھ کر اس کے دونوں کان پکڑ لو "...... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

" کان پکڑ لوں ۔ کیا مطلب "...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں تمہیں تمہارے اپنے کان پکڑنے کا نہیں کہہ رہا ۔ اس ڈیوڈ کے کان پکڑو اور تم جیسے ہی اس کے کان پکڑو گے یہ خود بخود سب کچھ بتانا شروع کر دے گا "...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اس بار کچھ نہ کہا اور اٹھ کر ڈیوڈ کی کرسی کے عقب میں آکر اس نے دونوں ہاتھوں سے ڈیوڈ کے دونوں کان پکڑ لئے جبکہ ڈیوڈ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" اب بتاؤ گے یا تمہارے کان جڑوں سے اکھاڑ دیئے جائیں "۔ عمران نے کہا۔

" کیا ۔ کیا بتاؤں"...... ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا
پھر وہ یکلخت ساکت ہو گیا ۔ ایسے محسوس ہوا تھا جیسے چلتی ہوئی
اچانک ساکت ہو جاتی ہے ۔ یہ سکوت صرف چند لمحوں تک ہی رہا
پھر عمران نے یکلخت ایک جھٹکے سے گردن موڑی اور اس کے سا
ہی ڈیوڈ کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔

" اب کان چھوڑ دو"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور
آنکھیں بند کر لیں ۔ کیپٹن شکیل ڈیوڈ کے کان چھوڑ کر حیرت بھر
انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا ۔ عمران آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا
اس کے چہرے کا رنگ تیز سرخ ہو رہا تھا جیسے پورے جسم کا خو
چہرے پر سمٹ آیا ہو جبکہ ڈیوڈ کے چہرے پر حیرت نمایاں تھی۔

" کیا ہوا عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے قریب آ کر کر
پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" کچھ نہیں ۔ ڈیوڈ صاحب ضرورت سے زیادہ تربیت یافتہ
اس لئے اس کے ذہن سے معلومات حاصل کرنے کے لئے انتہا
سخت ذہنی جدوجہد کرنا پڑی ہے"...... عمران نے آنکھیں کھول
مسکراتے ہوئے کہا۔

" معلومات آپ نے حاصل کر لی ہیں کیا"...... کیپٹن شکیل
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" معلومات حاصل کرنا ہی تھیں ۔ اب جب تم نے خنجر وغیرہ
موجودگی سے انکار کر دیا تو پھر مجبوراً مجھے آئی ٹی یعنی آئیڈیاز ٹرانسفر تھ

ری استعمال کرنا پڑی لیکن ڈیوڈ تربیت یافتہ ذہن کا مالک ہے اس
ئے مجھے تمہیں کہنا پڑا کہ اس کے کان پکڑ لو ۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ
یوڈ کا ذہن حیرت میں مبتلا ہو کر اس کی توجیہات تلاش کرنے میں
مصروف ہو گیا اور میں نے اس کے ذہن سے رابطہ کر کے اس میں
موجود اپنے مطلب کی تمام معلومات حاصل کر لیں"...... عمران نے
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں
جیسے حیرت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگ گیا۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کیسی معلومات"...... ڈیوڈ نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

" محفوظ راستے کی تفصیلی معلومات"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

" جب کوئی محفوظ راستہ ہے ہی نہیں تو پھر کیسی معلومات"۔
ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس
نے محفوظ راستے کی تفصیل اس طرح بتانا شروع کر دی جیسے وہ کئی
سالوں سے اس راستے پر آتا جاتا رہا ہو ۔ ڈیوڈ کی آنکھیں حیرت اور
خوف سے پھٹی چلی جا رہی تھیں جبکہ کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں
حیرت کے ساتھ ساتھ تفاخر کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

" حیرت ہے عمران صاحب ۔ اگر آپ اتنی آسانی سے سب کچھ
معلوم کر سکتے ہیں تو پھر آپ خنجر سے نتھنے کاٹنے اور پیشانی پر ابھر
آنے والی رگ پر ضربیں لگا کر معلومات حاصل کرنے کا تکلف کیوں

کرتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اس عمل میں معلومات حاصل کرنے والے ذہن کو سب سے زیادہ محنت کرنا اور بوجھ اٹھانا پڑتا ہے اور یہ بوجھ اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ کسی بھی لمحے معمولی سی غفلت سے لاشعور میں کریک پڑ سکتے ہیں اور اس کے بعد وہ آدمی سڑکوں پر چٹکیاں بجاتا ہوا ہی نظر آسکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی پھر تو یہ بہت بڑا رسک ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں ۔ اسی لئے تو سوائے مجبوری کے اسے اپنانے سے گریز کرتا ہوں ۔ آج تو تم نے خنجر اور چھری کی موجودگی سے چونکہ انکار کیا تھا اس لئے یہ طریقہ آزمانا پڑا"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" اسے آف کر دو اور اس کی رسیاں کھول دو تاکہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس سے ہم نے پوچھ گچھ کی ہے"...... عمران نے پاکیشیائی زبان میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کرنل گورش ہیڈ کوارٹر میں اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل گورش نے کہا۔

" جوہن بول رہا ہوں مشین روم سے"...... دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر کی مشینری کے انچارج جوہن کی آواز سنائی دی۔

" کوئی خاص بات"...... کرنل گورش نے چونک کر پوچھا کیونکہ جوہن سے اس کا کوئی رابطہ نہیں رہتا تھا۔

" آپ کا خاص آدمی ڈیوڈ اپنے دو ساتھیوں سمیت مارا گیا تھا"...... جوہن نے کہا تو کرنل گورش بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں ۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا ۔ وہ تو سیف وے سے گئے تھے"...... کرنل گورش نے کہا۔

"سیف وے بھی ہماری نظروں میں رہتا ہے کرنل ۔ بہرحال آپ نے جب انہیں سیف وے سے بھیجا تھا تو میں نے ڈیوڈ کو بلا کر اس سے معلومات لی تھیں اور مجھے بھی آپ کا آئیڈیا پسند آیا تھا کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں کو میرانا میں ہی ہلاک کر دیا جائے تو ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر محفوظ ہو سکتا ہے اس لئے میں نے انہیں نہ صرف سیف وے سے جانے کی اجازت دے دی بلکہ ان تینوں کے جسم میں ایسے آلات بھی نصب کر دیئے کہ ان کے بارے میں معلومات کسی بھی وقت یہاں بیٹھے لی جا سکتی ہیں"...... جوہن نے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا سیف وے سے آنے جانے کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ کرنل بارگ ہیڈ کوارٹر انچارج نے تو مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا"...... کرنل گورش نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ جوہن کی باتوں سے اس کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی۔

"ایسا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ کسی بھی لمحے اس سیف وے سے غیر متعلق آدمی یہاں پہنچ سکتا ہے ۔ بہرحال جو بات میں آپ کو بتانے جا رہا تھا وہ یہ ہے کہ آپ کے تینوں آدمیوں کو میرانا میں ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے جوہن نے کہا تو کرنل گورش اس طرح اچھل پڑا جیسے کرسی کے گدے میں موجود سپرنگوں نے اسے اچانک اوپر اچھال دیا ہو۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... کرنل گورش

نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یہاں مشین روم میں آ جائیں ۔ میں آپ کو کنفرم کرا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل گورش نے بے اختیار رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ سب کیسے ہو سکتا ہے ۔ ڈیوڈ تو بے حد ہوشیار اور تجربہ کار آدمی تھا ۔ یہ کیسے ہو گیا"...... کرنل گورش نے خودکلامی کے سے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ مشین ہال میں داخل ہوا ۔ جوہن ایک طرف شیشے کے بنے ہوئے کمرے میں بیٹھا تمام مشینری کو کنٹرول کرتا تھا اس لئے کرنل گورش بھی اس شیشے والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے کرنل ۔ تشریف رکھیں"...... جوہن نے اٹھ کر کرنل گورش کا استقبال کرتے ہوئے کہا تو کرنل گورش کے ستے ہوئے چہرے پر نرمی اور مسکراہٹ کا تاثر ابھر آیا۔

"کیا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ واقعی درست ہے"...... کرنل گورش نے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ خود دیکھ لیجئے"...... جوہن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے موجود مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے مشین کے اوپر بنی ہوئی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے اور پھر اس

پر ایک بڑے ہال نما کمرے کا منظر ابھر آیا۔

"یہ دیکھئے ڈیوڈ کی لاش"...... جوہن نے کہا اور ایک بٹن پریس کیا تو ڈیوڈ کی لاش کا کلوز اپ نظر آنے لگا۔ اس کی لاش کرسی کے قریب فرش پر پڑی تھی اور اس کے سینے میں گولیاں ماری گئی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا۔ کیا یہ اصل ڈیوڈ ہے"...... کرنل گورش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں کیونکہ اس کے جسم میں وہ آلہ موجود ہے جس کی مدد سے ہم یہاں بیٹھے اسے چیک کر رہے ہیں"...... جوہن نے کہا۔

"ویری بیڈ نیوز۔ یہ سب کیسے ہوا۔ کس نے کیا ہے"۔ کرنل گورش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب معلوم ہو سکتا ہے اگر آپ چاہیں تو"...... جوہن نے کہا تو کرنل گورش بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیسے۔ کیا واقعی"...... کرنل گورش نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس آلے میں ایک ایسی خصوصیت بھی ہے آلہ ساتھ ساتھ ماحول کی تصویر کشی کے علاوہ ہونے والی گفتگو بھی ریکارڈ کرتا ہے۔ یہ آلہ انسانی دل کی دھڑکن سے چلتا ہے اور جیسے ہی آدمی مرتا ہے یہ آلہ بھی بند ہو جاتا ہے لیکن بند ہونے کے بعد اس کے اندر گزشتہ دس منٹ کی ریکارڈنگ باقی رہ جاتی ہے ورنہ ساتھ ساتھ ڈیلیٹ ہوتی جاتی ہے اس لئے آخری دس منٹ کی ریکارڈنگ اور فلم آپ کو دکھائی جا سکتی ہے"...... جوہن نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو بہت اچھا اور مفید آلہ ہے۔ جلدی دکھاؤ"...... کرنل گورش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جوہن نے آگے کی طرف جھک کر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر ایک بار پھر جھماکے نظر آنے شروع ہو گئے اور پھر چند لمحوں بعد سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ گو یہ منظر پوری طرح واضح نہ تھا بلکہ یوں لگ رہا تھا جیسے منظر پر ہلکی سی دھند چھائی ہوئی ہو لیکن اس کے باوجود منظر بہرحال واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس منظر کے مطابق ڈیوڈ کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ ایک آدمی اس پر عقب سے جھکا ہوا تھا اور اس نے ڈیوڈ کے دونوں کان پکڑے ہوئے تھے جبکہ سامنے ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور ڈیوڈ اور سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی ایک دوسرے کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ پھر کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے یکلخت ایک جھٹکے سے سر ایک طرف ہٹایا۔ کرنل گورش اور جوہن دونوں ہی حیرت بھرے انداز میں یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ پھر کان پکڑنے والا آدمی ڈیوڈ کے کان چھوڑ کر سامنے بیٹھے آدمی کے قریب آ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان باتیں شروع ہوئیں تو کرنل گورش بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ دوسرے آدمی نے پہلے والے آدمی کو عمران کے نام سے پکارا تھا اور پھر ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سن کر کرنل گورش کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ دوسرے

آدمی نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور ڈیوڈ کے سینے پر گولیوں کی بارش کر دی اور پھر ڈیوڈ کے ہلاک ہونے پر اس کی رسیاں کھول کر اس کی لاش کو گھسیٹ کر کرسی سے نیچے گرا دیا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس کے ساتھ ہی جوہن نے مشین کے بٹن آف کر دیئے اور سکرین تاریک ہو گئی۔

" آپ نے دیکھ اور سن لیا سب کچھ "...... جوہن نے کہا۔

" ہاں اور اب ساری بات میری سمجھ میں آ گئی ہے ۔ ڈیوڈ اپنے ساتھیوں سمیت کسی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گیا ۔ عمران اس سے سیف وے کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتا تھا لیکن ڈیوڈ نے بتانے سے انکار کر دیا ۔ اس عمران کے بقول اس نے ڈیوڈ کے ذہن سے سب کچھ معلوم کر لیا ہے اور پھر ڈیوڈ کو ہلاک کر دیا گیا"...... کرنل گورش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کرنل گورش کہ اب وہ سیف وے سے ہیڈ کوارٹر آئیں گے "...... جوہن نے کہا۔

" ہاں ۔ اب یہ راستہ ہمیں بلاک کرنا ہو گا"...... کرنل گورش نے کہا۔

" میرا خیال آپ سے مختلف ہے"...... جوہن نے کہا تو کرنل گورش بے اختیار چونک پڑا۔

" وہ کیا"...... کرنل گورش نے چونک کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ آپ زیرو پوائنٹ کے دونوں اطراف میں

پکٹنگ کر لیں اور انہیں زیرو پوائنٹ تک آنے دیں ۔ جیسے ہی یہ اس وادی زیرو پوائنٹ پر پہنچیں آپ اوپر سے دونوں اطراف سے ان پر فائر کھول دیں ۔ اس طرح یہ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے"۔ جوہن نے کہا۔

" لیکن ہم جیسے ہی زیرو پوائنٹ کے دونوں اطراف میں پہاڑیوں پر چڑھیں گے وہاں پہلے سے فکسڈ آلات ہمیں ہلاک کر دیں گے"۔ کرنل گورش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ایک خاص وقت تک ان آلات کو تو میں آف کر سکتا ہوں لیکن اس سے زیادہ اچھا اور طریقہ نہیں ہو سکتا ۔ اس طرح وہ لازماً مارے جائیں گے"...... جوہن نے کہا۔

" لیکن اس کے لئے چیف کرنل بارگ سے اجازت لینا پڑے گی"...... کرنل گورش نے کہا۔

" میں ان سے بات کر چکا ہوں ۔ یہ لیں کر لیں بات"۔ جوہن نے مشین کے نچلے حصے سے ایک مائیک نکال کر کرنل گورش کی طرف بڑھا دیا۔

" ہیلو چیف ۔ میں کرنل گورش بول رہا ہوں"...... کرنل گورش نے کہا۔

" یس کرنل ۔ کیا جوہن نے آپ سے تفصیلی بات کر لی ہے"۔ دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

" یس کرنل ۔ میں نے پوری تفصیل دیکھ بھی لی ہے اور سن بھی

لی ہے اور جوہن نے جو تجویز دی ہے وہ بھی سن لی ہے"...... کرنل گورش نے کہا۔

" مجھے افسوس ہے کرنل گورش کہ آپ کے آدمیوں کو میرانا میں ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ اگر جوہن نے ان کے جسموں میں مخصوص آلے نصب نہ کئے ہوتے تو ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکتا اور پاکیشیائی ایجنٹ اس سیف وے سے ہمارے سروں پر پہنچ جاتے"...... کرنل بارگ نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ واقعی ایسا ہی تھا لیکن میرے تو یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ میرے انتہائی تجربہ کار آدمی اس انداز میں مارے جائیں گے اور جس انداز میں اس عمران کے بقول اس نے سیف وے کے بارے میں معلومات ڈیوڈ کے ذہن سے حاصل کی ہیں میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی"...... کرنل گورش نے کہا۔

" آپ فی الحال یہ سمجھنے سمجھانے والا مسئلہ بعد میں اٹھا رکھیں ۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سوچتے ہی رہ جائیں اور وہ سیف وے کے ذریعے ہمارے سروں پر پہنچ جائیں ۔ جوہن سے مل کر پلاننگ کریں اور اس پر فوری عمل بھی کریں"...... کرنل بارگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل گورش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مائیک واپس جوہن کو دے دیا۔ اسے غصہ کرنل بارگ پر بھی آ رہا تھا جس نے اس کی یہ کہہ کر توہین کی تھی کہ وہ جوہن سے مل کر پلاننگ

کرے اور پھر اس پر عمل کرے لیکن اس وقت وہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے مجبور ہو گیا تھا ورنہ جوہن جیسے آدمی سے تو وہ بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتا تھا کجا اس سے مشورہ کرتا۔

" یہ دیکھیں کرنل صاحب ۔ یہ ہے سیف وے"...... جوہن نے مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا اور سکرین پر دور دور تک پھیلی ہوئی بنجر پہاڑیاں نظر آنے لگیں جن میں سے سرخ رنگ کی لکیر ٹیڑھے انداز میں چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ یہ لکیر مختلف پہاڑیوں کے درمیان موجود وادی میں سے گزر رہی تھی۔

" یہ ہے زیرو پوائنٹ"...... جوہن نے مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا اور سکرین پر جھماکے سے منظر بدلا اور پھر سکرین پر ایک منظر ابھر آیا ۔ یہ دو پہاڑیوں کے درمیان ایک تنگ سی وادی تھی۔

" اگر آپ ان دونوں پہاڑیوں پر چھپ جائیں تو نیچے سے گزرنے والے یہ پاکیشیائی مکھیوں کی طرح مارے جا سکتے ہیں ۔ پہاڑیوں پر جو آلات نصب ہیں وہ میں آف کر دوں گا"...... جوہن نے کہا۔

" کیا ان آلات کی مدد سے ان کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا"۔ کرنل گورش نے کہا۔

" نہیں ۔ یہ آلات اس انداز میں سیٹ کئے گئے ہیں کہ سیف وے کو ٹارگٹ نہیں بنایا جا سکتا"...... جوہن نے کہا۔

" لیکن اگر وہ پہاڑیوں پر چڑھ کر آ گئے تو پھر"...... کرنل گورش نے کہا۔

" تو پھر میں یہاں بیٹھے بیٹھے انتہائی آسانی سے انہیں ہلاک کر دوں گا۔ میں یہاں بیٹھ کر سب کچھ دیکھتا رہوں گا"...... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن ہمیں وہاں پہنچنے کے لئے ہیلی کاپٹر استعمال کرنا پڑے گا"...... کرنل گورش نے کہا۔

" ہاں۔ آپ گیارہ افراد ہیں۔ دو چکر لگا کر وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ میں ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے والے آلات کو آف کر دیتا ہوں"...... جوہن نے کہا تو کرنل گورش سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر شیشے کا دروازہ کھول کر وہ باہر ہال میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنے آفس میں موجود تھا۔ گو جوہن سے وہ پلاننگ کر آیا تھا لیکن اس کا ذہن اس پلاننگ پر آمادہ نہ ہو رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس نجانے کیوں خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں کچھ گڑبڑ ہے اور وہ اس گڑبڑ کو ٹریس کرنا چاہتا تھا لیکن کوئی بات واضح ہو کر سامنے نہ آ رہی تھی۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا ذہن تیزی سے چل رہا تھا۔ مختلف خیالات یکے بعد دیگرے اس کے ذہن میں آ رہے تھے۔ پھر اچانک ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

" کہیں یہ اسے راستے سے ہٹانے کی سازش نہ ہو"...... یہ خیال کرنل گورش کے ذہن میں آیا تھا اور اسی خیال کے تحت وہ چونکا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی جوہن اور کرنل بارگ کے درمیان سازش

بھی ہو سکتی ہے۔ کرنل بارگ مجھے پسند نہیں کرتا اور جوہن یہاں اس کا ساتھی ہے اس لئے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ زیرو پوائنٹ کی پہاڑیوں پر ہمارے پہنچتے ہی وہ وہاں موجود آلات کو آپریٹ کر کے ہمیں ہلاک کر دے"...... کرنل گورش کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل گورش نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... کرنل گورش نے کہا۔

" میرانا سے رابرٹ بول رہا ہوں کرنل گورش"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل گورش بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ رابرٹ کو نہ جانتا تھا۔

" کون ہو تم۔ یہاں کا فون نمبر تمہیں کس نے دیا ہے"۔ کرنل گورش نے چونک کر اور قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" میں میرانا کے ایک کلب میں سیکورٹی انچارج ہوں۔ میں آپ کے آدمی ڈیوڈ کے ساتھ کافی عرصہ ایک ایکریمین ایجنسی میں کام کرتا رہا ہوں۔ میری ایک ٹانگ ایک حادثے میں ضائع ہو گئی تو مجھے ایجنسی سے فارغ کر دیا گیا اور میرانا چونکہ میرا آبائی علاقہ ہے اس لئے میں یہاں آ گیا اور یہاں کے ایک کلب میں سیکورٹی انچارج ہوں۔ ڈیوڈ جب بھی میرانا آتا تو مجھ سے ضرور ملتا۔ اب بھی ڈیوڈ مجھے میرانا میں ملا۔ وہ میرانا میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کرنے آیا تھا۔ اس کے ساتھ دو ساتھی بھی تھے۔ اس نے مجھ سے مشورہ کیا تو میں نے

اسے کہا کہ وہ یہاں کے ایک ٹریننگ گروپ جس کا انچارج راسٹر ہے، سے رابطہ کرے ۔ چنانچہ اس نے راسٹر سے رابطہ کیا تو راسٹر نے بھاری معاوضے کے عوض اس سے سودا کر لیا ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے راسٹر سے پہلے ہی رابطہ کیا ہوا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں موجود ہیں ۔ اس نے ڈیوڈ سے کہا کہ وہ اسے بھاری معاوضہ دے تو وہ ان ایجنٹوں کو ہلاک کر سکتا ہے لیکن ڈیوڈ نے ان کی فوری ہلاکت سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ انہیں بے ہوش کر کے اس کی رہائش گاہ پر پہنچا دے ۔ پہلے وہ ان کے میک اپ واش کرے گا اس کے بعد انہیں ہلاک کرے گا ۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا یہ گروپ چھ افراد پر مشتمل تھا ۔ چار مرد اور دو عورتیں ۔ راسٹر نے انہیں بے ہوش کر کے ڈیوڈ کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا ۔ اس کے بعد راسٹر نے جب وہاں رابطہ کیا تاکہ معلوم کر سکے کہ کیا انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں تو پہلے تو وہاں سے جواب ملا کہ ابھی میک اپ واش ہو رہے ہیں اس کے بعد انہیں ہلاک کیا جائے گا لیکن راسٹر بے چین تھا کیونکہ اگر یہ ایجنٹ ہلاک نہ ہوتے تو پھر راسٹر کی ساکھ اور اس کے پورے گروپ اور اس کی اپنی زندگی بھی داؤ پر لگ سکتی تھی اس لئے مزید کچھ انتظار کے بعد جب اس نے دوبارہ رابطہ کیا تو کسی نے کال اٹنڈ نہ کی جس پر راسٹر نے مجھ سے رابطہ کیا کیونکہ میرا کلب وہاں سے قریب ہے ۔ میں خود وہاں گیا تو وہاں سے پاکیشیائی ایجنٹ غائب تھے اور ڈیوڈ اور اس کے تینوں آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی

تھیں ۔ میں نے واپس آ کر راسٹر کو اطلاع دی اور ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ راسٹر کو بھی اس کی رہائش گاہ میں ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ یقیناً یہ کام اس پاکیشیائی گروپ کا ہی ہو گا کیونکہ انہیں ڈیوڈ سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ راسٹر نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا ہے اس لئے وہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد راسٹر پر چڑھ دوڑے ۔ آپ کا فون نمبر مجھے ڈیوڈ نے دیا تھا کہ اگر ان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو آپ کو اطلاع دی جا سکے "...... دوسری طرف سے رابرٹ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں ۔ کیا تمہیں معلوم ہے "۔ کرنل گورش نے بے ساختہ انداز میں پوچھا۔

" میں نے تو انہیں دیکھا تک نہیں اس لئے مجھے کیا معلوم "۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل گورش نے بھی رسیور رکھ دیا ۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل گورش نے کہا۔

" جوہن بول رہا ہوں کرنل ۔ میں نے زیرو پوائنٹ میں سائیڈ پہاڑیوں پر موجود تمام آلات کو آف کر دیا ہے ۔ اب آپ وہاں اطمینان سے جا سکتے ہیں اور خصوصی ہیلی کاپٹر بھی تیار ہے ۔ اس میں ضروری اسلحہ بھی موجود ہے ۔ آپ فوراً روانہ ہو جائیں "...... دوسری طرف سے جوہن کی آواز سنائی دی ۔

" ٹھیک ہے"...... کرنل گورش نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ذہن میں سوائے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے اور کوئی بات نہ رہی تھی۔ رابرٹ کے فون نے اس کے خیالات کی تمام تر رویکسر بدل کر رکھ دی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت میرانا کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ عمران کے سامنے میز پر ایک نقشہ رکھا ہوا تھا اور عمران اس نقشے پر اس انداز میں جھکا ہوا تھا جیسے اس میں درج ہر لکیر اور ہر نام کو حفظ کر لینا چاہتا ہو۔

" عمران صاحب۔ کیا اس نقشے میں سیف وے ظاہر کیا گیا ہے"...... اچانک صالحہ نے کہا۔

" اگر وہ نقشے میں ظاہر ہوتا تو پھر سیف وے کیسے ہو جاتا"۔ عمران نے نقشے سے سر اٹھائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر آپ اس میں کیا دیکھ رہے ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب اس سیف وے کو کنفرم کر رہے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

" کنفرم ۔ جب وہ ظاہر ہی نہیں ہو سکتا تو پھر کنفرم کیسے ہو جائے گا"...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم بعض اوقات واقعی بچوں جیسی باتیں کرنا شروع کر دیتی ہو ۔ ڈیوڈ کے ذہن میں موجود سیف وے عمران نے اپنے مخصوص عمل سے دریافت کر لیا تھا ۔ اب ڈیوڈ کے ذہن میں باقاعدہ نقشہ تو نہیں بنا ہوا ہو گا ۔ صرف اس سیف وے کے بارے میں خاص خاص نشانیاں موجود ہوں گی ۔ مثلاً پہاڑیوں کے نام، وادیوں کے بارے میں معلومات، کسی آبشار یا کسی پہاڑی ندی نالے یا کریک کے بارے میں معلومات ۔ ان سب معلومات کو نقشے میں چیک کر کے ہی کنفرم کیا جا سکتا ہے کہ سیف وے کون سا ہے"...... جولیا نے بڑے عالمانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" حیرت ہے جولیا ۔ تم اس قدر گہرائی میں بھی سوچ سکتی ہو ۔ میں تو ایسا سوچ ہی نہ سکتی"...... صالحہ نے مرعوبانہ لہجے میں کہا۔

" زیادہ عقل مندی خواتین کے ازدواجی مستقبل کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس لئے تو عقل مند خواتین اکثر غیر شادی شادہ نظر آتی ہیں یا بیوہ ۔ مرد اپنی بیوی میں ایک حد تک عقل تو برداشت کر لیتا ہے مگر عقل کی زیادتی برداشت نہیں کرتا اس لئے خواتین کو صالحہ کی طرح بس بھولی بھالی عقل مندی تک ہی محدود رہنا چاہئے ۔ بے شک صفدر سے تصدیق کر لو"...... عمران نے کہا تو

سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" یہ سب باتیں تو مردوں نے خواہ مخواہ گھڑ رکھی ہیں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ آپ نے میرا حوالہ کس پیرائے میں دیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" صالحہ کی عقل مندی یا بھولپن تم بہتر بتا سکتے ہو کہ کیا چیز پسندیدہ ہو سکتی ہے"...... عمران نے گول مول سے الفاظ میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ آپ خواہ مخواہ مجھے صفدر کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں جبکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے"...... صالحہ نے مصنوعی طور پر عصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی موت کی اطلاع یقیناً اب تک کرنل گورش تک پہنچ چکی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سیف وے پر ہمارا راستہ روکنے کا کوئی انتظام بھی کر لیا ہو"...... اچانک کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نہ صرف چونک پڑے بلکہ ان سب کے چہروں پر بھی سنجیدگی کی تہہ خود بخود چڑھ گئی۔

" کیسے اطلاع مل سکتی ہے"...... عمران نے بھی سر اٹھا کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔ سارج ایجنسی کوئی عام ایجنسی نہیں ہے ۔ لازماً انہوں نے اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی آلات یا انتظام کر رکھے

ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی موت اور ان سے ہونے والی تمام گفتگو بھی کسی نہ کسی انداز میں انہوں نے سن لی ہو کیونکہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی میرانا آمد کا مطلب یہی تھا کہ وہ آپ کی ہیڈ کوارٹر آمد کے بارے میں پیشگی اطلاع حاصل کر سکیں"۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ تمہاری بات درست ہے لیکن تم نے بڑی دیر بعد اس خیال کو پیش کیا ہے۔ اس وقت جب سوچ سوچ کر میرا سر دکھنے کے قریب آ گیا ہے۔ اگر تم پہلے کہہ دیتے تو مجھے اتنی دردسری تو نہ کرنی پڑتی"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ اس سیف وے کے علاوہ سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ یا طریقہ نہیں ہے"۔ خاموش بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

" راستہ تو اور بھی ہو سکتا ہے لیکن پھر ہم زندہ ہیڈ کوارٹر نہیں پہنچ سکیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہیڈ کوارٹر میں بے شمار آئیٹمز کی سپلائی آتی جاتی رہتی ہو گی۔ کیا یہ سب سپلائی اسی سیف وے سے ہی ہوتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

" نہیں۔ اس کے لئے خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال کئے جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر ہمیں سب سے پہلے وہ ہیلی کاپٹر حاصل کرنے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

" وہ ہیڈ کوارٹر میں ہوتے ہیں اور ریڈیو کنٹرولڈ ہیں اس لئے وہ تو ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کئے بغیر مل ہی نہیں سکتے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر کیا ہم یہاں بیٹھے اب باتیں ہی کرتے رہیں گے یا کچھ کریں گے بھی"...... صالحہ نے قدرے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب کو جب کسی اطلاع کا انتظار ہوتا ہے تو پھر یہ ایسی ہی لایعنی قسم کی بحث چھیڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب آپ جو بھی کہیں گے، جو بھی تجویز پیش کریں گے عمران صاحب اس کو رد کرتے رہیں گے اور صرف رد ہی نہیں کریں گے بلکہ اس کی باقاعدہ قابل قبول دلیل بھی دیں گے"...... صفدر نے کہا۔

" اس کا کام ہی یہی ہے کہ ہمیں احمق سمجھ کر بچوں جیسی باتیں کرتا رہے"...... تنویر نے فوراً ہی صفدر کی بات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ نقشہ سامنے موجود ہے۔ میں اس ڈیوڈ سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق نقشے پر اس سیف وے پر نشان لگا دیتا ہوں اس کے بعد آپ آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس سیف وے سے ہٹ کر آپ نے کوئی اور راستہ تلاش کر لیا ہے اور اب آپ اس نئے راستے کے بارے میں کسی اطلاع کے انتظار میں ہیں"...... خاموش بیٹھے

ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تمہیں بیٹھے بیٹھے اچانک کیا ہو جاتا ہے ۔یہاں کون مجھے اطلاع دے گا اور وہ بھی سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سامنے میز کے کونے پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی سب چونک کر اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ دیکھا ان کا خیال درست ثابت ہوا ہے ۔عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" یس ۔مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ایس سی سے جیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

" یس ۔کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

" مسٹر مائیکل ۔آپ کے سامنے ہمارا جاری کردہ نقشہ موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں ۔میرے سامنے موجود ہے"...... عمران نے سامنے میز پر پڑے ہوئے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔اس کے دوسرے ہاتھ میں مارکر پہلے سے ہی موجود تھا۔

" تو پھر جہاں جہاں میں بتاؤں آپ نشانات لگاتے چلے جائیں"۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے ۔بولیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پہلے نقشے میں لکھے ہوئے چند نام بتائے گئے اور پھر ان کی نقشے میں پوزیشن بتائی جانے لگی۔

"آپ صرف مقامات کے نام اور نشانات بتائیں ۔میں نے پورا نقشہ اپنے ذہن میں بٹھا لیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ اچھا ۔ویری گڈ ۔نشان لگائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر دوسری طرف سے جیگر نامی آدمی بولتا چلا گیا اور عمران مارکر سے نشان لگاتا چلا گیا۔نقشے پر ایک ٹیڑھا سا راستہ وجود میں آتا جا رہا تھا۔

" یہاں ہیڈ کوارٹر ہے"...... جیگر نے کہا تو عمران نے وہاں مارکر سے دائرہ ڈال دیا۔

" یہاں سائنسی آلات کہاں اور کس ٹائپ کے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

" اس راستے کے دونوں اطراف میں پہاڑیوں پر ایسے آلات مارک ہوئے ہیں جو انتہائی خطرناک ہیں لیکن ان کی رینج صرف پہاڑیوں تک ہے ۔مارک شدہ راستہ کلیئر ہے اور یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے ۔البتہ ابھی ابھی چند منٹ پہلے جب ہم نے اسے آخری بار چیک کیا تو ہم نے ایک بوما ہیلی کاپٹر کو مارک کیا ہے جو ان پہاڑیوں کے درمیان اتر رہا تھا ۔جب ہم نے خود چیکنگ کی تو ہم نے چیک کیا کہ

ایک خاص پوائنٹ پر افراد پہاڑی کی دونوں سائیڈوں پر موجود ہیں اور ان کا ٹارگٹ یہی راستہ ہے۔ ہیلی کاپٹر بھی پہاڑیوں کے اندر ایسی جگہ پر لینڈ کیا گیا ہے کہ اسے اس راستے سے مارک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب افراد جن کی تعداد دس یا اس سے زیادہ ہے دور مار میزائل گنوں اور مشین گنوں سے مسلح ہیں"...... جیگر نے کہا۔

" لیکن اگر یہ ان پہاڑیوں پر موجود ہیں تو پہاڑیوں پر موجود سائنسی آلات ان کے خلاف فائرنگ کیوں نہیں کرتے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہم نے خصوصی ریز آلات کے ذریعے چیک کیا ہے۔ جہاں یہ افراد موجود ہیں وہاں کے آلات ڈی فیوز کر دیئے گئے ہیں۔ باقی پہاڑیوں پر نصب آلات آن فیوز ہیں"...... جیگر نے جواب دیا۔

" کہاں ہیں یہ لوگ اور کتنے ایریا میں ہیں۔ نشان لگوائیں"۔ عمران نے کہا تو جیگر نے نشانات بتانے شروع کر دیئے اور عمران نے مارکر کی مدد سے ان نشانات کو چیک کر کے وہاں ایک دائرہ ڈال دیا۔

" ہیلی کاپٹر کہاں موجود ہے"...... عمران نے پوچھا تو جیگر نے نقشے میں اس کی بھی نشاندہی کر دی۔

" اوکے۔ تھینک یو مسٹر جیگر"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

" یہ کون تھا اور اس نے اتنی تفصیل سے یہ سب کچھ کیسے بتا دیا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم لوگ مجھے برا بھلا کہتے رہتے ہو لیکن میں تمہارے تحفظ کی خاطر دن رات سوچتا رہتا ہوں۔ اب دیکھو۔ اگر میں ڈیوڈ کے بتائے ہوئے راستے پر آنکھیں بند کر کے تمہیں ساتھ لے کر چل پڑتا تو پہاڑیوں پر موجود لوگ اوپر سے دونوں اطراف سے فائرنگ کر کے ہمیں شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیتے اور میری تو چلو کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ میں تو ویسے بھی کرائے کا سپاہی ہوں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسی نڈر سروس کا کیا حشر ہوتا"۔ عمران نے بڑے دردمندانہ سے لہجے میں کہا تو سب اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

" عمران صاحب۔ آپ شاید پہلی بار میرانا آئے ہیں۔ آپ کو یہاں اس طرح کے کام کرنے والوں کے بارے میں کیسے معلوم ہو جاتا ہے اور آپ انہیں یہاں کے رہنے والوں کے خلاف کام کرنے کے لئے کیسے رضامند کر لیتے ہیں"...... صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" اصل بات نیک نیتی ہے اور چونکہ ہم دفاع کے طور پر کام رہے ہیں اور ہمارا مقصد اور ہماری نیت بری نہیں ہے اور ہم خواہ مخواہ کسی جائز کام کرنے والے کے خلاف کام نہیں کر رہے اس لئے قدرت بھی ہماری مدد کرتی ہے۔ دوسری بات ہے موقع سے فائدہ

اٹھانا ۔ کہا جاتا ہے کہ خوش قسمتی آپ کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہتی ہے ۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ بروقت دروازہ کھول کر خوش قسمتی کو حاصل کر لیتے ہیں یا نہیں ۔ ہم جب اس ہوٹل میں آئے تو آپ لوگ تو اپنے اپنے کمروں کو چیک کرنے کے لئے کمروں میں چلے گئے جبکہ میں نے وہاں ضروری تحریری کارروائی کرنا تھی اس لئے میں وہاں رک گیا ۔ وہیں کاؤنٹر پر ایک مقامی رسالہ موجود تھا جسے میں نے کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا تاکہ مقامی معاملات کے بارے میں کچھ آگاہی حاصل ہو سکے تو اس میں اس کمپنی کے بارے میں درج تھا یہ کمپنی ایک خصوصی سیارے کو استعمال کرتے ہوئے میرانا اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو سکرین پر چیک کر سکتی ہے ۔ یہ کمپنی دراصل اینٹی منشیات کی بین الاقوامی تنظیم کی طرف سے قائم کی گئی تھی کیونکہ میرانا سے منشیات کی اسمگلنگ کافی بڑی حد تک ہوتی ہے اس کمپنی کے ذریعے منشیات کو آسانی سے چیک کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ چوری شدہ کاریں اور ڈاکوؤں اور چوروں کو بھی چیک کر لیا جاتا ہے کیونکہ سیاحوں کی کثرت کی وجہ سے میرانا شہران کا خصوصی ٹارگٹ ہوتا ہے ۔ جب میں نے یہ مضمون پڑھا تو مجھے اچانک خیال آیا کہ اگر اس کمپنی کو کسی طرح راضی کر لیا جائے تو اس راستے کو چیک کیا جا سکتا ہے ۔ چنانچہ میں نے ہوٹل کے باہر موجود پبلک فون بوتھ سے کمپنی کو فون کیا ۔ وہاں کا انچارج یہ جیگر ہے ۔ اس نے مجھے اپنے آفس میں کال کیا ۔ ان کا آفس اس ہوٹل

سے پیدل فاصلے پر ہے اس لئے میں وہاں چلا گیا ۔ دولت اس پوری دنیا میں کھل جا سم سم کا کردار ادا کرتی ہے ۔ چنانچہ میں نے اسے بھاری معاوضے کے عوض اس کام پر آمادہ کر لیا اور گارینٹڈ چیک دے دیا ۔ اس نے مجھے یہ نقشہ دیا ۔ یہ نقشہ اس کمپنی کا ہی تیارہ کردہ ہے تاکہ فون پر جب وہ مجھے اس سیف وے کے بارے میں تفصیلات بتائے تو نقشہ سامنے ہونے کی وجہ سے آسانی ہو سکے ۔ میں نقشہ لے کر واپس آ گیا ۔ اس دوران آپ لوگ بھی اپنے اپنے کمروں میں ہو کر میرے کمرے میں آ گئے اور پھر جو کچھ ہوا آپ لوگوں کے سامنے ہوا" ...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

"چیف واقعی بے حد عقل مند ہے کہ اس نے آپ کو لیڈر بنایا ہے ۔ ایسے کام آپ ہی کر سکتے ہیں" ...... صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

"اس کا ذہن سپر کمپیوٹر ہے ۔ انسانی سپر کمپیوٹر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا سپر کمپیوٹر" ...... تنویر نے کہا تو سب نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیئے ۔

"اسی لئے تو آج تک کنوارہ پھر رہا ہوں" ...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے ۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے عمران صاحب ۔ آپ کے ہوٹل میں کمرے لینے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ فوری طور پر وہاں جانے کا ارادہ نہیں رکھتے" ...... صفدر نے کہا ۔

"ہوٹل میں کمرے فوری طور پر پولیس سے بچنے کے لئے حاصل کئے گئے ہیں تاکہ وہ ہم پر کسی طرح کا شک نہ کر سکے ۔ دوسری بات یہ کہ مجھے وہاں جانے سے پہلے اس بارے میں باقاعدہ پلاننگ تیار کرنی تھی اور اس کے لئے وقت چاہئے تھا اس لئے کمرے لے لئے ۔ یہ تو اتفاقاً سیٹلائٹ والا کام ہو گیا ہے ۔ بہرحال اب ہمیں خصوصی اسلحہ بھی حاصل کرنا ہے اور اس سیف وے پر پہنچنا ہے تاکہ ہم اپنا مشن مکمل کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب ۔ اس پوائنٹ کو آپ کیسے کراس کریں گے جہاں کرنل گورش اور اس کے ساتھی موجود ہوں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ تو کافی آگے ہیں ۔ وہاں پہنچ کر انہیں چیک کر لیا جائے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"ان کے پاس یقیناً طاقتور دوربینیں ہوں گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی سیف وے کے آغاز میں چھپا ہوا ہو جو ہمارے بارے میں انہیں اطلاع دے دے اس لئے ہم نے اس سیف وے کو چھوڑ کر آگے بڑھنا ہے"...... عمران نے کہا تو سب یکلخت چونک پڑے ۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب تک تو ساری باتیں سیف وے پر جانے کی ہی ہو رہی تھیں ۔ اب اچانک عمران سیف وے سے ہٹ کر جانے کی بات کر رہا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

"ہمارے مقابلے میں اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ افسانوی نہیں ہیں کہ بس ایک پوائنٹ میں بیٹھ جائیں اور باقی فرض کر لیں کہ ایسا ہو گا ۔ وہ وہاں موجود رہ کر ہر طرف کا خیال رکھیں گے ۔ ویسے بھی یہ سیف وے خاصا طویل ہے ۔ اس پر ہم پیدل ہی آگے بڑھ سکتے ہیں اور اس سیف وے سے ہیڈ کوارٹر تک پہنچتے پہنچتے ہمیں بیس بائیس گھنٹے لگ سکتے ہیں ۔ اس دوران آسانی سے ہمیں نہ صرف چیک کیا جا سکتا ہے بلکہ ہمارے خلاف کارروائی بھی کی جا سکتی ہے اور سیف وے کے ایک مخصوص پوائنٹ پر ان لوگوں کی موجودگی بتا رہی ہے کہ انہیں اس بات کی اطلاع مل چکی ہے کہ ہم نے ڈیوڈ سے سیف وے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اس لئے انہیں سو فیصد یقین ہو گا کہ ہم سیف وے کے ذریعے ہی ہیڈ کوارٹر پہنچیں گے ۔ ایسی صورت میں سیف وے پر سفر کرنا اپنے آپ کو پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں گرانے کے مترادف ہو گا"...... عمران نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی گہرائی میں اور غیر جانبدارانہ انداز میں سوچتے ہیں"...... صالحہ نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی عمران سے متاثر ہوتی جا رہی ہو ۔ کیوں"...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے اچانک قدرے سخت لہجے

میں کہا۔

"بہن کو بھائی پر فخر تو ہونا ہی چاہئے ۔ تمہیں کیا اعتراض ہے"۔ صالحہ کے بولنے سے پہلے عمران نے کہا تو جولیا کا ستا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا۔

"لیکن جس راستے سے تم جاؤ گے وہاں انتہائی خوفناک خفیہ ہتھیار موجود ہوں گے ۔ پھر"...... جولیا نے شاید بات بدلنے کے لئے کسی دوسرے کے بولنے سے پہلے ہی بات کر دی تھی۔

"میں نے معلوم کیا ہے ۔یہاں ایسی پارٹیاں موجود ہیں جو ایون ہنڈرڈ سپر زیرو مشینیں ایکریمیا سے منگوا کر دے سکتی ہیں ۔ یہ اور بات ہے کہ ان مشینوں کے آنے میں ایک دن لگ جائے گا لیکن اس کے بغیر آگے نہیں بڑھا جا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی ہمیں یہاں رہنا پڑے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔ اگر یہ آلات ان مشینوں سے بھی زیادہ طاقتور ہوئے تو پھر"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ان مشینوں کے ساتھ چھ دماغ بھی کام کر رہے ہوں گے اس لئے فکر مت کرو"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

سارج ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل بارگ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کرنل گورش اپنے ساتھیوں سمیت سیف وے کے زیرو پوائنٹ پر دونوں سائیڈوں کی پہاڑیوں پر موجود ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے کرنل گورش کے آدمی ڈیوڈ سے سیف وے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا ہے اور اب وہ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا مشن لے کر سیف وے کے راستے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی پلاننگ کر رہے ہیں ۔ کرنل گورش کو زیرو پوائنٹ پر گئے ہوئے آج دوسرا دن تھا لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی تھی اس لئے کرنل بارگ کو فطری طور پر بے چینی تو محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کی پوسٹ ایسی تھی کہ وہ زیادہ بے چینی کا اظہار کر کے دوسروں کی حوصلہ شکنی نہ کر سکتا تھا اس لئے

وہ خاموش بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"جوہن بول رہا ہوں چیف۔ مشین روم سے"...... دوسری طرف سے مشین روم کے انچارج جوہن کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... کرنل بارگ نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ چھ افراد جن میں چار مرد اور دو عورتیں ہیں میرانا سے ڈیاز پہاڑی علاقے میں داخل ہوئے ہیں اور ان کا رخ ہیڈ کوارٹر کی طرف ہے"...... جوہن نے کہا تو کرنل بارگ پہلے چند لمحوں تک تو خاموش اور ساکت بیٹھا رہا۔ اس کا ذہن جوہن کی بات کو سمجھ ہی نہ پا رہا تھا۔ پھر اچانک وہ بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور ڈیاز کی طرف سے آ رہے ہیں"...... کرنل بارگ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"لیکن اس سارے علاقے میں تو ایسے آلات نصب ہیں جن کی رینج میں آتے ہی یہ خوفناک اور ہلاکت خیز شعاعوں کی زد میں آ جائیں گے"...... کرنل بارگ نے چیخ کر کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہے۔ لیکن ہمارے آلات غیر مؤثر ثابت ہو

رہے ہیں۔ اب تک انہیں ہلاک ہو جانا چاہئے تھا لیکن وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ صرف اوپر چوٹی پر لگے ہوئے مخصوص آلات انہیں سکرین پر دکھا رہے ہیں۔ اگر وہ اسی طرح آگے بڑھتے رہے تو زیادہ سے زیادہ پانچ چھ گھنٹوں میں وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گے"...... جوہن نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ کیا ہوا۔ تمہارے یہ آلات کیوں کام نہیں کر رہے۔ کیوں غیر مؤثر ہو گئے ہیں"...... کرنل بارگ نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے خود بھی اس پر غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ گو ہمارے آلات الیون ہنڈرڈ پاور کو کور کر سکتے ہیں جو کہ اس وقت آلات کی سب سے زیادہ پاور ہے لیکن انہوں نے شاید الیون ہنڈر پاور سے بھی زیادہ پاور کا زیرو سیٹ حاصل کر لیا ہو۔ اس وجہ سے ہمارے آلات کام ہی نہیں کر رہے"...... جوہن نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا تو انتہائی پسماندہ سا ملک ہے جبکہ ہمارے پاس ایکریمیا اور اسرائیل کے انتہائی جدید ترین آلات موجود ہیں۔ پھر یہاں میرانا میں تو ایسے آلات مل ہی نہیں سکتے۔ پھر انہیں یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہمارے آلات کس پاور کے ہیں اور وہ اس سے زیادہ پاور کے آلات لے کر آ جائیں"۔ کرنل بارگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ ان باتوں پر بعد میں بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ میں نے

اس لئے فون کیا ہے کہ اب کیا حکم ہے"...... جوہن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس بحث سے جان چھڑانا چاہتا ہو۔

"انہیں ہلاک کرنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ کرنل گورش کو کال کر کے کہو کہ وہ وہاں سے ہٹ کر ادھر آجائے۔ بوما ہیلی کاپٹر استعمال کرے اور ان کا خاتمہ کر دے"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ بوما ہیلی کاپٹر کو اس طرف پرواز کی اجازت دینے کے لئے ہمیں ہیڈ کوارٹر سے ڈیاز تک موجود تمام آلات آف کرنے ہوں گے ورنہ بوما ہیلی کاپٹر فضا میں ہی تباہ ہو جائے گا اور یہی پوزیشن کرنل گورش اور ان کے ساتھیوں کی ہے۔ انہیں وہاں بھیجنے کے لئے آلات کو آف کرنا ہوگا"...... جوہن نے کہا۔

"تو کیا ہوگا۔ تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ تمہارے آلات غیر مؤثر ثابت ہو رہے ہیں۔ اگر تمام آلات آف نہ بھی کرو گے تب بھی وہ کسی کام کے نہیں ہیں تو پھر"...... کرنل بارگ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ہیڈ کوارٹر سے پانچ سو میٹر پر جو آلات موجود ہیں وہ پاور لیس ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ کسی بھی پاور کی مشینری سے انہیں زیرو نہیں کیا جا سکتا اس لئے اگر یہ لوگ ہیڈ کوارٹر کے قریب آ بھی جائیں تب بھی پانچ سو میٹر پہلے تک آسکیں گے اس سے آگے کسی صورت بھی نہ آسکیں گے کیونکہ اس کے بعد جو آلات ہیں انہیں میں

ہی یہاں سے تو آف کر سکتا ہوں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں آف نہیں کر سکتی"...... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ اس جگہ سے کتنے فاصلے پر ہیں"...... کرنل بارگ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"انہیں ہیڈ کوارٹر سے پانچ سو میٹر تک پہنچنے میں پانچ چھ گھنٹے لگ سکتے ہیں کیونکہ ڈیاز سے اس جگہ تک پہاڑیاں بے حد خطرناک ہیں۔ ان پر تیزی سے سفر نہیں کیا جا سکتا جبکہ پانچ سو میٹر کے بعد کی پہاڑیاں اس قدر خطرناک نہیں ہیں اس لئے اگر وہاں سے آلات کو آف کر دیا جائے تو پھر وہاں سے ہیڈ کوارٹر تک ایک گھنٹے میں پہنچا جا سکتا ہے"...... جوہن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ایسا ہے کہ ہم کرنل گورش کو یہاں ہیڈ کوارٹر میں واپس کال کر لیں اور کیا ہو سکتا ہے"...... کرنل بارگ نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ایک اور کام ہو سکتا ہے چیف کہ میں کرنل گورش اور ان کے دو ساتھیوں کو ایسے آلات دے دوں جنہیں وہ اپنی جیبوں میں رکھ لیں تو وہ پانچ سو میٹر کی سرحد پر صحیح سلامت رہ سکتے ہیں۔ ان پر ہلاک کرنے والے آلات اثر نہیں کریں گے کیونکہ میرے پاس ایسے صرف تین آلات ہیں اور انہیں پرسونا کہا جاتا ہے"...... جوہن نے جواب دیا تو کرنل بارگ کے چہرے پر تازگی سی ابھر آئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

انہیں انتہائی آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... کرنل بارگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ایسا ہی ہوگا"...... جوہن نے کہا۔

"اوکے۔تم ان کا خیال رکھو۔میں کرنل گورش کو کال کر کے فوری واپس بلواتا ہوں"...... کرنل بارگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس پر مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ہیلو۔کرنل بارگ کالنگ۔اوور"...... کرنل بارگ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔کرنل گورش اٹنڈنگ یو۔اوور"...... تھوڑی دیر بعد کرنل گورش کی آواز سنائی دی۔

"کرنل گورش۔ابھی ابھی جوہن نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مشین روم میں سکرین پر چھ افراد کو جن میں چار مرد اور دو عورتیں شامل ہیں ڈیاز سرحد کی طرف سے ہیڈ کوارٹر کی طرف آتے دیکھا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ وہاں نصب آلات کام ہی نہیں کر رہے جوہن کے خیال کے مطابق ان لوگوں کے پاس ایسے ہائی پاور آلات ہیں جن کی وجہ سے ہمارے کم طاقت کے آلات کام نہیں کر رہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے پانچ سو میٹر کے فاصلے پر جو آلات نصب ہیں وہ اس قدر طاقتور ہیں کہ ان پر ان لوگوں کے کسی

ہائی پاور آلے کا کوئی اثر ہو ہی نہیں سکتا جبکہ اس کے پاس تین ایسے آلات ہیں کہ جن کی مدد سے تین افراد ان آلات کی موجودگی کے باوجود وہاں چھپ سکتے ہیں اور اس طرح جو ایجنٹ آرہے ہیں انہیں وہاں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔اوور"...... کرنل بارگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے چیف کہ یہ لوگ سیف وے کے ذریعے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کی بجائے اس خطرناک راستے سے آرہے ہیں۔کہیں یہ کوئی ٹریپ نہ ہو۔اوور"...... کرنل گورش نے کہا تو کرنل بارگ بے اختیار چونک پڑا۔

"ٹریپ۔کیا مطلب۔اوور"...... کرنل بارگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کوئی نقلی گروپ ہو اور ہمیں اس طرف متوجہ کر کے وہ خود سیف وے سے پہنچ جائیں۔اوور"...... کرنل گورش نے کہا۔

"اوہ نہیں کرنل گورش۔نقلی آدمیوں کے پاس ایسے آلات نہیں ہو سکتے۔یہ اصل لوگ ہیں۔اصل میں انہیں کہیں سے اطلاع مل گئی ہو گی کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ لوگ سیف وے کے ذریعے ہیڈ کوارٹر آرہے ہیں تو انہوں نے ہمیں دھوکہ دینے کے لئے یہ دوسرا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے آپ اپنے ساتھیوں سمیت فوراً واپس آجائیں تاکہ یہاں سے آگے ڈیاز کی طرف ان کا راستہ روکا

جائے اور ان کو ہلاک بھی کیا جا سکے ۔اوور"...... کرنل بارگ نے کہا۔

" یس چیف ۔ہم آ رہے ہیں ۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل بارگ نے اوور اینڈ آل کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف "...... دوسری طرف سے جوہن کی آواز سنائی دی۔

" کیا پوزیشن ہے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی"...... کرنل بارگ نے پوچھا۔

" وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں ۔میں انہیں باقاعدہ واچ کر رہا ہوں"...... جوہن نے کہا۔

" کرنل گورش اپنے ساتھیوں سمیت واپس آ رہا ہے ۔ویسے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کرنل گورش بوما ہیلی کاپٹر کے ذریعے ان پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دے ۔اس طرح یہ کام جلدی اور زیادہ آسانی سے ہو جائے گا"...... کرنل بارگ نے کہا۔

" وہ انتہائی خطرناک پہاڑی علاقہ ہے چیف ۔وہاں ہیلی کاپٹر سے ان لوگوں کو ٹارگٹ نہیں بنایا جا سکتا بلکہ الٹا وہ لوگ ہیلی کاپٹر کو ہی تباہ کر سکتے ہیں"...... جوہن نے کہا۔

" ہاں ۔تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تمہارے

پاس صرف تین آلات ہیں ۔اس کا مطلب ہے کہ صرف تین افراد کو وہاں بھجوایا جا سکتا ہے ۔کیا یہ تین افراد ان چھ افراد کے مقابلے میں کم نہیں ہوں گے"...... کرنل بارگ نے کہا تو اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی آمد کی اطلاع ملنے سے خاصا ڈسٹرب ہو رہا ہے۔

" چیف ۔ان تین افراد نے انتہائی طاقتور آلات کی اوٹ میں رہنا ہے ۔آگے نہیں جانا ۔جیسے ہی یہ لوگ پانچ سو میٹر کی رینج میں پہنچیں گے اول تو آلات ہی انہیں ریز کے ذریعے جلا کر بھسم کر دیں گے اور اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا تو چھ افراد پر تین اطراف سے جب اچانک مشین گنوں کی فائرنگ ہو گی تو وہ کیسے بچ سکیں گے جبکہ انہیں تو اس بات کا تصور بھی نہ ہو گا کہ ان پر ایسا حملہ بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ تو اپنے طور پر چھپ کر آ رہے ہیں ۔انہیں تو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ ہمیں ان کی اس راستہ سے آمد کا علم ہے"...... جوہن نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔اب میں مطمئن ہوں ۔تم بہرحال انہیں چیک کرتے رہنا"...... کرنل بارگ نے اس بار خاصے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت انتہائی خطرناک پہاڑی علاقے میں بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ سب سے آگے عمران تھا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔ سوائے عمران، جولیا اور صالحہ کے باقی سب کی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ بندھے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ ہم اگر رات کو ادھر آتے تو رسک کم ہو جاتا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ رات کو ہم ٹارچوں کی روشنی کے بغیر ایک قدم بھی نہ اٹھا سکتے اور ان پہاڑیوں میں ٹارچ کی روشنی دور سے ہی نظر آ سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اب آپ کا خیال ہے کہ ہمیں کہیں سے چیک نہ کیا جا رہا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران اور اس کے سب ساتھی بے

اختیار چونک پڑے۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اسی لئے تو میں نے اپنا اور تمہارے نئے میک اپ کئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ہماری تعداد ہماری سب سے بڑی شناخت ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مگر مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم نے جو مشینیں منگوائی ہیں وہ کب تک کام دے سکتی ہیں"...... اچانک جولیا نے پوچھا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تم نے ایک خاص حد تک پاور کا اندازہ لگا کر ایکریمیا سے یہ مشینیں منگوائی ہیں لیکن سارج ایجنسی ایکریمیا اور اسرائیل کی مشترکہ ایجنسی ہے۔ ان کے پاس یقیناً جدید ترین آلات بھی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ کوئی ایسا آلہ نصب ہو جو تمہاری ان مشینوں سے زیادہ طاقتور ہو اور جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ ہم اچانک اور بے خبری میں ہلاک کر دیئے جائیں"...... جولیا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے ہر مشین کے ساتھ سپیشل کاشنز بھی لگا دیا ہے۔ یہ ہمیں ایسے طاقتور آلات کی مخصوص رینج سے پہلے ہی آگاہ کر دے گا"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے

اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

" عمران صاحب ۔ مجھے بار بار احساس ہو رہا ہے کہ ہمیں سکرین پر دیکھا جا رہا ہے"...... کچھ دیر بعد کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ احساس تو خواتین کو ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے اندر ایسی خصوصی حس رکھی ہوئی ہے کہ وہ کسی کا اپنی طرف دیکھنا، خود نہ بھی دیکھ رہی ہوں تب بھی انہیں فوراً احساس ہو جاتا ہے کہ انہیں دیکھا جا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جو بھی کہہ لیں ۔ مجھے بہرحال احساس ہو رہا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے ۔ ہمیں واقعی دیکھا جا رہا ہے ۔ لیکن اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ بہتری کرے گا"...... عمران نے کہا۔

" آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے ۔ کیا آپ کو بھی احساس ہوا ہے"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

" میری جیب میں جو کاشنز ہے وہ ایسے کاشنز مسلسل دے رہا ہے کہ سیٹلائٹ سے ہمیں کسی سکرین پر چیک کیا جا رہا ہے اور جتنا فاصلہ وہ بتا رہا ہے اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایسا سارج ہیڈ کوارٹر میں ہو رہا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کے باوجود آپ مطمئن ہیں ۔ مگر کیوں"...... کیپٹن شکیل

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تو تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ہم سیف وے کے ذریعے بھی ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے ہیں ۔ وہاں تو خطرناک آلات بھی نہیں تھے لیکن آپ کے خیال کے مطابق وہاں زیرو پوائنٹ پر کرنل گورش اور اس کے ساتھی موجود تھے ۔ مگر اب ہم سب دوہرے خطرے کا شکار ہو چکے ہیں ۔ ایک یہ کہ ہمارا واسطہ کسی بھی لمحے کسی خطرناک اور پاورفل آلے سے پڑ سکتا ہے جس کی خطرناک ریز ہمیں پلک جھپکنے میں ہلاک کر سکتی ہیں اور دوسرا کسی بھی وقت ہم پر ہیڈ کوارٹر کی طرف سے کوئی آفت ٹوٹ سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہمیں بہرحال یہ سوچنا ہو گا کہ ہمارا تحفظ کس طرح ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہ تو ظاہری سی بات ہے ۔ ہر آدمی اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تحفظ پہلے سوچتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کا اطمینان بتا رہا ہے کہ آپ اس پہلو پر پہلے سے سوچ چکے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"کیپٹن شکیل ۔ اکیلے جدوجہد کرنا اور ساتھیوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھنا دو بالکل مختلف معاملات ہیں ۔ جب آدمی اکیلا جدوجہد کرتا ہے تو وہ صرف ایک پہلو پر سوچتا ہے کہ اس نے کس طرح اپنا تحفظ کرنا ہے اور کس طرح آگے بڑھ کر مشن مکمل کرنا ہے لیکن جب وہ ساتھیوں کے ساتھ ہوتا ہے تو پھر یہ معاملہ بالکل مختلف ہو جاتا ہے ۔ ویسے اب میں سوچ رہا ہوں کہ چیف سے درخواست کروں کہ ہر مشن میں باری باری ایک ایک کو سربراہ بنایا جائے لیکن پھر اس لئے خاموش ہو جاتا ہوں کہ اگر تم نے سربراہ بننے کی ٹریننگ حاصل کر لی تو میرا کیا ہو گا"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

"آپ کی موجودگی میں تو دوسرا کوئی سربراہ بن ہی نہیں سکتا کیونکہ جو بات ہم بعد میں سوچتے ہیں آپ پہلے ہی سوچ کر اس بارے میں عملی اقدام بھی کر چکے ہوتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ یہ آلہ ۔ یہ دیکھیں"...... اچانک کچھ فاصلے پر سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران اور کیپٹن شکیل جو اس سے کچھ فاصلے پر چل رہے تھے تیزی سے اس کی طرف مڑے ۔ صفدر، جولیا اور تنویر ایک بھاری چٹان کے قریب کھڑے تھے ۔ عمران اور کیپٹن شکیل بھی اس چٹان کے قریب پہنچ گئے ۔ وہاں چٹان کی جڑ میں ایک آلہ نصب تھا جو پیالہ نما تھا ۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور چٹان میں موجود آلے کے قریب لے جا کر اس نے اپنے ہاتھ میں موجود آلے کا ایک بٹن پریس کر دیا ۔ آلے پر موجود سکرین پر

تیزی سے ہندسے ابھرنے شروع ہو گئے ۔ چند لمحوں بعد ہندسے رک گئے اور عمران انہیں غور سے دیکھتا رہا ۔ پھر آلہ آف کر کے اس نے اسے واپس اپنی جیب میں رکھ لیا ۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"کوئی خاص بات عمران صاحب"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں ۔ اب ہم یقیناً ڈینجر زون میں داخل ہونے والے ہیں ۔ یہ آلات الیون ہنڈرڈ تک کی طاقت کے تھے اس لئے ہماری زیرو مشین کی وجہ سے یہ کام نہیں کر رہے تھے لیکن اس آلے پر یہاں سے تقریباً دو سو میٹر کے فاصلے پر موجود ایک اور آلے کی ریز بھی اثر انداز ہوئی ہیں جسے چیک کرنے والے آلے نے چیک کر لیا ہے اور جس آلے کی ریز اس پر اثر کر رہی ہیں وہ ففٹین ہنڈرڈ سے بھی زیادہ طاقت کا ہے ۔ اس پر ہماری زیرو مشین اثر انداز نہ ہو سکے گی اس لئے آگے بڑھ کر ہم ڈینجر زون میں داخل ہو جائیں گے"...... عمران نے از خود تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے ۔ کیا واپس جائیں گے ہم"...... جولیا نے کہا۔

"واپسی کا لفظ کم از کم میری لغت میں نہیں ہے اور نہ ہی آئندہ میرے سامنے اسے استعمال کرنا ۔ ہم نے بہرحال آگے بڑھنا ہے"۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"خود ہی ڈینجر زون کی بات کر رہے ہو اور خود ہی غصہ بھی دکھا

رہے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ڈینجر زون کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم ڈر کر واپس چلے جائیں ۔ کوئی نہ کوئی طریقہ تو بہرحال اختیار کرنا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب ۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ آگے صرف آلات ہوں گے ۔ آدمی موجود نہیں ہوں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

" یہ نتیجہ تم نے کیسے نکال لیا"...... عمران نے کہا۔

" اس لئے کہ اس قدر ہیوی پاور آلات کی رینج میں کوئی آدمی داخل ہی نہیں ہو سکتا اور وہ بھی بغیر انہیں آف کئے "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تمہاری بات اس حد تک تو درست ہے کہ یہ بے پناہ طاقتور آلات ہیں لیکن بہرحال انہیں زیرو کرنے کی مشین بھی ایجاد ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

" اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہاں آلات کی موجودگی میں کوئی انسان داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم وہاں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں"...... صفدر نے کہا۔

" فی الحال عام حالات میں تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ واقعی بے حد طاقتور آلات ہیں"...... عمران نے صاف اور واضح جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" فی الحال تو اس بارے میں سوچنا ہے"...... عمران نے مبہم سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ان آلات کی رینج کتنی ہو سکتی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

" ایک سو میٹر چاروں اطراف میں"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ پھر تو انہیں گنوں سے تباہ بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ صالحہ نے کہا۔

" ایک کام ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے ۔

" کیسا کام"...... عمران نے کہا۔

" یہ آلات یقیناً کم تعداد میں ہوں گے اس لئے اگر ہم آگے بڑھنے کی بجائے سائیڈ پر بڑھ جائیں تو کہیں نہ کہیں تو یہ نصب نہ ہوں گے وہاں سے ہم آگے بڑھ سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

" اس کا علم ہمیں نہیں ہو سکتا اور پھر یہ ہیڈ کوارٹر زیر زمین ہے ۔ اس کے گرد لازماً یہ آلات موجود ہوں گے اس لئے تو وہ سیف وے بنایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ایسی صورت میں تو ہمیں مجبوراً اس سیف وے سے ہی جانا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

" میں نے کہا ہے کہ واپسی کی بات نہ کی جائے"...... عمران نے

کہا۔

"تم سب یہیں رکو۔ میں جاتا ہوں"...... تنویر جو اب تک خاموش کھڑا تھا اچانک بول اٹھا۔

"کیا تم ریز پروف ہو"...... جولیا نے کہا۔

"یہاں کھڑے ہو کر صرف باتیں کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی آگے بڑھے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"وہ کیا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارے بارے میں اطلاع تو انہیں پہنچ چکی ہو گی کیونکہ اب تک جن آلات زدہ ایریا سے ہم گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں وہ زیرو ہو چکے ہیں اس لئے ہیڈ کوارٹر میں موجود مشینری نے انہیں ان کے زیرو ہونے کی اطلاع دے دی ہو گی اس لئے اب لازماً وہ یہاں ہماری ہلاکت کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجیں گے اور آگے انتہائی طاقتور آلات کی وجہ سے آنے والی پہاڑیوں پر چل کر تو نہیں آسکتے اس لئے لازماً وہ کسی مخصوص ہیلی کاپٹر پر ہی آئیں گے اور جس انداز کی یہ پہاڑیاں ہیں یہاں بوما ہیلی کاپٹر ہی اتر اور چڑھ سکتا ہے۔ اگر ہم یہاں پھیل کر چٹانوں کی اوٹ میں بیٹھ جائیں اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر یہاں پہنچے، ہم اس کے اترنے کا انتظار کریں اور پھر اس پر قبضہ کر کے آگے

بڑھ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے سب کچھ فرض کر لیا ہے۔ یہ محض اندازہ ہے۔ ضروری تو نہیں کہ ایسا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"اگر ایسا نہ ہوا تو پھر کچھ اور بھی سوچا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ فی الحال یہی سوچا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... اس بار سب نے ہی اثبات میں گردنیں ہلاتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ تمہارے بیگ میں دوربین موجود ہے وہ مجھے دو"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی پشت پر لدا ہوا بیگ اتار کر اسے کھولا اور اس میں سے ایک جدید ساخت کی طاقتور دوربین نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے دوربین لے کر اسے گلے میں لٹکایا اور پھر اس کی ہدایت پر وہ سب دو دو کی ٹولیوں میں بکھر کر چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔ عمران کے ساتھ جولیا تھی اور وہ دونوں ایک اونچی چوٹی پر موجود چٹان کی سائیڈ میں بیٹھ گئے تھے۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہیلی کاپٹر آئے گا"...... جولیا نے کہا۔

"یقین تو نہیں۔ صرف اندازہ ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران نے آنکھوں سے دوربین لگائی

اور اس طرف دیکھنے لگا جدھر اس کے اندازے کے مطابق ہیڈ کوارٹر ہو سکتا تھا لیکن بنجر پہاڑیاں ساکت تھیں۔ وہاں کوئی پرندہ یا جانور بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ کچھ دیر دیکھنے کے بعد اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹالی۔

" اب نجانے کب تک یہاں انتظار کرنا پڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

" تم اطمینان سے بیٹھو۔ ایسے کاموں میں جلدی الٹا نقصان دیتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے ایک بار پھر دوربین کو آنکھوں سے لگایا لیکن جب کافی دیر تک دیکھنے کے باوجود کچھ نظر نہ آیا تو اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری ہو گی کہ اس کی جیب سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران اور جولیا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹا سا زیرو فائیو فریکونسی کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اس میں سے وقفے وقفے سے آرہی تھی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو۔ کیپٹن شکیل کالنگ۔ اوور"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ مجھے ایک آدمی پہاڑیوں میں حرکت کرتا نظر آیا ہے۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" آدمی۔ کس طرف اور کتنے فاصلے پر ہے وہ۔ اوور"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل نے تفصیل بتا دی۔

" آدمی تو ان آلات کی رینج میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ سوائے اس کے کہ اس کے پاس ان آلات سے بھی زیادہ طاقتور زیرو مشین ہو۔ اوور"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میں نے دوربین سے ایک آدمی کو حرکت کرتے دیکھا ہے۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تم اسے چیک کرتے رہو۔ میں بھی چیک کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے سامنے چٹان پر رکھا اور دوربین آنکھوں سے لگا لی۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایک آدمی نے حرکت کی ہے۔ وہ ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر دوسری چٹان کے پیچھے گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" جب یہ لوگ وہاں آزادی سے گھوم پھر رہے ہیں تو پھر ہم بھی وہاں جا سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

" اوہ۔ یقیناً ان کے پاس ان ریز سے بچاؤ کے آلات ہوں گے۔ اگر یہ آلات ہمارے ہاتھ لگ جائیں تو ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں"...... عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"ان کی وہاں موجودگی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے سامنے چٹان پر موجود ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ صفدر کالنگ ۔ اوور"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ عمران اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔ میں نے ایک آدمی کو خاصے قریب مارک کیا ہے ۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"کتنے فاصلے پر ہے وہ ۔ اوور"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر ہو گا ۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"کیا تم اسے کور کر سکتے ہو ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ انتہائی آسانی سے ۔ اوور"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اسے چھاپ کر بے ہوش کر دو تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جا سکیں ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اس ڈیڑھ سو گز کے ایریا میں وہ طاقتور آلات تو اثر انداز نہیں ہو جائیں گے ۔ اوور"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں ۔ یہ محفوظ ایریا ہے ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں کوشش کرتا ہوں ۔ اوور"...... صفدر نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ لوگ کتنی تعداد میں ہوں گے"...... جولیا نے پوچھا جو عمران کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"فی الحال دو ہی سامنے آئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"جو آدمی تمہیں نظر آیا تھا کیا وہ محفوظ علاقے سے پیچھے تھا"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں ۔ وہ چھ سات سو میٹر کے فاصلے پر تھا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"صالحہ بول رہی ہوں عمران صاحب ۔ اوور"...... دوسری طرف سے صالحہ کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا کیونکہ صالحہ تنویر کے ساتھ تھی۔

"کوئی خاص بات ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"تنویر نے ایک آدمی کو مارک کیا ہے ۔ وہ ہماری طرف ہی آ رہا تھا ۔ تنویر نے اسے فوری چھاپنے کا ارادہ کیا تو میں نے اسے کہا کہ وہ پہلے آپ کو اطلاع دے لیکن تنویر نے میری ایک نہ سنی اور چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے چلا گیا ہے ۔ اوور"...... صالحہ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔ تنویر ہم سب سے زیادہ ہوشیار آدمی ہے ۔

جب وہ واپس آئے گا تو مجھے اطلاع دے دینا ۔ اوور اینڈ آل "۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" تنویر کی فطرت میں عجلت پسندی بہت ہے "...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیوں ہنس رہے ہو ۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے "۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تنویر اگر عجلت پسند ہوتا تو اب تک میدان سے بھاگ چکا ہوتا وہ بڑا صابر آدمی ہے اس لئے چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میدان نہیں چھوڑتا "...... عمران نے کہا۔

" تمہیں ہر وقت بس ایسی ہی باتیں سوجھتی ہیں ۔ فضول نانسنس "...... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے سامنے رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

" صفدر کالنگ ۔ اوور "...... صفدر کی کراہتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران اور جولیا دونوں بے اختیار اچھل پڑے ۔

" کیا ہوا ہے ۔ کیا تم زخمی ہو ۔ اوور "...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" ہاں عمران صاحب ۔ اس آدمی کے ساتھ بڑی سخت جدوجہد ہوئی ہے ۔ خاصا تربیت یافتہ آدمی تھا ۔ اس کے پیر سے چٹان کا ایک کونا ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے وہ کافی نیچے جا گرا اور اس کے ساتھ میں بھی

نیچے گرا ہوں ۔ سر اور کمر پر چوٹ آئی ہے ۔ میں نے اسے بہرحال بے ہوش کر دیا ہے لیکن اب میں اسے اٹھا کر نہیں لا سکتا اس لئے میں نے کال کی ہے ۔ اوور "...... صفدر نے آہستہ آہستہ اور رک رک کر کراہتے ہوئے کہا۔

" تم اس وقت کہاں ہو ۔ کوئی نشانی بتاؤ ۔ جلدی ۔ اوور "۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے صفدر نے نشانی بتا دی۔

" ٹھیک ہے ۔ تم حوصلہ رکھو ۔ ہم آ رہے ہیں ۔ اوور اینڈ آل "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ سیٹی کی آواز ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ تنویر کالنگ ۔ میں نے ایک آدمی کو فنش کر دیا ہے ۔ وہ مجھے کافی فاصلے پر نظر آ گیا تھا ۔ اوور "...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

" تم نے اسے بے ہوش کرنا تھا تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جا سکتیں ۔ اوور "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میں نے کوشش کی تھی لیکن پوزیشن ہی ایسی تھی کہ اگر میں اسے ہلاک نہ کرتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا ۔ اوور "...... تنویر نے کہا۔

" میں تمہیں ایک سچوئیشن بتا رہا ہوں ۔ تم فوراً وہاں پہنچو ۔ وہ جگہ تمہارے زیادہ قریب ہے اور وہاں صفدر زخمی حالت میں پڑا ہوا ہے اور اس نے ایک آدمی کو بے ہوش کیا ہے ۔ اوور "...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ کہاں ہے وہ ۔ جلدی بتاؤ ۔ اوور"...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

" میں کوشش کرتا ہوں کہ کیپٹن شکیل کو بھی وہاں بھیجوں ورنہ میں خود وہاں آجاؤں گا ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر کیپٹن شکیل کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ عمران کالنگ ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ کیپٹن شکیل اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

" کہاں ہو تم ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

" میں اس آدمی کو چیک کر رہا ہوں جس کے بارے میں آپ کو میں نے بتایا تھا ۔ وہ کافی دیر سے نظر نہیں آ رہا ۔ اوور"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" صفدر نے ایک آدمی کو بے ہوش کر دیا ہے لیکن وہ خود بھی زخمی ہو گیا ہے ۔ میں نے تنویر کو وہاں بھجوایا ہے جس نے ایک اور آدمی کو ہلاک کر دیا ہے ۔ میں تمہیں لوکیشن بتا رہا ہوں تم وہاں پہنچو ۔ شاید صفدر کو اٹھا کر لے آنا پڑے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے وہاں کی پوری لوکیشن سمجھا کر اوور اینڈ آل کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے سامنے رکھا اور گلے میں لٹکی ہوئی دوربین اس نے آنکھوں

سے لگا لی۔

" میں سمجھی تھی کہ تم صفدر کے پاس خود جاؤ گے"...... جولیا نے کہا۔

" میں یہاں موجود آدمی کو کور کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے ۔ دوسری بات یہ کہ صفدر کی آواز بتا رہی ہے کہ وہ سیریئس زخمی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دور سے چٹانوں کے اندر گھومتی ہوئی ایک آواز سنائی دی ۔ کوئی کرنل گورش کو پکار رہا تھا۔

" یہ کیسی آواز ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

" کوئی کرنل گورش کا نام لے رہا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کرنل گورش اور اس کے ساتھی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھا ۔ اس نے جولیا کو وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر وہ دوسری چٹان کے پیچھے پہنچ گیا ۔ اس کے انداز میں اس قدر تیزی اور پھرتی تھی کہ جولیا کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے عمران پلک جھپکنے سے بھی پہلے اتنے فاصلے پر پہنچ گیا ہو ۔ اسی لمحے پہلے جیسی آواز ایک بار پھر سنائی دی تو جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ ایک بار اسے بھی خیال آیا کہ وہ اس آواز کے پیچھے جائے کیونکہ اسے یہ آواز بتا رہی تھی کہ آواز دینے والا وہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے ۔ اس نے گردن گھما کر اس چٹان کو دیکھا جس کے

پیچھے عمران پہنچا تھا لیکن عمران وہاں موجود نہ تھا۔ وہ آگے نکل گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے دور سے ایک انسانی چیخ سنائی دی اور جولیا بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی کیونکہ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ عمران کی چیخ ہو۔ چیخ گہرائی میں جاتی جاتی خاموش ہو گئی اور جولیا کا رنگ بے اختیار زرد پڑ گیا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ کچھ فاصلے پر ایک چٹان کے پیچھے سے عمران نکل کر اس طرف آ رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا۔ کس کی چیخ تھی"...... جولیا نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"اس آدمی کی تھی۔ میں اس پر جھپٹا تو اس نے قلابازی کھا کر مجھ پر ضرب لگائی اور مجھے نیچے عمیق گہرائی میں گرانے کی کوشش کی۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میں اچانک غوطہ لگا کر اس کی ٹانگوں کی ضرب سے بچ گیا اور وہ مجھے نیچے گراتے گراتے خود سنبھل نہ سکا اور عمیق گہرائی میں خود گر گیا"...... عمران نے قریب آتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے انہوں نے چٹانوں کی اوٹ لے کر اپنے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے کیپٹن شکیل کے کاندھے پر ایک آدمی لدا ہوا تھا جبکہ تنویر صفدر کو سہارا دے کر چل رہا تھا۔ صالحہ بھی ان کے ساتھ تھی۔

"کیسے ہو صفدر"...... عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کمر اور ٹانگوں پر چوٹیں آئی ہیں۔ بہرحال ٹھیک ہوں"۔ صفدر نے ایک چٹان کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے خیال میں کرنل گورش ہے۔ اسے یہاں لٹاؤ اور اس کی تلاشی لو"...... عمران نے کہا۔

"کرنل گورش۔ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا اور ساتھ ہی اس نے کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو دو چٹانوں کے درمیان محفوظ جگہ پر لٹا دیا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی کہ کس طرح ایک آدمی اسے آوازیں دیتا ہوا آ رہا تھا جو اس کے ساتھ جھڑپ میں گہرائی میں گر کر ہلاک ہو گیا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس آدمی کی جیبوں سے سامان نکالنا شروع کر دیا۔ اس کی جیب میں ایک مشین پسٹل، ایک جدید ساخت کا چھوٹا ٹرانسمیٹر اور اس کے ساتھ ہی ایک ریموٹ کنٹرول جتنی جسامت کا ایک آلہ بھی تھا۔ عمران نے وہ آلہ اٹھا کر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ تو یہ ہے وہ آلہ جو انتہائی طاقتور آلات کو بھی زیرو کر دیتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا ہوا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میرے کانوں میں دور سے آتے ہیلی کاپٹر کی آواز پڑی ہے"۔

صالحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے کی طرف کھسک کر چٹانوں کی اوٹ سے سر نکال کر آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔

"اوہ۔ واقعی ایک بوما ہیلی کاپٹر ادھر ہی آ رہا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"سب اندر رخنوں میں اوٹ لے لو۔ اسے بھی اٹھا کر اندر لے جاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس آلے کو جسے اس نے کرنل گورش کی جیب سے نکالا تھا تیزی سے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"یہ بوما ہیلی کاپٹر اس آلے سے لنکڈ ہے۔ یہ ہمارے سروں پر بمباری کر دے گا اس لئے میں اس آلے کو لے کر دور جا رہا ہوں۔ تم میں سے کوئی میری واپسی تک باہر نہ آئے اور اس کرنل گورش کا خیال بھی رکھنا۔ اسے ہوش آنے لگے تو اسے دوبارہ بے ہوش کر دینا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا چٹانوں سے گھرے اس حصے سے باہر آیا اور پھر اسی طرح جھکے جھکے انداز میں چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا پھر وہ یکدم گھوم کر ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں دو پہاڑیوں کے درمیان خاصی گہری کھائی تھی۔ اس نے جیب سے وہ آلہ نکالا جو اس نے کرنل گورش کی جیب سے نکالا تھا اور اسے کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان کے نیچے چھپا کر وہ واپس مڑا اور کچھ فاصلے پر ایک اور چٹان کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی نظریں سامنے آسمان پر

لگی ہوئی تھیں۔ سامنے ہی ایک بوما ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کافی قریب آ چکا تھا۔ اس کا رخ اس طرف تھا جدھر عمران موجود تھا تھوڑی دیر بعد وہ عین اسی جگہ آ کر ہوا میں معلق ہو گیا جہاں چٹان کے نیچے وہ آلہ عمران نے چھپایا تھا۔ ہیلی کاپٹر کافی دیر تک آسمان پر معلق رہا اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر نے ایک لمبا چکر کاٹا اور ایک بار پھر عین اسی چٹان کے اوپر آ کر رک گیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔ عمران چٹان کی اوٹ میں خاموش بیٹھا یہ سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کچھ بلندی پر رک گیا اور پھر یکلخت ہیلی کاپٹر میں نصب مشین گنوں کے دہانے گولیاں اگلنے لگے۔ یہ گولیاں ایک دائرے کی صورت میں بارش کی طرح گر رہی تھیں اور چٹانوں اور پتھروں کے ٹکڑے ان کے ساتھ شامل ہو رہے تھے۔ اس طرح وسیع دائرے میں واقعی قیامت برپا ہو گئی تھی۔ عمران اس دائرے کے اندر تھا لیکن چونکہ اسے پہلے سے اس عمل کا خدشہ تھا اس لئے ہیلی کاپٹر کے کچھ فاصلے پر بلندی پر رکتے ہی وہ کسی سانپ کی طرح تیزی سے ایک آگے کی طرف نکلی ہوئی بھاری چٹان کے نیچے بنے ہوئے قدرتی رخنے میں رینگ گیا تھا۔ گولیاں اب اس چٹان پر پڑ رہی تھیں لیکن عمران اس بھاری چٹان کے نیچے محفوظ تھا۔ ویسے صرف ایک لمحے کا فرق پڑا تھا ورنہ شاید گولیاں عمران کے جسم کو بھی شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیتیں۔ تھوڑی دیر بعد گولیاں چلنا بند ہو گئیں لیکن ہیلی کاپٹر کے انتہائی تیزی سے گھومتے ہوئے

پروں کی مخصوص آواز بتا رہی تھی کہ وہ ابھی موجود ہے اور ایک جگہ معلق ہے ۔ عمران خاموش پڑا رہا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے دوبارہ گولیاں چل سکتی ہیں اور پھر وہی ہوا ۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر گولیوں کی خوفناک بارش شروع ہو گئی لیکن اس بار گولیاں کم وقفے میں چلیں اور پھر نہ صرف خاموشی طاری ہو گئی بلکہ عمران نے ہیلی کاپٹر کو نیچے آتے ہوئے بھی محسوس کیا ۔ عمران جانتا تھا کہ بوما ہیلی کاپٹر انتہائی تنگ جگہ پر بھی آسانی سے اتر سکتا ہے اور جس جگہ وہ موجود تھا وہاں ایک ایسی جگہ بھی موجود تھی جس کا بوما ہیلی کاپٹر کا پائلٹ یقینی طور پر انتخاب کرتا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد اسے بخوبی محسوس ہو گیا کہ بوما ہیلی کاپٹر نیچے اتر گیا ہے پھر اسے بوما ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلنے کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران بھی چٹان کے نیچے سے کھسک کر باہر آ گیا ۔ اس نے آہستہ آہستہ سر چٹان سے اوپر کیا تو اسے سامنے ہی بوما ہیلی کاپٹر کھڑا دکھائی دیا اور اس میں سے ایک آدمی نیچے اتر کر کھڑا تھا ۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک آلہ پکڑا ہوا تھا جس کا آگے کا حصہ کسی بگل کی طرح چوڑا تھا ۔ وہ اس آلے کو گھما کر چیک کر رہا تھا ۔ عمران اس آلے کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ اس آلے کا تعلق اس آلے سے ہے جو کرنل گورش کی جیب سے نکلا تھا اور اسی وجہ سے یہ ہیلی کاپٹر یہاں آیا تھا ورنہ عین اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر پہنچ جاتا ۔ عمران نے یہ آلہ جس چٹان کے نیچے

رکھا تھا وہ ہیلی کاپٹر کے دوسری طرف تھی اور عمران کو معلوم تھا کہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والا آدمی بڑی آسانی سے اس آلے کی مدد سے کرنل گورش والا آلہ ٹریس کر لے گا اور اس کے بعد اس کی واپسی ہو جائے گی ۔ عمران سائیڈ سے ہو کر رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا ۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا ۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اپنی سیٹ پر موجود تھا لیکن اس کا رخ بھی اسی طرف تھا جدھر دوسرا آدمی موجود تھا اس لئے وہ عمران کی طرف متوجہ ہی نہ تھا ۔ ویسے بھی انہوں نے جس بری طرح یہاں گولیاں برسائی تھیں اس کے بعد ان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ یہاں کوئی زندہ آدمی بھی موجود ہو سکتا ہے ۔ عمران کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا کہ معمولی سی آہٹ بھی اس کا پتہ انہیں دے سکتی تھی اور پھر عمران کے لئے ان سے نمٹنا مشکل ہو سکتا تھا ۔ عمران بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ہیلی کاپٹر کے نیچے پہنچ گیا ۔ اس دوران وہ آدمی جو ہاتھ میں آلہ اٹھائے ہوئے تھا اس چٹان کے قریب پہنچ گیا تھا جس کے رخنے میں وہ آلہ موجود تھا جو عمران نے وہاں رکھا تھا ۔ شاید اس آدمی کے ہاتھ میں موجود بگل نما آلہ اس آلے کی طرف اس کی رہنمائی کر رہا تھا ۔ عمران کو معلوم تھا کہ بوما ہیلی کاپٹر کا دوسری طرف کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اس دروازے سے مشین گن بردار بھی نیچے اترا تھا ۔ عمران نے اب فوری حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا ۔ چنانچہ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے ساتھ

لٹکی ہوئی لوہے کی سیڑھی پر چڑھتا ہوا ہیلی کاپٹر کے اندر داخل ہو گیا۔
پائلٹ مسلسل اس آدمی کی طرف متوجہ تھا جو آلہ اٹھائے ہوئے تھ
عمران کو دیکھتے ہی پائلٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں لیکن
اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کا بازو حرکت میں آیا اور پائلٹ کے
منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا اوپری جسم جھٹکا کھا کر آگے کی
طرف جھکا اور پھر ہلکے سے جھٹکے سے اس کا جسم تڑپا اور پھر آگے کی
طرف مسلسل جھکتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی گردن کے عقبی حصے
میں کھڑی ہتھیلی کی بھرپور ضرب لگا کر ایک ہی وار سے اس کی گردن
کی ہڈی توڑ دی تھی۔ عمران اس کی حالت دیکھ کر تیزی سے مڑا۔ اب
وہ باہر موجود آدمی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ
پائلٹ ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تھ
آلہ رکھنے والا آدمی اب اس چٹان کے نیچے ہاتھ ڈال کر وہ آلہ نکالنے کی
کوشش کر رہا تھا جو عمران نے وہاں رکھا تھا۔ عمران کو چونکہ اب
پائلٹ کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھا
اور پھر اس نے سیڑھیاں اترنے کی بجائے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس
کے چھلانگ لگانے سے پیدا ہونے والا ہلکا سا دھماکہ سن کر وہ آدمی
تیزی سے مڑا ہی تھا کہ ہیلی کاپٹر کے سامنے کھڑے عمران کو دیکھ کر
وہ اس قدر بوکھلایا کہ اٹھنے کی کوشش میں وہ نیچے گر گیا۔ پھر اس
سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے
لمحے اس کے بوٹ کی ضرب اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے اس

آدمی کی کنپٹی پر پڑی اور وہ آدمی چیختا ہوا ایک بار پھر پلٹ کر نیچے گرا
اس کے ہاتھ سے بگل نما آلہ پہلے ہی گر چکا تھا۔ اس بار نیچے گرنے
کے بعد اس کے جسم میں تشنج سا پیدا ہوا اور پھر وہ ساکت ہو گیا تو
عمران نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور چند لمحے تک ہاتھ
رکھنے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹایا اور پھر اس نے جھک کر پہلے وہ بگل
نما آلہ اٹھایا اور پھر چٹان کے نیچے سے اس نے اپنے والا آلہ نکال کر
جیب میں ڈال لیا اور اس نے اس بے ہوش آدمی کو اٹھایا اور اسے لا
کر ہیلی کاپٹر کے اندر ڈال دیا۔ پھر اس نے پائلٹ کی لاش کھینچ کر
ایک طرف ڈالی اور پھر جیب سے فکسڈ فریکونسی کا مخصوص ٹرانسمیٹر
نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ اے اے کالنگ۔ اوور"...... عمران نے لہجہ بدل
کر بات کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اس کی کال
ہیڈ کوارٹر میں سنی نہ جا رہی ہو۔

"یس۔ جے اٹنڈنگ یو۔ ہم تمہارے لئے فکر مند تھے۔ اوور"۔
چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر
آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور ہیلی کاپٹر کا دروازہ بند کر کے
اس نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر ہیلی کاپٹر کو سٹارٹ کر دیا۔ چند لمحوں
بعد ہیلی کاپٹر فضا میں سیدھا اٹھتا چلا گیا۔ عمران نے کال اس لئے کی
تھی کہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ بغیر کال کے ہیلی کاپٹر لے کر اپنے

ساتھیوں کے سروں پر پہنچ گیا تو تنویر جیسا جذباتی آدمی لامحالہ اس پر فائر کھولنے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ہچکچائے گا اور دوسری بات وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے بہرحال یہ دیکھ لیا ہو گا کہ ہیلی کاپٹر وہیں اترا ہے جہاں عمران موجود تھا اور اسے اس دوران اس بات کا بے حد خطرہ تھا کہ اگر اس کے ساتھیوں نے اس کی خیریت معلوم کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر کال کر دی تو سارا منظر بھی بدل سکتا تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے کال نہ کیا تھا اور اس کی وجہ بھی وہ سمجھتا تھا کہ اس کے ساتھیوں کو اس پر مکمل اعتماد تھا اس لئے انہیں بہرحال تشویش نہ رہی ہو گی کہ وہ اس خطرناک موقع پر کال کر دیتے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر اس جگہ پر اتار چکا تھا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل بارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جوہن بول رہا ہوں چیف۔ مشین روم سے۔ آپ فوراً یہاں تشریف لے آئیں پلیز تاکہ معاملات کو سنبھالا جا سکے"...... دوسری طرف سے مشینری انچارج جوہن کی انتہائی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے"...... کرنل بارگ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کرنل گورش اور اس کے دونوں ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور اگر ان کے پاس موجود آلات پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گئے تو پھر وہ انتہائی اطمینان سے اور بغیر کسی رکاوٹ کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائیں گے"...... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ میں آرہا ہوں"...... کرنل بارگ نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور تقریباً دوڑتا ہوا اپنے آفس سے نکل کر مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اس کے چہرے پر تشویش اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کرنل گورش کی موت کی خبر سن کر اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ شیشے کے بنے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہو رہا تھا جس میں جوہن بیٹھ کر تمام مشینری کو کنٹرول کرتا تھا ۔ کرنل بارگ کو دیکھ کر جوہن اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

"یہ کیسے ہو گیا ۔ یہ کیسے ممکن ہے جوہن"...... کرنل بارگ نے اندر داخل ہوتے ہی ہذیانی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

"آپ بیٹھیں ۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں"...... جوہن نے کہا تو کرنل بارگ ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ جوہن نے ہاتھ بڑھا کر سامنے موجود مشین کے چند بٹن پریس کر دیئے ۔ مشین کی بڑی سی سکرین پر جھماکے ہوتے رہے اور پھر ایک منظر ابھر آیا جس میں کرنل گورش کسی اجنبی آدمی کے ساتھ انتہائی خطرناک ڈھلوانی چٹان پر لڑ رہا تھا اور پھر یکلخت چٹان کا کونا ٹوٹ گیا اور کرنل گورش انتہائی گہری ڈھلوان میں گرتا چلا گیا ۔ اس کے ساتھ ہی سکرین آف ہو گئی ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ یہ کون آدمی تھا ۔ کیا یہ عمران تھا ۔ یہ کرنل گورش تو بے حد خطرناک لڑاکا تھا لیکن یہ آدمی ۔ اس نے تو

انتہائی آسانی سے اسے گرا دیا"...... کرنل بارگ نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا ۔

"کرنل گورش کے ساتھ جانے والے دونوں ساتھی بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں لیکن ان کے آلات شاید کسی اونچی جگہ سے گرنے کی وجہ سے ٹوٹ کر ناکارہ ہو گئے ہیں اس لئے ان کی طرف سے ہمیں فکر نہیں ہے ۔ البتہ کرنل گورش کا آلہ ابھی تک کاشن دے رہا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ آلہ کسی کھائی میں کرنل گورش کی لاش کے ساتھ پڑا ہوا ہے ۔ ہمیں فوراً اسے واپس حاصل کرنا چاہئے ورنہ یہ آلہ دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس سے فائدہ اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے ہیں"...... جوہن نے کہا ۔

"کیسے ۔ جب تم یہاں بیٹھے اسے چیک کر رہے ہو تو پھر جو آدمی بھی اسے لے کر یہاں آئے گا وہ یہاں سکرین پر خود بخود مارک ہو جائے گا"...... کرنل بارگ نے جواب دیا ۔ اس کے جواب دینے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ فوری ذہنی شاک سے اب باہر آ چکا ہے ۔

"سر ۔ جہاں یہ آلہ موجود ہے وہاں سے یہاں کا فاصلہ کافی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹوں بعد یہ رابطہ ختم ہو جائے گا اور پھر جب تک اس کی مخصوص بیٹری دوبارہ اس آلے میں نہ ڈالی جائے یہ ہمارے ساتھ لنک اپ نہیں ہو سکے گا"...... جوہن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"تو پھر اسے کیسے چیک کر کے واپس لایا جائے گا اور کون جائے

گا"...... کرنل بارگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ بوما سنٹر سے ایک بوما ہیلی کاپٹر وہاں بھیجیں۔ ان کے پاس ریڈ کاشنز بھی ہوتا ہے۔ اس ریڈ کاشنز کے ذریعے وہ وہاں اس آلے کو ٹریس کر کے واپس لا سکتے ہیں"۔ جوہن نے کہا۔

"لیکن ہیلی کاپٹر یہاں ہیڈ کوارٹر میں تو داخل ہی نہیں ہو سکتے"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"انہیں یہاں آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمارا مقصد صرف اس آلے کو واپس حاصل کرنا ہے تاکہ یہ دشمنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے"...... جوہن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بات کراؤ میری بوما سنٹر کے انچارج کمانڈر سٹانزا سے"...... کرنل بارگ نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور جوہن نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے مشین کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کئے اور پھر ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو اس نے مشین کے ہک سے لٹکا ہوا ایک مائیک نکال کر کرنل بارگ کی طرف بڑھا دیا۔ مائیک کے ساتھ لچھے دار تار منسلک تھی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل بارگ کالنگ فرام ہیڈ کوارٹر"...... کرنل بارگ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ اس ٹرانسمیٹر میں بار بار اوور نہ کہنا پڑتا تھا اور بات چیت فون کے انداز میں ہو سکتی تھی اس لئے

کرنل بارگ نے بات ختم کرتے وقت اوور کا لفظ نہ کہا تھا۔

"یس۔ بوما سنٹر"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کمانڈر سٹانزا سے بات کراؤ"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں کمانڈر سٹانزا بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی لیکن اس بار بھی بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔ کرنل بارگ نے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کی مخصوص راستے سے آمد کرنل گورش اور اس کے دو ساتھیوں کو آلات سمیت وہاں بھجوانے اور پھر ان کی ہلاکت کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی۔

"جناب۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... کمانڈر سٹانزا نے کہا۔

"تم فوری طور پر ایک بوما ہیلی کاپٹر وہاں بھیجو تاکہ اس کرنل گورش کی لاش کے پاس درست حالت میں موجود آلے کو واپس لایا جا سکے۔ بقیہ تفصیل تمہیں مشینری انچارج جوہن بتائے گا"۔ کرنل بارگ نے کہا اور مائیک جوہن کی طرف بڑھا دیا۔ جوہن نے اسے ریڈ کاشنز اور اس آلے کے بارے میں تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ اس مخصوص علاقے کے بارے میں بھی بتا دیا جہاں یہ آلہ موجود تھا۔

"سر۔ ہمارے بوما ہیلی کاپٹر پر کوئی فائرنگ تو نہیں ہو گی یا ہم اس سلسلے میں بھی حفاظتی انتظامات کر کے جائیں"...... کمانڈر سٹانزا نے کہا۔

"بوما ہیلی کاپٹر خصوصی گنز کے ذریعے ہی تباہ کیا جا سکتا ہے اور ایسی کوئی گن ان لوگوں کے پاس نہیں ہو سکتی۔ بس تمہارے آدمیوں کو ہوشیار اور محتاط رہنا ہو گا اور اگر ہو سکے تو وہاں موجود افراد کو مشین گنوں کی فائرنگ سے ہلاک کر دیا جائے"...... جوہن نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا لیکن اس آلے کو آپ تک کیسے پہنچایا جائے"...... کمانڈر سٹانزا نے کہا۔

"آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ جب یہ ایجنٹ ہلاک ہو جائیں تو پھر ہیڈ کوارٹر اوپن کر دیا جائے گا"...... جوہن نے کہا۔

"جناب۔ مجھے اچانک خیال آیا ہے کہ جس علاقے کے بارے میں آپ بتا رہے ہیں وہاں تو کسی قسم کی پرواز جا ہی نہیں سکتی۔ وہاں ایسے خودکار آلات موجود ہیں جو ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر سکتے ہیں"...... کمانڈر سٹانزا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اچانک اسے اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

"آپ اطمینان سے وہاں جائیں۔ ایسے آلات کو آف کر دیا گیا ہے"...... جوہن نے جواب دیا۔

"کیا آپ ہیلی کاپٹر کو سکرین پر چیک کرتے رہیں گے"۔ کمانڈر

سٹانزا نے کہا۔

"ہاں"...... جوہن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں ابھی بھجواتا ہوں ہیلی کاپٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جوہن نے مائیک پر موجود بٹن آف کر کے مائیک کو واپس اس کے مخصوص ہک میں لٹکایا اور پھر مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کتنی دیر میں یہ ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ جائے گا"...... کرنل بارگ نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں جناب"...... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں اور اس کے ذریعے ہیڈ کوارٹر کے داخلی راستے پر پہنچ جائیں"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"نہیں سر۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ بوما ہیلی کاپٹر پہلے وہاں قانون کے مطابق وسیع رینج میں فائرنگ کرے گا اور پھر نیچے اترے گا اور اگر ایسا ہوا بھی تو یہ ہمارے لئے زیادہ آسانی ہو گی کہ ہم واپسی میں ان ایجنٹوں سمیت اس ہیلی کاپٹر کو بھی تباہ کر دیں گے"۔ جوہن نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا زیادہ بہتر ہے۔ اگر ایک بوما ہیلی کاپٹر اور چند افراد کی قربانی دینے سے یہ خطرناک ایجنٹ ہلاک ہو سکتے ہیں تو تم بلا

جھجک ایسا کر دینا"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"یس سر"...... جوہن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں اپنے آفس میں جا رہا ہوں۔ جو فائنل رپورٹ ہو وہ مجھے دینا"...... کرنل بارگ نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی جوہن بھی احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یس سر"...... جوہن نے کہا اور کرنل بارگ سر ہلاتا ہوا مڑا اور اس شیشے والے کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنے آفس میں پہنچ چکا تھا۔

"یہ لوگ آخر کس ٹائپ کے انسان ہیں۔ کوئی آلہ کوئی آدمی ان کا راستہ ہی نہیں روک سکتا"...... کرنل بارگ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں موجود شراب کی ایک چھوٹی سی بوتل نکال کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور پھر ایک لمبا گھونٹ لے کر اس نے بوتل کو میز پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل بارگ نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جوہن بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے جوہن کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ سن کر کرنل بارگ کو اندازہ ہو گیا کہ معاملات ان کی فیور میں نہیں گئے۔

"کیا رپورٹ ہے"...... کرنل بارگ نے ہونٹ چباتے ہوئے

پوچھا۔

"ان ایجنٹوں نے انتہائی حیرت انگیز طور پر بوما ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ بوما ہیلی کاپٹر نے حالانکہ اترنے سے پہلے وہاں بے تحاشا فائرنگ کی لیکن نجانے وہ آدمی کہاں تھا جو اس خوفناک فائرنگ سے بھی بچ گیا اور اس نے پائلٹ اور اس کے ساتھی دونوں کو ہلاک کر کے بوما ہیلی کاپٹر پر قبضہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد وہ اسے کچھ دور موجود اپنے ساتھیوں کے پاس لے گیا۔ وہاں دو عورتیں اور تین مرد موجود تھے۔ وہاں پہنچ کر ہیلی کاپٹر میں کرنل گورش کو بھی سوار کرایا گیا"...... جوہن نے کہا۔

"کیا کرنل گورش کی لاش کو"...... کرنل بارگ نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے آلات کی مدد سے خصوصی طور پر چیک کیا ہے۔ کرنل گورش ہلاک نہیں ہوا۔ وہ بے ہوش تھا"...... جوہن نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا ہوا ہے"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا خیال تھا کہ وہ لوگ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر ہیڈ کوارٹر کے داخلی راستے پر پہنچیں گے اور میں نے ہیلی کاپٹر کو یقینی طور پر فضا میں ہی مکمل طور پر تباہ کرنے کا انتظام کر لیا تھا لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہیلی کاپٹر بجائے اس طرف آنے کے واپس میرانا شہر کی طرف چلا گیا ہے"...... جوہن نے کہا تو کرنل بارگ بے اختیار

اچھل پڑا۔

"واپس میرانا۔ کیوں۔ کیا مطلب"...... کرنل بارگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ یہ لوگ ذہنی طور پر بے حد کایاں اور عیار ہیں۔ یہ اس لئے وہاں گئے ہیں کہ ان کے نقطہ نظر سے اب سیف وے خالی پڑا ہو گا اور وہ سیف وے کے ذریعے آسانی سے ہیڈ کوارٹر پہنچ سکتے ہیں"۔ جوہن نے کہا۔

"لیکن وہ ہیلی کاپٹر پر زیادہ آسانی سے یہاں آ سکتے ہیں۔ پھر انہوں نے ایک لمبا روٹ کیوں اختیار کیا"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"باس۔ انہیں معلوم ہو گا کہ ہم ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر سکتے ہیں۔ ہیلی کاپٹر میں نصب آلات کو وہ سمجھتے ہوں گے"۔ جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... کرنل بارگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ حالات و واقعات نے کچھ ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ اسے سمجھ ہی نہ آ رہی تھی کہ اسے اب مزید کیا اقدام کرنے چاہئیں اور وہ مشین روم کے انچارج جوہن سے رہنمائی لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"چیف۔ ہیڈ کوارٹر اس وقت مکمل طور پر سیلڈ ہے۔ کرنل گورش کے چھ ساتھی ابھی تک ہیڈ کوارٹر کے باہر زیرو پوائنٹ پر موجود ہیں۔ آپ ٹرانسمیٹر پر انہیں حکم دے دیں کہ وہ سیف وے کا

خیال رکھیں اور جو لوگ وہاں پہنچیں انہیں ہلاک کر دیں"۔ جوہن نے مؤدبانہ انداز میں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایک بار پھر چیک کر لو۔ ہیڈ کوارٹر کا کوئی راستہ کھلا نہیں ہونا چاہئے۔ کسی بھی صورت میں"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی چیکنگ کر لی ہے۔ آپ قطعی بے فکر رہیں"۔ جوہن نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کے تمام راستے اندر سے ہی کھولے جا سکتے ہیں نا۔ کوئی ایسا راستہ تو نہیں ہے جسے باہر سے بھی کھولا جا سکتا ہو"۔ کرنل بارگ نے کہا۔

"نہیں باس۔ تمام راستے اندر سے ہی کھولے جا سکتے ہیں اور میں نے تمام راستوں کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا ہے اس لئے اب باہر سے کسی صورت اندر داخل نہیں ہوا جا سکتا"...... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... کرنل بارگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جوہن نے جو کچھ بتایا تھا اس سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اور ہیڈ کوارٹر دونوں محفوظ ہیں اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ خود ہی پہاڑیوں میں ٹکریں مارنے کے بعد واپس چلے جائیں گے۔

ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ دونوں اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر ایک دوسرے میں ٹھنسے ہوئے انداز میں بیٹھے تھے۔ ہیلی کاپٹر سارج ہیڈ کوارٹر کی طرف جانے کی بجائے دائیں ہاتھ پر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پہاڑیاں اس کے بائیں ہاتھ پر تھیں جبکہ وہ میرانا کے میدانی علاقوں پر پرواز کر رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ کیا مشن تبدیل ہو گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"فی الحال تو تبدیل نہیں ہوا لیکن اس مشن کے بعد شاید تبدیل ہو جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب عمران صاحب۔ کیا کرنل گورش سے کوئی خاص

بات معلوم ہو گئی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ انتہائی اہم معلومات ملی ہیں۔ ایسی معلومات کہ اس کے مقابل سارج ہیڈ کوارٹر کی اہمیت زیرو ہو کر رہ گئی ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ کرنل گورش سے تمام پوچھ گچھ عمران نے اکیلے ہی کی تھی۔ باقی سب ارد گرد پہرہ دے رہے تھے کیونکہ عمران نے میرانا کی کسی عمارت میں ہیلی کاپٹر لے جانے کی بجائے ایک کھلے میدان میں اتار دیا تھا اور پھر کرنل گورش سے اس نے ہیلی کاپٹر کے اندر ہی پوچھ گچھ کی تھی جبکہ اس کے سارے ساتھی ہیلی کاپٹر سے باہر چاروں طرف بکھرے پہرہ دیتے رہے تھے۔ وہاں اونچی پہاڑیاں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں اور دور دور تک کوئی عمارت نظر نہ آ رہی تھی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے کرنل گورش کو ہلاک کر کے اس کی لاش ہیلی کاپٹر سے باہر نکال کر جھاڑیوں میں پھینک دی تھی اور اپنے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر پر کال کر لیا تھا اور ان کے ہیلی کاپٹر میں پہنچنے پر اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر لیا تھا اور اس وقت وہ دائیں طرف کو اڑا چلا جا رہا تھا اس لئے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ کرنل گورش سے عمران نے کیا معلومات حاصل کی تھیں۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب"...... اس بار تقریباً سب نے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ اسرائیل اور یہودیوں نے پوری دنیا

پر یہودیت کے قبضے کی اپنی پرانی خواہش کے تحت جنوبی بحر اوقیانوس میں خط استوا پر ایک بڑے جزیرے پر ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے ۔ اس لیبارٹری کو بلیک ہیڈ کہا جاتا ہے ۔ اس لیبارٹری میں جو ہتھیار تیار ہو رہا ہے اس پر وہ اس قدر اخراجات کر رہے ہیں کہ حکومت اسرائیل کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودی امراء اس کے لئے فنڈ مہیا کرتے ہیں ۔ اس کے باوجود سارج ایجنسی بھی پوری دنیا میں ڈرگ کا دھندہ کر کے جو کچھ کماتی ہے وہ بھی اس بلیک ہیڈ کو بھجوا دیا جاتا ہے ۔ اس لحاظ سے پوری دنیا کے یہودیوں کی نظریں اس بلیک ہیڈ پر جمی ہوئی ہیں اور انہیں یقین ہے کہ بلیک ہیڈ میں تیار ہونے والا ہتھیار اس قدر طاقتور اور ایڈوانس ہو گا کہ اس کے مکمل ہوتے ہی پوری دنیا پر یہودیت کا قبضہ ہو جائے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

" تو پھر آپ اس ہیلی کاپٹر پر وہاں جا رہے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

" یہاں سے وہ علاقہ اس قدر فاصلے پر ہے کہ ہیلی کاپٹر پر وہاں تک پہنچا ہی نہیں جا سکتا"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ کہاں جا رہے ہیں ۔ ہمیں فوراً بلیک ہیڈ کے خلاف کام کرنا چاہئے "...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم چاہو تو کر سکتے ہو ۔ میں تو کرائے کا سپاہی ہوں ۔ معاوضہ

ملے گا تو کام کروں گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ اب آپ کہاں جا رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

" اپنا ادھورا مشن مکمل کرنے تاکہ چیف سے چیک تو وصول کر سکوں ۔ چاہے معمولی مالیت کا ہی کیوں نہ ہو ۔ بہر حال چیک تو ہوتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن ہیڈ کوارٹر تو ہم کافی پیچھے چھوڑ آئے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے عمران کہاں جا رہا ہے"...... اب تک خاموش بیٹھی جولیا نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

" کیا معلوم ہے"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

" میں ہیلی کاپٹر کے کافی قریب تھی ۔ مجھے معلوم ہے کہ کرنل گورش نے عمران کو بتایا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کو پانی کی سپلائی میرانا کی پہاڑی ندی سے ہوتی ہے ۔ یہ ندی پہاڑیوں کے اندر ہی اندر آگے بڑھتی ہے اور سیدھی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاتی ہے ۔ عمران اس ندی کے دہانے کو ٹریس کرنے جا رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" لیکن ندی تو پہاڑی کے اندر جاتی ہو گی ۔ ہم اس کو کیسے ہیڈ کوارٹر تک ٹریس کر سکیں گے"...... صفدر نے کہا۔

" صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے ۔ اس ندی سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں"...... صالحہ نے صفدر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں انڈر سٹینڈنگ"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے اور اسی لمحے عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا اب میرانا پہاڑیاں تقریباً ختم ہو چکی تھیں اور دور دور تک میدان اور جنگل نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد عمران نے ایک جگہ ہیلی کاپٹر اتار دیا۔

"آؤ نیچے"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔ سامنے ہی ایک چوڑی ندی بہتی نظر آ رہی تھی۔ یہ ندی ایک پہاڑی چٹان کے نیچے غائب ہو رہی تھی۔

"یہاں سے یہ ندی پہاڑیوں کے اندر ہی اندر ہیڈ کوارٹر کے اندر سے گزرتی ہے اور وہاں سے پانی کی سپلائی ہیڈ کوارٹر کو دی جاتی ہے"...... عمران نے کسی گائیڈ کے سے انداز میں کہا۔

"لیکن ہم یہاں کیوں آئے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

"تاکہ ہم ایک جیتی جاگتی ندی کو پہاڑی کے اندر غائب ہوتا دیکھ سکیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ اس ندی میں تیر کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یقیناً ہیڈ کوارٹر میں جہاں یہ ندی داخل ہوتی ہو گی وہاں حفاظتی جالی لگی ہوئی ہو گی جسے کسی صورت کراس نہیں کیا جا سکتا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس جالی کو بم سے اڑایا تو جا سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"پھر ہیڈ کوارٹر میں موجود لوگ آسانی سے ہمارا شکار کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ اس قدر آسان سا حل سامنے ہونے کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس الجھ رہی ہے۔ یہ حل تو بچے بھی بتا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں تو بظاہر کوئی حل نظر نہیں آ رہا"...... جولیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہم ان کیپسولوں کو اس پانی میں فائر کر دیں گے تو یہ پانی جب ہیڈ کوارٹر میں استعمال ہو گا تو وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہم اس ندی کے ساتھ ساتھ بڑھتے ہوئے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے۔ ان لوگوں کی بے ہوشی کی صورت میں ہم اگر اس جالی کو بموں سے بھی اڑا دیں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ یہاں سے ہیڈ کوارٹر کا فاصلہ تو کافی زیادہ ہے اور گیس کے اثرات پانی میں شامل ہو کر ویسے ہی ختم ہو جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ میں نے تو یہ سوچا ہی نہ تھا"...... عمران نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

" صفدر۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ کیپسول یہیں فائر کئے جائیں انہیں اس جالی کے قریب پہنچ کر بھی فائر کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لو تمہارے سوال کا جواب تو مل گیا تمہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" واقعی یہ مشن ہمارے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" اور ہمیں یہاں سے اندر جانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہیلی کاپٹر پر اس ندی کے اوپر پہاڑیوں کی طرف پرواز کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گھاٹی ایسی ہو گی جس میں یہ پانی بہتا ہو گا ورنہ اتنے فاصلے سے پانی کو اگر تازہ ہوا نہ ملے تو وہ استعمال کے قابل نہیں رہ جاتا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہاں پہاڑیوں پر ایسے آلات ہوں کہ ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کیا جا سکتا ہو"...... صالحہ نے کہا۔

" ایسے آلات ہوئے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ کرنل گورش سے جو آلہ ملا ہے وہ واقعی انتہائی طاقتور آلات کو بھی زیرو کر دیتا ہے۔ کرنل گورش نے تو بتایا تھا کہ اس کے باقی دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ایسے ہی آلات موجود تھے لیکن اب انہیں تلاش نہیں کیا جا سکتا اس لئے ایک ہی کافی ہے"...... عمران نے

کہا۔

" پھر تو ہیلی کاپٹر کو کافی نیچے اڑانا پڑے گا تاکہ آلے سے نکلنے والی ریز اثرانداز ہو سکیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ اس آلے کو ہیلی کاپٹر کے نیچے پیڈز کے ساتھ باندھ کر آن کر دیا جائے گا۔ ہمارے پاس وہ آلہ ہو گا جو اس آلے کو چیک کرتا ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ کہاں اس آلے نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہاں سے ہیڈ کوارٹر بہت قریب ہو گا"۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل بارگ اپنے آفس میں موجود تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کرنل بارگ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے جوہن اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سوری کرنل۔ مجھے اس انداز میں آنا پڑا۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی بڑی زبردست پلاننگ کی ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جو آلہ انہوں نے کمانڈر ستانزا سے چھینا ہے اس میں ایسی ڈیوائس موجود ہے کہ میں یہاں مشینری روم میں نہ صرف اس آلے کے قریب ہونے والی تمام بات چیت سن سکتا ہوں بلکہ وہاں کا منظر بھی سکرین پر دیکھ سکتا ہوں"...... جوہن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا پلاننگ کی ہے"...... کرنل بارگ نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

"انہیں کرنل گورش سے معلوم ہو گیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کو پانی کی سپلائی پہاڑی علاقے کی دوسری طرف واقع میدان میں بہنے والی ندی سے ہوتی ہے۔ یہ ندی وہاں سے پہاڑی علاقے میں داخل ہو کر پہاڑیوں کے نیچے اور گھاٹیوں میں سے گزرتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی ہے"...... جوہن نے کہا۔

"لیکن جہاں سے یہ ندی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی ہے وہاں پر تو انتہائی مضبوط فولادی جالی نصب ہے"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"انہوں نے پلاننگ کی ہے کہ اس جالی کے قریب پہنچ کر وہ ہیڈ کوارٹر میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کر دیں گے۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد بم مار کر اس جالی کو اڑایا جائے گا اور پھر یہ لوگ اطمینان سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر اسے تباہ کر دیں گے"۔ جوہن نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہاں ایسے آلات نصب نہیں ہیں جن کی مدد سے تم انہیں ہلاک کر سکو"...... کرنل بارگ نے قدرے چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس طرف کا کسی کو خیال تک نہیں آیا۔ صرف وہ فولادی جالی نصب کر کے ہم مطمئن ہو گئے تھے"...... جوہن نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے"...... کرنل بارگ نے انتہائی پریشان

سے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ جب تک جوہن ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے یہ لوگ کسی صورت کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں نے فوری طور پر زیرو پوائنٹ پر موجود کرنل گورش کے چھ ساتھیوں کو کال کر لیا ہے۔ ہمارے پاس جدید ترین گیس ماسک موجود ہیں۔ یہ لوگ گیس ماسک پہن لیں گے اور جالی کے قریب چھپ کر کھڑے ہو جائیں گے اور پھر جیسے ہی جالی توڑ کر یہ لوگ اندر داخل ہوں گے ان پر گولیوں کی بارش ہو گی اور یہ ختم ہو جائیں گے۔ میں اور آپ ہم دونوں بھی اندر گیس ماسک پہن لیں گے"...... جوہن نے کہا۔

"گڈ شو۔ تم واقعی بے حد عقل مند ہو۔ میں تمہارے بارے میں ایک تعریفی رپورٹ اعلیٰ ترین حکام کو بھجواؤں گا"...... کرنل بارگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جوہن کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ ہر قیمت پر ختم ہو جائیں گے۔ ویسے ایک بات اور بھی اہم ہے کہ ان کا خاتمہ اب اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے کیونکہ انہیں کرنل گورش سے بلیک ہیڈ کے بارے میں خاصی معلومات مل گئی ہیں اور وہ اس ہیڈ کوارٹر کا مشن مکمل کر کے وہاں جانے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں"...... جوہن نے کہا تو کرنل بارگ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کرنل گورش کو اس بارے

میں تفصیل کا کیسے علم ہو سکتا ہے جبکہ یہ سپر ٹاپ سیکرٹ ہے"۔ کرنل بارگ نے انتہائی حیرت بھرے اور پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کرنل سٹارک وہاں کام کرتا رہا ہے اور مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ کرنل سٹارک نے جانے سے پہلے کافی دیر تک کرنل گورش سے باتیں کی تھیں اور شراب بھی پی تھی۔ وہ دونوں گہرے دوست تھے"۔ جوہن نے کہا۔

"اوہ۔ تم ان کا خاتمہ کر دو۔ ہر صورت میں۔ ویسے میں چیئرمین گلیوارڈ کو اطلاع دے دیتا ہوں"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"گلیوارڈ صاحب چیئرمین بن گئے ہیں سارج کے"...... جوہن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ کل ہی اطلاع ملی ہے۔ وہ جلد ہی یہاں ہیڈ کوارٹر کے دورے پر بھی آئیں گے"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"اوکے۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں نے ان کے خلاف مکمل انتظامات کرنے ہیں"...... جوہن نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل بارگ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جوہن تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر چلا گیا تو کرنل بارگ نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل بارگ فرام ہیڈ کوارٹر"...... کرنل بارگ نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ چیئرمین گلیوارڈ بول رہا ہوں۔ کیسے کال کی ہے۔

کوئی خاص بات"....... دوسری طرف سے قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

" آپ کو اطلاع تو مل چکی ہو گی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے پہلے سارج ایجنسی کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب وہ سارج ہیڈ کوارٹر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں"....... کرنل بارگ نے کہا۔

"ہاں ۔ کیا ہوا ہے ان کا"....... چیئرمین نے چونک کر پوچھا۔

" ان کی موت یقینی ہے کیونکہ ہیڈ کوارٹر ناقابل تسخیر ہے لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان ایجنٹوں نے کسی سے بات کرتے ہوئے بلیک ہیڈ کے بارے میں بھی بات کی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر کو ناقابل تسخیر سمجھتے ہوئے ادھر کا رخ کریں ۔ آپ انہیں الرٹ رہنے کا کہہ دیں"....... کرنل بارگ نے بات کو مخصوص انداز میں موڑتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ یہ تو سپر ٹاپ سیکرٹ ہے ۔ پھر انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے"....... چیئرمین گلیوارڈ نے کہا۔

" نجانے کیسے معلوم ہو گیا انہیں ۔ بہرحال احتیاط ضروری ہے"....... کرنل بارگ نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں انہیں الرٹ کر دوں گا ۔ تم ہیڈ کوارٹر کا خیال رکھنا ۔ یہ ہمارے لئے اس لیبارٹری سے زیادہ قیمتی اور اہم ہے"....... چیئرمین گلیوارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل بارگ نے اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ ایک لحاظ

سے اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی تھی ۔ اب کل کو اگر بلیک ہیڈ کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کی ذمہ داری اس پر نہیں آئے گی جبکہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اسے ویسے ہی یقین تھا کہ جوہن کی موجودگی میں ہیڈ کوارٹر کو معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت قدرتی پہاڑی کریک میں چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کریک کے درمیان میں پانی کی ندی خاصی تیز رفتاری سے بہہ رہی تھی لیکن اس کے باوجود سائیڈوں پر اتنی جگہ موجود تھی کہ وہ احتیاط سے پیر رکھ کر آگے بڑھ سکتے تھے۔ عمران نے جس گھاٹی کی سائیڈ میں ہیلی کاپٹر چھوڑا تھا اس کے نقطہ نظر سے اس سے آگے یقیناً چیکنگ آلات موجود ہوں گے اور وہاں سے ہیڈ کوارٹر بھی زیادہ فاصلے پر نہیں ہو سکتا اس لئے ہیلی کاپٹر چھوڑ کر وہ بیگز اپنی پشت پر لادے اس گھاٹی میں اتر گئے تھے۔ پھر وہاں سے ان کا یہ زیر پہاڑی سفر شروع ہو گیا تھا۔ عمران سمیت تمام نے پنسل ٹارچ روشن کر رکھی تھیں جن سے نکلنے والی تیز روشنی میں وہ بڑی احتیاط سے ایک ایک قدم آگے بڑھا رہے تھے اس لئے ان کی رفتار

خاصی سست تھی۔ یہ کریک بہرحال اتنا بڑا تھا کہ انہیں رینگ کر چلنے کی بجائے عام انداز میں چلنے کا موقع مل گیا تھا اور ان کے لحاظ سے یہ بھی ان کے لئے غنیمت تھا ورنہ تو یہ سفر تقریباً ناممکن ہو جاتا اور پھر اسی طرح مسلسل سفر کرتے کرتے اچانک کریک ختم ہو گیا اس کی دوسری طرف کھلا وسیع میدان نظر آ رہا تھا لیکن اس میدان کی باقاعدہ چھت تھی اور چھت بھی انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئی تھی جبکہ کریک کے دہانے پر واقعی ایک بڑی سی فولادی جالی نصب تھی۔ اس جالی کا خانہ اس قدر چھوٹا تھا کہ اس سے میں کوئی بڑا جانور بھی دوسری طرف نہ جا سکتا تھا۔ دوسری طرف نظر آنے والا میدان خالی تھا۔ عمران کافی دیر تک رک کر جالی میں سے نظر آنے والے اس میدان کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک کیپسول فائرنگ پسٹل نکالا اور اس کا رخ اس میدان کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی سرخ رنگ کے کیپسول جالی کو کراس کر کے دوسری طرف میدان میں گر کر پھٹنے لگے اور ان میں سے ہلکے نیلے رنگ کا دھواں سا نکلتا اور پھر غائب ہو جاتا۔ عمران مسلسل کیپسول فائر کرتا رہا۔ جب پسٹل کا میگزین ختم ہو گیا تو اس نے جیب سے دوسرا میگزین نکالا اور اسے لوڈ کر کے اس نے ایک بار پھر میدان میں سرخ رنگ کے کیپسولوں کی بارش کر دی جبکہ وہ خود اور اس کے ساتھیوں کے سانس رکے ہوئے تھے۔ کیپسولوں کو فائر ہوئے جب دس منٹ سے زیادہ گزر

گئے تو عمران نے ہاتھ ہلا کر تنویر کو اشارہ کیا تو تنویر جو کریک کی دوسری سائیڈ پر سب سے آگے موجود تھا اس نے جیب سے ایک طاقتور بم نکالا اور اس کی پن کھینچ کر اس نے بازو گھمایا اور بم اس جالی پر مار دیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور سامنے گہرا دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔ وہ سب کریک کی دیواروں کے ساتھ چپک سے گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد دھواں چھٹا تو وہاں دہانہ خالی ہو گیا تھا وہ جالی صرف سائیڈوں پر موجود تھی اور درمیان سے غائب ہو گئی تھی۔

"پہلے میں اندر جاؤں گا۔ تم یہیں رکو گے۔ میں تمہیں اشارہ کروں تو تم نے اندر آنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا کیوں۔ وہاں تو سب بے ہوش پڑے ہوں گے"۔ صالحہ نے کہا۔

"پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ یہ بہرحال سارج ہیڈ کوارٹر ہے"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔ دہانے کے قریب پہنچ کر وہ کچھ دیر رک کر ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا اور پھر آگے بڑھا اور دہانہ کراس کر کے وہ دوسری طرف کھلے میدان میں پہنچ گیا۔ یہ خاصا بڑا میدان تھا جس کے دائیں ہاتھ کا حصہ اونچی اونچی جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا جبکہ بائیں ہاتھ پر ایک بڑی سی عمارت نظر آ رہی تھی جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ سپاٹ دیواریں تھیں اور عمران جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اسے جھاڑیوں کی طرف سے ہلکی سی حرکت کا احساس ہوا تو

لاشعوری طور پر اس نے چھلانگ لگائی اور دہانے کے ساتھ ہی موجود ابھری ہوئی چٹان کے پیچھے ہو گیا۔ اسی لمحے جھاڑیوں کی طرف سے یکلخت فائرنگ کی تیز آوازیں ابھریں اور گولیاں عین اس چٹان پر آ کر لگیں جس کے پیچھے عمران موجود تھا اور عمران اس فائرنگ سے بال بال بچا تھا۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی کہ اچانک عمران کو اپنے قریب سے ایک میزائل اڑتا ہوا ان جھاڑیوں کی طرف بڑھتا دکھائی دیا اور پلک جھپکنے میں وہاں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف فائرنگ بند ہو گئی بلکہ جھاڑیوں میں اس طرح حرکت ہونے لگی جیسے کچھ لوگ تڑپ رہے ہوں۔ اس سے پہلے کہ عمران اس صورت حال کو سمجھتا شائیں کی آواز کے ساتھ ہی دوسرا میزائل اس کے قریب سے گزرا اور دوسرے لمحے ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور اس بار جھاڑیوں میں ہونے والی حرکت ختم ہو گئی۔ عمران نے گردن موڑ کر دیکھا تو اسے تنویر ہاتھ میں میزائل گن اٹھائے کریک کے دوسرے دہانے کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید فائرنگ سے روک دیا اور پھر اس چٹان کے پیچھے سے نکل کر وہ زگ زیگ انداز میں دوڑتا ہوا ان جھاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن ابھی وہ ان جھاڑیوں کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک تیز فائرنگ کی آواز گونجی اور عمران نے لاشعوری طور پر سائیڈ پر غوطہ لگایا اور وہ اس فائرنگ سے بال بال بچا تھا کہ ایک بار پھر میزائل شائیں کی آواز کے ساتھ ہی اس کے سر کے اوپر سے گزرتا ہوا

ٹھیک اس جھاڑی پر پڑا جہاں سے فائرنگ کی گئی تھی اور خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی وہاں انسانی جسم کے حصے اڑتے ہوئے عمران کو صاف دکھائی دیئے۔ ظاہر ہے عمران کے پیچھے تنویر ہی اندر آرہا تھا اور یہ میزائل بھی اس نے ہی فائر کیا تھا اور واقعی بروقت کیا تھا ورنہ جس طرح وہ کھلے میدان میں دوڑ رہے تھے وہ یقینی طور پر ہٹ ہو جاتے۔ ان کے پاس بچنے کا کوئی ذریعہ نہ رہا تھا اور پھر وہ دونوں صحیح سلامت جھاڑیوں تک پہنچ گئے۔ وہاں ہر طرف انسانی جسموں کے کٹے پھٹے حصے پڑے نظر آرہے تھے اور جھاڑیاں جیسے خون سے رنگدار ہو رہی تھیں۔

" اوہ۔ یہ لوگ یہاں ہمارے لئے پہلے سے موجود تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری اس طرف سے آمد کی اطلاع مل گئی تھی"...... عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں انہوں نے گیس ماسک بھی پہنے ہوئے تھے۔ کئی گیس ماسک ان کے چہروں پر اب تک موجود ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

" تمہاری بروقت میزائل فائرنگ نے بچا لیا ورنہ اتنے آدمیوں کا خاتمہ مشکل تھا۔ الٹا ہم ہٹ ہو جاتے۔ ساتھیوں کو بلاؤ۔ ہمیں لازماً کسی سکرین پر چیک کیا جا رہا ہو گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ تنویر بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر دہانے کو کراس کر کے عمران دوسری طرف موجود عمارت کی

طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ اچانک رک گیا۔ اسی لمحے دہانے سے نکل کر اس کے ساتھی بھی اس کی طرف آنے لگے۔

" پہلے جھاڑیوں سے گیس ماسک لے آؤ۔ ہو سکتا ہے کہ آگے ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے گیس استعمال کی جائے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں تیزی سے مڑے اور جھاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

" یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ لگتا ہے ہمارے بارے میں یہ لوگ پہلے سے آگاہ تھے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ نہ صرف آگاہ تھے بلکہ انہوں نے ہمیں ہٹ کرنے کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ یہ تو میں اکیلا باہر نکلا تو ان سے یہ حماقت ہو گئی اور انہوں نے مجھ پر فائر کھول دیا۔ اس طرح ہمیں ان کی یہاں موجودگی کا علم ہو گیا۔ اگر یہ تھوڑا صبر کر لیتے اور ہم سب باہر آجاتے تو یقیناً ان کی طرف سے ہونے والی فائرنگ ہم سب کو چاٹ جاتی"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" اس صورت میں ہمیں اس عمارت کے اندر سے چیک تو کیا جا رہا ہو گا"...... صالحہ نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ چونکہ ہیڈ کوارٹر کا اندرونی حصہ ہے اس لئے لامحالہ یہاں ایسے کوئی آلات نہیں ہوں گے جو خود بخود ہم پر فائر کر سکیں۔ البتہ بے ہوش کر دینے والی گیس کی فائرنگ ہو

سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر، کیپٹن شکیل
اور تنویر واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں گیس ماسک تھے۔
"یہ لو۔ یہ پہن لو"...... عمران نے کہا اور پھر ایک گیس ماسک
اس نے خود اپنے چہرے پر چڑھا لیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی
پیروی کی اور پھر وہ سب عمران کی پیروی میں اس عمارت کی طرف
بڑھتے چلے گئے۔ وہ سب بے حد ہوشیار اور محتاط نظر آ رہے تھے لیکن ہر
طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دیوار خاصی مضبوط نظر آ رہی تھی۔
"صفدر۔ تمہارے پاس ایکس ون بم موجود ہے۔ اسے اس
دیوار پر فائر کرو"...... عمران نے گیس ماسک کو ہٹا کر صفدر سے
مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی پشت پر لدا
ہوا بیگ اتارا اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود ایک مستطیل
شکل کا بم نکال کر اس نے اس کی پن کو انگوٹھے سے مخصوص انداز
میں دو بار دبایا اور پھر ہاتھ گھما کر اس نے بم کو سامنے موجود دیوار پر
مار دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور گرد و غبار کا بادل سا چھا گیا۔
چند لمحوں بعد جب گرد و غبار کا یہ بادل چھٹا تو عمران سمیت سب یہ
دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس قدر طاقتور بم کے باوجود دیوار ویسی کی
ویسی ہی مضبوط بنیادوں پر کھڑی تھی۔
"اس کا مطلب ہے کہ یہ دیوار ریڈ بلاکس سے بنائی گئی ہے۔
ویری بیڈ"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"تو اب کیا کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔ گیس ماسک ان سب

نے اپنے چہروں سے ہٹا کر سر پر اٹھا کر رکھ لئے تھے تاکہ انہیں فوری
طور پر دوبارہ پہنا جا سکے۔
"اس کا کوئی نہ کوئی دروازہ ہو گا۔ اب ہمیں یہ دروازہ تلاش کرنا
ہو گا"...... صفدر نے کہا۔
"چھوڑو۔ یہ اندر سے ہی کھلتا ہو گا۔ البتہ اس کی سائیڈ میں کہیں
کوئی گڑ لازماً ہو گا"...... عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس
کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی آگے بڑھتے چلے گئے لیکن انہوں نے
چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ سرر کی آواز سنتے ہی وہ سب ٹھٹھک
کر رک گئے۔ اسی لمحے انہوں نے دیوار کے اوپر والے حصے میں ایک
چوکھٹا سا نمودار ہوتے دیکھا۔ یہ آواز اس چوکھٹے کے نمودار ہونے سے
پیدا ہوئی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس چوکھٹے کے بارے
میں کوئی فیصلہ کرتا اس کی سائیڈ میں موجود تنویر کا ہاتھ حرکت میں
آیا اور سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک سرخ رنگ کا میزائل بندوق
میں سے نکلنے والی گولی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اس چوکھٹے سے
ٹکرایا اور انتہائی خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی اس چوکھٹے والے حصے
میں گہرے رنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔ جب دھواں چھٹا تو وہ یہ
دیکھ کر چونک پڑے کہ جہاں چوکھٹا نمودار ہوا تھا وہاں ایک ٹوٹی
پھوٹی سی چوڑے دہانے والی گن نیچے کی طرف لٹک رہی تھی۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ بلیو گن ہے۔ اگر یہ فائر ہو جاتی تو ہمارے ٹکڑے
بھی راکھ ہو جاتے۔ آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے چیخ کر کہا اور

تیزی سے دوڑتا ہوا وہ دیوار کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں اوپر بلیو گن کا حامل چوکھٹا نمودار ہوا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

" صفدر۔ دوسرا ایکس ون بم فائر کرو۔ جلدی۔ عین اس چوکھٹے کے نیچے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے ایک بار پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو کھول کر اس میں سے بم نکالا اور اس کی پن کو مخصوص انداز میں دو بار پریس کر کے اس نے بازو گھمایا اور بم کو اس چوکھٹے کے نیچے دیوار پر مار دیا۔ دوسرے ہی لمحے پہلے سے بھی زیادہ خوفناک دھماکہ ہوا اور اس بار صرف گرد و غبار ہی نہیں بلکہ اینٹوں اور ملبے کے دوسرے ٹکڑے بھی اڑتے دکھائی دیئے۔ چند لمحوں بعد جب گرد و غبار قدرے کم ہوا تو سامنے دیوار میں ایک کافی بڑا خلاء نظر آنے لگا جس کی دوسری طرف کوئی ہال کمرہ تھا۔

" فائر کرتے ہوئے اندر داخل ہو جاؤ اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑنا"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس خلاء کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل موجود تھا اور عمران جیسے ہی اس خلاء کو کراس کر کے اندرونی ہال کمرے میں پہنچا اس نے بجلی کی سی تیزی سے چاروں طرف فائرنگ شروع کر دی۔ وہ سائیڈوں پر فائرنگ کر رہا تھا اور دوسرے لمحے جب اس کے ساتھیوں نے اندر داخل ہو کر فائر کھولا تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی۔ البتہ اس کی تیز نظریں چاروں طرف کسی سرچ لائٹس کی طرح

گھوم رہی تھیں۔

" بند کرو فائر"...... عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے فائرنگ بند ہو گئی۔ جیسے ہی فائرنگ بند ہوئی اچانک اس ہال نما کمرے کی چھت پر سٹک سٹک کی تیز آوازیں ابھریں اور عمران نے یہ آوازیں سنتے ہی بے اختیار اپنے جسم کو اچھال کر سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور چھت سے کسی مشین کے پرزے نیچے گرنے لگے۔ البتہ فائرنگ سے پہلے چھت سے نکلنے والی ریز کی زد میں اس کے دو ساتھی صفدر اور جولیا آ گئے تھے اور وہ دونوں ٹیڑھے میڑھے انداز میں فرش پر پڑے تھے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر ان کی طرف دیکھا اور پھر دوڑتا ہوا سامنے ایک بند دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تنویر اس کے ساتھ تھا جبکہ صالحہ اور کیپٹن شکیل، جولیا اور صفدر کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

" میں فائر کرتا ہوں"...... تنویر نے عمران کے ساتھ دوڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا تنویر کے ہاتھ میں موجود میزائل گن سے ایک میزائل نکل کر دروازے سے ٹکرایا اور خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی وہ فولادی دروازہ کئی حصوں میں تقسیم ہو کر اندر جا گرا اور اس کے ساتھ ہی عمران اچھل کر اندر داخل ہوا اور اس نے یکلخت غوطہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ

فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے
یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی جا رہی
ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا
گیا۔

کرنل بارگ اور جوہن دونوں مشین روم میں شیشے والے کمرے
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی نظریں سامنے موجود مشین کی
بڑی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر ایک بڑا سا دہانہ نظر آ رہا
تھا جس پر فولادی جالی لگی ہوئی تھی۔ اس کی سائیڈ پر کھلے حصے میں
جھاڑیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔

"یہ لوگ بس پہنچنے ہی والے ہوں گے۔ کیا کرنل گورش کے
آدمی ہوشیار ہیں"...... کرنل بارگ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ بس اب ان لوگوں کی موت کا دلچسپ
تماشا ہوگا اور پھر یہ لوگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے"۔ جوہن
نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل بارگ نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہم دہانے کے اندر چیک نہیں کر سکتے"...... کرنل بارگ

نے پوچھا۔

"نہیں سر۔ وہاں کوئی آلہ نہیں ہے اور نہ ہی کبھی اس کی ضرورت پڑی ہے"...... جوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سکرین پر دہانے کے ارد گرد دھواں سا پھیلتا چلا گیا اور وہ دونوں چونک پڑے۔ چند لمحوں بعد جب دھواں ختم ہوا تو فولادی جالی غائب ہو چکی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ آواز کیوں نہیں آ رہی"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا تو جوہن نے اس انداز میں یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے جیسے وہ یہ بٹن پہلے پریس کرنا بھول گیا ہو۔ بٹن پریس ہوتے ہی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ دھماکے کی بازگشت تھی جو اب تک سنائی دے رہی تھی۔ ان دونوں کی نظریں اسی دہانے پر جمی ہوئی تھیں اور پھر ایک آدمی جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا دہانے سے نکل کر انتہائی پھرتی سے جھاڑیوں کی طرف مڑا ہی تھا کہ یکلخت جھاڑیوں کی طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور وہ آدمی غوطہ کھا کر تیزی سے سائیڈ پر ابھری ہوئی چٹان کے عقب میں ہو گیا لیکن فائرنگ ختم نہیں ہوئی تھی کہ انہوں نے ایک اور آدمی کو دہانے کے دوسرے حصے میں چھپتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں میزائل گن تھی اور دوسرے لمحے میزائل فائرنگ ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے جھاڑیوں پر قیامت برپا ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ایک بار پھر دہانے سے نکل کر دوڑتے ہوئے ان جھاڑیوں کی طرف

بڑھنے ہی لگے تھے کہ ایک بار پھر جھاڑیوں سے فائرنگ ہوئی لیکن وہ دونوں ہی غوطہ کھا کر نہ صرف فائرنگ سے بچ گئے بلکہ انہوں نے ایک اور میزائل فائر کر دیا جس کے نتیجے میں جھاڑیوں میں موجود تمام افراد ہلاک ہو گئے۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو انتہائی تیز اور خطرناک لوگ ہیں۔ صحیحاً نشانے سے بھی بچ جاتے ہیں"...... کرنل بارگ نے چیختے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ یہ کسی صورت اندر نہیں آ سکتے۔ اگر یہ مر نہیں سکتے تو انہیں واپس جانا ہو گا۔ یہ عمارت ریڈ بلاکس سے بنی ہوئی ہے اور اس میں کوئی دروازہ نہیں ہے"...... جوہن نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"انہیں ہر صورت میں ہلاک کرو۔ ہر صورت میں۔ کچھ نہ کچھ کرو جوہن"...... کرنل بارگ نے ایک ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ پر مار کر غراتے ہوئے کہا۔

"یہ قریب آ جائیں پھر بلیو گن کی رینج میں آکر ختم ہو جائیں گے چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ موت ہر صورت میں ان پر جھپٹے گی"۔ جوہن نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ پھر یکلخت ایک آدمی نے بیگ میں سے کوئی مستطیل شکل کا بم نکالا اور اسے دیوار پر مار دیا۔ ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور کرنل بارگ بے اختیار اچھل پڑا۔

" بے فکر رہیں یہ ریڈ بلاکس کی دیوار ہے ۔اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا"...... جوہن نے ہاتھ اٹھا کر کرنل بارگ کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو کرنل بارگ کے چہرے پر ابھر آنے والے انتہائی پریشانی کے تاثرات نارمل ہوتے چلے گئے ۔ سکرین پر دھماکے کے باوجود دیوار صحیح وسالم موجود تھی۔

" اوہ ۔اوہ ۔یہ سب کچھ انتہائی غلط ہے ۔ان کا کچھ کرو جوہن ۔ کچھ کرو ان کا"...... کرنل بارگ نے تیز لہجے میں کہا حالانکہ وہ خود ہیڈ کوارٹر کا انچارج تھا لیکن اس وقت یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جوہن اس کا چیف ہو ۔آج سے پہلے کرنل بارگ نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اس طرح پانی کی سپلائی والی ندی کے ذریعے کچھ لوگ ہیڈ کوارٹر کے اندر پہنچ سکتے ہیں اس لئے تمام انتظامات انہوں نے بیرونی راستوں اور پہاڑیوں پر کئے تھے۔

" آجاؤ ۔آجاؤ ۔اور قریب آجاؤ"...... اچانک جوہن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل بارگ اپنے خیال سے چونک کر سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ سکرین پر اب دیوار کے سامنے چھ افراد آگے بڑھے چلے آرہے تھے۔

" ہا ۔ہا ۔اب بلیو گن کی رینج میں آگئے ہیں یہ لوگ ۔اب ان کی موت یقینی ہو گئی ہے"...... جوہن نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔کرنل بارگ نے دیکھا کہ دیوار میں اوپر ایک

چوکھٹا سا نمودار ہو گیا تھا۔

" ہا ۔ہا ۔اب مرجاؤ"...... جوہن نے جلدی سے ایک ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس سے پہلے کہ بلیو گن فائر ہوتی اس پر سرخ رنگ کا میزائل فائر کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جوہن کے چہرے پر پہلی بار پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

" کیا ہوا ۔کیا ہوا جوہن"...... کرنل بارگ نے چیختے ہوئے کہا۔

بلیو گن کو میزائل فائر کر کے تباہ کر دیا گیا ہے ۔ویری بیڈ ۔رئیلی ویری بیڈ"...... جوہن نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔اب کیا ہو گا"...... کرنل بارگ نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" کچھ نہیں ہو گا چیف ۔یہ لوگ اندر تو کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتے"...... جوہن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" وہ ۔وہ ۔وہ دوبارہ بم مار رہے ہیں ۔وہ دیکھو ۔وہ کیوں اپنے بم ضائع کر رہے ہیں"...... کرنل بارگ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوہن کوئی جواب دیتا پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک دھماکے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے ۔ان کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں دھوئیں کے ساتھ دیوار کے ٹکڑے بھی اڑ رہے تھے ۔ان دونوں کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ ۔ یہ کیسے ہو گیا ۔ یہ ۔ یہ کیسے ہو گیا"...... جوہن
نے بے اختیار آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا کیونکہ سکرین پر پھیل جانے
والا گرد و غبار جب چھٹا تو دیوار میں ایک بڑا سا خلاء نمودار ہو چکا تھا۔
"یہ ۔ یہ کیا ہوا ۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ ریڈ بلاکس کی دیوار
ہے ۔ پھر یہ کیسے ٹوٹ گئی"...... کرنل بارگ کی حالت بھی دیکھنے
والی تھی۔
"ابھی بھی ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے ۔ گھبرائیں نہیں"۔ جوہن
نے یکلخت اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مشین کے
ایک بٹن پر انگلی رکھ دی ۔ اسی لمحے ایک آدمی تیزی سے اندر داخل
ہوا ۔ جوہن نے بٹن پریس کر دیا لیکن دوسرے لمحے تیز فائرنگ سے
چھت پر موجود ڈیوائس ٹوٹ پھوٹ کر لٹک گئی ۔ البتہ ایک عورت
اور ایک مرد ریز کی زد میں آ گئے تھے اس لئے وہ نیچے فرش پر ٹیڑھے
میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔
"دو تو گئے ۔ باقی بھی ختم ہو جائیں گے"...... جوہن نے کہا اور
اٹھ کر تیزی سے شیشے والے کمرے سے باہر آ گیا ۔ اس نے بجلی کی سی
تیزی سے دروازے کے ساتھ ہی ریک میں پڑی ہوئی مشین گن
جھپٹی اور تیزی سے ایک سائیڈ پر دوڑتا چلا گیا جبکہ کرنل بارگ
حیرت سے بت بنا اپنی جگہ پر بیٹھا رہا تھا ۔ البتہ اس کی نظریں سکرین
پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس نے دروازے پر میزائل فائر ہوتے دیکھے
اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کئی حصوں میں تقسیم ہو کر اندر آ

گرا۔
"اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ مشین روم تک پہنچ ہی گئے"...... کرنل
بارگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا
جب اچانک تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے
میں داخل ہونے والا آدمی اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد
ساکت ہو گیا۔
"یہ ۔ یہ فائرنگ کس نے کی ہے"...... کرنل بارگ نے یکلخت
اچھلتے ہوئے کہا لیکن دوسرے ہی لمحے خوفناک میزائل دھماکے کے
ساتھ ہی انسانی چیخ سنائی دی اور کرنل بارگ بے اختیار اچھل کر
کھڑا ہو گیا کیونکہ وہ پہچان گیا تھا کہ چیخنے کی آواز جوہن کی تھی۔
"اوہ ۔ اوہ ۔ جوہن مارا گیا ۔ اب مجھے یہاں سے نکلنا چاہئے ۔ سپر
سپیشل وے سے"...... کرنل بارگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر شیشے والے کمرے سے نکل
کر وہ ہال میں دوڑتا ہوا دوسری طرف دروازے کی طرف چلا گیا ۔
ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا ۔ اس
نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے ساتھ ہی دیوار پر
موجود سوئچ بورڈ پر موجود ایک بٹن پریس کیا تو اچانک چھت سے
چٹک کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کرنل بارگ کا ذہن تاریکی
میں ڈوبتا چلا گیا ۔ البتہ آخری احساس اس کے ذہن میں یہی ابھرا تھا
کہ اس نے جلدی میں غلط بٹن پریس کر دیا ہے۔

دروازہ بند تھا اور دروازے کے باہر جولیا اور صفدر دیوار سے پشت لگائے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اندر کمرے میں کیپٹن شکیل، صالحہ کے ساتھ مل کر عمران کا میجر آپریشن کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کو چار گولیاں لگی تھیں جن میں سے دو کیپٹن شکیل کے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک تھیں۔ جب عمران ہٹ ہوا تو اس وقت بڑے کمرے میں جولیا اور صفدر دونوں ریز سے ہٹ ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے اور کیپٹن شکیل اور صالحہ انہیں سنبھالے ہوئے تھے لیکن پھر اچانک اندرونی کمرے میں عمران ہٹ ہو گیا اور اس کے بعد تو جیسے سب میں افراتفری سی پھیل گئی۔ تنویر جو خود یہاں میزائل فائرنگ میں مصروف تھا عمران کو اٹھا کر تیزی سے باہر لے آیا اور پھر اس نے اس ہیڈ کوارٹر میں ایک باقاعدہ آپریشن تھیٹر کا پتہ چلا لیا۔ اس کے بعد عمران کو اٹھا کر آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ کیپٹن

شکیل اور صالحہ نے چونکہ باقاعدہ طبی امداد کی ایڈوانس تربیت لے رکھی تھی اس لئے ان دونوں نے مل کر عمران کے فوری آپریشن کا فیصلہ کر لیا اور تنویر کو انہوں نے باہر بھیج دیا تاکہ وہ صفدر اور جولیا کو پانی پلا کر ہوش میں لے آئے کیونکہ ریز کا توڑ سادہ پانی بھی تھا اور پھر تنویر نے ایسا ہی کیا اور جولیا اور صفدر دونوں کو ہوش آ گیا لیکن جب ان دونوں کو عمران کے ہٹ ہونے کا پتہ چلا تو ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور وہ تیزی سے اس آپریشن تھیٹر کے پاس آ گئے۔

" بے فکر رہو۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا۔ میرے دل میں اطمینان ہے۔ میں اس دوران ہیڈ کوارٹر کی چیکنگ کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی اچانک ہم سب پر ٹوٹ پڑے"...... تنویر نے کہا تو صفدر اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور جولیا دونوں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر عمران کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ان کے دلوں میں بے چینی کا گراف بھی اتنا ہی اونچا ہوتا جا رہا تھا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزر گئی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ان دونوں نے چونک کر دیکھا تو کیپٹن شکیل باہر آ رہا تھا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر ان دونوں کے دل جیسے دھڑکنا بھول گئے تھے۔

" تنویر کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ۔ بتاؤ تو سہی" ...... جولیا نے یکلخت پھٹ پڑنے والے
لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں ۔ اللہ تعالیٰ مہربانی کرے گا ۔ آپریشن ہو گیا ہے ۔
گولیاں نکال دی گئی ہیں لیکن عمران صاحب کو خون کی فوری
ضرورت ہے ۔ میرا اور صالحہ دونوں کا خون گروپ نہیں ملتا اس لئے
تنویر کا پوچھ رہا ہوں" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا ۔ میرا خون لے لو ۔ جلدی کرو ۔ میرا سارا خون لے لو ۔
سارا ۔ آخری قطرہ بھی ۔ بس عمران ٹھیک ہو جائے" ...... جولیا نے
آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرا خون گروپ ملتا ہے" ...... صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔ تم دونوں کے خون میں لازماً ریز کے اثرات موجود ہوں
گے اس لئے تم دونوں کا خون خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ۔ کیپٹن
شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ میں تنویر کو ڈھونڈ کر لاتا ہوں" ...... صفدر نے کہا اور
س طرف کو دوڑ پڑا جدھر تنویر گیا تھا کہ یکلخت موڑ سے تنویر آتا
کھائی دیا۔

"کیا ہوا ۔ خیریت ۔ کیا ہوا" ...... وہاں کی صورت حال دیکھ کر
تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ان کی طرف دوڑ پڑا۔

"عمران کو خون کی فوری اور اشد ضرورت ہے" ...... کیپٹن
کیل نے کہا۔

"اوہ ۔ میرا خون لو ۔ جلدی کرو ۔ میرا گروپ اس سے ملتا ہے ۔ آؤ
آؤ ۔ دیر مت کرو ۔ جتنا جی چاہے خون لے لو ۔ عمران کو کچھ نہیں ہونا
چاہئے" ...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ کیپٹن شکیل کا بازو پکڑ
کر اسے گھسیٹتا ہوا اندر چلا گیا تو صفدر اور جولیا ایک بار پھر دیوار سے
پشت لگا کر بیٹھ گئے ۔ ان دنوں کے چہرے ستے ہوئے تھے ۔ یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک ایک لمحہ ان پر بھاری پڑ رہا ہو ۔ ان کی
نظریں سامنے بند دروازے پر جمی ہوئی تھیں اور اس وقت ان کے
ذہنوں میں سوائے عمران کی زندگی اور صحت کے اور کوئی بات موجود
نہ تھی ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کیپٹن شکیل اور اس کے پیچھے
تنویر باہر آگیا ۔ ان دونوں کے چہروں پر موجود مسکراہٹ نے جیسے
ان دونوں کے دلوں کو سہارا سا دے دیا تھا۔

"کیا ہوا" ...... جولیا اور صفدر دونوں نے ہی تیزی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے ۔ تنویر کا خون زندگی بن کر عمران
کے جسم میں دوڑ رہا ہے ۔ اب وہ خطرے سے باہر ہے" ...... کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"تم ۔ تمہارا شکریہ تنویر ۔ تم نے عمران کو نہیں مجھے زندگی دی
ہے" ...... جولیا نے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے مس جولیا ۔
مجھے ساری زندگی اس بات پر فخر رہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عمران

جیسے عظیم انسان کی زندگی بچانے کا موقعہ بخش دیا ہے"...... تنویر نے بڑے جذباتی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بھی عمران سے کم نہیں ہو"...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر پہلے ہی اندر جا چکا تھا۔

"تنویر۔ ہیڈ کوارٹر کو چیک کر لیا جائے۔ اب عمران صاحب کی طرف سے تو فکر نہیں رہی"...... کیپٹن شکیل نے تنویر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی چیک کر لیا ہے۔ ایک آدمی کا نچلا جسم اڑ گیا تھا یہ میزائل کی آڑ میں آیا تھا اور ایک اور آدمی ایک کمرے میں بے ہوش پڑا تھا۔ میں نے اس کا خاتمہ کر دیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ارے۔ اگر وہ زندہ تھا تو اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

"اب مزید کیا معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسرائیل کے صدر اپنے مخصوص آفس میں بیٹھے فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ان کی نظریں فائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"یس"...... صدر نے اپنے مخصوص بھاری لہجے میں کہا۔

"چیئرمین سارج جناب گلیوارڈ بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کراؤ بات"...... صدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"گلیوارڈ بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس مسٹر چیئرمین۔ کوئی خاص بات"...... صدر نے بھی قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"سر۔ ایک بیڈ نیوز ملی ہے مجھے۔ سارج ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"پہلے سارج ایجنسی کے بارے میں اطلاع ملی تھی جس میں سابقہ چیئرمین بھی ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ پھر اطلاعات ملتی رہیں کہ سارج ہیڈ کوارٹر کے خلاف پاکیشیائی ایجنٹ کام کر رہے ہیں جس پر آپ کو چیئرمین اس لئے بنایا گیا کہ آپ سارج ہیڈ کوارٹر کا تحفظ کریں گے لیکن اب آپ یہ اطلاع دے رہے ہیں"...... صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے چیئرمین بنتے ہی سارج ہیڈ کوارٹر کے انچارج کرنل بارگ اور مشینری انچارج جوہن سے تفصیلی بات کی تھی۔ مجھے جو کچھ بتایا گیا تھا اس لحاظ سے تو یہ ہیڈ کوارٹر ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر تھا۔ اس کا محل وقوع، اس کے حفاظتی انتظامات اس انداز کے تھے کہ چند لوگ تو ایک طرف کسی ملک کی پوری فوج بھی اس کو تباہ نہ کر سکتی تھی اس لئے میں مطمئن ہو گیا تھا۔ اب بھی جو اطلاع ملی ہے اور میں نے جو تحقیقات کرائی ہیں اس کے مطابق ان میں سے ایک آدمی جس کا نام علی عمران بتایا گیا ہے انتہائی شدید زخمی حالت میں لے جایا گیا ہے"...... چیئرمین گلیوارڈ نے کہا تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ عمران شدید زخمی ہو گیا ہے۔ کیا

واقعی آپ نے عمران کا نام لیا ہے"...... صدر نے اپنے منصب کا خیال رکھے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ مجھے جب اطلاع ملی کہ میرانا کی پہاڑیوں کا ایک بہت بڑا حصہ اچانک خوفناک دھماکوں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے تو میں نے وہاں ایک چیکنگ ٹیم بھجوائی تاکہ اس بارے میں تفصیلی رپورٹ آپ تک پہنچائی جا سکے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ ٹیم ایک بوما ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہاڑیوں پر اتری اور پھر بوما ہیلی کاپٹر کو وہاں چھوڑ کر یہ لوگ جن کی تعداد چھ تھی ایک گھاٹی میں اتر گئے جہاں پانی کی ندی بہہ رہی تھی اور یہ ندی ہمارے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتی تھی وہاں انتہائی مضبوط ترین فولادی جالی نصب تھی جو ٹوٹی ہوئی حالت میں ملی ہے۔ ہیڈ کوارٹر کے اندرونی کشادہ حصے میں سے لاشیں بھی ملی ہیں اور ہیڈ کوارٹر کا اندرونی عمارتی حصہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور جناب۔ چند گڈریوں نے ٹیم کو بتایا ہے کہ اس گھاٹی سے جس کے قریب وہ بوما ہیلی کاپٹر موجود تھا، دو عورتیں اور تین مرد واپس آئے۔ ان میں سے دو نے سٹریچر اٹھایا ہوا تھا اور اس سٹریچر پر کوئی آدمی موجود تھا اور پھر اس سٹریچر کو اس بوما ہیلی کاپٹر میں لاد کر بوما ہیلی کاپٹر میں وہاں سے چلے گئے اور ان کے واپس جانے کے تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے۔ میری ٹیم نے اس بوما ہیلی کاپٹر کا سراغ لگایا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ بوما ہیلی کاپٹر میرانا کے چارٹرڈ ایئرپورٹ سے کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک

جھنڈ کے نیچے کھڑا موجود پایا گیا۔ وہاں سے جو شہادتیں حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ میرانا سے ایک جیٹ طیارہ ولنگٹن کے لئے چارٹرڈ کرایا گیا ہے اور اس میں اس سٹریچر سمیت آدمی کو بھی ولنگٹن لے جایا گیا ہے۔ ایئرپورٹ پر بتایا گیا ہے کہ یہ آدمی شدید زخمی ہے اور اس کا نام مائیکل لکھوایا گیا۔ پھر ولنگٹن سے معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ وہاں ایئرپورٹ پر ولنگٹن میں پاکیشیا کے سفیر موجود تھے اور ایک ایمبولینس طیارہ پاکیشیا کے لئے چارٹرڈ کرایا گیا تھا۔ میرانا سے ولنگٹن پہنچنے والے گروپ کو اس زخمی سمیت اس ایمبولینس طیارے میں سوار کرا کر پاکیشیا بھجوایا گیا اور وہاں زخمی کا نام علی عمران لکھوایا گیا ہے"...... چیئرمین گلیوارڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" پھر آپ نے پاکیشیا سے معلومات حاصل کیں کہ اس زخمی کا کیا ہوا ہے"...... صدر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" نہیں جناب ۔ کیا اس زخمی کی کوئی خاص اہمیت ہے"۔ چیئرمین گلیوارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ یہ عمران یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ہے ۔ اکیلا یہی شخص پوری دنیا کے مسلمانوں سے زیادہ یہودیوں کے لئے خطرناک ہے ۔ اگر یہ ہلاک ہو جاتا تو اس کی ہلاکت کے عوض ایک ہزار سارج ایجنسیاں اور ایک ہزار سارج ہیڈ کوارٹرز کی تباہی بھی منظور کی جا سکتی ہے ۔ آپ فوراً پاکیشیا سے معلومات حاصل کرائیں اور پھر مجھے اطلاع دیں"...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے رسیور رکھ دیا۔

" کاش مجھے پہلے اطلاع مل جاتی تو میں اس چارٹرڈ طیارے کو فضا میں ہی تباہ کرا دیتا ۔ کاش مجھے پہلے اطلاع مل جاتی"...... صدر نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر نے اپنے مخصوص بھاری لہجے میں کہا۔

" چیئرمین گلیوارڈ بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کراؤ بات"...... صدر نے کہا۔

" سر ۔ میں گلیوارڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... صدر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

" سر ۔ عمران کو پاکیشیا میں کسی خفیہ ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے جس کے بارے میں باوجود کوشش کے معلوم نہیں ہو سکا ۔ یہ رپورٹ ملی ہے کہ ایئرپورٹ پر پہنچنے والے چارٹرڈ طیارے کے استقبال کے لئے وہاں پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان بذات خود موجود تھے اور پھر وہ اس عمران کو ساتھ لے کر چلے گئے ۔ عمران کے رہائشی فلیٹ پر تالا لگا ہوا ہے"...... چیئرمین گلیوارڈ نے

رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عمران انتہائی شدید زخمی ہے جو سیکرٹری خارجہ خود ایئرپورٹ پر پہنچے اور ولنگٹن سے بھی سفارت خانے کو کہا گیا کہ وہ طیارہ چارٹرڈ کرائے اور انہیں خطرہ ہو گا کہ عمران کو ولنگٹن میں بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے اس لئے اسے ولنگٹن کے کسی ہسپتال میں بھی داخل نہیں کرایا گیا"...... صدر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ مجھے کرنل بارگ نے فون کر کے اطلاع دی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں تک بلیک ہیڈ کے بارے میں اطلاع پہنچ چکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں"...... چیئرمین گلیوارڈ نے کہا تو اسرائیل کے صدر محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو سپر ٹاپ سیکرٹ ہے۔ سوائے چند خاص لوگوں کے اور کسی کو اس بارے میں علم نہیں اور ایک لحاظ سے وہ یہودیت کا مستقبل ہے۔ اگر اسے تباہ کر دیا گیا تو یوں سمجھیں کہ یہودیت آئندہ ایک ہزار سال تک دنیا پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔ ویری بیڈ۔ لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گیا"...... اسرائیل کے صدر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ بتایا گیا ہے کہ کرنل سٹارک جو بلیک ہیڈ کا سیکورٹی چیف ہے سارج ہیڈ کوارٹر کے کرنل بارگ سے ملاقات کے لئے گیا

تھا۔ وہاں کرنل گورش سے اس کی علیحدگی میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ دونوں دوست تھے اور کرنل سٹارک نے کرنل گورش کو اس بارے میں بتایا اور اس عمران نے کرنل گورش سے اس بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ کرنل بارگ کو اس بارے میں اطلاع ملی تو اس نے مجھے رپورٹ دی"...... چیئرمین گلیوارڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ اب ہر صورت میں بلیک ہیڈ کے خلاف کام کریں گے"...... صدر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سر۔ بلیک ہیڈ کے انتظامات انتہائی سخت ہیں۔ یہ کچھ بھی کر لیں وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے"...... چیئرمین گلیوارڈ نے کہا۔

"سارج ایجنسی اور سارج ہیڈ کوارٹر کے انتظامات بھی تو کم نہیں تھے۔ پھر بھی یہ لوگ انہیں تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور ان سب میں زیادہ خطرناک یہی عمران ہے۔ کاش یہ ہلاک ہو جائے تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ یہودی سلطنت پوری دنیا میں قائم ہو سکے گی۔ بہرحال آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب بلیک ہیڈ پر مزید سخت حفاظتی انتظامات کئے جائیں گے۔ سارج ایجنسی کی تباہی اور سارج ہیڈ کوارٹر کی تباہی تو برداشت کی جا سکتی ہے اور انہیں دوبارہ قائم کیا جا سکتا ہے لیکن بلیک ہیڈ کی تباہی ناقابل برداشت ہو گی"...... صدر نے تیز تیز لہجے

میں کہا۔

" یس سر۔اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"...... چیئرمین گلیوارڈ نے کہا۔

" آپ ہیڈ کوارٹر کو دوبارہ کسی اور جگہ تعمیر کرائیں۔میں بلیک ہیڈ کی حفاظت کے لئے کام کرتا ہوں"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ویری بیڈ نیوز۔رئیلی ویری بیڈ نیوز۔اب یہ لوگ بھوتوں کی طرح بلیک ہیڈ کے پیچھے پڑجائیں گے۔کاش یہ عمران ہلاک ہو جائے تو میں پوری یہودی دنیا میں جشن منانے کے احکامات دے دوں گا۔کاش ایسا ہو جائے"...... صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

عمران سپیشل ہسپتال کے خصوصی وارڈ کے ایک کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔اسے سارج ہیڈ کوارٹر سے واپسی پر راستے میں ہی ہوش آگیا تھا اور اسے محسوس ہو گیا تھا کہ کیپٹن شکیل اور صالحہ نے اس کا انتہائی نازک اور خطرناک آپریشن کیا ہے اور تنویر نے اسے خون دے کر اس کی زندگی بچائی ہے لیکن اس کے باوجود اس کی حالت پوری طرح خطرے سے باہر نہ تھی۔ کیپٹن شکیل چونکہ پیشہ ور سرجن نہ تھا اس لئے وہ اس کے جسم میں موجود گولیوں کے پھیلنے والے زہر کو پوری طرح واش نہ کر سکا تھا اس لئے عمران کی حالت کبھی ٹھیک ہو جاتی اور کبھی خراب۔وہ کسی پنڈولم کی طرح موت اور زندگی کے درمیان لٹک رہا تھا۔اس کی حالت دیکھتے ہوئے اسے سٹریچر کے ذریعے بوما ہیلی کاپٹر میں منتقل کیا گیا اور پھر میرانا لا کر اسے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ولنگٹن لایا گیا جبکہ بوما ہیلی کاپٹر

کی پرواز کے دوران ہی صفدر نے ہیڈ کوارٹر کے اسلحہ کے سٹور میں رکھے ہوئے انتہائی طاقتور چارجڈ بم کو وائرلیس ڈی چارجر کی مدد سے ڈی چارج کر دیا اور بموں کے پھٹتے ہی پورا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ میرانا سے ہی جولیا نے فون پر سر سلطان سے رابطہ کر کے انہیں عمران کی حالت کے بارے میں بتایا تو سر سلطان نے ولنگٹن میں موجود پاکیشیا کے سفیر کو انہیں اپنی نگرانی میں پاکیشیا بھجوانے کے احکامات دیئے اور پھر وہ خود بھی عمران کو لینے پاکیشیا ایئر پورٹ پہنچ گئے اور اسے اپنے ساتھ لے کر وہ سپیشل ہسپتال آ گئے جہاں ڈاکٹر صدیقی نے مزید چار گھنٹے تک اس کا دوبارہ آپریشن کیا اور پھر اسے خصوصی وارڈ میں پہنچا دیا گیا اور پھر ہوش میں آنے پر ڈاکٹر صدیقی نے اسے نئی زندگی کی مبارک باد دی تھی لیکن انہوں نے اسے صاف صاف بتا دیا تھا کہ وہ کم از کم پندرہ دن تک ہسپتال میں لازماً رہے گا اور اس معاملے میں اس کی کوئی بات نہ سنی جائے گی۔ ڈاکٹر صدیقی معمول کی چیکنگ کے بعد ابھی واپس گئے تھے اور عمران آنکھیں بند کئے لیٹا بلیک ہیڈ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فوری اس بلیک ہیڈ پر ریڈ کر دے لیکن قدرت نے اسے بیڈ پر لٹا دیا تھا۔ ڈاکٹر صدیقی کے مطابق یہ عمران کی قوت مدافعت تھی جس نے اسے اس طویل سفر کے دوران موت سے بچا لیا تھا ورنہ جس حالت میں اسے لایا گیا تھا اس حالت میں عام لوگ کم ہی بچ سکتے تھے۔ عمران اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دل ہی دل میں بار

بار شکر ادا کر رہا تھا کیونکہ اس بار وہ براہ راست مشین گن کی فائرنگ کی زد میں آ گیا تھا۔ اسے معمولی سا شبہ بھی نہ تھا کہ اس جگہ کوئی مشین گن بردار بھی ہو سکتا ہے اور اسے اس بارے میں معلوم ہی اس وقت ہوا جب وہ فائرنگ کی زد میں آ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پوری ٹیم اس سے ملنے کے لئے بے چین ہو گی لیکن ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتا دیا تھا کہ انہوں نے کل تک کسی کی بھی اس سے ملاقات پر پابندی لگا دی ہے اس لئے کل سے پہلے کوئی اس سے ملاقات کرنے نہیں آ سکتا تھا اس لئے وہ آنکھیں بند کئے خاموش لیٹا ہوا تھا کہ اس کے کانوں میں دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے وہ دروازے پر موجود بلیک زیرو کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"آؤ۔ آؤ۔ تمہیں ڈاکٹر صدیقی نے کیسے ملاقات کی اجازت دے دی"...... سلام دعا کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے چیف کے طور پر انہیں حکم دیا تھا کہ میرے ایک خصوصی نمائندے طاہر کو لازماً ملاقات کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ انتہائی اہم ملکی معاملات ہیں جس پر ڈاکٹر صدیقی کو ملاقات کی اجازت دینا پڑی"...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ارے کمال ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ سیٹ سے اٹھو تو سیٹ غائب۔ پہلے میں چیف کا نمائندہ خصوصی تھا۔ میرے ہسپتال میں داخل ہوتے ہی تم نے میری اس سیٹ پر بھی قبضہ کر لیا ہے"۔

عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ نمائندہ خصوصی ہیں جبکہ میں خصوصی نمائندہ اور ان دونوں میں فرق ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اچھا ۔ کیا فرق ہے"...... عمران نے کہا۔

" جو فرق سپیشل پرسن اور پرسن سپیشل میں ہوتا ہے ۔ سپیشل پرسن ذہنی اور جسمانی طور پر معذور آدمی کو کہا جاتا ہے اور پرسن سپیشل وی آئی پی کو کہا جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہی تو ہمارے ملک کا المیہ ہے کہ سب ٹاپ کی سیٹوں پر سپیشل پرسنز نے قبضہ کر رکھا ہے ۔ بے چارے پرنس سپیشل ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بھی ہنس پڑا کیونکہ وہ عمران کی گہری بات اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ عمران اس کے چیف ہونے پر بات کر رہا ہے۔

" عمران صاحب ۔ جولیا نے اپنی رپورٹ میں یہودیوں کی ایک لیبارٹری بلیک ہیڈ کے بارے میں ذکر کیا ہے ۔ اس نے رپورٹ میں لکھا ہے کہ آپ نے کرنل گورش سے اس بارے میں تفصیل حاصل کی ہے"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ اس لیبارٹری میں کسی ایسے آلے پر کام ہو رہا ہے جس کی مدد سے یہودیوں کو یقین ہے کہ ان کا پوری دنیا پر قبضے کا دیرینہ

خواب آسانی سے پورا ہو سکے گا"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر اس کے خلاف تو فوری کارروائی ہونی چاہئے لیکن آپ شاید ایک ڈیڑھ ماہ تک کسی مشن پر کام کرنے کے قابل نہ ہو سکیں پھر"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ مجھے تو ڈاکٹر صدیقی نے انتہائی سختی سے پندرہ روز تک یہیں ہسپتال میں پابند کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ پندرہ روز بڑھ کر ایک ماہ میں تبدیل ہو جائیں ۔ اس کے بعد ظاہر ہے مشن پر کام کرنے سے پہلے مجھے اپنی توانائی بحال کرنے میں کچھ وقت لگ جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر آپ مجھے اس کی تفصیل بتا دیں ۔ میں خود اس مشن پر کام کرتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں ۔ یہ ایک دو آدمیوں کا کام نہیں ہے ۔ پھر سارج ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا علم بھی انہیں ہو گیا ہو گا اس لئے وہاں ہائی ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہو گا ۔ پہلے ہی انہوں نے اس لیبارٹری کو اس انداز میں قائم کیا ہے کہ اس پر ریڈ کو ہر لحاظ سے ناممکن بنا دیا گیا ہے ۔ مجھے کرنل گورش نے بتایا تھا کہ ابھی اس آلے پر جسے بلیک ہیڈ کا نام دیا گیا ہے ابتدائی کام ہو رہا ہے لیکن اب وہ اس میں تیزی لے آئیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے ۔ کیا جولیا کی سرکردگی میں ٹیم وہاں بھجوائی جائے لیکن آپ کے بغیر بات بنے گی نہیں"...... بلیک زیرو

نے کہا۔

" ٹائیگر کی سربراہی میں جوزف اور جوانا کو بھجوا دو"...... عمران نے کہا۔

" ٹائیگر ۔ اوہ نہیں ۔ یہ ٹائیگر کا کام نہیں ہے عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹائیگر میرا شاگرد ہے اور کہا تو یہی جاتا ہے کہ شاگرد استاد سے دو قدم آگے ہی رہتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کچھ بھی ہو عمران صاحب ۔ اس قدر اہم مشن ٹائیگر کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کچھ اور سوچیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اب میں کیا سوچوں ۔ پہلے مجھے ٹھیک ہونے دو۔ اور ہاں ۔ اس مشن کا چیک لے آئے ہو یا نہیں"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بات کرتے کرتے اسے چیک کا خیال آ گیا ہو۔

" آپ پر آئندہ دو چیک بھی ادھار ہو گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ادھار ہو گئے ہیں ۔ کیا مطلب"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" آپ کو سرکاری خرچ پر میرانا سے ولنگٹن اور پھر ولنگٹن سے پاکیشیا لایا گیا ہے اور اب تک ہسپتال کے تمام اخراجات بھی سرکاری خزانے سے پورے کئے جا رہے ہیں اور سرکاری خزانہ بہرحال آپ پر خرچ نہیں کیا جا سکتا"۔ بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

" کمال ہے ۔ سرکاری خزانہ بھرا تو ہمارے ٹیکسوں سے جاتا ہے

اور ہم پر خرچ نہیں ہو سکتا۔ یہ نئی منطق ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" بس یہی یہاں کا المیہ ہے کہ ٹیکس عوام دیں لیکن سہولیات صرف خواص حاصل کر سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔

" بس مسٹر طاہر ۔ اس سے زیادہ آپ کو وقت نہیں دیا جا سکتا۔ اگر عمران صاحب کی طبیعت بگڑ گئی تو پھر ان کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے اندر داخل ہو کر قدرے سخت لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ کا شکریہ عمران صاحب ۔ میں رپورٹ چیف کو دے دوں گا ۔ پھر وہ جو فیصلہ کریں ۔ اللہ حافظ"...... بلیک زیرو نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران زیرلب مسکرا رہا تھا کہ ڈاکٹر صدیقی کو اگر معلوم ہو جائے کہ جس سے وہ سخت لہجے میں بات کر رہا ہے وہ خود چیف ہے تو ڈاکٹر صدیقی کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔

" عمران صاحب ۔ آپ آرام کریں"...... ڈاکٹر صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ٹارگٹ عمران

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- عمران شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ پھر —— ؟
- عمران کو بیماری کے دوران ہسپتال میں ہی ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا۔ پھر؟
- وہ لمحہ جب یہودیوں کی انتہائی خطرناک تنظیم فارما نے اپنا سپر ایجنٹ پاکیشیا بھجوا دیا۔ ٹارگٹ عمران تھا۔
- وہ لمحہ جب تھامس، عمران کو ہلاک کر کے فتح کے شادیانے بجاتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر؟
- کیا واقعی عمران ہلاک ہو گیا۔ یا —— ؟
- وہ لمحہ جب عمران کا شاگرد ٹائیگر، تھامس تک پہنچ گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان خوفناک فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا —— ؟
- وہ لمحہ جب فارما کے دو اور سپر ایجنٹس چارلی اور مجلی عمران کے سر پر پہنچ گئے۔
- وہ جان لیوا لمحات جب بیمار عمران اور فارما کے سپر ایجنٹوں کے درمیان ہسپتال کے تہہ خانے میں انتہائی خوفناک جسمانی فائٹ ہوئی۔ نتیجہ کیا نکلا —— ؟
- کیا بیمار عمران فائٹر سپر ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا —— ؟
- تیز ایکشن اور جسمانی فائٹس سے بھرپور ایک دلچسپ اور یادگار ناول

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں قطعی منفرد، انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

سپیشل نمبر

مصنف ...... مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ شیطان کی دنیا، شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ یہ منصوبہ کیا تھا —— ؟

رعمیس ایک ایسا جادوئی زیور جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی۔ کیوں؟ وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا

جبوتی ایک شیطانی قوت جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا۔
کیا واقعی ایسا ہوا —— ؟ کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی —— ؟

بلیک ورلڈ جس کے مقابل عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔